

قال رسول الله ﷺ:
مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.

(صحيح البخاري ۱۶/۱ رقم: ۷۱، صحيح مسلم ۳۳۳/۱ رقم: ۱۰۳۷)

کتاب النوازل

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری

نائب مفتی و استاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شانی مراد آباد

(جلد سادس عشر)

بقیہ کتاب الخطر والاباحۃ

ترتیب و تحقیق:

(مفتی) محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مراد آباد



- نام کتاب : کتاب النوازل (جلد سادس عشر)
- منتخب فتاویٰ : مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- ترتیب و تحقیق : مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی
- کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفرنگری
- ناشر : المركز العلمی للنشر والتحقق، لال باغ مراد آباد
- 09412635154 - 09058602750**
- تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ دریانگن دہلی
- 011-23289786 - 23289159**
- اشاعت اول : جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق فروری ۲۰۱۶ء
- صفحات : ۶۰۸
- قیمت : ۴۲۰ روپے

ملنے کے پتے:

- مرکز نشر و تحقیق لال باغ مراد آباد **09058602750**
- مکتبہ صدیق آیند کلاتھ ہاؤس لال باغ مراد آباد **09997747293**
- کتب خانہ تحویٰ محلہ مفتی سہارن پور
- کتب خانہ نعیمیہ دیوبند





مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:

○ فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

[الأنبياء: ٧]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ.

(سنن أبي داؤد ۴۹/۱ رقم: ۳۳۶، سنن ابن ماجه ۴۳/۱ قم: ۵۷۲)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینان قلب کا ذریعہ

(معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔



اجمالی فہرست

بقیہ کتاب الخطر والا باحہ

- کھانے کی سنتیں اور آداب ----- ۶۶-۳۱
- دعوتِ طعام اور اُس کے آداب ----- ۹۷-۶۷
- ماکولات کا بیان ----- ۱۲۲-۹۸
- مشروبات کا بیان ----- ۱۳۱-۱۲۳
- نشہ آور چیزیں ----- ۱۵۶-۱۳۲
- کسب اور پیشہ ----- ۱۷۶-۱۵۷
- طب و علاج ----- ۲۰۸-۱۷۷
- اعضاءِ انسانی کا عطیہ اور اُن کی پیوند کاری ----- ۲۴۱-۲۰۹
- ختنہ کے مسائل ----- ۲۴۷-۲۴۲
- إسقاطِ حمل اور نس بندی ----- ۲۸۱-۲۴۸
- جھاڑ پھونک اور تعویذ و عملیات ----- ۳۳۵-۲۸۲
- کفار و مشرکین کے ساتھ میل جول کرنا ----- ۳۷۶-۳۳۶
- معاصی و منکرات ----- ۴۲۷-۳۷۷
- ٹیلی ویژن اور تصاویر وغیرہ ----- ۵۳۲-۴۲۸
- لہو لعب اور کھیل کود ----- ۵۴۴-۵۳۳
- شعر و شاعری اور نعتیہ مقابلہ ----- ۵۶۴-۵۴۵
- رشوت کے مسائل ----- ۵۷۹-۵۶۵
- اذکار اور دعائیں ----- ۶۰۸-۵۸۰



تفصیلی فہرست

بقیہ کتاب الحظر والاباحۃ

کھانے کی سنتیں اور آداب

۳۲

- کھانا کھانے کی اہم سنتیں ----- ۳۲
- کھانے سے پہلے ”بسم اللہ علیٰ برکتہ اللہ“ پڑھنا؟ ----- ۳۵
- کیا بغیر بسم اللہ کے کھانے والے کے ساتھ شیطان کھاتا ہے؟ ----- ۳۷
- کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو؟ ----- ۳۷
- کھانا کھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ ----- ۳۸
- کھاتے وقت بیٹھنے کا سنت طریقہ ----- ۳۹
- بیٹھ کر کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ ----- ۴۰
- اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا؟ ----- ۴۲
- کھانے کے دوران اُکڑوں بیٹھنے کی کیا حیثیت ہے؟ ----- ۴۴
- کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا اور کھانا؟ ----- ۴۵
- کرسی میز پر کھانا کھانا؟ ----- ۴۷
- ٹیک لگا کر کھانا؟ ----- ۴۸
- کھڑے ہو کر کھانا پینا؟ ----- ۴۹
- تنہا ہاتھ کی قہقہہ کی معمولی چیزیں کھڑے ہو کر کھانا اور کھاتے وقت اُکڑوں بیٹھنے کی تحقیق -- ۴۹

- کھانے کی ابتداء نمکین سے یا میٹھے سے؟ ۵۱-----
- سخت بھوک کے وقت پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟ ۵۳-----
- چچے سے کھانا کھانا کیسا ہے؟ ۵۳-----
- روٹی توڑ کر کھانے کا طریقہ کیا ہے؟ ۵۴-----
- روٹی توڑنے کا بہتر طریقہ ۵۵-----
- گوشت کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے بوٹی توڑنا؟ ۵۵-----
- کھانے کو سونگھنا؟ ۵۶-----
- پلیٹ کے درمیان سے کھانا؟ ۵۶-----
- دسترخوان پر گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانا؟ ۵۷-----
- پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟ ۵۸-----
- تیز گرم کھانا؟ ۵۸-----
- کھانے پینے کی چیزوں میں کبھی گر جائے تو کیا کرے؟ ۵۹-----
- روٹی کے کنارے چھوڑنا؟ ۶۰-----
- کھانے کے بعد انگلی چاٹنے کی ترتیب ۶۰-----
- کھانے کے بعد پہلے خود اٹھے یا دسترخوان اٹھائے؟ ۶۱-----
- کھانے کے بعد خال کرنا؟ ۶۲-----
- کیا کھانے کے بعد پانی پینا سنت ہے؟ ۶۲-----
- کیا کھانے کے بعد پانی پینا خلاف سنت ہے؟ ۶۳-----
- کھانے کے برتن میں ہاتھ دھو کر اُس کا پانی پینا کیسا ہے؟ ۶۵-----
- فجر کی سنتوں کے بعد کچھ کھانا پینا؟ ۶۵-----

دعوتِ طعام اور اُس کے آداب

- ۶۷-----
- دعوت قبول کرنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ مبارکہ؟ ۶۷-----

- خلافِ شرع امور کے مرتکب اور یا کار کی دعوت کا حکم؟ ----- ۶۸
- حرام آمدنی والے کے یہاں دعوت کھانا؟ ----- ۶۹
- حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانا؟ ----- ۷۱
- حرام اور مشتبہ کمائی والوں کے یہاں امام کی دعوت؟ ----- ۷۲
- سودی کاروباری کے یہاں دعوت کھانا؟ ----- ۷۲
- رشوت لینے والے مسلمان کے پیسے سے کھانا؟ ----- ۷۳
- مردار کی خرید و فروخت کرنے والے کے یہاں کھانا؟ ----- ۷۴
- شرابی کے گھر کھانا؟ ----- ۷۵
- داڑھی تراشنے اور منڈوانے والے کے یہاں دعوت کھانا؟ ----- ۷۵
- داعی کے مکان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ برسی یا چالیسواں کا کھانا ہے؟ ----- ۷۶
- فسق و فجور والی مجلس دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ ----- ۷۷
- منکرات والی تقریبات میں دعوت کھانا؟ ----- ۷۹
- منکرات والی مجلس میں دعوت کھانے کے لئے اصرار کرنا؟ ----- ۸۰
- جس بارات میں ویڈیو بنتی ہو اُس میں شرکت کرنا؟ ----- ۸۲
- کھانے کی پارٹی میں خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرنا؟ ----- ۸۳
- بڑے ہوٹلوں میں شادی کی دعوت کرنا اور ۳۰-۴۰ قسم کے کھانے تیار کرنا؟ ----- ۸۴
- ختنہ کے بعد شاندار دعوت کرنا اور شرکت کرنے والوں سے انعام قبول کرنا؟ ----- ۸۴
- حج سے واپسی پر دعوت کا التزام؟ ----- ۸۶
- جلسہ دستار بندی پر دعوت و شیرینی وغیرہ کا انتظام کرنا؟ ----- ۸۶
- دسترخوان پر اجتماعی طور پر کھانا؟ ----- ۸۷
- اجتماعی دسترخوان سے لوگوں کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر اٹھنا؟ ----- ۸۸

- مہمان کا اکرام کیسے کرنا چاہئے؟----- ۸۹
- دسترخوان پر معزز مہمان کے ساتھ خصوصی اکرام کا برتاؤ کرنا؟----- ۹۱
- میزبان کی اجازت کے بغیر کسی کو کھلانا؟----- ۹۲
- بن بلائے دعوت میں جانا؟----- ۹۳
- بغیر دعوت کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا؟----- ۹۴
- بغیر بلائے دعوت میں آنے والے کو جوتا مارنا؟----- ۹۵
- دعوت کھانے کے بعد کی دعا؟----- ۹۶

ماکولات کا بیان

- ۹۸
- آپ ﷺ کا پسندیدہ گوشت؟----- ۹۸
- پیٹھ اور شانے کا گوشت؟----- ۹۹
- شوربہ زیادہ کرنے کی حکمت؟----- ۱۰۰
- گوشت میں کدو ڈال کر پکانا؟----- ۱۰۱
- سرکہ کی فضیلت؟----- ۱۰۲
- پنیر کھانا؟----- ۱۰۲
- دودھ کی تعریف؟----- ۱۰۳
- آپ ﷺ اکثر کس چیز کی روٹی استعمال فرماتے تھے؟----- ۱۰۴
- روٹی کے ٹکڑے کوڑے دان میں ڈالنا؟----- ۱۰۵
- نان گوشت کھانا؟----- ۱۰۶
- گھی لگی روٹی کھانا؟----- ۱۰۷
- چقندر کھانا؟----- ۱۰۷
- پیاز کھانا؟----- ۱۰۸

- عتوہ کھجور؟ ----- ۱۰۹
- کچا انڈا پینا؟ ----- ۱۱۰
- کچا گوشت کھانا؟ ----- ۱۱۰
- بھینس کا بٹ کھانا؟ ----- ۱۱۱
- حلال جانور کا گوشت طبعاً ناپسند کرنا ----- ۱۱۱
- چائیز کھانوں کا حکم؟ ----- ۱۱۲
- ایمول سفر یا مخصوص ای کوڈ والی خوردنی اشیاء کا حکم؟ ----- ۱۱۳
- اجنبی موٹو اور میاگی کا حکم؟ ----- ۱۱۴
- ماکولات وغیرہ ماکولات مصنوعی چیزوں کے بارے میں حلت و حرمت کا فتویٰ ----- ۱۱۵
- محض اخبار کی خبر کو مخلوط چیزوں کی حرمت کے لئے بنیاد نہیں بنایا جاسکتا؟ ----- ۱۱۸
- امریکی اور برطانوی مصنوعات کا حکم؟ ----- ۱۲۰

مشروبات کا بیان

- ۱۲۳
- پانی پینے کے آداب ----- ۱۲۳
- ٹھنڈا اور میٹھا پانی؟ ----- ۱۲۵
- باسی پانی پینا؟ ----- ۱۲۵
- سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا؟ ----- ۱۲۶
- بڑے برتن میں منہ لگا کر پینا؟ ----- ۱۲۷
- کنارا ٹوٹے ہوئے برتن سے پینا؟ ----- ۱۲۸
- گرم مشروب کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟ ----- ۱۲۹
- چھ ماہ کی بکری کا دودھ؟ ----- ۱۳۰
- دودھ سے بنی اشیاء کے کھانے کے بعد دعا پڑھنا؟ ----- ۱۳۱

نشہ آور چیزیں

۱۳۲

- نشہ آور سیال مشروب اور جامد چیزوں کا حکم؟ ----- ۱۳۲
- نشہ اور انجکشن؟ ----- ۱۳۵
- بھنگ اور انیم وغیرہ کی کاشت اور خرید و فروخت؟ ----- ۱۳۶
- ہیروئن وغیرہ مسکرات؟ ----- ۱۳۷
- نشہ کے کام میں ملوث لوگوں کو کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے؟ ----- ۱۳۷
- نشہ کے عادی مریضوں کا علاج؟ ----- ۱۳۸
- نشہ کے مریضوں کے علاج کیلئے نشہ آور اشیاء کا استعمال؟ ----- ۱۳۹
- وائن وینگرا اور شراب کے سرکہ کا حکم؟ ----- ۱۴۰
- انجکشن کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا اندر داخل کرنا؟ ----- ۱۴۱
- نشہ کرنے والے کو نشہ آور انجکشن فروخت کرنا؟ ----- ۱۴۲
- بیئر پینا؟ ----- ۱۴۳
- شراب اور تاڑی کا استعمال کرنا؟ ----- ۱۴۴
- خمر اور غیر خمر میں فرق، اور تاڑی، تمباکو، سگریٹ کا حکم؟ ----- ۱۴۴
- بیڑی سگریٹ تمباکو وغیرہ کھانا؟ ----- ۱۴۶
- تمباکو سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا؟ ----- ۱۴۸
- پان میں زردہ کھانا؟ ----- ۱۴۹
- تمباکو والا پان کھاتے ہوئے تلاوت و تقریر کرنا؟ ----- ۱۴۹
- الکحل کی آمیزش والے ”لوٹن مرہم“ کا حکم؟ ----- ۱۵۰
- اسپرٹ اور الکحل سے آمیز کی ہوئی دواؤں کا استعمال؟ ----- ۱۵۲
- کھانسی کی دوائی جس میں ۲۰ فیصد الکحل ملی ہو کیا حکم ہے؟ ----- ۱۵۳

- الکحل کی ملاوٹ والے پر فیوم کا حکم؟ ----- ۱۵۴
- جائفل کا کھانا کیسا ہے؟ ----- ۱۵۴

کسب اور پیشہ

- ۱۵۷ -----
- اسمگلنگ کا پیشہ؟ ----- ۱۵۷
- آرٹیفیشل جیولری کا کام کرنا؟ ----- ۱۵۷
- مورتیوں والا زیور بنانا؟ ----- ۱۵۸
- مورتیوں والے کیلنڈر پر کام کرنا؟ ----- ۱۶۰
- مسلمان کا مندر تعمیر کرنا اور لکڑی کا مندر بنا کر فروخت کرنا؟ ----- ۱۶۱
- ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویر بننے کیپڑوں کی تجارت کرنا؟ ----- ۱۶۲
- راکھی اور بندیا وغیرہ فروخت کرنا؟ ----- ۱۶۲
- شمشان گھاٹ پر مسلمان کا ملازمت کرنا؟ ----- ۱۶۳
- شراب کی خالی بوتلوں کا کاروبار؟ ----- ۱۶۴
- کباڑی کا شراب کی خالی بوتلیں شراب فیکٹری کو بیچنا؟ ----- ۱۶۴
- جعلی مارک شیٹ بنانے کا کاروبار کرنا؟ ----- ۱۶۶
- فوٹو گرافی کا پیشہ؟ ----- ۱۶۷
- وکالت کا پیشہ کرنا کیسا ہے؟ ----- ۱۶۸
- داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا پیشہ؟ ----- ۱۶۹
- پینٹ سینے والے کی کمائی؟ ----- ۱۷۰
- منیہار کا اپنے ہاتھ سے نامحرم عورتوں کو چوڑیاں پہنانا؟ ----- ۱۷۱
- گھر کی عورتوں سے تجارت یا نوکری کرنا؟ ----- ۱۷۲
- بیوی کا اپنی کمائی پر ناز کر کے شوہر کو طعنہ دینا؟ ----- ۱۷۳

○ نرس کی نوکری؟ ----- ۱۷۳

○ جنات کی کمائی اور ان کے پیسوں کا حکم؟ ----- ۱۷۵

۱۷۷ طب و علاج

○ ڈاکٹری کافن پڑھے بغیر علاج و معالجہ کرنا؟ ----- ۱۷۷

○ قانونی سرٹیفکیٹ کے بغیر انگریزی دواؤں سے علاج کرنا؟ ----- ۱۷۸

○ ڈاکٹر کا بغیر تحقیق کے بے ہوشی کا انجکشن لگانا؟ ----- ۱۷۹

○ کمپاؤنڈری کرنا کیسا ہے؟ ----- ۱۸۰

○ کمپاؤنڈر کا علاج کرنا؟ ----- ۱۸۱

○ ”حجامہ“ کا علاج کیا کسی علاقہ کے ساتھ خاص ہے؟ ----- ۱۸۲

○ اُم الصبیان کسے کہتے ہیں؟ ----- ۱۸۳

○ علاج کے لئے چمکا دڑکھانا؟ ----- ۱۸۴

○ کندھے کے درد میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی دوائی کی مالش کرنا؟ ----- ۱۸۵

○ کیا واقعہ عرنہین سے پیشاب پینے کا جواز نکلتا ہے؟ ----- ۱۸۶

○ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب دوا میں ڈالنا؟ ----- ۱۸۸

○ گائے کا پیشاب ملی دواؤں کا استعمال کرنا؟ ----- ۱۸۹

○ حشرات الارض کی آمیزش سے بنی دواؤں کا حکم؟ ----- ۱۹۰

○ مجبوری میں بیرون ممالک رہنے والی عورتوں کا مرد ڈاکٹروں سے ولادت کا آپریشن کرانا؟ ----- ۱۹۱

○ دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا؟ ----- ۱۹۲

○ علاج کے لئے جلی ہوئی بیڑی بچہ کی پیشانی پر لگانا؟ ----- ۱۹۳

○ D.N.A ٹیسٹ کی رپورٹ کا حکم؟ ----- ۱۹۴

○ ”ون ٹولین“ گیس کا بھپا رالینا؟ ----- ۱۹۴

- بسم اللہ پڑھ کر دواء کا کھانا؟ ----- ۱۹۵
- یونانی و آیورویک دواؤں کا حکم؟ ----- ۱۹۶
- وزن بڑھانے والی دواؤں کا استعمال؟ ----- ۱۹۷
- ہیومیوپیتھی کی دوائی استعمال کرنا؟ ----- ۱۹۸
- کتے کا لٹے کا علاج کیلئے مریض کو پیروں کے نیچے سے نکالنا؟ ----- ۱۹۹
- ناجائز شہوت پوری کرنے والے کو قوتِ باہ کی دوائی دینا؟ ----- ۲۰۰
- مصنوعی آلہ تنفس کا استعمال کیسا ہے؟ ----- ۲۰۰
- کیا مریض سے مصنوعی آلات تنفس کا ہٹانا قتلِ نفس ہے؟ ----- ۲۰۱
- جس مریض کی زندگی کا انحصار مشینی آلات پر ہو اس سے آلات ہٹانا؟ ----- ۲۰۲
- اسلام میں یوتھینز یا کا کیا حکم ہے؟ ----- ۲۰۳
- غیر عورت کے رحم میں بچے کی افزائش؟ ----- ۲۰۶
- منکوحہ کے رحم میں افزائش؟ ----- ۲۰۷

۲۰۹ اعضاءِ انسانی کا عطیہ اور اُن کی پیوند کاری

- جنین کے نامکمل اعضاء دوسرے کو دینے کی اجازت دینا؟ ----- ۲۰۹
- اعضاء بدن میں سے کسی عضو کا عطیہ دینا؟ ----- ۲۱۰
- خون کا عطیہ؟ ----- ۲۱۱
- مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے؟ ----- ۲۱۲
- خون عطیہ کا کیمپ لگانا؟ ----- ۲۱۳
- بلڈ بنک میں رضا کا رازہ طور پر خون عطیہ کرنے کے متعلق اسلام فقہ کیڈمی کی تجویز -- ۲۱۵
- طبیب حاذق کے حکم سے کسی انسان کو اپنا خون دینا؟ ----- ۲۱۵
- ڈاکٹروں کے مشورہ سے ایک انسان کا خون دوسرے میں داخل کرنا؟ ----- ۲۱۷

- لا علاج مریض کیلئے مردار انسان کی کھوپڑی کا استعمال کرنا؟ ----- ۲۱۸
- ایک شخص کا گردہ دوسرے میں لگانا؟ ----- ۲۱۹
- سخت مجبوری میں کسی زندہ یا مردہ انسان کے اعضاء دوسرے میں استعمال کرنا؟ ----- ۲۲۰
- مریض کی جان بچانے کے لئے اپنا گردہ دینا؟ ----- ۲۲۱
- مرنے کے بعد اپنی آنکھوں کی کسی شخص یا ادارہ کیلئے وصیت کرنا؟ ----- ۲۲۲
- مرنے کے بعد اپنے بدن کا حصہ دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا؟ ----- ۲۲۴
- پیر صاحب کے مخین کا پیر کی آنکھیں لینا؟ ----- ۲۲۴
- انسانی اعضاء کی پیوند کاری سے متعلق مفتیان شاہی کی آراء؟ ----- ۲۲۵
- زیبائش اور حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرنا؟ ----- ۲۲۶
- پلاسٹک سرجری سے ناک یا ہونٹ کو پتلا کرنا؟ ----- ۲۲۷
- سرجری کے ذریعہ سر پر بالوں کو جمانا؟ ----- ۲۲۹
- سر کے پچھلے حصے کے بال اکھاڑ کر بطور علاج درمیانی حصہ میں لگانا؟ ----- ۲۳۱
- عورت کا بذریعہ آپریشن لپٹان چھانٹنا؟ ----- ۲۳۲
- مرد یا عورت کے لئے جنس تبدیل کرانا جائز ہے یا نہیں؟ ----- ۲۳۳
- آپریشن کے ذریعہ تبدیلی جنس کے بعد کیا احکام جاری ہوں گے؟ ----- ۲۳۴
- تبدیلی جنس کر کے ہجرا بننا اور اِغلام بازی کرنا؟ ----- ۲۳۹
- انسان کے فضلات اور اعضاء کو بطور علاج استعمال کرنا؟ ----- ۲۴۰

۲۴۲

ختنہ کے مسائل

- اسلام میں ختنہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اُس کا کیا حکم ہے؟ ----- ۲۴۲
- ختنہ کرنے کے لئے شرم گاہ پر پان یا کاغذ رکھ کر کاٹنا؟ ----- ۲۴۳
- ختنہ کتنی عمر میں کرائیں؟ ----- ۲۴۴
- بالغ نو مسلم کا ختنہ کرانا؟ ----- ۲۴۶

اسقاطِ حمل اور نس بندی

۲۴۸

- ضبطِ تولید کے متعلق اسلامی حکم؟ ----- ۲۴۸
- مجبوری میں ضبطِ تولید کی کون سی شکل جائز ہے؟ ----- ۲۴۸
- بچہ کی تربیت اور نشوونما کی غرض سے مانعِ حمل کا استعمال؟ ----- ۲۴۹
- شوہر اور بیوی دونوں کا حمل نہ ٹھہرانے کا انتظام کرنا؟ ----- ۲۵۱
- حمل کو روکنے والی چیزوں کا حکم؟ ----- ۲۵۱
- مانعِ حمل ادویہ استعمال کرنے کی کیا حکم ہے؟ ----- ۲۵۲
- مانعِ حمل گولی کھانا؟ ----- ۲۵۲
- بیوی کی اجازت سے عزل کرنا یا مانعِ حمل دوا کا استعمال کرنا؟ ----- ۲۵۳
- بیماری اور مجبوری کی حالت میں اسقاطِ حمل یا مانعِ حمل دوا کا استعمال کرنا؟ ----- ۲۵۴
- کیا شوہر نزدھ کا استعمال کر سکتا ہے؟ ----- ۲۵۵
- بیوی کی کمزوری کی وجہ سے نزدھ کا استعمال کرنا؟ ----- ۲۵۶
- منعِ حمل کے لئے ”کاپرٹی“ کا استعمال کرنا؟ ----- ۲۵۸
- آپریشن سے بچے بند کرانا؟ ----- ۲۵۸
- بچے زیادہ ہونے کے خوف سے نس بندی کرنا؟ ----- ۲۵۹
- بیوی کے مرنے کے خوف سے نس بندی کرنا؟ ----- ۲۶۰
- سرکاری محکمہ کا نوکری کی بحالی کے لئے نس بندی کی شرط لگانا؟ ----- ۲۶۱
- اگر استقرارِ حمل سے جان کا خطرہ ہو تو بچہ دانی نکلوانا کیسا ہے؟ ----- ۲۶۲
- بیوی کی موت کے خطرے سے ڈاکٹروں کا بچہ دانی نکلوانے کا مشورہ دینا؟ ----- ۲۶۳
- بچہ دانی کا آپریشن کرانے والی کی عبادت؟ ----- ۲۶۴
- نس بندی کرانے والی عورت کا کپکا ہوا کھانا؟ ----- ۲۶۵

- اسقاطِ حمل کی اجازت کب تک ہے؟-----۲۶۵
- رزق کی تنگی کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟-----۲۶۶
- کیا مذکورہ صورتوں میں اسقاطِ حمل جائز ہے؟-----۲۶۷
- پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟-----۲۶۸
- بچہ دانی میں گانٹھ ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟-----۲۶۹
- حمل کے باقی رکھنے میں کینسر کے خوف سے اسقاطِ کرانا؟-----۲۷۰
- بچہ کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے اسقاطِ حمل کرنا؟-----۲۷۱
- پہلی بچی کے آٹھ ماہ کا ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟-----۲۷۲
- بچوں کی پرورش کے بوجھ سے حمل ساقط کرانا؟-----۲۷۳
- سات مہینہ کا حمل ساقط کرانا؟-----۲۷۵
- چار مہینہ کا حمل دوا کھا کر ضائع کرنا؟-----۲۷۶
- حاملہ بالزنا کا ڈاکٹر سے حمل ساقط کرانے پر اصرار کرنا؟-----۲۷۶
- نکاح حلالہ میں اگر حمل رک جائے تو اُسے ساقط کرانا کیسا ہے؟-----۲۷۷
- غیر ثابت النسب حمل ساقط کرنے والے کو مسقط دوائیں دینا؟-----۲۷۸
- مختلف اغراض سے اسقاطِ کرانے والوں کو مسقط دوائیں لکھ کر دینا؟-----۲۷۹
- عضو تناسل اور خصیتین نکالوانے والے شخص کی نماز اور حج کا حکم؟-----۲۸۰

جھاڑ پھونک اور تعویذ و عملیات

- کیا سحر ”جادو“ کی حقیقت ہے؟-----۲۸۲
- جادو کی حقیقت کیا ہے؟-----۲۸۴
- جنات اور جادو کی حقیقت-----۲۸۵
- سحر جادو ٹونا کرنا؟-----۲۸۹

- موہم شرک الفاظ سے منتر پڑھنا؟ ----- ۲۹۰
- غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا؟ ----- ۲۹۱
- غیر مسلم کا مذہبی منتروں وغیرہ سے علاج کرنا؟ ----- ۲۹۲
- سفلی عمل کرنا اور ایسے لوگوں کے یہاں کھانا؟ ----- ۲۹۳
- جادو کے توڑ کے لئے سفلی علاج ----- ۲۹۴
- کلماتِ مسمریزم سیکھنا؟ ----- ۲۹۵
- منتر پڑھ کر سادھوکا کھانے کی چیزیں طلب کرنا؟ ----- ۲۹۶
- اقتدار پر قابض رہنے کیلئے جادو، ٹونہ، تعویذ وغیرہ کروانا؟ ----- ۲۹۷
- عملیات کے ذریعہ جن بھوت پریت اور جادو اُتارنا؟ ----- ۲۹۸
- کتے کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کا عمل کرنا؟ ----- ۳۰۲
- کیا پیغمبر علیہ السلام اور صحابہؓ سے تعویذ لکھنا ثابت ہے؟ ----- ۳۰۲
- تعویذ گنڈے سے متعلق شرعی احکام ----- ۳۰۴
- تعویذ کا شرعی حکم ----- ۳۰۷
- تعویذات کو مطلقاً شرعیہ عمل قرار دینا احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے ----- ۳۰۹
- عملیات سیکھنا کیسا ہے؟ ----- ۳۱۱
- غیر مسلم کو آیت قرآنی تعویذ میں لکھ کر دینا؟ ----- ۳۱۲
- مسجد میں تعویذ گنڈے کا کام کرنا؟ ----- ۳۱۳
- عالم دین کا حضرات کا عمل کرنا اور اُجرت لینا؟ ----- ۳۱۳
- کیا دم کرنے سے شفا مل سکتی ہے؟ ----- ۳۱۴
- نامحرم سحر زدہ عورتوں کو بغرض علاج دیکھنا؟ ----- ۳۱۵
- نامحرم لڑکی کے ذریعہ جنات کا علاج کرنا؟ ----- ۳۱۶
- عالم دین کا نامحرم سے براہِ راست بیان لے کر تعویذ دینا؟ ----- ۳۱۹

- تعویذ حاصل کرنے کیلئے اجنبی عورتوں کا بے پردہ بھیڑ لگانا؟-----۳۲۰
- نظر اور جادو برحق ہیں-----۳۲۲
- نظراتارنے کے طریقے-----۳۲۳
- مرچوں کے ذریعہ نظراتارنا؟-----۳۲۵
- نظر بد سے بچانے کیلئے بچوں کے گلے میں تعویذ پہنانا؟-----۳۲۶
- مرغ کو ذبح کر کے اُس کے خون سے تعویذ لکھنا؟-----۳۲۶
- سونا چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ رکھ کر گلے میں ڈالنا؟-----۳۲۷
- عمل کر کے غائب کی خبر دینا؟-----۳۲۸
- بغرض علاج آیت قرآنی فسکٹ وغیرہ پر لکھوا کر کھانا؟-----۳۲۸
- فون پر دم کرنا؟-----۳۲۹
- مکان اور دوکان میں اثرات اور جنات کی حقیقت-----۳۳۰
- مخصوص نقشہ کے مطابق تعمیر مکان کو مفلسی سے بچنے کا ذریعہ سمجھنا؟-----۳۳۲
- پڑھے ہوئے پانی سے بال دھونا؟-----۳۳۳
- پنڈت کی نشان دہی پر چور سے چوری کی رقم لینا؟-----۳۳۴

۳۳۶ کفار و مشرکین کے ساتھ میل جول کرنا

- ہندوؤں کے تہوار کنہیا جنم اشٹمی میں مسلمانوں کا شرکت کرنا؟-----۳۳۶
- کنہیا جنم اشٹمی کفریہ مجلس میں باعشِ ثواب سمجھ کر شرکت کرنا؟-----۳۳۸
- جو شخص کنہیا جنم اشٹمی میں شرکت کو مستحب اور کارِ ثواب سمجھ کر شریک ہو اس کا کیا حکم ہے؟-----۳۳۹
- اہل ہندو کی شادیوں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟-----۳۴۰
- ہندوؤں کی شادی کا کھانا کھانا؟-----۳۴۱
- ہندوؤں کی رام لیلا برات میں شرکت کرنا؟-----۳۴۲

- غیر مسلم رشتہ داروں کی تقریبات میں شرکت؟ ----- ۳۴۳
- غیر مسلموں کو اپنی تقریبات اور جنازہ میں شرکت کی دعوت دینا؟ ----- ۳۴۵
- مسلمان کا ہولی کھیلنا کیسا ہے؟ ----- ۳۴۶
- دیوالی کے موقع پر مسلمانوں کو مٹھائی کا تحفہ دینا؟ ----- ۳۴۷
- ہولی دیوالی کی مٹھائی؟ ----- ۳۴۸
- دیوالی کے موقع پر غیر مسلم کا مٹھائی ہدیہ کرنا؟ ----- ۳۴۹
- غیر مسلم کے تیوہار پر مبارک باد دینے کیلئے اپنی تصویر بنوانا؟ ----- ۳۵۰
- غیر مسلم تیوہاروں کے موقع پر خرید و فروخت کرنا؟ ----- ۳۵۰
- غیر مسلموں کی اُرتھی میں شرکت کرنا؟ ----- ۳۵۱
- مسلمانوں کا تعاون کرنے والے غیر مسلم کی میت کے ساتھ مرگھٹ جانا؟ ----- ۳۵۲
- کافر دوست کی عیادت و تعزیت کرنا اور مذہبی رسومات میں شریک ہونا؟ ----- ۳۵۳
- غیر مسلم کی عیادت، تعزیت اور تجہیز و تکفین میں حصہ لینا؟ ----- ۳۵۴
- کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا اور اُن کے یہاں کھانا؟ ----- ۳۵۶
- غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیز کھانا؟ ----- ۳۵۷
- غیر مسلم باورچی کا پکایا ہوا گوشت کھانا؟ ----- ۳۵۸
- غیر مسلموں کے ہوٹل میں گوشت کھانا؟ ----- ۳۵۹
- غیر مسلم کے گھر کھانا؟ ----- ۳۶۰
- شیعہ اور اہل ہندو کے ساتھ کھانا پینا؟ ----- ۳۶۱
- غیر مسلم کی دوکان کی چائے اور مٹھائی وغیرہ کھانا؟ ----- ۳۶۲
- اہل ہندو کے پیسے سے کھانا پینا؟ ----- ۳۶۳
- مندروں پر چڑھایا جانے والا پرشاد کھانا؟ ----- ۳۶۴
- مندر کے پاس پوجا پاٹ کا سامان یا مٹھائی فروخت کرنا؟ ----- ۳۶۵

- مسلمان شخص کا مندر میں بیٹھنا اور پوجا پاٹ کرنا؟ ----- ۳۶۶
- مندر کی تعمیر میں مسلمانوں کا مدد کرنا؟ ----- ۳۶۷
- مسلمان کا مندر کے لئے روپیہ دینا؟ ----- ۳۶۸
- روافض کے مذہبی کاموں میں شرکت کرنا؟ ----- ۳۶۹
- شیعوں کی تقریب میں شرکت کرنا اور اُن کے مقتداء کا اکرام کرنا؟ ----- ۳۷۱
- شیعوں کے یہاں کھانا پینا؟ ----- ۳۷۳
- شیعہ اور فاسق سے دوستی رکھنا؟ ----- ۳۷۴
- امر کی مسلمانوں کا ذریعہ معاش اور اُن کے ساتھ برتاؤ؟ ----- ۳۷۵

معاصی و منکرات

- بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ----- ۳۷۷
- مکروہ تحریمی کے بار بار ارتکاب سے کونسا گناہ ہوتا ہے؟ ----- ۳۷۸
- اسلام میں دھوکہ، جھوٹ اور خیانت کرنے والے کا حکم ----- ۳۷۸
- فرقہ پرستی پھیلانا، دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا؟ ----- ۳۷۹
- آرڈر والوں اور کاری گروں سے مالک کا جھوٹ بولنا؟ ----- ۳۸۰
- اپنا جرم چھپانے کے لئے تو یہ استعمال کرنا اور جھوٹی قسم کھانا؟ ----- ۳۸۲
- اپنے یا رشتہ داروں کے مفاد کے لئے جھوٹی گواہی دینا؟ ----- ۳۸۳
- مدرسہ کا متولی بننے کے لئے جھوٹ بولنا؟ ----- ۳۸۴
- فرضی کاغذات پیش کر کے سرکاری مدرسہ میں صدر مدرس بننا؟ ----- ۳۸۴
- دسویں بارہویں کا جعلی سٹوفکیٹ بنوا کر سرکاری نوکری کرنا؟ ----- ۳۸۶
- نام بدل کر پاسپورٹ بنوانا اور جھوٹی دستاویز دکھا کر ویزا لگوانا؟ ----- ۳۸۷
- سرکار سے جھوٹ بول کر شرائط کے خلاف راشن کارڈ لینا؟ ----- ۳۸۸

- ایڈیشن کی رشوت سے بچنے کیلئے بڑی برادری والوں کا اپنے کوچھوٹی برادریوں کی طرف منسوب کرنا؟ -- ۳۸۹
- اپنے مفاد کیلئے عدالت میں مردہ باپ کو زندہ دکھانا؟ ----- ۳۹۰
- نامعلوم بچے کے اندراج میں والدین کا نام فرضی لکھنا؟ ----- ۳۹۱
- کسی پر الزام اور بہتان لگانا؟ ----- ۳۹۱
- ایک دوسرے پر بہتان تراشنا اور جھوٹے مقدمات لگانا؟ ----- ۳۹۲
- غلط الزام اور بہتان لگانے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ ----- ۳۹۴
- کسی پر ناحق تہمت لگانا؟ ----- ۳۹۵
- تہمت لگنے پر دو ٹوک انداز میں صفائی پیش کرنی چاہئے ----- ۳۹۶
- کیا برسر عام تہمت لگانے والے کا برسر عام معافی مانگنا ضروری ہے؟ ----- ۳۹۸
- نکاح سے قبل کنوارے پن میں زنا کرنا؟ ----- ۳۹۹
- دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات ----- ۳۹۹
- کھلم کھلا غیر منکوحہ عورت کے ساتھ رہنے والے کے ساتھ معاملات کرنا؟ ----- ۴۰۱
- ثبوتِ زنا کے شرائط اور قطع تعلقی کا حکم ----- ۴۰۳
- زنا کاری کرنے والے کو کٹھنوم فروخت کرنا ----- ۴۰۵
- ناجائز کاموں سے روکنے کیلئے میڈیکل والے کا کٹھنوم اور مسقط دواؤں کو نہ بیچنا؟ ----- ۴۰۶
- کیا شراب اور زنا سے توبہ کرنے والے کا ایمان باقی رہتا ہے؟ ----- ۴۰۷
- اپنے نفس کو خوش رکھنے کے لئے ہاتھ سے منی نکالنا؟ ----- ۴۰۸
- قتلِ ناحق پر وعیدیں ----- ۴۰۹
- کفار کے قتل کے بارے میں قرآن کا کیا حکم ہے؟ ----- ۴۱۰
- خودکشی کرنا؟ ----- ۴۱۱
- کیا زنا بالجبر سے بچنے کیلئے عورت خودکشی کر سکتی ہے؟ ----- ۴۱۱
- گالی دینا اور لعن طعن کرنا؟ ----- ۴۱۲

- کسی کو گالی دینا کیسا ہے؟ ----- ۴۱۳
- میت کی غیبت کی تلافی کیسے ہوگی؟ ----- ۴۱۳
- غیبت کا کفارہ؟ ----- ۴۱۴
- بول چال بند کرنا کیسا ہے؟ ----- ۴۱۵
- تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں ----- ۴۱۶
- بلا کسی عذر شرعی کے دل میں کینہ رکھنا اور مقاطعہ کرنا درست نہیں ----- ۴۱۷
- کاروباری نقصان کی وجہ سے سرکار داماد اور بیٹی سے رشتہ توڑنا؟ ----- ۴۱۸
- معاہدہ توڑنے والے سے قطع تعلقی کرنا؟ ----- ۴۱۹
- مؤمن کا دوسرے مؤمن سے کہنا کہ میرے جنازہ میں ہاتھ نہ لگنا؟ ----- ۴۲۰
- باہمی معاملات کو صاف کرنے کیلئے مقابل وخصام کے با اثر لوگوں کو بیچ میں ڈالنا؟ ----- ۴۲۱
- مسجد میں بیٹھ کر مکان خالی کرنے کا وعدہ کیا، پھر نہیں کیا؟ ----- ۴۲۲
- قرعہ اندازی کے بعد اُس سے انحراف کرنا؟ ----- ۴۲۳
- بیٹا پیدا ہونے پر حافظ قرآن بنانے کا عہد کر کے اُس کے خلاف کرنا؟ ----- ۴۲۴
- مقتدی شخص کی توبہ ----- ۴۲۵
- توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانا جائز نہیں ----- ۴۲۶

ٹیلی ویژن اور تصاویر وغیرہ

- اسلام میں موسیقی اور ناجائز تفریحات کا حکم ----- ۴۲۸
- T.V اور V.C.D پر فلم و ناچ گانا وغیرہ دیکھنا؟ ----- ۴۳۱
- T.V دیکھنا کیوں منع ہے؟ ----- ۴۳۲
- ٹیلی ویژن دیکھنے پر کون سا گناہ ہوتا ہے؟ ----- ۴۳۳
- ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا؟ ----- ۴۳۴

- ہٹلوں میں ٹی وی وغیرہ لگانا؟ ----- ۴۳۴
- شوہر کا بیوی کو T.V دیکھنے اور شراب نکال کر دینے پر مجبور کرنا؟ ----- ۴۳۶
- ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھنا؟ ----- ۴۳۷
- ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا؟ ----- ۴۳۹
- ٹیلی ویژن پر خبریں سننا؟ ----- ۴۴۰
- ریڈیو میں خبریں سننا؟ ----- ۴۴۰
- ٹیلی ویژن کا دینی مقاصد کے لئے استعمال؟ ----- ۴۴۱
- ٹی وی پر علماء کرام کے بیانات؟ ----- ۴۴۲
- TV پر اسلامی پروگرام دیکھنا اور سننا؟ ----- ۴۴۳
- T.V پر حرم شریف کی تراویح، مناظرہ یا دینی پروگرام سننا؟ ----- ۴۴۴
- خود تلاوت کرنے میں زیادہ ثواب ہے یا ٹیلی ویژن پر سننے میں؟ ----- ۴۴۶
- سحری کے وقت دینی مضامین TV پر بیان کرنا؟ ----- ۴۴۶
- اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اعتراض کے جوابات TV پر نشر کرنا؟ ----- ۴۴۷
- صحابہ کرام کی ہجرت اور غزوات کی فلم بنا کر TV پر دکھانا؟ ----- ۴۴۹
- ”سیریل ٹیپو سلطان“ نامی پروگرام کی حقیقت ----- ۴۵۱
- ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی بیع و شراء کا حکم ----- ۴۵۳
- TV کی مرمت سازی اور خرید و فروخت کرنا؟ ----- ۴۵۴
- کمپیوٹر پر قاری اور سامعین کے نوٹوں والی سی ڈی یا کیسٹ دیکھنا؟ ----- ۴۵۵
- لیپ ٹاپ پر مقرر کی تصویر دیکھ کر مردوں یا عورتوں کا بیان سننا؟ ----- ۴۵۶
- ویڈیو فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ----- ۴۵۸
- دینی پروگرام کی ویڈیو کیسٹ بنوانا؟ ----- ۴۶۰

- مدراس کے پروگرام کو ویڈیو کی شکل دینا؟-----۴۶۱
- علماء کرام کا مہمانوں کے ساتھ ویڈیو بنوانا اور گلے میں پھول ڈالنا؟-----۴۶۲
- نکاح کی ویڈیو بنانا؟-----۴۶۳
- دینی مکالمات کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرنا؟-----۴۶۶
- یومِ آزادی کے جلسہ میں مکالمہ اسلاف کی قربانیاں کی شکل میں پیش کرنا؟-----۶۸۷
- قاری رقیہ اور اُم حبیبہ کی کیٹیں سننا؟-----۴۶۸
- کیسٹ میں قرآنِ کریم ٹیپ کر کے سننا؟-----۴۶۹
- واک مین لگا کر تقریریں اور دینی باتیں سننا؟-----۴۷۰
- کیمرے کی اسکرین سے ملازمین کی نگرانی کرنا؟-----۴۷۰
- کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے پیغامات بھیجنا؟-----۴۷۱
- جاندار کی تصویر بنانا اور تصویر سازی کی اُجرت؟-----۴۷۳
- پیتل کے جانور بنانا؟-----۴۷۴
- چاندی کے زیور میں تصویر بنانا؟-----۴۷۴
- مورتیوں کا صیقل و صفائی کرنا کیسا ہے؟-----۴۷۶
- سامانِ تجارت میں حیوانات کی تصویر بنانا اور ایسے کارخانوں کی ملازمت کا حکم-----۴۷۶
- آرٹ سبجیکٹ میں جاندار کی تصویر بنانا؟-----۴۷۷
- اشتہاری کیلنڈروں میں مورتیاں وغیرہ چھپوانا؟-----۴۷۹
- اشتہار اور ڈبوں کی تصویر کا کیا حکم ہے؟-----۴۸۰
- تصویر کشی کس صورت میں جائز ہے؟-----۴۸۲
- اعزہ کی جدائیگی کے وقت اُن کا فوٹو کھینچنا؟-----۴۸۳
- یادِ فنگاں کے لئے تصویر کشی کرنا؟-----۴۸۴

- بیوی کو دکھانے کے لئے فوٹو کھینچوانا؟ ۴۸۵-----
- بیوہ کا شوہر کی تصویر دیکھنا؟ ۴۸۶-----
- موبائل سم لینے کے لئے تصویر کھینچوانا؟ ۴۸۷-----
- راشن کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کھینچوانا؟ ۴۸۸-----
- فوٹو کھنچوا کر محفوظ رکھنا؟ ۴۸۹-----
- موبائل میں عورتوں یا چھوٹی بچیوں کا فوٹو رکھنا؟ ۴۹۰-----
- ایسی تصویریں لگانا جن میں شکل و صورت نظر نہ آئے؟ ۴۹۰-----
- سایہ کے مانند تصویر کے ڈھانچے کا حکم؟ ۴۹۲-----
- مقدس اشیاء اور مقامات کی تصاویر گھروں میں لگانا؟ ۴۹۲-----
- بزرگ کی تصویر مکان میں لگانا؟ ۴۹۳-----
- عید کی مبارک باد دینے کے لئے بورڈ پر تصویر لگانا؟ ۴۹۳-----
- اخبار کی رپورٹنگ کرنا اور تصویر کشی کر کے اخبار میں نشر کرنا؟ ۴۹۴-----
- امتحان میں کامیابی کے لئے ڈرائنگ کا مضمون لینا؟ ۴۹۶-----
- جلسہ میں چندہ کے لئے تصویر کھینچنا؟ ۴۹۸-----
- اخباری نمائندوں کا عید کی نماز پڑھتے لوگوں کا فوٹو کھینچنا؟ ۴۹۸-----
- دینی تقریبات اور جلسوں میں تصویر کشی کا حکم؟ ۴۹۹-----
- دینی پروگراموں میں عورتوں کے مجمع میں اسکرین لگانا؟ ۵۰۱-----
- مسجد میں دینی پروگرام کے دوران تصویر کشی کرنا؟ ۵۰۲-----
- مسجد میں درس تفسیر کی ویڈیو ریکارڈنگ کرنا؟ ۵۰۳-----
- انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا؟ ۵۰۵-----
- حجاج کو عملی مشق کرانے کیلئے بیت اللہ کی تصویر بنانا؟ ۵۰۶-----

- طواف وسعی کے دوران مووی بنانا؟-----۵۰۷
- ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ میں تصویر کشی اور تصویر نمائی کے موضوع پر ایک تحقیقی مضمون-----۵۰۸
- تصویر کسے کہتے ہیں؟-----۵۰۸
- تصویر اور عکس میں فرق-----۵۰۹
- تصویر کی ممانعت کیوں؟-----۵۱۰
- تصویر کی حرمت کس حد تک قطعی ہے اور کس حد تک ظنی؟-----۵۱۵
- تصاویر کی اقسام کا تجزیہ-----۵۱۶
- ٹیلی ویژن پر تصویریں کیسے بنتی ہیں؟-----۵۱۷
- کیا ہاتھ کی بنائی ہوئی اور کمرے کی تصویر میں واقعی فرق ہے؟-----۵۱۸
- دوبارہ غور کی ضرورت-----۵۱۹
- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا موقف-----۵۱۹
- یہ موقف بھی اشکال سے خالی نہیں-----۵۲۰
- چھوٹی تصاویر کے استعمال کی اجازت-----۵۲۱
- تصویر سازی کے بارے میں علماء کی آراء کا خلاصہ-----۵۲۲
- بحث کا تجزیہ-----۵۲۳
- تصویر بنانا اور کھینچنا-----۵۲۳
- تصویر کھینچنا-----۵۲۶
- تصویر دیکھنے کا شرعی حکم-----۵۲۷
- تصویر والی اشیاء کا استعمال-----۵۲۸
- سوال نامہ کے اجمالی جوابات-----۵۲۹
- ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے بارے میں ایک متفقہ فیصلہ-----۵۳۱

لہو لعب اور کھیل کود

- ۵۳۳ ○ کیرم بورڈ کو کرایہ پر دینا؟
- ۵۳۳ ○ شطرنج کھیلنا؟
- ۵۳۴ ○ تعلیمی تاش کھیلنا کیسا ہے؟
- ۵۳۵ ○ بغیر شرط لگائے تاش کھیلنا؟
- ۵۳۶ ○ تاش یا لوڈ و کھیلنا؟
- ۵۳۷ ○ فٹ بال اور کرکٹ کھیلنا اور دیکھنا؟
- ۵۳۹ ○ کرکٹ اور چڑیا بادل کھیلنا؟
- ۵۴۰ ○ ورزش کرنا؟
- ۵۴۱ ○ کسرت خانوں میں جا کر ورزش کرنا؟
- ۵۴۲ ○ ویڈیو گیم کی کمائی؟
- ۵۴۳ ○ لوڈ و کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۵۴۴ ○ ہوزری اور تمبولہ کھیل کا حکم؟

۵۴۵

شعر و شاعری اور نعتیہ مقابلہ

- ۵۴۵ ○ مجلس کے آغاز میں کلام پاک کی تلاوت اور نعت شریف پڑھنا؟
- ۵۴۶ ○ محفل قرأت اور مظاہرہ قرأت کی مجلسوں کا شرعی حکم
- ۵۴۷ ○ جلسہ قرأت میں قرأت سننے کی نیت سے جانا؟
- ۵۴۸ ○ نعت شریف پڑھنا کیسا ہے؟
- ۵۴۹ ○ نعت گوئی اور ترنم کا شرعی حکم اور مدارس میں مشاعرہ کی مجلس قائم کرنا؟
- ۵۵۲ ○ مشاعرہ کی مجلس میں شرکت کرنا؟

- ترقی اُردو کے لئے مشاعروں کا انعقاد؟ ----- ۵۵۴
- طرحی مشاعروں میں شرکت کرنا؟ ----- ۵۵۴
- جس مشاعرہ میں شاعرہ بے پردہ ہو کر گاتی ہو اس میں شرکت؟ ----- ۵۵۵
- کیا شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی؟ ----- ۵۵۷
- سیرت پر انعامی مقابلہ؟ ----- ۵۵۸
- ”تنظیم پیام حق“ کے انعامی مقابلہ میں حصہ لینا؟ ----- ۵۵۹
- فرضی قصہ خوانی کرنا؟ ----- ۵۶۱
- قوالی کے لئے دائی فرش و چوبترہ بنانا گناہِ جاریہ ہے؟ ----- ۵۶۲
- بینڈ باجے کے ساتھ قاضی کو عید گاہ میں لے جانا؟ ----- ۵۶۲

رشوت کے مسائل

- ۵۶۵
- رشوت کی تعریف ----- ۵۶۵
- ملازمت کے لئے رشوت دینے کا حکم ----- ۵۶۵
- جس محکمہ میں رشوت لینے پر مجبور کیا جائے وہاں ملازمت کرنا؟ ----- ۵۶۶
- ڈنیشن لے کر اُستاد کا تقرر کرنا اور جائز کاموں پر رشوت لینا؟ ----- ۵۶۷
- سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے ملازمین کو رشوت دینا؟ ----- ۵۶۹
- رشوت دے کر سرکاری نوکری کے لئے اسکول میں پڑھانا؟ ----- ۵۷۰
- عدالت میں جلد کام کرانے کیلئے وکیل اور پیش کار کو پیسہ دینا؟ ----- ۵۷۰
- عدالت میں چراسی کو بغیر مانگے پیسہ دینا؟ ----- ۵۷۱
- دفتر کے کام کے بدلہ لوگوں سے روپے لے کر ملازمین کا آپس میں تقسیم کرنا؟ ----- ۵۷۲
- دفتر کے لئے خریداری پر دوکان دار کا کمیشن دینا؟ ----- ۵۷۲
- دفتر سے کام کروانے پر اہل دفتر کو پیسہ دینا؟ ----- ۵۷۳

- اپنے پیسے وصول کرنے کیلئے چیئرمین کو دستخط کرنے کیلئے رشوت دینا؟ ----- ۵۷۳
- رشوت خور محکمہ کے مسلم ملازم کا رشوت لینا؟ ----- ۵۷۴
- رشوت دے کر مدرسہ کو ملحق کرانا گناہ ہے ----- ۵۷۵
- ادارہ کو گورنمنٹ سے ملحق کر کے امداد لینے کیلئے رشوت لینا؟ ----- ۵۷۵
- وقف بورڈ سے ملحق مدارس میں تقرر کے لئے روپیہ لینا؟ ----- ۵۷۶
- غلط کام کرنے پر ملازمین کا پیسہ دینا؟ ----- ۵۷۷
- سود کی رقم رشوت میں دینا؟ ----- ۵۷۷
- سود کی رقم رشوت میں دینا جائز نہیں ----- ۵۷۸
- رشوت کی رقم ظلمی ٹیکس میں دینا؟ ----- ۵۷۹

اذکار اور دعائیں

- ۵۸۰
- نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا؟ ----- ۵۸۰
- زوال کے وقت درود شریف وغیرہ پڑھنا؟ ----- ۵۸۰
- ”اللہم اکفنی شرہ بما شئت“ کیا یہ دعا ثابت ہے؟ ----- ۵۸۱
- چند مسنون دعائیں اور ان کے مآخذ ----- ۵۸۱
- درج ذیل دعا کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟ ----- ۵۸۳
- اپنی زندگی اپنے شیخ کو ہبہ کرنے کی دعا ----- ۵۸۴
- حصولِ معاش کے لئے وظیفہ ----- ۵۸۶
- عشاء کے بعد تیرہ ہزار والی تسبیح زور زور سے ذکر کرنا؟ ----- ۵۸۶
- بعد نماز ظہر ختم یسین کا اہتمام کرنا؟ ----- ۵۸۷
- روزِ انار ۴ مرتبہ یسین شریف کا ختم کرنا؟ ----- ۵۸۷
- فجر بعد اجتماعی طور پر سورہ یسین اور بعد عشاء سورہ واقعہ پڑھنا؟ ----- ۵۸۸
- حق لا الہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ ----- ۵۸۹

- نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کا وظیفہ ----- ۵۸۹
- عمل کے دوران اللہ کا ذکر کرنا؟ ----- ۵۹۰
- بند کمرے میں غسل کے دوران ذکر کرنا؟ ----- ۵۹۰
- جماع کے وقت کی دعا میں اضافہ کرنا؟ ----- ۵۹۱
- سوتے وقت کے عملیات ----- ۵۹۲
- سونے کے وقت کے معمولات ----- ۵۹۳
- سوتے سوتے ڈر جائے تو کیا دعا پڑھے؟ ----- ۵۹۵
- اگر نیند نہ آئے تو کیا دعا پڑھے؟ ----- ۵۹۶
- اگر رات میں نیند ٹوٹ جائے تو کیا پڑھے؟ ----- ۵۹۷
- کروٹ لیتے وقت کیا پڑھے؟ ----- ۵۹۸
- سو کر اٹھنے کی دعائیں؟ ----- ۵۹۸
- بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا ----- ۶۰۰
- بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا ----- ۶۰۱
- سفر کے لئے گھر سے نکلنے کی دعا ----- ۶۰۲
- منزل مقصود نظر آتے وقت کی دعا ----- ۶۰۳
- سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کی دعا ----- ۶۰۳
- آئینہ دیکھنے کی دعا ----- ۶۰۴
- نیا کپڑا پہننے کی دعا؟ ----- ۶۰۵
- کھانے کے بعد کی دعائیں ----- ۶۰۵
- پانی پینے کی دعا ----- ۶۰۶
- دودھ پینے کی دعا؟ ----- ۶۰۷
- رنج و غم اور قرض سے نجات دلانے والی دعا؟ ----- ۶۰۷



بقية كتاب الحظر والاباحة

کھانے کی سنتیں اور آداب

کھانا کھانے کی اہم سنتیں

سوال (۵۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانے کی اہم سنتیں اور آداب کیا ہیں؟ حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانا کھانے کے چند اہم آداب و سنن درج ذیل ہیں:

(۱) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا۔

عن سلمان رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: بركة

الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده. (شمائل ترمذي ۱۲، سنن وآداب ۷۵)

(۲) اجتماعی طور پر کھانا۔

عن حرب عن أبيه عن جده أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قالوا:

يا رسول الله! إنا نأكل ولا نشبع، قال: فاعلمكم تفرقون؟ قالوا: نعم! قال:

فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسم الله عليه يُبارك لكم فيه! سنن أبي داود، كتاب

الأطعمة / باب في الاجتماع على الطعام ۵۲۸/۲ رقم: ۳۷۶۴ دار الفكر بيروت)

(۳) دسترخوان بچھانا۔

عن أنس رضي الله عنه قال: ما علمت النبي صلى الله عليه وسلم أكل

على سكرجة قط، ولا خبز له مرقق قط، ولا أكل على خوان قط، فقيل لقتادة:

فعلى ما كانوا يأكلون؟ قال: على السفر. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الخبز

المرقق والاكل على الخوان والسفرة ۸۱۱/۲ رقم: ۵۳۸۶ دار الفكر بيروت)

(۴) جو تے چیل اُتار کر کھانا۔

عن أنس رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا أكلتم الطعام فاخلعوا نعالكم؛ فإنه أروح لأقدامكم. (مجمع الزوائد، كتاب الأطعمة / باب خلع

النعال عند الأكل ۲۳/۵ رقم: ۷۹۱۲ دار الفكر بيروت)

(۵) بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔

(۶) دائیں ہاتھ سے کھانا۔

عن أبي سلمة رضي الله عنه يقول: كنت غلاماً في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت يدي تطيش في الصحيفة، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا غلام! سم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك، فما زالت تلك

طعمتي بعد. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام والاكل باليمين ۸۰۹/۲

رقم: ۵۳۷۶ دار الفكر بيروت)

(۷) کھانے میں عیب نہ نکالنا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاماً قط، إن اشتهاه أكله وإن كرهه تركه. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما

عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاماً قط ۸۱۴/۲ رقم: ۵۳۷۶ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ۱۸۷/۲

رقم: ۲۰۶۴ بيت الأفكار الدولية)

(۸) تین انگلیوں سے کھانا۔

إن عبد الرحمن بن كعب بن مالك أو عبد الله بن كعب عن أبيه رضي الله عنه أنه حدثهم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأكل بثلاث أصابع، فإذا فرغ

لعقها. (صحيح مسلم، كتاب الأثرية / باب استحباب لعق الأصابع واقصعة وأكل اللقمة لساقطة الخ ۱۷۵/۲ رقم: ۲۰۳۲ بيت الأفكار الدولية، شمائل ترمذي ص: ۶۱ رقم: ۱۴۱ المكتبة الإسلامية داکا بنغلاديش)
(۹) اپنے سامنے سے کھانا۔

عن أبي سلمة رضي الله عنه يقول: كنت غلاماً في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت يدي تطيشُ في الصحيفة، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا غلامُ اسم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك، فما زالت تلك طعمتي بعد. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام والأكل باليمين ۸۰۹/۲ رقم: ۵۳۷۶ دار الفكر بيروت)

(۱۰) برتن صاف کرنا۔

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أكل طعاماً لَعِقَ أصابعه الثلاث، قال وقال: إذا سقطت لُقْمَةٌ أحدكم فليُطِّطْ عنها الأذى وليأكلها ولا يدعها للشيطان. وأمرنا أن نسلت القصعة، قال: فإنكم لا تدرون في أي طعامكم البركة. (صحيح مسلم، كتاب الأثرية / باب استحباب لعق الأصابع والقصعة وأكل اللقمة الساقطة الخ ۱۷۶/۲ رقم: ۲۰۳۴ بيت الأفكار الدولية)

(۱۱) انگلیاں چاٹنا۔

عن أنس رضي الله قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أكل طعاماً لعق أصابعه الثلاث.

عن كعب بن مالك رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يلعق أصابعه ثلاثاً. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في صفة أكل رسول الله ۱۹ المكتبة البلر ديوبند، ص: ۶۰ رقم: ۱۳۷-۱۳۸ المكتبة الإسلامية داکا، بنغلاديش، صحيح مسلم، كتاب الأثرية / باب استحباب لعق الأصابع ۱۷۵/۲ رقم: ۲۰۳۲)

(۱۲) کھانے کے بعد کئی کرنا۔

عن سويد بن النعمان رضي الله عنه قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى خيبر، فلما كنا بالصهباء دعا بطعام فما أتى إلا بسويق فأكلنا، فقام إلى الصلاة فتمضمض ومضمضنا. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب المضمضة بعد الطعام ۸۲۰/۲ رقم: ۵۴۵۴ دار الفكر بيروت)

(۱۳) کھانے کے بعد ہاتھ دھونا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نام وفي يده غمرٌ ولم يغسله، فأصابه شيءٌ فلا يلو من إلا نفسه. (سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب في غسل اليد من الطعام ۵۳۸/۲ رقم: ۳۸۵۲ دار الفكر بيروت)

(۱۴) کھانے کے دوران کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے حاضرین کو آذیت پہنچے۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ۶/۱ رقم: ۱۰ دار الفكر بيروت) فقط والله تعالى أعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے سے پہلے ”بسم اللہ علیٰ برکتہ اللہ“ پڑھنا؟

سوال (۵۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: کھانا شروع کرتے وقت کی دعا ”بسم اللہ علیٰ برکتہ اللہ“ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کیوں نہیں پڑھتے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانا شروع کرتے وقت ”بسم اللہ و علیٰ برکتہ

اللہ“ پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (ظفر علیل شرح حصن حصین ۱۸۰)

اور ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھنے کی بھی اجازت ہے؛ بلکہ احیاء العلوم میں اسے افضل لکھا ہے۔ (احیاء العلوم ۴۲)

عن وهب بن كيسان أنه سمع عمر بن أبي سلمة يقول: كنت غلامًا في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت يدي تطيشُ في الصَّحفةِ، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا غلام سم الله، و كل بيمينك، و كل مما يليك، فما زالت تلك طعمتي بعدُ صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام والأكلي باليمين ۸۰۹/۲ رقم: ۵۳۷۶ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب آداب الطعام والشراب وأحكامها رقم: ۲۰۲۲ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر رضي الله عنهما أتوا بيت أبي أيوب، فلما أكلوا وشبعوا، قال النبي صلى الله عليه وسلم: خبز ولحم وتمر وبسر ورطب، إذا أصبتم مثل هذا فضربتم بأيديكم، فكلوا بسم الله وبركة الله. هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب الأطعمة / باب إذا أكل أحدكم طعامًا فليقل: بسم الله) ۱۲۰/۴ دار الکتب العلمیة بیروت)

وقيل: عن النبي صلى الله عليه وسلم في لفظها: ”بسم الله العظيم والحمد لله على دين الإسلام“. وقيل: الأفضل ”بسم الله الرحمن الرحيم“. في البناية عن المجتبى: لو قال: بسم الله الرحمن الرحيم، بسم الله العظيم والحمد لله على دين الإسلام، فحسن لورود الآثار. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة / فصل في سنن الوضوء ۶۷ المكتبة الأشرفية ديوبند، وكنا في الحلي الكبير، كتاب الطهارة / سنن الوضوء ۲۱ سهيل اكيثمی لاہور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

کیا بغیر بسم اللہ کے کھانے والے کے ساتھ شیطان کھاتا ہے؟

سوال (۵۳۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: اگر کوئی شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو کیا اُس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث میں ہے کہ جب انسان کھانے پر بسم اللہ پڑھ

لیتا ہے تو شیطان اُس کے ساتھ شریک نہیں ہوتا، اور بغیر بسم اللہ کے کھانے والے کے ساتھ شیطان

شریک ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے کھانے سے پہلے بسم اللہ کا اہتمام

کرنا چاہئے۔ مناسب ہے کہ اگر چند لوگ ایک ساتھ کھا رہے ہوں، تو ایک آدمی زور سے بسم اللہ

کہہ لے؛ تاکہ سب کو یاد آجائے۔

عن أمية بن مخشي و كان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالساً ورجل يأكل فلم يسم حتى لم

يبق من طعامه إلا لقمة فلما رفعها إلى فيه، قال: "بسم الله أوله وآخره"، فضحك

النبي صلى الله عليه وسلم، ثم قال: ما زال الشيطان يأكل معه، فلما ذكر اسم

الله استقواء ما في بطنه. (سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام ۵۲۹/۲، مشكاة

المصابيح، كتاب الأطعمة / الفصل الثاني ۳۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو؟

سوال (۵۳۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کھانے کے شروع میں کوئی شخص بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو جب یاد آجائے تو یہ عاڑ ہے: ”بسم اللہ اولہ و آخرہ“۔ (سنن ابی داؤد ۵۲۹/۲ رقم: ۳۷۶۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانا کھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

سوال (۵۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیاہ شادی میں جو کھانے کا طریقہ تھا وہ فرش پر بیٹھ کر تھا، اب مال دار لوگوں اور چند پڑھے لکھے مولویوں نے کھڑے ہو کر کرسیوں اور میز پر کھانے کا رواج نکالا ہے، آپ سے گزارش ہے کہ حدیث کی روشنی میں بتائیے کہ کھڑے ہو کر یا کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کیسا ہے؟ فرش پر بیٹھ کر کھانا کیسا ہے؟ جو لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں ان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانا کھانے میں اصل سنت یہ ہے کہ دسترخوان بچھا کر

بیٹھ کر باادب اور تواضع کے ساتھ کھانا نوش کیا جائے، اور کرسی پر بیٹھ کر مجبوراً کھانے کی اجازت ہے، مگر یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے، اور کھڑے ہو کر چلتے پھرتے کھانا سخت ناپسندیدہ اور مکروہ ہے، ہر مسلمان کو اس سے احتراز لازم ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۸ ڈیجیٹل)

عن أنس رضي الله عنه قال: ما أكل النبي صلى الله عليه وسلم على

خِوان ولا سُكْرُجَّةَ ولا خبز له مُرَقَّق، فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: فعلى ما كانوا يأكلون؟ قال:

هذه السُّفَر. (سنن الترمذی، أبواب الأطعمة / باب ما جاء على ما كان يأكل النبي ﷺ ۱/۲)

عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى أن يشرب

الرجل قائماً، قال قتادة: فقلنا: فالأكل؟ فقال: ذاك أشْرُ وأخبثُ (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب كراهية الشرب قائماً ۱۷۳/۲ بيت الأفكار الدولية)

وعلى كل حال فالرواية دالة على أن الأكل قائماً أشفع من الشرب.
(تكملة فتح الملهم ۱۲/۴ المكتبة الأشرفية)

قال المناوي: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه. (الخوان) لئلا
تنخفض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة؛ لكنه جائز إن خلا من قصد التكبر.
(كوكب الدرر مع الحاشية / كتاب الأطعمة ۱/۲ مكتبة يحيوي سهارن فور)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى بطعام وضعه على الأرض
فهو أقرب إلى التواضع. (حاشية: الترغيب والترهيب ۱۵۲/۳)

فأما إذا لم تيسر أو كان في الجلوس تكلف شديد فلا كراهة أيضاً. (تكملة
فتح الملهم ۱۲/۴ المكتبة الأشرفية)

واعلم أنه يطلق الخوان في المتعارف على ما له أرجل ويكون مرتفعاً عن
الأرض، واستعماله لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين؛ لئلا يفتقروا إلى
خفض الرأس عند الأكل، فالأكل عليه بدعة؛ لكنها جائزة. (جمع الوسائل في شرح
الشمائل للملا علي القاري / باب ما جاء في صفة خبز رسول الله صلى الله عليه وسلم ۲۴۱/۱ إارة
تأليفات أشرفية) فقط والله تعالى أعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۳۲ھ/۷/۳

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھاتے وقت بیٹھنے کا سنت طریقه

سوال (۵۳۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقه کیا ہے؟ بعض حضرات اکڑوں بیٹھ کر کھانے کو ہی

سنت کہتے ہیں، کیا اُن کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور جو شخص عذر کی وجہ سے اُکڑوں نہ بیٹھ سکے وہ کیا کرے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت

عبدیت اور تواضع کا اظہار ہونا چاہئے، اسی لئے فقہاء نے دوزانو بیٹھ کر یادایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھ کر کھانے کو مستحب لکھا ہے؛ کیوں کہ اس طرح بیٹھنے سے عبدیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور بعض روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُکڑوں بیٹھ کر کھجوریں نوش فرمائیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بقیہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف اُکڑوں بیٹھ کر کھانے کو سنت سمجھنا صحیح نہیں ہے، اور جو شخص معذور ہو وہ حسب سہولت جس طرح چاہے بیٹھ کر کھائے، اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم:

أكل كما يأكل العبد، وأجلس كما يجلس العبد. (المسند لأبي يعلى للموصلي ۳۱۸/۸

رقم: ۳۹۲۰ بیروت)

عن أنس رضي الله عنه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم مُقْعِيًا يَأْكُل

تمرًا. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب تواضع الآكل وصفة قعوده ۱۸۰/۲ رقم: ۲۰۴۴)

فالمستحب في صفة الجلوس للآكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه وظهور

قدميه، أو ينصب الرجل، يجلس على اليسرى. (فتح الباري، كتاب الأطعمة / باب الأكل

متكأ، الجزء التاسع ۶۷۶/۱۲ تحت رقم: ۵۳۹۹ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹھ کر کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

سوال (۵۴۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھانے کے مسنون طریقے کیا کیا ہیں؟ کیا اُکڑوں بیٹھ کر بھی کھانا مسنون ہے؟ بعض حضرات نے اس طریقہ کو افضل بتایا ہے، آیا اگر کوئی ایک ہیئت مسنون ہے یا ایک سے زائد مسنون ہے؟ تو قرآن و احادیث کی روشنی میں کہاں تک درست ہے؟

باسمِ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: احادیث شریفہ سے کھانا کھاتے وقت متواضع ہیئت

اختیار کرنا ثابت ہے، اس طرح کی ہیئت میں دو زانو بیٹھنا یا ایک پیر کھڑا کر کے اور ایک پیر بچھا کر بیٹھنا اور اُکڑوں بیٹھنا سب شامل ہیں، اور اُکڑوں بیٹھنے کی تخصیص کسی حدیث میں نظر سے نہیں گذری، اور بہت سے علماء نے دو زانو یا ایک پیر کھڑا کر کے بیٹھنے کو ترجیح دی ہے، تاہم اگر اس طرح بیٹھنے میں کوئی دشواری یا عذر ہو تو بسہولت کسی بھی ہیئت پر بیٹھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ متکبرانہ ہیئت نہ ہو اور نہ ٹیک لگا کر ہو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اکل کما یأکل العبد، وأجلس کما

یجلس العبد؛ فإنما أنا عبد. (شعب الإیمان للیہقی ۱۰۷/۵ رقم: ۵۹۷۵)

عن أنس رضي الله عنه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم مُقْعِيًا يَأْكُل

تمراً. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب تواضع الأكل وصفة قعوده ۱۸۰/۲ رقم: ۲۰۴۴)

عن عبد الله بن بسر رضي الله عنه قال: أهديت للنبي شاة فحشي رسول الله

صلى الله عليه وسلم على ركبتيه يأكل، فقال أعرابي: ما هذه الجلسة، فقال: إن

الله جعلني عبداً كريماً ولم يجعلني جباراً عنيداً. (سنن ابن ماجه / باب الأكل متكاً ۲۳۵)

دَلَّ الحديث على أن المرأ ينبغي له أن يجلس على الطعام جلوساً متواضعاً

ويجتنب هيئة المتكبرين. (تكملة فتح الملهم ۴۷/۴ المكتبة الأشرفية)

ذكر العلماء أن أدب الطعام أن يجلس الرجل جاثياً على ركبتيه وظهور قدميه

أو ينصب الرجل اليمنى ويجلس على اليسرى. (تكملة فتح الملهم ۴۸/۴ المكتبة الأشرفية)

فالمستحب في صفة الجلوس للأكل أن يكون جاثياً على ركبتيه وظهور قدميه أو ينصب الرجل اليمنى ويجلس على اليسرى. (فتح الباري ۵/۲۱۹ بيروت)

قال ابن القيم: ويذكر عنه صلى الله عليه وسلم أنه كان يجلس للأكل متوكأً على ركبتيه ويضع بطن قدمه اليسرى تواضعاً لله عز وجل وأدباً بين يديه، قال: وهذه الهيئة أنفع هيئات الأكل وأفضلها؛ لأن الأعضاء كلها تكون على وضعها الطبيعي الذي خلقها الله عليه. (مرقاة المفاتيح ۱۶/۴۱۸ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي جحيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أما أنا فلا أكل متكاً. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في كراهية الأكل متكاً ۵/۲ مكتبة البدر ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا؟

سوال (۵۴۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: **الف:** کیا اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا مسنون ہے؟

ب: اگر مسنون ہے تو کیا داہنے پیر کا انگوٹھا بائیں پیر کے انگوٹھے پر رکھنا بھی ثابت ہے؟

ج: کیا اقعاء میں اُکڑوں بیٹھنا آسکتا ہے؟ عوام میں مشہور ہے کہ اُکڑوں بیٹھ کر کھانا مسنون ہے۔ بعض علماء کرام بھی اس کے قائل ہیں؛ لیکن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا مسنون نہیں ہے، مجھے اس طرح کی کوئی حدیث نہیں ملی، اور عوام میں جو مشہور ہے درست نہیں۔ (اصلاحی خطبات ۱۸۵/۵) میں کشمکش میں مبتلا ہوں؛ لہذا تسلی بخش جواب دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُکڑوں بیٹھ کر کھانا نوش

فرمانا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے؛ البتہ اُکڑوں بیٹھ کر کھجور نوش فرمانا صحیح روایات سے ثابت ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے کھانے میں بھی اُکڑوں بیٹھنے کی ہیئت کا مسنون ہونا بعض علماء سے منقول ہے، جو عوام و خواص میں مشہور ہو گیا ہے۔

قال أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه رأيت النبي صلى الله عليه وسلم مقعياً يأكل تمرًا أي جالساً على إيتيه ناصباً ساقيه. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۸۰/۲ مکتبہ سعد دیوبند)

وفي حديث أنس رضي الله عنه أنه أكل تمرًا وهو مقع، وفي رواية: وهو محتفز والمراد الجلوس للأكل غير متمكن. (فتح الباري ۵/۱۹ دار الفكر بيروت)

وهو جالس على إيتيه ناصباً ساقيه. (أشرف الوسائل في فهم الشرائع ۲۰۸)
ب:- اُکڑوں بیٹھ کر کھانے کے دوران دائیں پیر کا انگوٹھا بائیں پیر کے انگوٹھے پر رکھنے کا التزام بے اصل ہے۔

ج:- اِقعاء کے متعدد معنی ہیں: (۱) سرین زمین پر ٹیک کر اور رانیں کھڑی کر کے کتے کی طرح بیٹھنا۔

الإقعاء عند العرب: إلصاق الإليتين بالأرض ونصب الساقين. (الموسوعة الفقهية ۸۷/۶ إدارة الشؤون الإسلامية الكويت)

(۲) سجدے سے اُٹھ کر اپنی سرین پیر کی ایڑیوں پر ٹیکنا اور گھٹنوں کو زمین پر ٹیکے رہنا۔

أن يضع إيتيه على عقبه ور كتيه على الأرض. (فتح القدير ۴۱۰/۱)

(۳) ران کھڑی کر کے سرین ایڑیوں پر ٹیکنا اسی کو عرف میں اُکڑوں بیٹھنا کہتے ہیں۔

الجلوس على ور كيه غير متمكن. (فتح الباري ۶۷۶/۱۲)

(۴) سرین زمین پر ٹیک کر رانوں کو کھڑا کر لینا اور پیٹھ کو دیوار وغیرہ سے سہارا دے کر رکھنا۔

الإقعاء عند أهل اللغة: أن يلصق الرجل إيتيه بالأرض وينصب ساقيه

و یتساند ظہور ۵. (جمع الرسائل ۱۹۲)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی بات اس حد تک درست ہے کہ طعام نوش فرماتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُکڑوں بیٹھنا ثابت نہیں ہے، اور کھجور نوش فرماتے وقت اُکڑوں تشریف فرما ہونے کی بات ہم اوپر لکھ چکے ہیں، اور کھانے کے دوران سب سے افضل ہیئت دوزانوں یا ایک زانو ہو کر بیٹھنا ہے۔

فالمستحب في صفة الجلوس للأكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه أو ينصب الرجل اليمنى ويجلس على اليسرى. (فتح الباري ۵۴۲/۹ دار الکتب العلمیہ بیروت، فیض القدیر للمناوی ۲۳/۷، نیل الأوطار للشوکانی ۱۸۵/۸، عون المعبود شرح سنن أبي داود ۱۷۵/۱۰ بیروت)

قال الخطابي: إن التكاء هو الجلوس مطمئنًا، أقول: إن المستحسن عند الأكل الجلوس جاثيًا على ركبتيه أو مقعياً، وأما التربع فجلوس قبيح. (العرف الشذی ۲۸۴/۳ تحت رقم: ۱۸۲۰، تحفة الأحوذی للمبارک فوری ۴۵۴/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۶/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے دوران اُکڑوں بیٹھنے کی کیا حیثیت ہے؟

سوال (۵۴۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض کتب میں کھاتے وقت بیٹھنے کے تین مسنون طریقے لکھے ہیں: جس میں اُکڑوں بیٹھنا بھی ہے؛ لیکن مفتی تقی صاحب مدظلہ نے اصلاحی خطبات ۵/۷۷، میں تحریر فرمایا کہ اُکڑوں بیٹھنا مسنون نہیں، وضاحت فرمائیں کہ اُکڑوں بیٹھنا کیسا ہے، اور بہترین نشست دوران طعام کیا ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث شریف میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُکڑوں

بیٹھ کر کھجوریں نوش فرمانا ثابت ہے، لیکن بعض روایات میں اس اُکڑوں بیٹھنے کی علت ”من الجوع“ کے لفظ سے بیان کی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا اُکڑوں بیٹھنا یہ پسندیدہ ہیئت کی بنا پر نہیں تھا؛ بلکہ بھوک کی وجہ سے کمزوری کی بنا پر تھا، غالباً اسی وجہ سے حضرت مفتی محمد تقی صاحب عثمانی نے اُکڑوں بیٹھنے کے مسنون ہونے سے اتفاق نہیں کیا ہے، اور کھانے کی سب سے بہترین ہیئت دوزانوں بیٹھنا ہے، یا ایک ران کھڑی کر کے بیٹھنا ہے۔

فمعنی مقع من الجوع محتبياً مستنداً لما وراءه من الضعف الحاصل له بسبب الجوع، وبما تقرر تحرر أن الاستناد ليس من مندوبات الأكل؛ بل هو من ضروراته؛ لأنه صلى الله عليه وسلم لم يفعله إلا لذلك الضعف الحاصل له عليه. (جمع الوسائل ۱/۱۹۲، ۳۳۶/۱ المکبة الأشرفیة دیوبند)

فالسنة أن يقعد جاثياً على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب رجله اليمنى ويجلس على اليسرى، قال ابن القيم: ويذكر عنه صلى الله عليه وسلم أنه كان يعقد للأكل متوركاً على ركبتيه يضع بطن قدمه اليسرى على ظهر اليمنى تواضعاً لله، وأدمل منه، وهذه الهيئة أنفع الهيئات للأكل. (جمع الوسائل ۱/۱۹۱، ۲۳۵/۱ المکبة الأشرفیة دیوبند)

فالمستحب في صفة الجلوس للآكل أن يكون جاثياً على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب الرجل، يجلس على اليسرى. (فتح الباري، كتاب الأطعمة / باب الأكل متناً، الجزء التاسع ۱۲/۶۷۶ تحت رقم: ۵۳۹۹ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا اور کھانا؟

سوال (۵۳۳)۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا کیسا ہے؟ جب کہ کھانے والا ایک بہت بڑا مذہبی مقتدا ہو اور خاص کر یہ کھانا لوگوں کے سامنے ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کرسی پر بیٹھ کر کھانا حرام نہیں ہے؛ البتہ کھانے کے ادب کے خلاف ہے؛ لہذا بلا عذر کرسی پر بیٹھ کر نہ کھانا چاہئے، ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً بدن بھاری ہونے کی وجہ سے زمین پر نہ بیٹھ سکے یا کسی ایسی جگہ دعوت ہو، جہاں کرسی پر بیٹھنے کے علاوہ انتظام نہ ہو تو ایسے موقع پر کرسی پر بیٹھ کر کھانے کی گنجائش ہے۔

عن أنس رضي الله عنه قال: ما أكل النبي صلى الله عليه وسلم على حِوان ولا سُكْرَجَةٍ ولا خبز له مُرقق، فقلت لقتادة: فعلى ما كانوا يأكلون؟ قال: هذه السُّفَر. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء على ما كان يأكل النبي صلى الله عليه وسلم ۱۲ / مكتبة البدر ديوبند)

وفي الحاشية قوله على حِوان: أي الذي يؤكل عليه، والأكل عليه لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين؛ لئلا يفتقروا إلى التطاؤز والإنحاء عند الأكل. (سنن الترمذي / أبواب الطهارة ۱۲)

والحاصل أن الأكل عليه (أي الخوان) بحسب نفس ذاته لا يربو على ترك الأولوية، فأما إذا لزم فيه التشبه باليهود أو النصارى - كما هو في ديارنا - كان مكروهاً تحريمياً، وأما إذا لم يكن على دأبهم، فلا يخلو أيضاً عن تفويت منافع الخ. قال المحشي: قال المناوي: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه، لئلا تنخفض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة، لكنه جائز إن خلا عن قصد التكبر الخ. (الكوكب الدرّي مع الحاشية / كتاب الأطعمة ۱۲ / المكتبة اليمحوية هند)

واعلم أنه يطلق الخوان في المتعارف على ما له أرجل ويكون مرتفعاً عن

الأرض، واستعماله لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين؛ لئلا يفتقروا إلى خفض الرأس عند الأكل، فالأكل عليه بدعة، لكنها جائزة. (جمع الوسائل في شرح الشرائع للسلا علي القاري / باب ما جاء في صفة خبز رسول الله صلى الله عليه وسلم ۲۴/۱ إدارة تاليفات أشرفية ملتان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرسی میز پر کھانا کھانا؟

سوال (۵۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شادی یا شیرنی وغیرہ میں اگر چیئر ٹیبل میں کھانے کا نظم ہو اور کسی عالم دین کو پہلے سے اس بات کی خبر ہو تو وہاں اُس کے لئے جاناروا ہے یا نہیں؟ اور اگر پہلے سے اطلاع نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟ وہاں سے واپس ہو جانا چاہئے یا وہاں کھانا چاہئے؟ اگر کھانا چاہئے تو کرسی پر بیٹھ کر کھانا چاہئے یا سنت طریقے سے کھانا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تقریبات میں کرسی میز پر کھانا کھانا غیر معذورین کے لئے خلافِ اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے، اور جو لوگ معذور ہوں ان کے لئے کوئی کراہت نہیں۔ بریں بنا مسؤلہ صورت میں علماء کو چاہئے کہ وہ اس بات کی ترغیب دیں کہ کرسی میز کے بجائے نیچے فرش یا تخت پر بیٹھ کر کھانے کا انتظام کیا جائے؛ لیکن اگر کسی جگہ یہ انتظام نہ ہو تو کرسی پر بھی بیٹھ کر کھانے کی گنجائش ہے۔ (دینی مسائل اور ان کا حل ۲۹۲)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى بطعام وضعه على الأرض

فهو أقرب إلى التواضع. (حاشية: الترغيب والترهيب ۱۵۲/۳)

والحاصل أن الأكل عليه (الخوان) بحسب نفس ذاته لا يربو على ترك

الأولوية، فأما إذا لزم فيه التشبه باليهود والنصارى كان مكروهاً تحرماً، قال المحشى: قال المناوي: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه؛ لنلا تنخضض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة لكنه جائز إن خلا عن قصد التكبر. (الكوكب الدري مع الحاشية ۱/۲، بحواله: دینی مسائل اور ان کا حل ص: ۲۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۵/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیک لگا کر کھانا؟

سوال (۵۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ٹیک لگا کر کھانا کیسا ہے؟ اور ٹیک لگانے کا مصداق کیا ہے؟ تکیہ سے ٹیک لگانا دیوار سے پیٹھ لگا کر کھانا؟ اسی طرح کرسی پر بھی پیچھے ٹیک ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ نیز کھانا کھاتے ہوئے ایک ہاتھ سے ٹیک لگانا زمین پر اور ایک ہاتھ سے کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”میں ٹیک

لگا کر نہیں کھاتا“۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باقاعدہ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھانا چاہئے، خواہ وہ ٹیک کرسی پر ہو یا کسی اور چیز پر؛ البتہ کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے

عن أبي جحيفة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: أما أنا فلا آكل متكاً. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في كراهية الأكل متكاً ۵۱۲ مكتبة البدر ديوبند، شمائل ترمذي / باب ما جاء في صفة رسول الله ﷺ ۶۱ رقم: ۱۳۹ المكتبة الإسلامية داکا، صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الأكل متكاً ۸۱۲/۲ رقم: ۵۳۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھڑے ہو کر کھانا پینا؟

سوال (۵۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک روایت ہے، صحابی فرماتے ہیں کہ ہم عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر کھالیا کرتے تھے اور پی لیا کرتے تھے، تو کیا اب بھی یہ اجازت ہے کہ کھڑے ہو کر کھاپی سکتے ہیں؟ عند الاحناف جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض روایتوں میں جو کھڑے ہو کر کھانا پینا منقول ہے، وہ بیان جواز یعنی عدم حرمت پر محمول ہے۔

كما قال الملا علي القاري: والصواب فيها أن النهي محمول على كراهة النزيهة، وأما شربه قائماً فبيان للجواز. (مرقاۃ المفاتیح ۲۱۷/۸ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أي أبصرته حال كونه (يشرب قائماً) أي مرة أو مرتين لبيان الجواز أو لمكان الضرورة (وقاعداً) أي في سائر أوقاته وأحسن عاداته.

(مرقاۃ المفاتیح علی مشکاة المصابیح ۲۲۳/۸ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۳۰ھ

تفکرات کے قبیل کی معمولی چیزیں کھڑے ہو کر کھانا، اور
کھاتے وقت اُکڑوں بیٹھنے کی تحقیق

سوال (۵۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا چھوٹی موٹی چیزیں پھل، بسکٹ، چنے وغیرہ کھڑے ہو کر کھا سکتے ہیں؟ بیٹھ کر کھانا سنت ہے تو بیٹھے کے کتنے طریقے ہیں؟ اور کس طرح ہیں؟ کیا اکثر دونوں پیر کھڑے کر کے بیٹھنا اور انگوٹھے پر انگوٹھا رکھنا بھی سنت میں داخل ہے، یا صرف اکڑ و بیٹھنا سنت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تفکرات کے قبیل کی معمولی چیزیں جیسے بسکٹ، چنے، پان وغیرہ چلتے ہوئے کھانے کی بھی گنجائش ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ میں چلتے ہوئے کھاتے پیتے تھے، تو اس کھانے پینے سے مراد ایسی معمولی چیزوں کا کھانا پینا ہے جن کیلئے دسترخوان بچھانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا؛ لیکن باقاعدہ کھانا جس کیلئے اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے وہ کھڑے ہو کر یا چلتے ہوئے کھانا مزید براہ ہے، اس سے بہر حال احتراز کرنا چاہئے۔ کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ برابر کی سطح پر بیٹھ کر کھانا نوش کیا جائے۔

اور بیٹھنے کی ہیئت کیا ہو؟ تو اس میں سب سے افضل صورت یہ ہے کہ دو زانو یا دایاں پیر کھڑا کر کے عاجز انداز میں بیٹھے، اور بعض روایات سے کبھی کبھار پیغمبر علیہ السلام کا اکڑوں بیٹھ کر کھجوریں نوش فرمانا بھی ثابت ہے؛ لیکن اس کے متعلق شارحین کی تحقیق یہ ہے کہ اس موقع پر آپ کا اکڑوں بیٹھنا بھوک کی کمزوری کی وجہ سے تھا، گویا کہ اس ہیئت کا اختیار کرنا پسندیدگی کی وجہ سے نہیں؛ بلکہ عذر کی وجہ سے تھا، اور اکڑوں بیٹھ کر انگوٹھے پر انگوٹھا رکھنے کی بات ہمیں کسی روایت یا جزئیہ سے معلوم نہ ہو سکی۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنا نأكل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نمشي ونشرب ونحن قيام. (سنن الترمذي، أبواب الأشرية / باب ما جاء في الرخصة في الشرب قائماً ۱۰/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وما أن يقال: إن حديث ابن عمر محمول على أكله لقمة أو لقمتين، وأكل أشياء لا يهتم لها، وحديث أنس محمول على الطعام الذي يؤكل على المائدة، وهذا عندي أوجه. (تكملة فتح الملهم ۱۲/۴، صحيح ابن حبان ۳۳۲۷)

وقد صح عنه عليه السلام الشرب قائمًا في غير ما تقدم أيضًا، وكذا الأكل. (كبير ص: ۹۳۶)

فالسنة أن يقعد جائئًا على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب رجله اليمنى ويجلس على اليسرى. قال ابن القيم: إنه كان يقعد للأكل متوركًا على ركبتيه يضع بطن قدميه اليسرى على ظهر اليمنى تواضعًا لله وأدبًا منه، وهذه الهيئة أنفع الهيئات للأكل. (جمع الوسائل ۱۹۱/۱)

فالمستحب في صفة الجلوس للأكل أن يكون جائئًا على ركبتيه، وظهور قدميه، أو ينصب الرجل اليمنى ويجلس على اليسرى. (فتح الباري ۵/۲۹۹ بیروت) فمعنى مقع من الجوع محتبًا مستندًا لما ورائه من الضعف الحاصل بسبب الجوع الخ. (جمع الوسائل ۱۹۲/۱، تكملة فتح الملهم ۴۸/۴)

ويذكر عنه أنه صلى الله عليه وسلم كان يجلس للأكل متوركًا على ركبتيه الخ. (زاد المعاد ۲۲۱/۴ بیروت)

قال ابن القيم: ويذكر عنه صلى الله عليه وسلم أنه كان يجلس للأكل متوركًا على ركبتيه الخ. (مرقاة المفاتيح ۱۶۴/۸)

عن أنس رضي الله عنه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم مُقْعِبًا يأكل تمرًا. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب تواضع الأكل وصفة قعوده ۱۸۰/۲ رقم: ۲۰۴۴ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۴
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کی ابتداء نمکین سے یا میٹھے سے؟

سوال (۵۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانے کے شروع اور آخر میں نمکین یا میٹھا کھانے سے متعلق صحیح بات کیا ہے؟ لوگ اس میں

بہت اختلاف کرتے ہیں، اس لئے گزارش ہے کہ جو بات حدیث سے ثابت ہو، وہ تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگرچہ فقہی کتابوں میں نمکین چیز کے ذریعہ کھانے کی ابتداء اور اختتام کو سنت کہا گیا ہے؛ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ نمکین سے کھانا شروع کرنے کے بارے میں سبھی روایتیں سند کے اعتبار سے ساقط الاعتبار ہیں۔ اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے سے قبل کھجور نوش فرمانا ثابت ہے، اس لئے اس بارے میں کسی ایک پہلو کو سنت اور دوسرے کو خلاف سنت کہنا مشکل ہے، اور جب جیسا موقع ہو، نمکین یا میٹھے سے کھانا شروع کر سکتے ہیں، اس بارے میں شرعاً کوئی پابندی نہیں ہے۔

عن علي رضي الله عنه قال: من ابتدأ غداءه بالملح أذهب عنه سبعين نوعاً من البلاء. (شعب الإيمان للبيهقي ۱۰۳/۵ رقم: ۵۹۵۲ دار الکتب بیروت)

عن علقمة بن سعد بن معاذ حدثني أبي عن أبيه عن جده مرفوعاً استعينوا طعامكم بالملح فوالذي نفسي بيده أنه ليرد ثلاثاً وسبعين نوعاً من البلاء. وفي رواية: عن علي بن أبي طالب مرفوعاً يا علي! عليك بالملح، فإنه شفاء من سبعين داء، الجذام والبرص والجنون.

قال السيوطي بعد نقل هذه الآثار: لا يصح والتمتهم به أحمد بن عبد الله بن عامر وأبو، فإنهما يرويان نسخة عن أهل البت، كلها باطلة. (الآلآي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسيوطي / كتاب الأطعمة ۱۷۹/۲)

من السنة أن يبدأ بالملح، ويختتم بالملح. (الفتاوى الهندية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ۳۳۷/۵، الرد المحتار / كتاب الكراهية ۳۴۰/۶ دار الفكر بیروت، شامی / كتاب الحظر والإباحة ۴۹۱/۹ زكريا، خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في الأكل ۳۶۰/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوى التاتارخانية ۱۳۸/۱۸ رقم: ۲۸۲۸۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سخت بھوک کے وقت پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟

سوال (۵۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سخت بھوک لگی ہو اور نماز کا بھی وقت ہو گیا ہو، اور دوسری طرف کھانا بھی حاضر ہو، تو ایسی صورت میں پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر نماز کے وقت سخت بھوک لگی ہو اور کھانا بھی تیار ہو، تو بہتر ہے کہ پہلے کھانے سے فارغ ہو جائے؛ تاکہ بعد میں اطمینان سے نماز ادا کر سکے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا وُضع العشاء وأقيمت الصلاة فابدؤوا بالعشاء.

عن ابن عمر رضي الله عنه أنه تعشى مرة وهو يسمع قراءة الإمام.

عن عائشة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أقيمت

الصلاة وحضر العشاء فابدؤوا بالعشاء. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب إذا حضر

العشاء فلا يحل عن عشاءه ۸۲۱/۲ رقم: ۵۴۶۳-۵۴۶۴-۵۴۶۵ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چمچ سے کھانا کھانا کیسا ہے؟

سوال (۵۵۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: صحیح سالم ہاتھ والے آدمی کے لئے چمچ سے کھانا کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چمچ سے کھانا جائز ہے؛ البتہ ایسی چیزیں جو عموماً چمچ

سے نہیں کھائی جاتیں انہیں چمچ سے کھانا خلافِ اولیٰ ہے۔

كذا تستفاد بهذه العبارة من الشامية: بأنه يقتضي أن لا يكره إذا أخذ الطعام من أنية الذهب والفضة بمعلقه ثم أكله منها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۹۳/۹؛ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۳/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی توڑ کر کھانے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال (۵۵۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان پر روٹی کھانے کا کیا طریقہ تھا؟ یعنی آپ اپنے ہاتھ میں لے کر توڑ کر کھایا کرتے تھے یا روٹی کے چار ٹکڑے کر کے دسترخوان پر رکھتے تھے، یا آدھی توڑ کر دسترخوان پر رکھتے تھے، آدھی ہاتھ میں لے کر استعمال کرتے تھے، آپ کا صحیح طریقہ کیا تھا؟ اگر کوئی شخص اس طرح روٹی کھائے کہ ایک ہاتھ روٹی پر رکھے اور ایک ہاتھ سے توڑ کر کھائے تو درست ہے یا سنت کے خلاف کہیں گے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: روٹی توڑنے کے بارے میں تلاش بسیار کے باوجود کوئی صحیح حدیث نہیں ملی؛ البتہ مطلق آداب میں یہ ہے کہ داہنا ہاتھ کھانے میں استعمال کرے اور روٹی کے درمیان سے شروع نہ کرے؛ بلکہ کنارے کو توڑ کر کھائے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سم اللہ وکل بیمینک وکل ممما

یلیک (ریاض الصالحین ۲۱۵، عمدة القاری ۲۹/۲۱ بیروت)

باقی توڑنے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے، کسی طریقہ کو خلاف سنت نہیں کہہ سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی توڑنے کا بہتر طریقہ

سوال (۵۵۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانا کھاتے وقت دو شکلیں ہوتی ہیں، ایک یہ ہے کہ روٹی دسترخوان پر رکھی ہے اور دسترخوان سے ایک ایک لقمہ کر کے کھاتے رہنا۔ دوسری شکل ہے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لے کر پھر اُس میں سے تھوڑا توڑ کر کھانا، ان دونوں صورتوں میں سے کون سی صورت مستحسن اور مسنون ہے، یا کوئی بھی نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بہتر یہ ہے کہ کھانے میں بائیں ہاتھ کا استعمال بالکل نہ ہو، اس لئے روٹی توڑنے کی وہ صورت زیادہ مستحسن معلوم ہوتی ہے جس میں دسترخوان پر رکھ کر صرف دائیں ہاتھ سے لقمہ توڑا جاتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لياكل أحدكم بيمينه، ويشرب بيمينه، وليأخذ بيمينه، وليعط بيمينه، فإن الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله، ويعطي بشماله. (الترغيب والترهيب، كتاب الطعام وغيره / الترهيب من الأكل والشرب بالشمال الخ رقم: ۳۲۴۷ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۲/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گوشت کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے بوٹی توڑنا؟

سوال (۵۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا گوشت وغیرہ کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے بوٹی توڑنے کے لئے بائیں ہاتھ سے سہارا مدد لے سکتے ہیں؟ کتب فقہ سے کوئی صریح جزیئہ نقل فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ضرورت کی بنا پر بوٹی وغیرہ توڑنے کے لئے بائیں

ہاتھ سے سہارا لینا درست ہے۔

قال في عمدة القاري: وفي حديث أبي داؤد يجعل يمينه لطعامه وشرابه
وشماله سوى ذلك، فإن احتيج إلى الاستعانة بالشمال فبحكم التبعية (عمدة
القاري ۲۹/۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۸/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کو سونگھنا؟

سوال (۵۵۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: کھانے کو سونگھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانے کو سونگھ کر کھانا منع ہے؛ کیوں کہ یہ جانوروں کا
طریقہ ہے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تشموا الطعام كما تشم السباع.
(المعجم الكبير للطبراني ۲۸۵/۲۳ رقم: ۶۲۵، كنز العمال / باب المدخل ۲۶۱/۱۵ رقم: ۴۰۸۷۳)

ولا يؤكل طعام حار، به ورد الأثر ولا يشم الطعام؛ فإن ذلك عمل البهائم.
(الفتاوى التاتارخانية ۱۳۷/۱۸ رقم: ۲۸۲۸۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۱/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پلیٹ کے درمیان سے کھانا؟

سوال (۵۵۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ درمیان پلیٹ یا روٹی کے بیچ سے کھانا نہیں چاہئے؛ اس لئے کہ کھانے کے

درمیان برکت اُترتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث شریف میں مروی ہے کہ: ”کھانے کے

درمیان برکت اُترتی ہے؛ لہذا برتن کے کناروں سے کھایا کرو، درمیان برتن سے نہ کھایا کرو“، اس لئے کھاتے وقت مذکورہ ہدایت نبوی کا خیال رکھنا چاہئے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافتيه، ولا تأكلوا من وسطه. (سنن الترمذي،

أبواب الأطعمة / باب ما جاء في كراهية الأكل من وسط الطعام ۳/۲ رقم: ۱۸۰۵)

يسن أن يأكل الإنسان مما يليه في الطعام مباشرة، ولا تمتد يده إلى ما يلي

الآخرين، ولا إلى وسط الطعام؛ لأن أكل المرء من موضع صاحبه سوء عشرة وترك مروة، وذلك لما روى ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله

عليه وسلم قال: إن البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافتيه ولا تأكلوا من وسطه. (الموسوعة الفقهية ۱۹/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دستر خوان پر گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانا؟

سوال (۵۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کھانا کھاتے وقت دسترخوان پر کوئی لقمہ گر جائے، تو اُس کو اٹھا کر کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دسترخوان پر اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اُس کو اٹھا کر ناگوار

چیز نکال کر کھانا سنت ہے۔

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أكل طعاماً لعق أصابعه الثلاث قال، وقال: إذا سقطت لقمة أحدكم فليمط عنها الأذى وليأكلها، ولا يدعها للشيطان. (صحيح مسلم، كتاب الأشرية / باب استحباب لعق الأصابع ۱۷۶/۲ رقم: ۲۰۳۴ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۳/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟

سوال (۵۵۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانے کی چیز کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنا منع ہے؛ اس لئے کہ

اُس میں تھوک شامل ہو کر ناگوار صورت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (مستفاد: رحمۃ اللہ الواعد ۳۹۸/۵)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

عن النفخ في الطعام والشراب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۰۹/۱ رقم: ۲۸۱۸، هامش:

الفتاوى التاتارخانية ۱۳۷/۱۸ زكريا، كنز العمال / السجود وما يتعلق به ۶۲/۸ رقم: ۲۲۲۲۲)

ولا ينفخ في الطعام والشراب. (الفتاوى التاتارخانية ۱۳۷/۱۸ رقم: ۲۸۲۸۳ زكريا)

أقول: ذلك لسلا يقع في الماء من فمه أو أنفه ما يكرهه، فيحدث هيئة

منكرة. (حجة الله البالغة ۷۷/۲ مکتبہ حجاز دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۳/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تیز گرم کھانا؟

سوال (۵۵۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تیز گرم کھانا منع ہے، اس میں برکت نہیں ہوتی، اس کی کیا حقیقت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تیز گرم کھانا مناسب نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کھانے کی گرمی نکال دی جائے، اس میں زیادہ برکت ہوتی ہے۔ نیز طبی اعتبار سے بھی تیز گرم کھانا معدے کے لئے نقصان دہ ہے۔

عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنها كانت إذا ثردت غطته شيئاً حتى يذهب فوره ثم تقول: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنه أعظم للبركة. (لمسند للإمام أحمد بن حنبل / حديث أسماء بنت أبي بكر ۳۵۰/۶ رقم: ۲۶۸۳۷ دل لحدیث لقعرة) لا يأكل الطعام حاراً ولا يشمه. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۴۹۱/۹ زكريا) فقط والله تعالى اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے پینے کی چیزوں میں مکھی گر جائے تو کیا کرے؟

سوال (۵۵۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر سالن یا دودھ وغیرہ کسی مشروب میں مکھی گر جائے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث میں ہے کہ مکھی کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے بازو میں شفاء ہے، اور مکھی عموماً بیماری والا بازو پہلے برتن میں ڈالتی ہے، اس لئے اگر کسی کھانے یا پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اس کے دونوں بازوؤں کو اُس میں ڈبو کر پھینک دینا چاہئے؛ تاکہ بیماری والے بازو کا نقصان دفع ہو جائے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا

وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه، فإن في إحدى جناحيه داءً
والأخرى شفاءً. (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق / باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم الخ
رقم: ۳۳۲۰ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی کے کنارے چھوڑنا؟

سوال (۵۶۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: روٹی کے کنارے چھوڑنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: روٹی کو بیچ سے کھا کر کنارے چھوڑ دینا مکروہ ہے، یہ

فضول خرچی اور اسراف میں داخل ہے۔ (نصاب الاحساب ۱۲۸، بحوالہ: سنن و آداب ۹۲ مؤلفہ: ابوبکر بن مصطفیٰ ٹپنی)

ومن الإسراف أن يأكل وسط الخبز ويدع حواشيه، ويأكل ما انتفخ من

الخبز كما يفعله بعض الجاهل ويزعمون أن ذلك ألد، ولكن هذا إذا كان لا يأكل

غيرهما ترك من حواشيه، فأما إذا كان غيره يتناول ذلك فلا بأس بذلك، كما لا

بأس أن يختار لتناول رغيف دون رغيف. (الفتاوى الثاترا بحانية ۱۳۴/۱۸ رقم: ۲۸۲۷۳

زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے بعد انگلی چاٹنے کی ترتیب

سوال (۵۶۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانے کے بعد انگلی چاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں (درمیانی، شہادت والی اور انگوٹھے) سے کھانا مستحب ہے، اور کھانے سے فراغت پر اولاً درمیانی انگلی چاٹیں، پھر شہادت کی انگلی صاف کریں، اُس کے بعد انگوٹھے کو چاٹیں۔

عن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل بأصابعه الثلاث: بالإبهام والتي تليها والوسطى، ثم رأيت يلعق أصابعه الثلاث قبل أن يمسحها، ويلعق الوسطى التي تليها، ثم الإبهام. (المعجم الأوسط للطبراني ٤٤٨١ رقم: ١٦٤٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے بعد پہلے خود اٹھنے یا دسترخوان اٹھانے؟

سوال (۵۶۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پہلے خود اٹھنا چاہئے یا دسترخوان اٹھانا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مناسب یہ ہے کہ کھانے سے فراغت کے بعد پہلے

دسترخوان اٹھالیا جائے، اس کے بعد خود اٹھیں، اس میں کھانے کا ادب زیادہ ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا

وضعت المائدة، فلا يقوم رجل، حتى ترفع المائدة. (سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة /

باب النهي أن يقام عن الطعام حتى يرفع رقم: ۲۳۷ ۳۲۹۵ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے بعد خلال کرنا؟

سوال (۵۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنا اور کلی کر کے منہ

صاف کرنا سنت ہے۔

عن عمران بن حصین الخزاعي رضي الله قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:

تخللوا على أثر الطعام وتمضمضوا؛ فإن فيه مصححة للنباح والناجذ. (كنز العمال /

الفصل الأول في آداب الأكل ۱۱۲/۵ رقم: ۴۰۲۹ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا کھانے کے بعد پانی پینا سنت ہے؟

سوال (۵۶۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پانی نہیں پیا کرتے تھے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے کھانا تناول فرمانے کے بعد پانی بھی نوش جان فرمایا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم

ذات يوم أو ليلة - إلى قوله - فأكلوا من الشاة، ومن ذلك العذق وشربوا الخ.

(صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب جواز استتباعه غيره إلى دار الخ ۱۷۶/۲ - ۱۷۷ رقم: ۲۰۳۸ بيت

الأفكار الدولية، سنن أبي داود ۲۹۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۱۱/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا کھانے کے بعد پانی پینا خلاف سنت ہے؟

سوال (۵۶۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے یہاں دین و ارتع سنت طبقہ میں یہ مسئلہ نہیں سلجھ رہا ہے، دارالافتاء سے مع حوالہ دریافت کر رہے ہیں، کیا کھانا کھاتے وقت کھانے سے پہلے پانی پینا سنت ہے؟ نبی سے ثابت ہے؟ کیا کھانے کے درمیان میں پانی پینا سنت ہے، نبی سے ثابت ہے؟ یا کھانے کے درمیان میں پانی نہیں پینا چاہئے؟ ایسا سنت سے ثابت ہے؟ کھانا کھانے کے بعد کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی پینا ثابت ہے؟ یہ سنت ہے یا کھانے کے بعد پانی نہ پینا سنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے بعد پانی نہ پینا ثابت ہے؟ تینوں موقعوں پر قول فیصل شریعت و سنت سے کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام ابن القیم جوزیؒ نے زاد المعاد میں یہ تحریر فرمایا ہے

کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانے کے فوراً بعد پانی نوش نہیں فرماتے تھے، اور اُس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد پانی پینے سے ہضم میں دشواری ہوتی ہے، تقریباً یہی بات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوة ۱۵۱۵ میں بھی تحریر فرمائی ہے؛ لیکن دوسری طرف بعض صحیح احادیث میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانے کے بعد پانی اور مشروب نوش فرمانا ثابت ہے اور خود علامہ ابن القیمؒ نے اپنی دوسری کتاب ”طب نبوی“ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر پیاس محسوس ہو تو کھانے کے بعد پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ ایک دم سے سے بہت زیادہ نہ پیا جائے؛ بلکہ تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے کر پیا جائے، اس طرح پینے سے معدہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؛ بلکہ فائدہ پہنچے گا۔ ان تفصیلات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ یہ معمول نہیں تھا کہ کھانے کے بعد پانی نہ پیتے ہوں؛ بلکہ جب جیسی ضرورت اور تقاضا ہوتا تھا پانی نوش فرماتے تھے، اس لئے کسی ایک پہلو کو خلاف سنت کہنا مشکل ہے، اور کھانے سے پہلے یا درمیان میں یا بعد میں پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آب برطعام نمی خورد کہ مفسد است و تا طعام بانہضام نیارد

آب نباید خورد“۔ (مدارج النبوة ۱/۵۱۵)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم وليلة، فإذا هو بأبي بكر وعمر فقال: ما أخرجكما من بيوتكما هذه الساعة؟ قالوا: الجوع، قال: وأنا والذي نفسي بيده لأخرجني الذي أخرجكما، فقوموا فقاموا معه، فأتى رجلا من الأنصار، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياك والحلوب، فذبح لهم، فأكلوا من الشاة ومن ذلك العذق، وشربوا، فلما أن شبعوا ورووا، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر وعمر: والذي نفسي بيده لتسئلن عن هذا النعيم يوم القيامة أخرجكم من بيوتكم الجوع، ثم لم تجرعا حتى أصابكم هذا النعيم. (صحيح مسلم / كتاب الأشربة ۱/۲۶۱، مشكاة المصابيح ۳/۶۸)

عن عبد الله بن بسر عن أبيه رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتاهم وهو راكبٌ على بغلة فدخل عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأصحابه فصنعت لهم جشيشا فلما فرغت أُمِّي من الجيشيش جئتُ أحمله حتى وضعته بين أيديهم فأكلوا ثم سقاهم فضيحا، فشرب رسول الله صلى الله عليه وسلم وسمى الذي عن يمينه، ثم أخذت القدح حين نغذ ما فيه فمألت، ثم جئت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: اعطه الذي انتهى القدح إليه، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من الطعام دعا لنا فقال: اللهم اغفر لهم وارحمهم وبارك لهم في رزقهم، فما زلنا نتعرف من الله السعة في الرزق. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد / باب بمن يبدأ إذا ترغ الشراب ثم جيء بشراب غيره ۸۲/۵)

قوله جشيشاً: هي أن تطحن الحنطة طعنا جليلا، ثم تجعل في القدور ويلقى

عليها لحم أو تمر وتطبخ قد يقال لها شيشة بالبدال. (هامش مجمع الزوائد ۸۲/۵)

ولم يكن من هليبه أن يشرب على طعامه فيفسده ولا سيما إن كان الماء

حاراً أو بارداً؛ فإنه ردي جداً، قال الشاعر:

لا تكن عند سخن وبرد ❖ ودخول الحمام تشرب ماء
فإذا ما احتنبت ذلك حقاً ❖ لم تخف ما حيث في الجوف داء
ويكره شرب الماء عقيب الرياضة والتعب، وعقيب الجماع، وعقيب
الطعام وقبله. (زاد المعاد مكمل ۹۳۵ دارالمعرفة)

وأما على الطعام فلا بأس به إذا اضطر إليه؛ بل يتعين ولا يكثر منه بل
يتمضضه مصّاً؛ فإنه لا يضره البتة؛ بل يقوي المعدة وتنهض الشهوة، ويزيل
العطش. (الطب النبوي لابن الحوزية ۳۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۱/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے برتن میں ہاتھ دھو کر اُس کا پانی پینا کیسا ہے؟

سوال (۵۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھا کر جس کٹوری میں سبزی کھاتے ہیں، چاٹ کر کھانے کے بعد اُس کٹوری میں اپنے
ہاتھ کو دھو کر اُس کٹوری کے پانی کو پینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ طریقہ شرعاً ممنوع نہیں؛ لیکن احادیث طیبہ سے

خاص اس طرح برتن دھو کر پینے کا مضمون نظر سے نہیں گذرا کہ اُسے پسندیدہ قرار دیا جائے۔ حدیث
میں مطلقاً برتن صاف کرنے کی ترغیب وارد ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۱۸ ذابحیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۱/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فجر کی سنتوں کے بعد کچھ کھانا پینا؟

سوال (۵۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید فجر کی اذان کے بعد اپنے گھر پر سنت پڑھتا ہے، سنت پڑھ کر مسجد جانے سے پہلے کبھی چائے پیتا ہے، اور کبھی اگر دوائی کھانی ہوتی ہے تو دودھ سے دوائی کھاتا ہے، پھر فرض نماز جماعت سے مسجد میں جا کر پڑھتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کیا زید کے اس عمل سے سنت اور فرض میں فصل کھانے پینے کا ہو جانے کی وجہ سے سنت ختم یا سنت کا ثواب تو کم نہیں ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے بعد فجر کی سنت ادا فرماتے تھے، اور بعد اذان کچھ دیر استراحت فرما کر نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان فصل کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی؛ لہذا مسئلہ صورت میں سنت فجر اور فرض کے مابین چائے پینے یا دوا کھانے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء (وهي التي يدعو الناس العتمة) إلى الفجر، إحدى عشرة ركعة، يسلم بين كل ركعتين، ويوتر بواحدة، فإذا سكت المؤذن من صلاة الفجر وتبين له الفجر، وجاءه المؤذن، قام فركع ركعتين خفيفتين، ثم اضطجع على شقه الأيمن حتى يأتيه المؤذن للإقامة. (صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها / باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل ۲۵۴/۱ رقم: ۷۳۶ بیت الأفكار الدولية، صحیح البخاری رقم: ۹۹۴) وحاصله أن اضطجاعه عليه الصلاة والسلام إنما كان في بيته للاستراحة

لا للتشريع الخ. (شامی ۴۶۲/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۱/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



دعوتِ طعام اور اُس کے آداب

عوت قبول کرنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ مبارکہ؟

سوال (۵۶۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: دعوت قبول کرنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ مبارکہ کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دعوت قبول کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ

ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی دعوت قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور اُسے مسلمان کا حق بتایا ہے۔ حدیث شریف میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ: ”جس نے دعوت (جو سنت کے مطابق ہو) منظور نہ کی تو اُس نے خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی“۔ تاہم اگر کوئی عذر ہو یا دعوت میں کوئی منکر پایا جائے وغیرہ، تو دعوت میں حاضر نہ ہونے میں حرج نہیں ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: ائتوا الدعوة إذا دُعِيتُم.

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما يقول: قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم: أجيئوا هذه الدعوة إذا دُعِيتُم لها. قال: وكان عبد الله بن عمر يأتي الدعوة في العرس وغير العرس، ويأتيها وهو صائم.

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه كان يقول بنس الطعام طعام الوليمة

يُدعى إليه الأغنياء ويترك المساكين، فمن لم يأت الدعوة فقد عصي الله

ورسوله. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب الأمر بإحابة الداعي إلى دعوة ٤٦٢/١ رقم:

۱۰۳-۱۴۲۹-۱۴۳۲ بیت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب إجابة الداعي في

العرس وغيرها رقم: ۵۱۷۷-۵۱۷۹ دار الفكر بيروت

وأما الأعدار التي يسقط بها وجوب إجابة الدعوة أو نديها، فمنها أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو يكون هناك من يتأذى بحضوره معه أو لا تليق به مجالسته أو يدعوه لخوف شره أو لطمع في جاهه أو ليعاونه على باطل، وأن لا يكون هناك منكر من خمر أو لهو أو فرش حرير أو صور حيوان غير مفروشة أو آنية ذهب أو فضة فكل هذه الأعدار في ترك الإجابة. (نوي على مسلم ۴۶۲/۱) فقط والله تعالى أعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خلافِ شرع امور کے مرتکب اور یا کار کی دعوت کا حکم؟

سوال (۵۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی شخص خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرتا ہو، اور وہ کسی اپنے مسلمان بھائی کی دعوت کرے، تو اُس کی دعوت قبول کرنی چاہئے یا نہیں؟ اسی طرح جو دعوت اپنی بڑائی یا شہرت چاہتی ہو، اُس کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فاسق اور فاجر کی دعوت قبول کرنے سے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؛ اس لئے کہ فسق و فجور اور ارتکابِ کبائر کی وجہ سے اُس کی دعوت میں بھی شبہ رہے گا، اور ایک طرح سے اُس کا احسان مند بھی ہونا پڑے گا، جو صالحین کی شان کے مناسب نہیں۔

عن عكرمة رضي الله عنه قال: كان ابن عباس رضي الله عنهما يقول: إن

النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن طعام المتبشرين أن يؤكل. (سنن أبي داود رقم:

۳۷۵۴، الترغیب والترہیب مکمل، کتاب الطعام وغیرہ / الترہیب من أن يدعى الإنسان إلى الطعام الخ

رقم: ۳۳۰۵ بیت الأفكار الدولية، مجمع الزوائد ۵۴/۴

إذا دعيت إلى وليمة، فإن لم يكن ماله حراماً ولم يكن فيها فسق، فلا بأس بالإجابة. وإن كان ماله حراماً فلا تجبه. وكذلك إن كان فسقه معلناً فلا تجبه

يعلم أنك غير راض بفسقه بستان الفقيه أبي الليث السمرقندي / باب إجابة الدعوة ۱۳۳

فاروقی ہندی، بحوالہ: فتاویٰ محمودیہ ۶۰/۱۸ ذابھیل

ولو دعي إلى وليمة فيها فسق، يمتنع من الإجابة إن كان زجراً لهم.

(المستقط في الفتاوى الحنفية، كتاب الآداب ۲۵۷ المكتبة الحقانية پشاور، وكذا في الرد المحتار /

كتاب الحظر والإباحة ۳۴۷/۶ کراچی)

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن، ليعلم أنه غير راض بفسقه. (الفتاوى الهندية،

كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ۳۴۳/۵ زکریا، وكذا في مجموعة الفتاوى

على هامش خلاصة الفتاوى / كتاب الكراهية ۳۳۹/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام آمدنی والے کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید عمر کے گھر مہمان ہوا، جب کہ عمر کی ساری کمائی حرام ہے، اب زید اُس کے یہاں

کھانے پینے سے انکار کرتا ہے، مگر عمر کہتا ہے کہ آپ میری دعوت قبول کر لیجئے، آج سے میں سچی

توبہ کرتا ہوں کہ حرام کمائی نہیں کماؤں گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں سابقہ جمع کردہ

مال حرام سے تیار کردہ کھانا تناول فرمانا کیسا ہے؟ کیا اس شرط کے ساتھ (کہ آج سے حرام کمائی

نہیں کماؤں گا) اس سابقہ حرام مال سے کھانا تیار کر کے عمر زید کی دعوت کر سکتا ہے اور زید دعوت

قبول کر سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب عمر کی ساری کمائی حرام ہے تو زید کے لئے اُس کا کھانا کھانا جائز نہیں، توبہ کرنے سے مال حرام حلال نہیں ہو جاتا؛ بلکہ ایسے مال کو بغیر نیت ثواب فقراء و مساکین پر صدقہ کر دینا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱۳۲/۴)

اکل الربا و کاسب الحرام اهدى إليه أو اضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل. (الفتاوى الهندية، کتاب الکراهية / الباب الثاني عشر ۳۴۳/۵)

لأن سبيل الكسب الخبيث التصديق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شلمی، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ۳۶۵/۶ دار الفكر بیروت، ۵۵۳/۹ زکریا، وکنا فی البحر الرائق / کتاب الکراهية ۳۵۹/۸ رشیدیة)

ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور؛ لأن الغالب في مالهم الحرمة، إلا إذا علم أن أكثر ماله من حل بأن كان صاحب تجارة أو زرع، فلا بأس به. وفي البرازية: غالب مال المُهدي إن حلالاً لا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبين أنه من حرام؛ لأن أموال الناس لا يخلو عن حرام، فيعتبر الغالب. وإن غالب ماله الحرام، لا يقبلها ولا يأكل، إلا إذا قال: إنه حلال ورثته أو استقرضته؛ ولهذا قال أصحابنا: لو أخذ مورثه رشوةً أو ظلمًا إن علم وارثه ذلك بعينه، لا يحل له أخذه. وإن لم يعلمه بعينه له أخذه حكمًا لا ديانةً، فيصدق به بنية الخصماء. (مجمع

الأنهر، کتاب الکراهية / فصل في الكسب ۱۸۶/۴ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، وكذا في الفتاوى البرازية على هامش الفتاوى الهندية، کتاب الکراهية / الباب الرابع في الهدية والميراث ۳۶۰/۶ زکریا، وکنا فی فتاوى قاضي خان، کتاب الحظر والإباحة / باب ما يتعلق بالضيافة ۴۰۰/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۱۲/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت

کھانے کی اصولاً گنجائش ہے؛ کیونکہ غیر مسلم مالی معاملات میں شریعت کا پابند نہیں ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان بالخصوص علماء و مقتدی حضرات ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے سے احتراز کریں۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ الْمَصِيرُ﴾ [ال عمران: ۲۸]

لَا أَمَرْنَا بتركهم وما يدينون، قال الشامي: فلا نمنعهم عن شرب الخمر

وأكل الخنزير وبيعهما. (الدر المختار مع الشامي ۳۱۲/۴ زكريا)

روی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی السیر الکبیر أخباراً متعارضةً، فی بعضها: أن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہدایا المشرک. وفي بعضها: أنه صلى الله عليه

وسلم لم يقبل. فلا بد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم الله تعالى في

وجه التوفيق ومن المشايخ من وفق من وجه آخر، فقال: لم يقبل من شخص علم

أنه لو قبل منه يقلل صلاته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من

شخص علم أنه لا يقلل صلاته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية، كذا في

المحيط. (الفتاوى الهندية / لباب الرابع عشر في أهل النعمة ۳۷/۵-۳۴۸ زكريا، وكذا في المحيط

البرهاني / الفصل لسادس عشر في معاملة أهل النعمة ۱۰۴/۶ المكتبة الغفارية كوثه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۴/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام اور مشتبہ کمائی والوں کے یہاں امام کی دعوت؟

سوال (۵۷۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید امامت کرتا ہے، جس کا کھانا مسجد والوں کے ذمہ ہے، کھانا دینے والوں میں بعض کی کمائی حرام اور مشتبہ ہوتی ہے، اُن کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اُن سے تنخواہ لینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جن لوگوں کی آمدنی پوری طرح حرام ہو، اور اس کا یقینی

علم ہو، اُن کے یہاں کا کھانا کھانا جائز نہیں، اور اگر آمدنی حلال حرام مخلوط ہو تو کھانے کی گنجائش ہے، اور مسئلہ صورت میں امامت کی تنخواہ چوں کہ مسجد والوں کے ذمہ ہے؛ اس لئے وہ جو بھی رقم دیں اُس کو لینے کی اجازت ہے، تحقیق لازم نہیں۔

أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس إلا

أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل بالطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل. (الفتاوى الهندية ۳۴۲/۵)

أكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه، أو أضافه وغالب ماله حرام، لا يقبل

ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثته أو استقرضه، وإن كان

غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها. (الفتاوى الهندية ۳۴۳/۵)

وإن كان الرجل يأخذ المال من حيث وجده ولا يتأمل في الحلال والحرام،

فالسؤال عنه حسن. (الأشباه والنظائر ۵۸، كفايت المفنى ۷/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سودی کاروباری کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سودی لین دین کرنے والے کے یہاں دعوت وغیرہ میں جانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اُس شخص کی غالب آمدنی حرام ہے تو اُس کے

یہاں دعوت کھانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

لا یجیب دعوة الفاسق المعلن لیعلم أنه غیر راضٍ بفسقه، و کذا دعوة من کان غالب ماله من حرام ما لم یخبر أنه حلال، وبالعکس یجیب ما لم یتبین عنده أنه حرام، کذا فی التمر تاشی، أکل الربا وکاسب الحرام أهدیٰ إلیه أو أضافه وغالب ماله حرام لا یقبل ولا یأکل ما لم یخبره أن ذلک المال أصله حلال ورثه أو استقراضه. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثانی عشر ۳۴۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت لینے والے مسلمان کے پیسہ سے کھانا؟

سوال (۵۷۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مسلم ساتھی کے پیسہ سے کھانا پینا جب کہ وہ رشوت بھی لیتے ہوں جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو ساتھی رشوت لیتے ہوں اور اُن کی غالب آمدنی

رشوت پر مشتمل ہو، تو اُن کی دعوت قبول کرنی درست نہیں ہے۔ اور اگر غالب آمدنی رشوت سے نہ ہو؛ بلکہ دوسرے حلال کاروبار سے ہو، تو دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (کفایت المفتی ۱۰۵/۵)

أکل الربا وکاسب الحرام أهدیٰ إلیه أو أضافه وغالب ماله حرام لا یقبل

ولا یأکل ما لم یخبره أن ذلک المال أصله حلال، وإن کان غالب ماله حلالاً لا

بأس بقبول هدیته والأکل منها. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثانی عشر ۳۴۳/۵)

غالب مال المهدی إن حلالاً لا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبين أنه حرام. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في الأكل ۱۸۶/۲ مكتبة فقيه الأئمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردار کی خرید و فروخت کرنے والے کے یہاں کھانا؟

سوال (۵۷۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کئی قسم کے کاروبار کرتا ہے، مثلاً: مرداری ٹھیکہ، تجارت وغیرہ پرانے لوہے کی خرید و فروخت۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ مذکورہ شخص کی کمائی بروئے شریعت حلال ہے یا نہیں؟ اور امام کا اُن کے یہاں دعوت میں شرکت کرنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ مذکورہ شخص اور اُس کے بچے مسجد کی صفائی اور اذان وغیرہ کا بھی بہت خیال کرتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کے لئے مردار کی خرید و فروخت سے حاصل ہونے

والی کمائی حلال نہیں ہے؛ اس لئے کہ مردار کی خرید و فروخت تجارت وغیرہ باطل ہے، اور اگر شخص مذکور کے پاس ایسے اموال ہیں جن کے اکثر حصے جائز طریقہ سے حاصل ہوئے ہیں تو اُس کی دعوت قبول کرنا اور اُس میں شریک ہونا جائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۳]

بطل بیع ما لبس بمال كالدّم والميتة. (الدر المختار مع الشامی ۵۱۵/۵ کراچی،

۲۳۵/۷ زکریا)

وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها. (الفتاویٰ

الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ۳۴۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شرابی کے گھر کھانا؟

سوال (۵۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک پڑوسی مسلمان شراب پیتا ہے، اُس کے گھر کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ مسلم کلال قوم جس کا دھندہ شراب پینا ہے اور ساتھ میں دوسری تجارت بھی کرتا ہے، مثلاً کھیتی باڑی اور کپڑے کی دوکان، تو ایسے مسلم کلال کے گھر دعوت کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بہتر ہے کہ شرابی شخص کی دعوت قبول نہ کی جائے؛ تاکہ اُس کی بد عملی پر ناگواری ظاہر ہو؛ تاہم اگر شرابی اپنی حلال آمدنی سے کھلائے پلائے تو اُس کا کھانا فی نفسہ درست ہے، اسی طرح اگر حلال و حرام دونوں ہیں؛ لیکن حلال غالب ہے تو بھی درست ہے اور اگر حرام غالب ہے تو پھر ایسے شخص کے یہاں کھانا پینا جائز ہی نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۶/۱ ۳۵۶ ذیل)

لا یجیب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غیر راض بفسقه، و کذا دعوة من کان غالب ماله من حرام ما لم یخبر أنه حلال، وبالعکس یجیب ما لم یتبین عنده أنه حرام، کذا فی التمر تاشی، أکل الربا وکاسب الحرام أهدى إلیه أو أضافه و غالب ماله حرام لا یقبل ولا یأکل ما لم یخبره أن ذلک المال أصله حلال ورثه أو استقراضه. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثانی عشر ۳۴۳/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی تراشنے اور منڈوانے والے کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے ایک بھائی ہیں جو غیر مقلد بنے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ داڑھی تراشنے والے اور منڈوانے والے کے یہاں دعوت ولیمہ یا عقیقہ کسی قسم کی دعوت نہیں کھانی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث میں آیا ہے کہ فاسق لوگوں کی دعوت قبول نہ کی جائے اور داڑھی منڈوانے اور ترشوانے والے لوگ بھی چوں کہ فاسق ہیں، اس لئے اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو اُن لوگوں کی دعوت رد کی جاسکتی ہے، خاص کر جب کہ مجلس دعوت میں منکرات ہوں، تو ممانعت کا حکم اور تاکید ہو جاتا ہے۔

عن عمران بن حصین رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن إجابة طعام الفاسقين. (مشكاة المصابيح ۲/۲۷۹، شعب الإيمان للبيهقي ۶۸۱/۵ رقم: ۵۸۰۳ دار الكتب العلمية بيروت)

ولو دعى إلى دعوة، فالواجب أن يجيبه إلى ذلك، وإنما يجب عليه أن يجيبه إذا لم يكن هناك معصية ولا بدعة الفتاوى الهندية (۳۴۳/۵)

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راضٍ بفسقه. (الفتاوى الهندية ۳۴۳/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۶/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داعی کے مکان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ برسی یا چالیسواں کا کھانا ہے؟

سوال (۵۷۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسین پوری تحقیق کے بعد دعوت قبول کرتے ہیں، مگر بعض مرتبہ جب اہل خانہ کے یہاں حاضری ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے، یہ تو دھوکہ ہوا، یہاں تو مرنے والے کی برسی تھی یا چالیسواں تھا اور اس وقت بعض مرتبہ قرآن خوانی پر بھی مجبور کیا جاتا ہے، بچے اور دھوکہ سے لے جائے گئے مدرسین مجبور محض ہیں کیا کریں؟ ایسی حالت میں تیار دعوت چھوڑ آئیں یا بالجر کھالیں، صاحب خانہ کا یہ فعل کس طرح کا جرم ہے؟ اُس کی سزا کیا ہوگی اور یہ گناہ کس کی گردن پر ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مدرسین مجبور محض ہرگز نہیں ہیں، وہ مقتدی کی حیثیت رکھتے ہیں، اُن کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں سے تیار دعوت چھوڑ کر واپس چلے آئیں؛ تاکہ غلط کار لوگوں کو عبرت ہو۔ (مستفاد: رشیدیہ ۱۵، امداد الفتاویٰ ۱۱۹/۴، کفایت المفتی ۱/۲۱۷، فتاویٰ محمودیہ ۸/۲۵)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ۵۰۱ / رقم: ۴۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲)

وَأَمَّا إِذَا عَلِمَ قَبْلَ الْحَضُورِ فَلَا يَحْضُرُ؛ لِأَنَّهُ لَا يُلْزَمُهُ حَقُّ الدَّعْوَةِ. (الفتاوى الهندية ۳۴۳/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولو دعي إلى دعوة، فالواجب أن يجيبه إلى ذلك، وإنما يجب عليه أن يجيبه إذا لم يكن هناك معصية ولا بدعة (الفتاوى الهندية ۳۴۳/۵)

ولو كان ذلك على المائدة لا ينبغي أن يقعد، وإن لم يكن مقتدى به.

(الفتاوى الهندية ۳۴۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۵/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فسق و فجور والی مجلس دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

سوال (۵۷۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم ہے اور بکر بھی عالم ہے، عوام کی مجلس میں دونوں عالم موجود ہیں، زید نے بکر سے عوام کے سامنے کہا کہ جس تقریب میں چاہے وہ عقد نکاح کی مجلس ہی ہو، اگر اس میں باجا گانا،

بھانگڑا، ویڈیو، شراب نوشی اور فوٹو گرافی ہوگی، تو میں ایسی مجلس میں ہرگز شرکت نہیں کروں گا اور نہ ہی اُس میں نکاح پڑھانے کے لئے حاضر ہوں گا، اس کے جواب میں بکر نے کہا میں ایسی بارات میں شرکت کروں گا اور اُس میں نکاح بھی پڑھاؤں گا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ زید بکر میں کس کی بات صحیح ہے؟ اور بکر کے اس عمل سے غیر مشروع اُمور کو فروغ ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ سوال کا جواب تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گانے بجانے کی مجالس میں جانا اور اُن پر نکیر نہ کرنا؛ بلکہ گانوں وغیرہ سے لطف اندوز ہونا شرعاً فسق اور سخت گناہ ہے، صورتِ مسئلہ میں زید کا اس طرح کی مجالس میں شرکت نہ کرنے کا عزم مصمم کرنا نہایت کار ثواب ہے، اور بکر کا اس کے برخلاف شرکت و نکاح پر اصرار کرنا مستوجبِ عذاب ہے، اس طرح کے لغو کاموں سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا اُس پر لازم ہے۔

استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه صرام، لقوله عليه السلام استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر أي بالنعمة. (الدر المختار ۳۴۹/۶ کراچی، ۵۰۴/۹ زکریا)

فالواجب كل الوجوب أن يجتنب كي لا يستمع لما روي أنه عليه السلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعه وأشعار العرب لو فيها ذكر الفسق يكره. (الفتاوى البرازية على هامش الفتاوى الهندية ۳۵۹/۶)

قال رحمه الله: السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد إليه والجلوس عليه وهو الغناء والمزامير سواء. (الفتاوى الهندية ۳۵۲/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الملاهي كلها حرام حتى التغني بضرب القضيبي. (الهداية ۴۵۵/۴، شامی)

۵۰۴-۵۰۲/۹ زکریا، البحر الرائق ۲۰۷/۸ کوئٹہ، ۳۸۰/۸ زکریا، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۱۱/۱۵ھ

منکرات والی تقریبات میں دعوت کھانا؟

سوال (۵۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شادی بیاہ میں شرکت مشکل اور دشوار ہوتی جا رہی ہے، اور ویڈیو کیسٹ کا چلن اتنا عام ہو گیا ہے کہ کوئی محفل اس سے خالی اور محفوظ نہیں۔ جمعیۃ علماء ہند جیسی جماعت بھی ایسے منکرات سے محفوظ نہ رہ سکی، وہاں بھی اجلاس میں ویڈیو کیمرے نصب ہونے لگے، جس سے عوام کے سامنے منکرات سے انکار کا جواز باقی نہیں رہا، خیر جہاں شادی بیاہ میں محفل نکاح و طعام میں ویڈیو فلم بنائی جا رہی ہو، وہاں نکاح پڑھانا اور کھانا پینا کیسا ہے؟ ”ذلک أضعف الإيمان“ کا مقتضی کیا ہے؟ اگر یہ سوچ کر شرکت نہ کی جائے کہ منکرات کی محفل میں شرکت ممنوع ہے، تو شادی بیاہ سے متعلق دیگر اُمور ہیں مثلاً: نکاح، طلاق، مہر، جو موجودہ دور میں ازدواجی زندگی کے بگڑتے ہوئے پہلو ہیں، تو ان پر روشنی ڈالنے کا موقع نہیں ملتا، مثلاً موجودہ دور میں مہر کے بارے میں ۹۵ فیصد خیال یہ ہے کہ مہر کا اقرار صرف رسمی اقرار ہے، کون دیتا ہے؟ کون لیتا ہے؟ باندھ دو جتنے چاہو، ہزار روپے کی حیثیت نہ رکھنے والا پچاس ہزار پچیس ہزار کے مہر بندھوا لیتا ہے، چوں کہ وہ اُس کو دین اور قرض نہیں سمجھتا، اب اُس کو یہ یوں بتائے کہ ایسی صورت میں یہ محض حرام کاری ہے، ایسی مجالس میں اصلاح معاشرہ کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو کام شرعاً ناجائز ہیں، وہ کسی شخص یا جماعت کے

اختیار کرنے سے جائز نہیں ہو سکتے، منکرات پر تکبر کرنا علماء کی شرعی ذمہ داری ہے، اور ان برائیوں پر مدافعت اور مصلحت کوشی کا رویہ قطعاً روا نہیں ہے، اس لئے ایسی مجالس اور تقریبات میں جہاں

منکرات (ویڈیو وغیرہ) پائی وغیرہ، ان میں ہرگز شرکت نہ کی جائے، اور اس معاملہ میں کسی دنیوی نقصان کی پرواہ نہ کی جائے، نہی عن المنکر کے ادنیٰ درجہ یعنی قلبی کراہت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

اور نکاح کی دیگر رسموں کی اصلاح کے لئے ایسی منکرات والی مجلسوں میں جانا ہی ضروری نہیں؛ بلکہ انفرادی طور پر ملاقاتوں اور اصلاحی بیانات کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٥٠١١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢)

وعن سفينة أن رجلاً ضاف علي بن أبي طالب رضي الله عنه فصنع له طعاماً، فقالت فاطمة رضي الله عنها: لو دعونا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأكل معنا، فدعوه فجاء فوضع يديه على عضادتي الباب، فرأى القرام قد ضرب في ناحية البيت فرجع، قالت فاطمة: فنبعته، فقلت: يا رسول الله! ما ردك؟ قال: إنه ليس لي - أو - لنبي أن يدخل بيتاً مزوّقاً. (مشكاة المصابيح / كتاب النكاح ٢٧٨/٢)

وإن علم أولاً باللعب لا يحضر أصلاً. (الدر المختار ٣٤٨/٦ كراچی، ٥٠٢/٩ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۹/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منکرات والی مجلس میں دعوت کھانے کے لئے اصرار کرنا؟

سوال (۵۸۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بہت سی جگہوں پر دعوتوں میں خلاف شرع امور اور صریح منکرات: تصویر کشی، کھڑے ہو کر

کھانا، مرد و عورتوں کا اختلاط، بے پردگی وغیرہ بہت سے ناجائز لوازمات ہوتے ہیں، اور وہ لوگ زبردستی دعوت کرتے ہیں، اور بسا اوقات تو اصرار تک کرتے ہیں کہ آپ کو ضرور آنا ہے، بلائے کے لئے گاؤں تک بھیج دیتے ہیں، تو ایسے وقت کیا کرنا چاہئے، دعوت قبول کریں، تو منکرات کی تائید لازم آتی ہے، اور رد کرنے پر بظاہر اُن کی دل شکنی کا اندیشہ رہتا ہے؟ شریعت کا اس میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خلاف شرع اور ناجائز اُمور میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، حتیٰ کہ اگر ماں باپ بھی خلاف شرع امر کا حکم دیں، تو اُن کی بھی اطاعت جائز نہیں۔ بریں بنا منکرات والی تقریبات میں شرکت کرنے سے اگر ان منکرات اور محرمات کی تائید ہوتی ہو، اور دوسرے لوگ آپ کی شرکت کو دلیل اور حجت بناتے ہوں، تو آپ کے لئے شرکت کرنا جائز نہیں، اور اُمور شرعیہ کی خلاف ورزی میں کسی دل شکنی کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا؛ لہذا ایسی دعوت میں جانے سے آپ صاف انکار کر دیں؛ البتہ اگر آپ کے اندر اتنی ہمت ہے کہ وہاں جا کر آپ بر ملا ان برائیوں پر نکیر کریں، جس کا مثبت اثر ماحول اور معاشرہ پر پڑے، اور لوگ آپ کی بات قبول کر کے آئندہ ان منکرات سے باز آجائیں، تو اس نیت سے آپ وہاں جاسکتے ہیں۔

رأى ابن مسعود صورة في البيت فرجع. ودعا ابن عمر أبا أيوب فرأى في البيت سترًا على الجدار، فقال ابن عمر: غلبنا عليه النساء، فقال: من كنت أخشى عليه لم أكن أخشى عليك، والله لا أطعم لكم طعامًا، فرجع.

عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها أخبرته: أنها اشترت نمرقة فيها تصاوير، فلما رآها رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الباب أذنبت؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما بال هذه النمرقة؟ قالت: فقلت: اشتريتها لك لتقعدُ عليها وتوسَّدها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أصحاب هذه الصور يُعذبون يوم القيامة، ويقال لهم: أحيوا ما

خلقتکم، وقال: إن البيت الذي فيه الصورُ لا تدخله الملائكة. (صحیح البخاری، کتاب

النکاح / باب هل يرجع إذا رأى منكراً في الدعوة؟ ۸۸۱/۲ رقم: ۵۱۸۱ دار الفکر بیروت)

عن علي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا طاعة

في معصية الله إنما الطاعة في المعروف. (صحیح مسلم، کتاب الأمانة / باب وجوب طاعة

الأمراء في غير معصية ۱۲۵/۲ رقم: ۱۸۴۰ بيت الأفكار الدولية، صحیح البخاری رقم:

۴۳۴۰-۷۱۴-۷۲۵۷ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس بارات میں ویڈیو بنتی ہو اُس میں شرکت کرنا؟

سوال (۵۸۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل بیاہ شادیوں میں یہ بات کثرت سے پائی جانے لگی ہے کہ یا تو یکسرہ کے ذریعہ فوٹو

لیتے ہیں، یا ویڈیو کیسٹ تیار ہوتی ہے، خصوصاً نکاح وغیرہ کا پروگرام اہمیت سے فلمایا جاتا ہے، اس

بارے میں فرمائیں کہ اُس بارات میں شرکت کرنا اور فوٹو کھنچوانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی بارات میں شرکت نہ کرنی چاہئے اور فوٹو کھنچوانا

اور ویڈیو فلمانا تو اس موقع پر نہایت سخت گناہ ہے کہ ایک سنت نبوی ﷺ کی ادائیگی کے وقت سر عام

ارشاداتِ نبویہ ﷺ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہے: أشد الناس عذاباً عند الله المصورون. (مشکاۃ

المصابیح ۳۸۵/۲) (تصویر بنانے والوں کو آخرت میں سب سے سخت عذاب ہوگا)

لہذا اس بری حرکت سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی ہر تدبیر کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۱ھ

کھانے کی پارٹی میں خلافِ شرع اُمور کا ارتکاب کرنا؟

سوال (۵۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسا کھانا جس میں خلافِ شرع اُمور شامل ہوں جب کہ اہل معاملہ اُن اُمور میں ملوث نہ ہوں؛ لیکن اہل معاملہ کے حواریین و متعلقین اہل معاملہ کی جانب سے خلافِ شرع پروگرام کرائیں، ایسے کھانے کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب سے نوازیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اہل معاملہ اگر ان خرافات پر خاموش تماشائی بنا رہے تو وہ شرعاً اپنی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتا، اُسے چاہئے کہ ہر ممکن طریقہ پر خلافِ شرع اُمور روکنے کی کوشش کرے ورنہ صاف اعلان کر دے کہ میرا برے کام کرنے والوں سے کوئی واسطہ نہیں؛ تاکہ اُس کی طرف غلط باتوں کی نسبت نہ ہو سکے۔ حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٥١١١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢)

یعنی جو آدمی برا کام ہوتا دیکھے وہ اپنے ہاتھ سے اسے روک دے اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے روک دے اور اگر اتنی بھی ہمت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۲۹ھ

بڑے ہوٹلوں میں شادی کی دعوت کرنا اور ۳۰-۴۰ قسم کے کھانے تیار کرنا؟

سوال (۵۸۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل خصوصاً بڑے شہروں میں شادی بیاہ کے موقع پر باراتی اور دیگر مہمانوں کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں میں کھانے پینے کا نظم کیا جاتا ہے، جس میں اشیاء خورد و نوش کی ۳۵-۴۰ اقسام تک تیار کی جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ قلت کے خوف سے ہر اشیاء مدعوئین کے حساب سے ہی تیار کی جاتی ہیں، اور ہر شخص اپنی پسندیدہ اور مرغوب چیزیں کھا کر چلتا بنتا ہے، اور اس طرح بہت سا کھانا کوڑا دان کی نذر ہو جاتا ہے، کیا یہ اقدام صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جس طرح کی دعوت کا ذکر ہے، وہ بلاشبہ اسراف و تبذیر میں داخل ہے، اس سے احتراز لازم ہے، بہترین تقریب وہی ہے جس میں سادگی ہو اور رزق اور پیسہ کا ضیاع نہ ہو۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ، وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲۷]

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤونة. (مشكاة المصابيح / الفصل الثالث ۲۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۲/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختنہ کے بعد شاندار دعوت کرنا اور شرکت کرنے والوں سے انعام قبول کرنا؟

سوال (۵۸۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ختنہ کے بعد شاندار ضیافت کرنا اور ضیافت میں شرکت کرنے والے لوگوں کا جہیز (انعام) لے کر آنا اور اس جہیز (انعام) کا قبول کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ختنہ کے موقع پر اس طرح کی شاندار دعوت کرنے کا اہتمام نامناسب ہے، اور اس وقت انعام کا التزام بھی محض ایک رسم ہے، جس کا ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ آنے والے رشتہ داروں کو چارونا چار رسوائی کے خوف سے کچھ رقم دینی مجبوراً لازم ہوتی ہے، یہ بھی ایک قسم کا دباؤ ہے، اس طرح کے دباؤ کے تحت کسی سے رقم لینے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۴/۲۱۷)

عن الحسن قال دعی عثمان بن أبي العاص رضي الله عنه إلى ختان فأبى أن يجيب، فقیل له: فقال إنا كنا لا نأتى الختان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ندعى له. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۴/۲۱۷)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۲۵۵، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۱۱۸/۶ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۴/۷۲، شعب الإيمان للبيهقي ۳۸۷/۴ رقم: ۵۴۹۲ دار الكتب العلمية بيروت)

قال المحدث السهارةن فوري في حاشية صحيح البخاري: قال الكرمانی: قالوا: والضيافة ثمانية أنواع: الوليمة للعرس. والخُرس بضم المعجمة وسكون الراء، وبالمهملة للولادة. والإعذار بكسر الهمزة وبالمهملة، ثم المعجمة للختان، والوكيرة بفتح الواو لبناء. والنقعة لقدم المسافر، من النقع وهو الغبار. والوضيمة بكسر المعجمة المصيبة. والعقيقة تسمية الولد يوم السابع من ولادته،

والمأدبة بضم الدال وفتحها، الطعام المتخذ للضيافة بلا سبب. وكلها مستحبة إلا الوليمة؛ فإنها تجب عند قوم، كذا في المجموع. (حاشية صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب الوليمة ۷۷۶/۲ رقم الحاشية: ۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۴/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حج سے واپسی پر دعوت کا التزام؟

سوال (۵۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حج بیت اللہ کی واپسی پر حاجی اپنے گھر پر سیکڑوں لوگوں کو بلا کر طعام کا اہتمام کرتا ہے، اُس میں شریک لوگ اُس حاجی کو مبارک باد کے طور پر مٹھائی، پھل، نقدی کپڑے، ٹوپی، تولیہ دیتے ہیں اور وہ اُسے بخوشی قبول کرتا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حج سے واپسی پر اس طرح کی دعوت کا التزام بے اصل ہے اور محض نام و نمود اور نمائش کا ذریعہ ہے، اس سے احتراز لازم ہے، ایسی دعوتوں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸۵/۱ اڈا بھیل)

عن العریاض بن ساریة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ذات يوم في خطبته إياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۲۶/۶، سنن أبي داود ۶۳۵/۲، سنن الترمذي ۹۶۱/۲، سنن ابن ماجه ۶۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جلسہ دستار بندی پر دعوت و شیرینی وغیرہ کا انتظام کرنا؟

سوال (۵۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کچھ طلبہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر شیرینی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور کمروں کو روشنی وغیرہ سے مزین کرتے ہیں، کیا ان فارغ شدہ طلبہ کے لئے ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خوشی کے موقع پر دعوت و شیرینی وغیرہ فی الجملہ اکابر

سے ثابت ہے، بشرطیکہ ریا، اسراف اور غیر ضروری تزئین وغیرہ امور منہیہ سے خالی ہو۔ (مستفاد:

امداد الفتاویٰ ۲۹۰/۵، فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۱۳۹، اڈاہیل)

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ الْمُبَدِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾ [الإسراء: جزء آیت: ۲۷]

قال المحدث السهاري نفوري في حاشية البخاري: قال الكرمانی: قالوا:

الضيافة ثمانية أنواع: الوليمة للعرس، والخُرسُ للولادة، والإعذار للختان، والوكيرة لبناء، والنعیقة لقدم المسافر من النقع وهو الغبار، والوضیمة المصیبة، والعقیقة تسمیة الولد یوم السابع من ولادته، والمأذبة الطعام المتخذ للضيافة بلا سبب، وكلها مستحبة إلا الولیمة؛ فإنها تجب عند قوم، كذا في المجمع.

(حاشیة البخاری، کتاب النکاح / باب الولیمة ۷۷۲/۲ رقم الحاشیة: ۵)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه. (تفحیح

الفتاویٰ الحامدیة / مطلب كل مباح الخ ۳۶۷/۲ المكنیة المیمنیة مصر)

عن محمود بن لبيد رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن

أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر، قالوا: يا رسول الله! وما الشرك

الأصغر؟ قال: الریا. (مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق / الرياء والمسعة ۴۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۲ھ

دستر خوان پر اجتماعی طور پر کھانا؟

سوال (۵۸۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھانے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانا کھانے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ گھر کے سب

لوگ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر اجتماعی طور پر کھانا کھائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اکیلے اکیلے کھانے سے بے برکتی ہوتی ہے، اور اجتماعی طور پر بسم اللہ پڑھ کر کھانے میں ایک کا کھانا دو کے لئے اور دو کا کھانا تین کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

عن وحشي بن حرب عن أبيه عن جده رضي الله عنهما أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قالوا: يا رسول الله! إنا نأكل ولا نشبع، قال: فلعلكم تفتشقون؟ قالوا: نعم، قال: فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسم الله عليه، يبارك لكم فيه. (سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب في الاجتماع على الطعام ٥٢٨٧٢ رقم: ٣٧٦٤ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجه ٢٣٦ رقم: ٣٢٨٦)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كلوا جميعاً ولا تفرقوا؛ فإن البركة مع الجماعة. (سنن ابن ماجه ٢٣٦ المكيه الأشرفه ديوبند) والاجتماع على الطعام أفضل من فرادى. (الفتاوى التاتارخانية ١٨٠/١٨ رقم: ٢٨٤٣٤ زكريا)

ومن آدابه كذلك الأكل مع الجماعة الموسوعة الفقهية ١٢٢/٦ كويت وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اجتماعی دسترخوان سے لوگوں کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر اٹھنا؟

سوال (۵۸۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر چند لوگ ایک ساتھ کھانا کھا رہے ہیں، اور اُن میں سے کوئی شخص سیراب ہو جائے، تو کیا اس کو دسترخوان سے ہاتھ کھینچنا اور باقی لوگوں کو کھاتا ہوا چھوڑ کر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر چند لوگ ایک ساتھ کھانا کھا رہے ہوں، تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے ساتھی کے فارغ ہونے سے پہلے کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے، ممکن ہے کہ آپ کے فارغ ہو جانے کی وجہ سے وہ بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لے، جب کہ اس کو ابھی کھانے کی ضرورت ہو، باقی اگر کوئی تقاضا ہو تو پہلے بھی اُٹھ سکتا ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا وضعت المائدة، فلا يقوم رجل، حتى ترفع المائدة. ولا يرفع يده وإن شبع حتى يفرغ القوم، وليُعذر؛ فإن الرجل يُخجلُ جليسه فيقبض يده. وعسى أن يكون له في الطعام حاجة. (سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة / باب النهي أن يقيم عن الطعام حتى يرفع رقم: ۳۲۹۵ دار الفكر بيروت، ص: ۲۳۷ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مہمان کا اکرام کیسے کرنا چاہئے؟

سوال (۵۹۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مہمان کے اکرام میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مہمان کا حق یہ ہے کہ مہمان جس وقت بھی آئے، میزبان اُس کا اکرام و اعزاز کرے، اُسے عزت دے، تکیہ پیش کرے، اُس کے قیام و طعام کا بہتر سے بہتر نظم کرے، اس کے لئے قدرے تکلف کے ساتھ کھانا بنوائے، مہمان کی خدمت خود کرے، اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے، مہمان سے کوئی خدمت نہ لے، اور جب مہمان جانے لگے تو

اُسے گھر کے دروازہ تک رخصت کرے وغیرہ، یہ سب چیزیں مہمان کے اکرام و اعزاز میں داخل ہیں۔ اسی طرح مہمان کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے سے اپنی آمد کی اطلاع کر دے، اور کسی بھی طرح سے میزبان پر بوجھ نہ بنے، جس سے اُسے ناگواری ہو، میزبان اپنی وسعت کے مطابق جو کچھ بھی پیش کرے، اُسے قبول کرے، اس کی حقارت نہ کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليصل رحمه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو ليصمت. (صحیح البعاری، کتاب الأدب / باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه وقوله رقم: ۶۱۳۶-۶۱۳۸ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب ایمان / باب الحث علی إكرام الحار والضيف الخ رقم: ۴۸ بیت الأفكار الدولية)

عن شهاب بن عبادٍ أنه سمع بعض وفد عبد القيس وهم يقولون: قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال: فلما أصبحوا، قال: كيف رأيتم كرامة إخوانكم لكم، وضيافتكم إياكم، قالوا: خير إخوان الأنوا فُرُشْنَا، وأطابوا مطعمنا، وباتوا وأصبحوا يُعلمونا كتاب ربنا تبارك وتعالى، وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم، فأعجب النبي صلى الله عليه وسلم وفرح بها. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۴۲۲/۳)

عن عبد الله بن عميرة قال: دخل علي جابر رضي الله عنه نفرٌ من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقدم إليهم خُبْزاً وخلاً، فقال: كلوا فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: نعم الإدام الخُلُّ. إنه هلاكٌ بالرجل أن يدخل إليه نفرٌ من إخوانه، فيحتقر ما في بيته أن يُقدمه إليهم، وهلاكٌ بالقوم أن يحتقروا ما قدّم إليهم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۷۱/۳، الترغيب

مكمل / كتاب البر والصلة وغيرهما رقم: ۳۹۴۱-۳۹۴۴ بیت الأفكار الدولية) فقط واللّٰه اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دستر خوان پر معزز مہمان کے ساتھ خصوصی اکرام کا برتاؤ کرنا؟

سوال (۵۹۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: دسترخوان پر چند مہمانوں کے ساتھ کھاتے ہوئے کیا کسی مقرب مہمان کے ساتھ فرق برتا جا سکتا ہے کہ کوئی چیز تھوڑی ہو عمدہ ہو، تو اپنے مقرب مہمان کو وہ چیز دے دی جائے؟ اس بارے میں حضرت مدنی اور حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں سنا ہے کہ حضرت مدنی ایسا نہیں کرتے تھے؛ بلکہ اپنے مقرب مہمان کو اگر کوئی اچھی چیز دیتے تو الگ لے جا کر دیتے، دسترخوان پر سب کے سامنے نہیں، مگر حضرت شیخ دسترخوان پر بھی فرق فرماتے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک عمل سے استدلال فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک مرتبہ ایک سائل آیا، تو ایسے ہی کچھ دے کر رخصت کر دیا، اُس کے بعد کوئی معزز مہمان آئے، تو اُن کو الگ گھر میں دسترخوان پر بٹھا کر کھلایا، مگر اس سے استدلال کیسے ہو سکتا ہے، اس کی وضاحت نیز حدیث کی تحقیق اور اس کی تحقیق کہ فرق مراتب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ممکن ہے اس سے دوسروں کی دل شکنی ہو، جب کہ بیان کیا جاتا ہے تم اگر کھاؤ تو پڑوسی کے یہاں بھی بھیجو، اگر نہ بھیج سکو تو گھٹلیاں اور چھلکے اتنی دوڑالے جائیں کہ پڑوسی کی نظر نہ پڑے، اس کو محقق فرمادیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر دوسروں کی دل شکنی نہ ہو تو مقرب مہمان کے ساتھ

زیادہ اعزاز کرنا فی نفسہ جائز ہے۔

أكرموا كل شخص على حسب فضله و شرفه، ولا تسووا بين الشريف

و الخادم والمخدوم من غير تحقير للفقراء بما يؤذيهم. (حاشية مشكاة المصابيح ۴۳۴/۲)

اگر ایک دسترخوان پر فرق کرنے میں کسی کی دل شکنی و دل آزاری کا اندیشہ ہو، تو معزز آدمی

کے لئے الگ انتظام کرنا زیادہ انسب ہے، حضرت مدنی کا معمول تفریق نہ کرنے کا رہا۔ حضرت شیخ الحدیث کے یہاں بھی عام کھانا سب مہمانوں کے لئے یکساں پکنا تھا، مگر کھانے کے وقت متعلقین

اپنے یہاں سے پکوا کر لے آتے تھے، تو آپ قریبی حضرات کو اُس میں شریک فرمالتے تھے، ظاہر ہے کہ حضرت کے اس عمل سے کسی کی دل آزاری نہ ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نظر سے نہیں گذری، مگر اُس کے مضمون میں کوئی اشکال نہیں؛ اس لئے کہ آپ کے عمل سے دوسرے کی دل آزاری نہیں ہوئی؛ کیوں کہ دونوں سائلوں سے الگ الگ معاملہ کیا گیا ہے۔ الغرض اس معاملہ میں دوسروں کی دل داری کا خیال رکھنا چاہئے، اس کو پیش نظر رکھ کر احکام متعین کئے جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۳/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میزبان کی اجازت کے بغیر کسی کو کھلانا؟

سوال (۵۹۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دعوتِ طعام میں کوئی صاحبِ میزبان کی مرضی کے بغیر بن بلائے کھانے میں شریک ہو جائے اور کھانا کھالے تو اُس شخص کے ساتھ میزبان شرعاً کیا سلوک کرے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر میزبان کی اجازت کے کھانے میں شریک ہونے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، میزبان اُسے کھانے سے روک سکتا ہے۔

عن ابن مسعود الأنصاري رضي الله عنه قال: كان رجل من الأنصار يكنى أبا شعيب، كان له غلام لحام، فقال: اصنع لي طعاماً يكفي خمسةً لعلي ادعو النبي صلى الله عليه وسلم خامس خمسة، فصنع له طعيماً، ثم أتاه فدعاه، ف تبعهم رجل، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا أبا شعيب! إن رجلاً تبعنا، فإن شئت أذنت له، وإن شئت تركته. قال: لا، بل أذنتُ له. (مشكلة المصايح، كتاب

قال القاري رحمه الله تحت قوله: بل أذنت له: فيه أنه لا يجوز لأحد أن يدخل في ضيافة قوم بغير إذن أهلها، ولا يجوز للضيف أن يأذن لأحد في الإتيان معه إلا بأمر صريح أو إذن عام أو علم برضاه. في شرح السنة: فيه دليل على أنه لا يحل طعام الضيافة لمن لم يُدع إليها. (مرقاة المفاتيح، باب الوليمة / الفصل الأول ۳۷۲/۶ - ۳۷۳ رشيدية، ۲۵/۶ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولو دخل عليه إنسان، لا يجوز له أن يعطيه شيئاً ورفع الذلة حرام بكل حال إلا بإذن. (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / العاصم في الأكل ۳۶۵/۶ زكريا، وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية / الفصل العاصم في الأكل ۳۵۹/۴ زكريا) ولا يجوز لمن كان على المائدة أن يعطى إنساناً دخل هناك لطلب إنسان أو لحاجة أخرى. (الفتاوى الهندية ۳۴۴/۵)

دعا قومًا إلى طعام ورفقهم على إخوة، ليس لأهل خوان تناول أهل خوان آخر، لا إعطاء سائل و خادم و هرة بغير إذن رب المال، ولا لكل رب المنزل، إلا أن يساول الخبز المحترق، للإذن عادةً، وتمامه في الجواهر. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الهبة / فصل في مسائل متفرقة ۷۱۰/۵ كراچی، وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني في الهدايا والضيافات ۳۴۴/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۱/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بن بلائے دعوت میں جانا؟

سوال (۵۹۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کسی کے یہاں بغیر بلائے دعوت کا کھانا کھالیا تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس کے یہاں دعوت کا نظم ہے، اگر وہ آپ کا بے

تکلف جگری دوست ہے، جس کے یہاں آنے جانے کی آپ کو ہر وقت اجازت ہو اور بغیر بلائے جانے سے بھی اُس کو فرحت و مسرت اور دلی خوشی ہو، تو اُس کے یہاں آپ بغیر بلائے بھی جاسکتے ہیں، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر بغیر بلائے کسی کی دعوت میں شریک ہونا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بغیر بلائے دعوت میں شریک ہونے والا چور بن کر داخل ہوتا ہے اور اُٹیر ابن کر نکلتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من دُعِيَ فلم يُجِبْ، فقد عصی اللہ ورسولہ، ومن دخل علی غیر دعوة دخل سارقاً، وخرج مُغِیْرًا. (سنن أبی داؤد / أول کتاب الأطعمۃ ۵۲/۲ رقم: ۳۷۴۱ دار الفکر بیروت، الترغیب والترہیب مکمل، کتاب الطعام وغیرہ / الترہیب من أن یدعی الإنسان إلی الطعام الخ رقم: ۳۲۹۹ بیت الأفكار الدولیہ)

عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: إن كُنَّا لنفرحُ بيوم الجمعة، كانت لنا عَجُوزٌ تأخذُ أصولَ السلقِ فتجعلُهُ في قدرٍ لها، فتجعلُ فيه حَبَّاتٍ من شعير، إذا صلينا زُرناها فقرَّبته إلیها، وكنا نفرحُ بيوم الجمعة من أجل ذلك، وما كنا نتغذَّى ولا نَقِيلُ إلا بعد الجمعة، واللَّه ما فيه شحمٌ ولا وَدَكٌ صحیح البخاری، کتاب الأطعمۃ / باب السلق والشعير ۸۱۳/۲ رقم: ۵۴۰۳ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر دعوت کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا؟

سوال (۵۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم دو دوست ہیں، اور ہم میں سے ایک کی کسی نے دعوت کی، تو کیا اُس کی اجازت کے بغیر ہم اپنے دوست کو دعوت میں لے جاسکتے ہیں، اور اگر دعوت کرتے وقت ہی شرط لگا دیں کہ ہم دو آدمی ہیں، تو کیسا ہے؟ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ خادم یا ڈرائیور ہوتا

ہے، تو کیا اُسے ہم اپنے ساتھ کھانے میں بٹھا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بہتر یہ ہے کہ جو شخص آپ کی دعوت کر کے اُس سے

پہلے ہی شرط لگالیں کہ بھائی ہم دو آدمی ہیں، اگر آپ کر سکتے ہوں تو دونوں کی دعوت کریں، بغیر اُس کی اجازت کے دوسرے ساتھی کو دعوت میں ساتھ لے جانا جائز نہیں ہے، اور اگر اُس کی طرف سے صراحتاً یا دلائل کسی اور کو ساتھ لانے کی اجازت ہو تو پھر پیشگی شرط لگائے بغیر بھی اپنے ساتھی کو ساتھ لے جاسکتے ہیں، یہی حکم خادم اور ڈرائیور کا بھی ہے۔

عن أنس رضي الله عنه أن جازاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم فارسياً كان طيبَ المرقِ فصنع لرسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم جاء يدعوه، فقال: وهذه؟ لعائشة، فقال: لا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا. فعاد يدعوه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذه. قال: لا، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا. ثم عاد يدعوه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وهذه؟ قال: نعم في الثالثة، فقاما يتدافعا حتى أتيا منزله. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب ما يفعل الضيف إذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام واستحباب إذن صاحب الطعام للتابع ۱۷/۲ رقم: ۱۳۹-۲۰۳۷ بیت الأفكار الدولية، صحيح ابن حبان ۲۰۲/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۳/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر بلائے دعوت میں آنے والے کو جوتا مارنا؟

سوال (۵۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک صاحب کا کہنا ہے کہ دعوت طعام میں بن بلائے شرکت کرنے والے شخص کو ذلیل کر کے جوتے مار کر نکال دینا چاہئے، یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے شخص کو ذلیل نہ کیا جائے؛ اس لئے کہ مسلمان کی عزت پامال نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ اگر چاہے تو نرمی سے منع کر دے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے۔
عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يا عائشة! إن الله تعالى رقيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف وما لا يعطي على ما سواه. (صحيح مسلم ۳۲۲/۲ رقم: ۲۵۹۳، الأدب المفرد للإمام البخاري ۱۶۶/۱ رقم: ۴۷۲، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۱۰/۴۰ رقم: ۲۴۰۹۱ ط: الرسالة، مشكاة المصابيح ۴۳۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دعوت کھانے کے بعد کی دعا؟

سوال (۵۹۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے یہاں دعوت ہو تو اس کے یہاں کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میزبان کے دسترخوان پر کھانا کھانے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر کرنی چاہئے، دعا کے الفاظ کچھ بھی ہو سکتے ہیں؛ تاہم اس موقع پر احادیث شریفہ کی بعض دعائیں ذیل میں درج ہے:

أكل طعامكم الأبرار وصلت عليكم الملائكة وأفطر عندكم الصائمون.

(سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب في الدعاء لرب الطعام ۵۳۸/۲ رقم: ۳۸۵۴)

اللهم بارك لهم فيما رزقتهم فاعف عنهم (صحيح مسلم، كتاب الأشرية

/ باب أكل القناء والرطب ۱۸۰/۲ رقم: ۵۳۲۸)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: صنع أبو الهيثم بن التيهان للنبي صلى الله عليه وسلم طعامًا، فدعا النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه، فلما فرغوا، قال: أثيبوا أخاكم، قالوا: يا رسول الله! وما إثابته؟ قال: إن الرجل إذا دخل بيته فأكل طعامه، وشرب شرابه، فدعوا له فذلك إثابته (سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب في الدعاء لرب الطعام ٥٣٨١٢ رقم: ٣٨٥٣) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



ماکولات کا بیان

آپ ﷺ کا پسندیدہ گوشت؟

سوال (۵۹۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”دست“ (بکری کے اگلے

دونوں پیر) کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا، اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت شوق سے نوش فرماتے تھے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: تعرق رسول الله صلى الله عليه وسلم كتفًا، ثم قام فصلى ولم يتوضأ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب النهس وانتشال اللحم ۸۱۳/۲-۸۱۴ رقم: ۵۴۰۴ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم بلحم، فرفع إليه الذراع، وكان تعجبه فنهس منها.

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يعجبه الذراع، قال: وسُم في الذراع، وكان يرى أن اليهود سُموه.

عن أبي عبيد رضي الله عنه قال: طبخت للنبي صلى الله عليه وسلم قدرًا، وكان يُعجبه الذراع، فناولته الذراع. ثم قال: ناولني الذراع، فناولته. ثم قال: ناولني الذراع، فقلت: يا رسول الله! وكم للشاة من ذراع؟ قال: والذي نفسي

بیدہ لو سکتے، لنا ولتني الذراع ما دعوت. (الشمال المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول الله صلى الله عليه وسلم ص: ۷۰-۷۱ رقم: ۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹ المكتبة الإسلامية داکا بنغلادیش، شمال ترمذی / باب ما جاء في صفة إدام رسول الله صلى الله عليه وسلم ص: ۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پیٹھ اور شانے کا گوشت؟

سوال (۵۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پیٹھ اور شانے کا گوشت کھانا کیسا ہے؟ اور جانور میں اچھا گوشت کس جگہ کا ہوتا ہے؟
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جانور میں پیٹھ کا گوشت بھی بہترین گوشت ہوتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ کے گوشت کی تعریف فرمائی ہے، اور اُسے عمدہ گوشت قرار دیا ہے، اور شانہ کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شانہ کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیکھا ہے، جیسے آپ چھری سے کاٹ کر نوش فرما رہے تھے۔

عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أطيب اللحم لحم الظهر. (الشمال المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول الله صلى الله عليه وسلم ص: ۷۲ رقم: ۱۷۱ المكتبة الإسلامية داکا بنغلادیش، شمال ترمذی ۱۱)
 عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنه قال: وأهدي رسول الله صلى الله عليه وسلم شاة وأرغفة فجعل يأكل ويأكلون، وسمعه يقول: عليكم بلحم الظهر فإنه من أطيبه. (مجمع الزوائد / باب ما جاء في اللحم ۳۶۵ دار الفكر بيروت)

عن جعفر بن عمرو بن أمية أن أباه عمرو بن أمية أخبره، أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يحتز من كتف شاة في يده، فدُعِيَ إلى الصلاة، فألقاها

و السکین التي يحتنز بها، ثم قام فصلى ولم يتوضأ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب قطع اللحم بالسکین ۸۱/۲ رقم: ۵۴۰۸ دار الفكر بیروت، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الطهارة / باب ترك الوضوء مما مست النار ۳۲۵/۱ رقم: ۷۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شور بہ زیادہ کرنے کی حکمت؟

سوال (۵۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت میں شور بہ زیادہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، اس کی کیا حکمت ومصلحت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب گوشت کا شور بہ بنایا جائے تو گوشت کے اثرات و خاصیات شور بے میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ بریں بنا جسے گوشت کی بوٹی دستیاب نہ ہو، تو اُسے شور بے کے استعمال سے گوشت جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شور با زیادہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں جب شور با زیادہ ہوگا تو وہ کھانا زیادہ لوگوں کے لئے کافی ہو جائے گا، اور پاس پڑوس میں بھی بھینچنا آسان ہوگا۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اتندموا ولو بالماء. (مجمع الزوائد، کتاب الأطعمة / باب فی الإدام ۳۵۰۵ دار الفكر بیروت)
عن علقمة بن عبد اللہ المزنی عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اشتري أحدكم لحمًا فليكثر مرقته، فإن لم يجد لحمًا أصاب مرقه وهو أحد اللحمين.

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحقرن أحدكم شيئًا من المعروف، وإن لم يجد فليلق أخاه بوجه طليق، وإذا

اشتريت أو طبخت قدرًا فأكثر مرقته وأغرف لجارك من سنن الترمذي، كتاب
الاطعمة / باب ما جاء في إكثار المرقعة (۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گوشت میں کدو ڈال کر پکانا؟

سوال (۶۰۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کے ساتھ کونسی چیز زیادہ پسند تھی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوریہ میں ”کدو“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند

تھا۔ اگر سالن میں ”کدو“ پڑا ہوتا تو آپ اُس کے ٹکڑے تلاش کر کے رغبت سے نوش فرماتے تھے۔

عن أنس بن مالک رضي الله عنه يقول: إن خياطًا دعا رسول الله صلى الله

عليه وسلم لطعام صنعه. فقال أنس: فذهبتُ مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

إلى ذلك الطعام، فقرَّب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم خُبْزًا من شعيرٍ، ومِرْقًا

فيه دُبابٌ وقديدٌ. قال أنس: فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم يَتَّبِعُ الدُّبَاءَ حوَالِي

الصحفة، فلم أزل أحب الدُّبَاءَ من يومئذٍ. (الشامائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول

الله صلى الله عليه وسلم ص: ۶۷ رقم: ۱۶۲ المكتبة الإسلامية داکا بنغلادیش، شمائل ترمذی ص: ۱۰)

عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم

يُعْجِبُهُ الدُّبَاءُ، فَأَتَيْ بِطَعام، أو دُعِي لَهُ، فجعلتُ أَتَّبِعُهُ، فأضعه بين يديه، لما أعلم

أنه يُحِبُّه. (الشامائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول الله صلى الله عليه وسلم ص: ۶۸

رقم: ۱۶۰ المكتبة الإسلامية داکا بنغلادیش، شمائل ترمذی ص: ۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکہ کی فضیلت؟

سوال (۶۰۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احادیث میں سرکہ کی کیا فضیلت آئی ہے، اور سرکہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”سرکہ“ حلال ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ”سرکہ بہترین سالن ہے“۔ نیز فرمایا کہ: ”اس گھر میں کوئی فقر و فاقہ نہیں، جس گھر میں سرکہ موجود ہو“۔

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: نعم الإدام الخل. (شمائل ترمذی/ باب ما جاء في صفة إدام رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۰)

عن أم هانئ رضي الله عنها قالت: دخل علي النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أ عندك شيء، فقلت: لا، إلا خبز يابس و خل. فقال: هاتي ما أقفر بيت من أدم فيه خل. (شمائل ترمذی/ باب ما جاء في صفة إدام رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۱، الشمائل المحمدية/ باب ما جاء في صفة إدام رسول الله ﷺ ۷۲ رقم: ۱۷۲-۱۷۳ المكتبة الإسلامية داکا بنگلادیش) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پنیر کھانا؟

سوال (۶۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پنیر کھانا کیسا ہے؟ کیا حضور علیہ السلام سے پنیر کھانا ثابت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پنیر کھانا جائز ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور پنیر کا ہدیہ بھیجا گیا، آپ نے دودھ نوش فرمایا اور پنیر کو تناول فرمایا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کا ٹکڑا تناول فرمایا۔ (طحاوی شریف ۷/۳۷۱)
 اور ایک روایت میں ہے کہ تبوک میں عیسائیوں کا بنا ہوا پنیر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اُسے تناول فرمایا۔ (شمائل کبریٰ ۱۰۴/۱)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن أم حفيد بنت الحارث بن حزن خالة ابن عباس أهدت إلى النبي صلى الله عليه وسلم سمناً وأقطاً وأضباً، فدعا بهن فأكلن على مائدته، وتركهن النبي صلى الله عليه وسلم كالماقتدر لهن، ولو كن حراماً ما أكلن على مائدة النبي صلى الله عليه وسلم ولا أمر بأكلهن. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة رقم: ۵۳۸۹ دار الفكر بيروت)
 عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أهدت خالتي إلى النبي صلى الله عليه وسلم ضباً وأقطاً ولبناً، فوضع الضب على مائدته، فلو كان حراماً لم يوضع، وشرب اللبن وأكل الأقط. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الأقط رقم: ۵۴۰۲ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دودھ کی تعریف؟

سوال (۶۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ کس کس جانور کا دودھ سب سے زیادہ مرغوب تھا، اور دودھ کے متعلق احادیث شریفہ میں کیا مضمون ذکر کیا گیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ جب آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا تو آپ برکت برکت فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا دودھ سب سے زیادہ پسند تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں بکری کے ہونے کو برکت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مشروب ایسا نہیں جس میں غذائیت بھی ہو، سوائے دودھ کے۔

عن عائشة رضي الله عنها تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى بلبن قال: بركة أو بركتان.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أطعمه الله طعامًا، فليقل: اللهم بارك لنا فيه، وارزقنا خيرًا منه. ومن سقاه الله لبنًا فليقل: اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه. فإني لا أعلم ما يُجزئ من الطعام والشراب إلا اللبن. (سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة / باب اللبن رقم: ۳۳۲۱-۳۳۲۲ دار الفكر بيروت)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنها حُبِلَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شاةٌ داجنٌ، وهو في دار أنس بن مالكٍ، وشيَّبَ لبنُها بماءٍ من البئر التي في دار أنسٍ، فأعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم القدح فشرب منه الخ. (صحيح البخاري، كتاب المساقاة / باب في الشرب رقم: ۲۳۵۲ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آپ ﷺ اکثر کس چیز کی روٹی استعمال فرماتے تھے؟

سوال (۶۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کی روٹی سب سے زیادہ پسند تھی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

کہ آپ کی اکثر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی (کیوں کہ مدینہ منورہ میں گیتھوں کا آٹا کم یاب اور مہنگا ہوتا تھا) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبيت الليالي المتتابعة طاوياً، وأهله لا يجدون عشاء. وكان أكثر خبزهم خبز الشعير. (سنن لترمذي، كتاب الزهد / باب ما جاء في معيشة النبي صلى الله عليه وسلم وأهله ۶۱/۲ رقم: ۲۳۶۷، سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة / باب خبز الشعير رقم: ۳۳۴۷ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی کے ٹکڑے کوڑے دان میں ڈالنا؟

سوال (۶۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدارس میں اکثر جگہ جگہ بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوتے ہیں، جن میں طلبہ بچا ہوا سالن روٹی کے ٹکڑے ہڈی وغیرہ اور دیگر کوڑا کرکٹ سب پھینکتے ہیں، شرعاً روٹی کے ٹکڑے کو کوڑے دان میں ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: روٹی کے ٹکڑوں کو کوڑے دان میں پھینکنا رزق کی بے حرمتی اور نعمت کی نافرمانی ہے۔ اور بعض ضعیف روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کا اکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔ بریں بنا انہیں کوڑے دان وغیرہ میں نہ ڈالیں؛ بلکہ اگر استعمال کے قابل ہوں تو خود استعمال کریں، ورنہ ایک جگہ جمع کر کے کسی جانور کو کھلا دیں۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: دخل النبي صلى الله عليه وسلم البيت، فرأى كسرة مُلقاة، فأخذها فمسحها ثم أكلها، وقال: يا عائشة! أكرمي كريمًا؛ فإنها ما نفرت عن قوم قط، فعادت إليهم. (سنن ابن ماجه / كتاب الأطعمة رقم: ۳۳۵۳ بيروت)

عن عبد الله بن زيد عن أبيه رضي الله عنه مرفوعاً: أكرموا الخبز؛ فإن الله أنزل معه بركات السماء. وزاد في رواية عن عبد الله بن أم حرام قال:

من أكل ما سقط من السفرة غفر له. (طبرانی ۳۳۵/۲۲ رقم: ۸۴۰ القاهرة، كنز العمال /

كتاب المعيشة والعبادات رقم: ۴۰۷۷۰ دار الكتب العلمية بيروت)

قال العلامة العجلوني بعد نقل هذا الحديث بعدة طرق: وكل هذه الطرق ضعيفة مضطربة، وبعضها أشد ضعفاً من بعض. وفي الجملة: أحسن طرقه الإسناد الأول على ضعفه، ولا يتهياً الحكم عليه بالوضع مع وجوده لا سيما وفي المستدرک للحاکم عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أكرموا الخبز. قال شيخنا: فهذا شاهد صالح انتهى. (كشف الحفاء ۱۵۴/۱ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نان گوشت کھانا؟

سوال (۶۰۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں گوشت روٹی کھائی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گوشت روٹی کھانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

ثابت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ گوشت روٹی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، جسے آپ نے شوق سے تناول فرمایا۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه يقول: قرَّبْتُ للنبي صلى الله عليه وسلم خُبْزًا ولحمًا فأكل ثم دعا بوضوء فتوضأ به، ثم صلى الظهر، ثم دعا بفضل طعماه فأكل ثم قام إلى الصلاة ولم يتوضأ. (سنن أبي داود، كتاب الطهارة / باب في ترك الوضوء مما مست النار ۲۵/۱ رقم: ۱۹۱ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ۲۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۷/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھی لگی روٹی کھانا؟

سوال (۶۰۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: روٹی پر گھی یا تیل لگا کر پراٹھے بنا کر کھانا کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جائز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

میری والدہ ام سلیم نے روٹی پکائی، اور اُس میں کچھ گھی وغیرہ لگایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ آکر اُسے تناول فرمایا۔

عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: صنعت أم سليم للنبي صلى الله

عليه وسلم خُبْزَةً، وضعت فيها شيئاً من سمنٍ. ثم قالت: اذهب إلى النبي صلى

الله عليه وسلم فأدعُه. قال: فأتيته، فقلت: أُمِّي تدعوك. قال: فقال، وقال: لمن

كان عنده من الناس: قوموا قال: فسبقتهم إليها فأخبرتها. فجاء النبي صلى الله

عليه وسلم فقال: هاتي ما صنعتِ، فقالت: إنما صنعتُه لك وحدك. فقال: هاتيه،

فقال: يا أنس! ادخل عليَّ عشرةً عشرةً، قال: فما زلتُ أدخل عليه عشرةً عشرةً.

فأكلوا حتى شبعوا. وكانوا ثمانين. (صحيح البخاري رقم: ۳۵۷۸، صحيح مسلم رقم:

۲۰۳۰، سنن الترمذي رقم: ۳۶۵۰، سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة / باب الخبز الملبق بالسمن ۲۳۹/۲

رقم: ۳۳۴۲ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چقندر کھانا؟

سوال (۶۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: چقندر کا کیا حکم ہے؟ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چقندر کھانا ثابت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چند رکھانا جائز ہے، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ضعیفہ عورت کے یہاں جمعہ کے دن چند رکی دعوت کے منتظر رہتے تھے، اور اُسے شوق سے کھاتے تھے۔
عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: إن كُنَّا لنفرحُ بيوم الجمعة، كانت لنا عَجُوزٌ تأخذُ أصولَ السلقِ فتجعلُهُ في قدرٍ لها، فتجعلُ فيه حَبَّاتٍ من شعير، إذا صلينا زُرناها فقرَّبَتَه إليها، وكنا نفرحُ بيوم الجمعة من أجل ذلك، وما كنا نتغذى ولا نَقِيلُ إلا بعد الجمعة، والله ما فيه شحمٌ ولا وَدَكٌ (صحيح البخاري، كتاب الأَطْعَمَةِ / باب السلق والشعير ٨١٤١٢ رقم: ٥٤٠٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پیاز کھانا؟

سوال (۶۰۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پیاز کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کچی پیاز کھانے سے منہ میں ایک طرح کی بدبو محسوس ہونے لگتی ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی پیاز کھا کر مسجد میں آنے کو منع فرمایا ہے، اگر کوئی شخص کچی پیاز کھائے تو مسواک وغیرہ کے ذریعہ منہ کو اچھی طرح صاف کر کے مسجد میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی پیاز کبھی نہیں کھائی؛ البتہ پکی ہوئی پیاز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوش فرمانا ثابت ہے۔ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کھانا وہ تھا جس میں پکی ہوئی پیاز تھی۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه

وسلم قال: من أكل ثومًا أو بصلاً فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته، وإنه أتى يبدر فيه حضرات من البقول، فوجد لها ريحًا، فسأل، فأخبر بما فيها من البقول، فقال: فَرَّقوها - إلى بعض أصحابه كان معه - فلما رآه كره أكلها. قال:

كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِي مِنْ لَا تُنَاجِي. (صحيح البخاري رقم: ۸۵۵، سنن الترمذي رقم: ۱۸۰۶)

عن معاوية بن قرة عن أبيه رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن هاتين الشجرتين، وقال: ”من أكلهما فلا يقربن مسجدنا“، وقال: ”إن كنتم لا بدَّ أكليهما فأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا“، وقال: يعني البصل والثوم.

عن علي رضي الله عنه قال: نهى عن أكل الثوم إلا مطبوخًا. (سنن الترمذي،

أبواب الأطعمة / باب ما جاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا ۳۱۲ رقم: ۱۸۰۸-۱۸۰۹)

عن أبي زياد خيار بن سلمة أنه سأل عائشة رضي الله عنها عن البصل، فقالت: إن آخر طعامٍ أكله رسول الله صلى الله عليه وسلم طعامٌ فيه بصل. (سنن

أبي داود، كتاب الأطعمة / باب في أكل الثوم ۵۳۶/۲ رقم: ۳۸۲۲-۳۸۲۷-۳۸۲۸-۳۸۲۹ دار

الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عجوة کھجور؟

سوال (۶۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسی کھجور سب سے زیادہ پسند تھی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی ”عجوة کھجور“ سب

سے زیادہ پسند تھی۔ حدیث شریف میں صحیح سند سے مروی ہے کہ جس نے صبح سویرے عجوة کے سات

وانے کھائے، اس دن اُسے کوئی جادویاز ہر کا اثر نہ ہوگا۔

عن عامر بن سعد عن أبيه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصبَّح كل يوم سبع تمراتٍ عجوةٍ لم يضره في ذلك اليوم سُمٌّ ولا سحرٌ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب العجوة ۸۱۹۲ رقم: ۵۴۴۵ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب فضل تمر المدينة ۱۸۱۲، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الضحايا / باب أدوية النبي صلى الله عليه وسلم سوى ما مضى في الباب قبله ۶۴۰/۱۹ رقم: ۱۹۵۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا انڈاپینا؟

سوال (۶۱۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک مولانا صاحب نے تقریر کے دوران فرمایا کہ کیا انڈاپینا حرام ہے، کیا اُن کا کہنا شرعاً درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انڈے کا حکم گوشت کے مانند ہے اور اُسے کچا کھانا بھی مباح ہے، ناجائز نہیں ہے۔ (مستقار: بہشتی زیور آخری ۱۰۵/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۱۱/۱۴۳۷ھ

کیا گوشت کھانا؟

سوال (۶۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچے گوشت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کچا گوشت کھانا جائز ہے؛ اس لئے کہ حلت کے لئے

پکا نامشروط نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۸/۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بھینس کا بٹ کھانا؟

سوال (۶۱۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بھینس کا بٹ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بٹ کھانا درست ہے، وہ جانور کے حرام اعضاء میں

شامل نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۱۰، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۰/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلال جانور کا گوشت طبعاً ناپسند کرنا

سوال (۶۱۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی شخص حلال جانور کا گوشت نہ کھائے اور طبعاً ناپسند کرے، تو ایسے شخص پر کوئی گناہ ہوگا؟ صراحت کے ساتھ جواب دیجئے، عین کرم و عنایت ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کوئی شخص حلال جانور کا گوشت عقیدۂ حرام نہ سمجھتا

ہو، بلکہ اُسے حلال سمجھتے ہوئے کسی وجہ سے اُس کا استعمال اُسے پسند نہ ہو، جیسے بہت سے لوگوں کو بعض پھل یا سبزیاں پسند نہیں ہوتیں، تو شرعاً ایسے لوگوں سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ (معارف

القرآن جلد ۸/۴۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۱۱/۱۴۲۶ھ

چائیز کھانوں کا حکم؟

سوال (۶۱۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل بازاروں اور ہوٹلوں میں چائیز کھانوں کا بہت زیادہ رواج ہو گیا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چائیز کھانوں میں چائے کے لوگ سانپ بچھوؤں اور اسی طرح مختلف قسم کے کیڑوں مکوڑوں کے سفوف بنا کر کھانوں میں ڈالتے ہیں، جس سے کھانے کی لذت بہت بڑھ جاتی ہے، جو سفوف کھانوں میں ڈالا جاتا ہے اس کو ”اجی نوموٹو“ کہا جاتا ہے، بازار کی دوکانوں پر یہ سفوف ملتا ہے، دوکان دار یہ کہہ کر فروخت کرتے ہیں کہ: (۱) یہ ”اجی نوموٹو“ حرام ہے۔ (۲) اور دوسرا ”اجی نوموٹو“ حلال ہے، آپ کو ”اجی نوموٹو“ حلال چاہئے یا حرام والا چاہئے؟ اس صورت میں یہ ”اجی نوموٹو“ ڈالا ہوا کھانا حلال ہے یا حرام؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سانپ بچھو کے سفوف والے کھانوں کا استعمال قطعاً

جائز نہیں ہے؛ لہذا جن چائیز کھانوں میں اس طرح کے سفوف ڈالے جانے کا یقین یا گمان غالب ہو تو اُسے ہرگز نہ کھایا جائے، اور جہاں شبہ ہو اُس سے بھی بچنا چاہئے۔

فكل ما كان من حشرات فهو محرم ودل على أن ما كان من

حشرات الأرض، فهو محرم كالعقرب والحية. (إعلاء السنن ۱۶۷/۱۷ کراچی)

قال الله تعالى: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيْمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ ومن علماء أهل

المدينة جماعة لا يجيزون أكل كل شيء من خشاش الأرض وهو امها، مثل الحيات والأوزاغ والفار وما أشبهه، وكل ما يجوز قتله فلا يجوز عند هؤلاء أكله، ولا تعمل الزكاة عندهم فيه، وهو قول شهاب وعروة والشافعي وأبي حنيفة

وأصحابه وغيرهم. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۲۱/۷)

عن أبي الحوار السعدي قال: قلت لحسن بن علي رضي الله عنه ما

حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال : حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریک إلى ما لا یریک حسن الترمذی (۷۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۶/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایمول سفر یا مخصوص ای کوڈ والی خوردنی اشیاء کا حکم؟

سوال (۶۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مغربی بنگال کے مفتیان کرام کے درمیان اختلاف رائے رونما ہونے کی وجہ سے عوام کے اندر انتشار محسوس ہو رہا ہے، محکمہ شرعیہ مغربی بنگال سے بھی کچھ احباب نے رجوع کیا، بنا بریں محکمہ شرعیہ کوئی بھی فتویٰ صادر کرنے سے پہلے اس سلسلے میں آپ حضرات کی رائے گرامی اور تحقیق و تفتیش سے مطلع ہونا ضروری سمجھتا ہے، جن بسکٹ، چاکلیٹ، چیونگ گم، مٹھائیاں اور نمکیں وغیرہ کے پیکٹ پر ایمول سفر یا مخصوص ای کوڈ لکھا ہو، اُس کے بنانے میں حرام یا غیر مذبوہ جانور کی چربی ملاتے ہیں، جس بنا پر جن حضرات نے اس کی تحقیق و تفتیش کی انہوں نے اس کے عدم جواز کا فتویٰ صادر فرمایا اور اس کو طبع کر کے شائع کر دیا، اُن کا کہنا ہے کہ ہم عرب ممالک کے بہت سے آدمیوں کو پہلے ہی سے اس سے احتراز کرتے دیکھا، پھر ”اسلام فور لائف“ نامی کوئی تنظیم نے اس کے حلال، حرام کوڈوں کو انٹرنیٹ پر دے دیا، اس کے علاوہ مینیکا گاندھی کی ویب سائٹ سے بھی اس کی تائید ہوئی کہ مینیکا گاندھی (وزیر حیوانات) نے ان کمپنیوں کے نام کیس کیا، جو چربی وصول کرنے کے لئے جانوروں کو مارتے ہیں، نیز مرکز المعارف سے اُن کے میگزین میں ایک مضمون اس سلسلہ میں شائع ہوا تھا جس کی بنیاد پر دارالعلوم سے استفتاء کیا گیا، اور مفتی زین الاسلام صاحب نے اس پر فتویٰ صادر فرمایا تھا، جس میں انہوں نے تحقیق کے بغیر حرمت کا حکم لگانے سے منع لکھا تھا؛ تاہم اس کے علاوہ بعض دوسرے ممالک کے اسلامک ریسرچ سینٹر کے کچھ پتے دیئے گئے ہیں جنہوں نے اُن مخصوص کوڈوں کے اشیاء کے حرام ہونے کے بارے میں انٹرنیٹ پر پروف چھوڑے ہیں۔

آب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُن مخصوص کوڈوں والی اشیاء کا استعمال ہمارے لئے حرام ہوگا یا جائز؟ انٹرنیٹ کی خبروں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ عوام کے لئے ہمیں اس سلسلہ میں کیا موقف اختیار کرنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی چیز کی حلت و حرمت کے بارے میں محض اخباری بیانات اور مضامین کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا؛ لہذا مخصوص بسکٹ یا چاکلیٹ وغیرہ کے بارے میں حرام اشیاء کی آمیزش سے متعلق جو مضامین اخبارات میں شائع ہوئے ہیں، اُن کی وجہ سے اُن اشیاء کو حرام نہیں کہا جائے گا، بلکہ معتبر علماء اور ماہرین کے ذریعہ اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ آیا مذکورہ اشیاء میں واقعہ حرام اجزاء شامل ہیں یا نہیں؟ اور اگر بالفرض شامل ہیں تو اُن میں ماہیت تبدیل ہوتی ہے یا نہیں؟ جب تک ان باتوں کی تحقیق نہ ہو اُن کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، باقی اگر کوئی شخص خود احتیاط کرنا چاہے تو اسے اختیار ہے۔

اس بارے میں ہم رشتہ دار العلوم دیوبند کا فتویٰ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۸۹/۲۷ میرٹھ)

الأصل في الأشياء الإباحة. (قواعد الفقہ ۵۹)

اليقين لا يزول بالشك (الأشياء والنظائر / الفن الأول ۱۸۳ دار الکتاب دیوبند)

من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن أنه نجاسة. (شامی ۲۸۳/۱ زکریا)

وكذا ما يتخذة أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (شامی ۲۸۴/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امامہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۷/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اجنیو موٹو اور میاگی کا حکم؟

سوال (۶۱۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل جو ہٹلوں میں چائیز چیزیں بنتی ہیں، اُس میں ذائقہ اور ٹسٹ کے لئے ایک چیز ڈالی جاتی ہے جس کو اجینو موٹو کہا جاتا ہے، جو دیکھنے میں مثل شکر ہوتی ہے اُس کا استعمال اور کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

اسی طرح دوکانوں میں جو ”میگی“ ملتا ہے، اُس کو بھی بعض لوگ منع کرتے ہیں، نیز ڈوینیس کا پڑایا اس کمپنی کی کوئی چیز ”برگر“ وغیرہ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر انڈین کمپنی کا پڑا کھانے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جن ”اجینو موٹو“ کے نام سے جس چیز کے متعلق پوچھا گیا ہے، جب تک اُس کے بارے میں یہ تحقیق نہ ہو کہ اُس میں کوئی ناجائز چیز ڈالی گئی ہے، اور وہ اپنی حالت پر برقرار ہے، اُس کی ماہیت تبدیل نہیں ہوئی ہے، اُس وقت تک ایسی کسی بھی چیز کو شرعاً حرام نہیں کہا جاسکتا؛ البتہ اگر کوئی شخص دل مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے اسے نہ کھائے تو اسے اختیار ہے اور یہ اُس کا ذاتی فعل ہوگا۔

إن النجاسة لما استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونه نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة فتعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمر إذا تخللت. (بنايع الصنائع ۲۴۳/۱، الفقه الإسلامي وأدلته ۱۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماکولات وغیرہ ماکولات مصنوعی چیزوں کے بارے میں
حلت و حرمت کا فتویٰ

سوال (۶۱۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بعض اشیاء ماکولات (مثلاً لیکٹ، چاکلیٹ) وغیرہ اور بعض غیر ماکولات (مثلاً: صابون،

پیٹ وغیرہ) میں خنزیر اور دوسرے جانوروں کی چربی وغیرہ ملی ہوئی ہے، ماضی میں بھی اس طرح کی باتیں سننے میں آتی تھیں؛ لیکن اب پوری تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر ایم امجد خان بنگلور نے اس مسئلہ کو منظر عام پر لایا ہے اور جن چیزوں میں ملائی گئی ہیں، بطور نشان دہی اُن کے نمبرات بھی دئے ہیں ان اشیاء کو تیار کرنے والی کمپنیوں کی تحقیقات و نمبرات بھی اس استفتاء کے ساتھ منسلک ہیں، اب سوال یہ ہے کہ:

- (۱) اگر یہ تحقیق صحیح ہو تو اُن اشیاء کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟
- (۲) ماکولات وغیرہ ماکولات میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟
- (۳) اگر تبدیلی ماہیت کی بنا پر جواز کی شکل نکلتی ہو تو احتیاطاً عدم جواز کا کیا حکم ہے؟
- (۴) خنزیر کے علاوہ دوسرے حرام جانوروں کی چربی میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟
- (۵) مقدار قلیل و مقدار کثیر میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟
- (۶) بعض چیزوں میں لکھا رہتا ہے کہ جانور کی چربی اب مطلق اس طرح سے لکھنے سے کئی باتیں سامنے آتی ہیں:

- (۱) حرام جانور کی چربی (۲) حلال شرعی ذبیحہ کی چربی (۳) حلال غیر شرعی ذبیحہ کی چربی
- (۴) حلال مردہ جانور کی چربی جب سے یہ تحقیقات سامنے آئی ہیں، عوام و خواص میں بڑی بے چینی اور اضطرابی کیفیت ہے، شخصی طور پر لوگوں کی طرف سے حرمت کا فیصلہ عام کیا جا رہا ہے، مزید برآں اُن نمبرات کی تفصیلات پر حلت و حرمت کے تعین کے بعد بازار میں موجود اشیاء تغذیہ میں سے حرام اشیاء کی فہرست تیار کر کے عام کیا جاسکتا ہے، براہ کرم تشفی بخش مفصل و مدلل جوابات پہلی فرصت میں عنایت فرما کر ممنون فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں جن اشیاء میں ناپاک اجزاء کی ملاوٹ کا ذکر ہے، وہ چیزیں آج کل کثرت سے لوگوں کے استعمال میں ہیں، اور بلاشبہ کروڑوں مسلمان بھی روز

مرہ کی زندگی میں اُن اشیاء کے عادی ہو چکے ہیں، اس لئے اُن چیزوں کی حرمت کے بارے میں فتویٰ دیتے وقت نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، اولاً کسی ڈاکٹر کے تحقیقی مضمون یا اخبارات میں چھپنے والے مضامین سے حتمی طور پر یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی کہ جو تحقیق ان مضامین میں پیش کی گئی ہے وہ واقعہ کے عین مطابق ہے؛ بلکہ ایسے مضامین بجائے خود قابل تحقیق ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض اس طرح کے مضامین کو درست بھی مان لیا جائے تو یہ امر قابل تحقیق رہ جاتا ہے کہ آیا وہ ناپاک اجزاء ان اشیاء میں مل کر اپنی اصلی شکل میں موجود ہیں یا کیمیکل وغیرہ کے ذریعہ ان کی ماہیت تبدیل کر دی گئی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اُن کی ماہیت بدل چکی ہے تو ایسی اشیاء کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا، جیسے کہ شراب کا شیرہ، اگر سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو سرکہ کا استعمال درست ہوتا ہے۔ اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ناپاک تیل سے صابون بنالیا جائے تو اس صابون کا استعمال درست ہے؛ کیوں کہ ماہیت بدل جاتی ہے، اس لئے جب تک سوال میں مذکور اشیاء میں ماہیت کی تبدیلی یا عدم تبدیلی کے سلسلہ میں مکمل تحقیق سامنے نہ آئے اُس وقت تک مذکورہ اشیاء کو حرام قرار دینے کا فتویٰ ہرگز نہیں دیا جائے گا، اور علماء و مفتیان پر لازم ہے کہ وہ ابتلاء عام کو دیکھتے ہوئے اُن اشیاء کی حرمت کے بارے میں واقعی تحقیق کے بغیر کوئی جملہ زبان سے نہ نکالیں اور نہ تحریر میں لائیں، اور جو لوگ شخصی طور پر اُن اشیاء کی حرمت کی بات کریں اُن کی تردید کریں؛ تاکہ عوام انتشار سے محفوظ رہیں۔

إن النجاسة لما استحالت وتبدلت أو صافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتعدم بانعدام الوصف، وصارت كالخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع ۲/۴۳۱ زکریا)

ویطهر زيت تنجس بجعله صابوناً به، یفتی للبلوی (الدر المختار) وقال فی الشامی: ثم اعلم أن العلة عند محمد هي التغير وانقلاب الحقيقة، وأنه یفتی به للبلوی، كما علم مما مر، ومقتضاه عدم اختصاص ذلك بالحكم بالصابون،

فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر و انقلاب حقیقۃ، و کان فیہ بلوی عامۃ الخ. (شامی)

۳۱۶/۱ کراچی، ایضاح المسائل ۱۴۶ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محض اخبار کی خبر کو مخلوط چیزوں کی حرمت کے لئے بنیاد نہیں بنایا جاسکتا؟

سوال (۶۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس خط کے ساتھ جو زیر اس اردو ٹائٹس مورخہ ۱۶/ اکتوبر کالم نقطہ نظر، صحافی عالم نقوی کا مضمون ”خنزیر ہی نہیں، ہمیں مردار بھی کھلایا جا رہا ہے“ اور دوسرا تجزیہ خبر عالم نقوی کا مضمون خنزیر اور گائے کی چربی اور جلائن کے استعمال کی تصدیق سے ملنے والی معلومات کی بنیاد پر کیا تصدیق کے بعد بھی ان چیزوں کا استعمال جائز ہوگا؟ چونکہ آج ہر چیز میں کیا ڈالا گیا ہے اُن کا پورا فارمولا کمپنی یا تو اس پروڈکٹ پر تحریر کرتی ہے کو حکومت کی طرف سے مجبوری ہے کہ وہ قانوناً صارفین سے کچھ نہ چھپائے، اس لئے اب شک و شبہ والی بات نہیں رہی، ایسی صورت میں درج ذیل چیزوں کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

(۱) وِلکٹ جن پُر ”E Code“ ڈالا گیا ہے، یا اوِلکٹ؟

(۲) ٹائی یا چاکلیٹ جن پُر ”E Code“ موجود ہے؟

(۳) فیکٹری میں بننے والے سبھی آئٹم جن میں اسپرٹ استعمال ہوتا ہے، جب کہ یہ تحقیق

ہو چکی ہے کہ اسپرٹ میں بھی خنزیر کے اجزاء استعمال ہوتے ہیں؟

(۴) ٹھنڈے مشروبات -

(۵) ایس جینس، گائے کا دودھ جن کو انجکشن کے ذریعہ اضافی دودھ حاصل کیا جاتا ہو؟

جہاں تک لپ اسٹک اور صابون کا معاملہ ہے وہ چوں کہ کھانے میں نہیں آتے؛ لیکن اُن کھانے والی اشیاء میں ڈائریکٹ چربی (خنزیر یا مردار کی استعمال کے امکانات زیادہ ہیں، اور چوں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ”حرام کے ایک لقمہ کی وجہ سے چالیس روز کی نمازیں مقبول نہیں ہوتیں“۔ اور دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ ”جو بدن حرام مال سے پرورش پائے اُس کے لئے دوزخ کی آگ بہتر ہے“۔ ایسی صورت میں کیا تصدیق شدہ چیزوں کا چھوڑنا یا مشتبہ چیز کی تصدیق اور تحقیق کر کے چھوڑنا ہر مسلمان پر فرض ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جن اشیاء کے اندر نا پاک اجزاء کی ملاوٹ کا ذکر ہے اُس میں یہ امر قابل تحقیق ہے کہ آیا وہ نا پاک اجزاء اُن اشیاء میں مل کر بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہیں یا کیمیکل وغیرہ کے ذریعہ اُن کی ماہیت تبدیل کر دی گئی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اُن کی ماہیت بدل چکی ہے، تو ایسی اشیاء کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا، جیسا کہ شراب کا شیرہ اگر سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو سرکہ کا استعمال درست ہوتا ہے، اور جب تک اس بارے میں مکمل تحقیق سامنے نہ آئے اُس وقت تک مذکورہ اشیاء کو حرام قرار دینے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، اور ان اشیاء سے تیار شدہ انجکشن سے حاصل کردہ دودھ کو بھی مشتبہ نہیں کہا جائے گا؛ کیوں کہ ان کی حرمت میں شک ہے اور ان میں ابتلاء عام ہے، اور کسی بھی تحقیق کے لئے اخباری مضمون کافی نہیں ہے؛ اس لئے اخبار کے کسی مضمون کو فتویٰ کو بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔

إن النجاسة لما استحالت وتبدلت أو صافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتتعدم بانعدام الوصف وصارت الخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع ۲/۴۳۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

امریکی اور برطانوی مصنوعات کا حکم؟

سوال (۲۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) امریکی مصنوعات میں کیا چیزیں داخل ہیں، اور کیا نہیں ہیں؟ آج کل جو صورت حال ہے اُس میں عام استعمال میں آنے والی تقریباً پچاس فیصد چیزیں غیر ملکی ہوتی ہیں، اور اُن میں بیشتر امریکی و برطانوی بھی ہوتی ہیں، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، دوائیاں، کپڑے، جوتے، الیکٹرانک چیزیں، گھروں کی تعمیر میں لگنے والی چیزیں سیمنٹ، چونا، پیٹ، وغیرہ۔ بڑے کارخانوں میں کام آنے والی بڑی بڑی مشینیں، اسی طرح چھوٹی بڑی گاڑیاں، اور اُن میں بہت ساری چیزیں ایسی بھی ہیں جو خالص دیسی نہ سہی، مگر شرکت میں بنتی ہیں، کیا ان ساری چیزوں کا استعمال شرعاً ناجائز ہوگا؟ اگر یہ حکم علی الاطلاق ہے تو پھر جو چیزیں خریدی جا چکی ہیں، اُن کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ کیا اُن کا استعمال بھی بالکل ترک کر دیا جائے؟ تو پھر ان اشیاء کا مصرف کیا ہے؟

(۲) گھروں میں بجلی کے بلب، پنکھے اور دیگر برقی اشیاء میں بھی کثرت سے باہر کی خصوصاً اتحادی ملکوں کی چیزیں عموماً زیر استعمال ہیں، اُن کا کیا حکم ہے؟ اُن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(۳) سواری کے لئے استعمال میں آنے والی گاڑیاں ٹوہیلر ہو یا فوہیلر، اتحادی ملکوں کے کمپنیوں کی یا اُن کی شرکت میں چلنے والی کمپنیوں کی گاڑیاں کثرت سے استعمال ہو رہی ہیں، اُن کا کیا حکم ہے؟ اُن کا استعمال شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) ہوائی جہاز ۹۹ فیصد اتحادی ممالک کی کمپنیاں ہی تیار کرتی ہیں، ہمارے علم میں کوئی دیسی کمپنی نہیں جو ہوائی جہاز تیار کرتی ہو، تو پھر ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر جائز ہوگا یا نہیں؟ کیوں کہ ہوائی سفر کرنے میں بھی کسی نہ کسی طرح ان ممالک کا تعاون ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال کی الگ الگ شقوں کے جواب سے پہلے بنیادی

طور پر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ شریعت میں ممانعت اور حرمت دو طرح کی ہوتی ہیں:

(۱) **حرمت لعینہ:** - جیسے خنزیر، خون، مردار وغیرہ کی حرمت، کہ یہ چیزیں خود اپنی ذات سے حرام ہیں، ان کا استعمال اور خرید و فروخت سب حرام ہے، اور ان کے ذریعہ سے حاصل شدہ آمدنی کسی بھی طرح اپنے مصرف میں لانی جائز نہیں ہے۔

(۲) **حرمت لغیرہ:** - یعنی کسی خارجی سبب کی وجہ سے کوئی معاملہ ممنوع قرار دیا جائے، مثلاً جمعہ کی اذان کے بعد بیع و شراء، یا خانہ جنگی کے حالات میں ہتھیار فروخت کرنا، یا شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرا فروخت کرنا، اس طرح کے معاملات کا حکم یہ ہے کہ اُن پر عمل تو موجب گناہ ہے، مگر معاملہ اگر کر لیا جائے تو اس سے آمدنی حرام نہیں ہوتی، اور نہ خرید کردہ چیز کا استعمال شرعاً حرام ہوتا ہے؛ بلکہ حرمت صرف معاملہ کرنے والے کی حد تک محدود رہتی ہے، گویا کہ معاملہ کرنے والے کے گنہگار ہونے کے باوجود اس معاملہ پر ملکیت وغیرہ کے شرعی احکامات مرتب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ موجودہ حالات میں حضرات مفتیانِ کرام نے امریکی و برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کا جو فتویٰ جاری کیا ہے، اس کا تعلق ”حرمت لعینہ“ سے نہیں؛ بلکہ ”حرمت لغیرہ“ سے ہے، یعنی اس فتویٰ سے امریکی مصنوعات مردار کی طرح حرام نہیں ہوں گی؛ بلکہ ایک خارجی علت ”ظلم پر تعاون“ کی بنیاد پر امریکی مصنوعات کی خریداری سے منع کیا گیا ہے؛ لہذا اگر کوئی ان مصنوعات کو خریدے گا تو وہ ظلم پر مددگار بننے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، مگر اُس کا یہ معاملہ بیع فاسد نہ کہلائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے پہلے سے کوئی امریکی سامان خرید رکھا ہے، یا اُس کے استعمال میں ہے، تو اُس کا ضائع کرنا یا استعمال سے رک جانا اُس پر لازم نہیں ہے۔

قال في الهداية: كل ذلك يكره ولا يفسد به البيع؛ لأن الفساد في معنى

خارج زائد لا في صلب العقد ولا في شرائط الصحة. (الهداية / كتاب البيوع ۶۷/۳)

اس اجمالی تمہید کے بعد نمبر وار سوالوں کا جواب پیش ہے:

(۱) امریکی مصنوعات میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو امریکہ میں بنی ہوں یا امریکہ کے اشتراک سے کسی دوسرے ملک میں بنی ہوں، اب اُن کو خرید کر ظالموں کا تعاون کرنا جائز نہیں ہے،

ہاں جو چیزیں پہلے سے خریدی جا چکی ہیں اُن کا استعمال بدستور درست ہے، اُن کو ضائع کرنے کا حکم نہیں ہے، یہ حکم صرف آئندہ خریدنے کے متعلق ہے۔

(۲) مذکورہ اشیاء کا استعمال جائز ہے، آئندہ خریداری سے اجتناب لازم ہے۔

(۳) جو گاڑیاں پہلے سے اپنی ملکیت میں ہیں، اُن کا استعمال منع نہیں ہے، آئندہ خریداری میں غیر امریکی گاڑیاں ہی استعمال کے لئے لی جائیں۔

(۴) ہوائی جہاز چلانے والی کمپنی اگر ملکی ہے مثلاً ایئر انڈیا، تو اس میں سفر کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اگرچہ جہاز امریکہ کے بنے ہوئے ہوں؛ اس لئے کہ ہوائی سفر کا نفع غیر امریکی ہونے کی صورت میں امریکہ کو نہیں پہنچتا، اور یہ تعاون علی الظلم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۸/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



مشروبات کا بیان

پانی پینے کے آداب

سوال (۶۲۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پانی پینے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کتنے سانس میں پانی پینا چاہئے؟ کیا ہر سانس پر الحمد للہ کہنا ضروری ہے؟ اگر ایک سے زائد لوگ ہوں تو کس جانب سے پانی پلانا چاہئے؟ کھڑے ہو کر پانی پینا کیسا ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ زمزم اور وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پانی پیتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے:

(۱) پانی پینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ تین سانس میں چوس چوس کر پانی پیا جائے؛ کیوں کہ اس طرح پانی پینا زیادہ سیر حاصل ہے، اور خوش گوار ہوتا ہے۔

عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن أبیہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا شرب أحدکم فلا یتنفس فی الإناء الخ.

عن ثمامۃ بن عبد اللہ قال: کان أنس رضی اللہ عنہ یتنفس فی الإناء مرتین أو ثلاثاً، وزعم أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتنفس ثلاثاً. (صحیح البخاری، کتاب الأشربة

/ باب لنهی عن التنفس فی الإناء ۸۴۱/۲ رقم: ۵۶۳۰-۵۶۳۱ دار الفکر بیروت، مجمع الزوائد ۸۰/۵-۸۱،

جمع لوسائل ۲۵۳، سنن الترمذی ۱۰/۲-۱۱)

(۲) پانی پیتے وقت برتن میں سانس لینا منع ہے۔

عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يُتنفس في الإناء. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب كراهة التنفس في نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثاً خارج الإناء ۱۷۴/۲ رقم: ۱۲۱-۲۷۰ بيت الأفكار الدولية)

(۳) ہر سانس میں پانی پیتے وقت بسم اللہ اور برتن منہ سے ہٹاتے وقت الحمد للہ کہنا بھی مسنون ہے، اور شروع میں بسم اللہ پڑھ کر آخر میں الحمد للہ کہنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ (جمع الوسائل ۲۵۳/۲، مجمع الزوائد ۸۱/۵)

(۴) اگر مجلس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوں، تو پانی پلانے کی ابتداء مجلس کے بڑے آدمی سے کرنی چاہئے، پھر سب سے پہلے پینے والا اپنے سے دائیں جانب والے کو پانی پیش کرے، پھر وہ اپنے دائیں جانب والے کو، اسی طرح دور ختم کرنا سنت ہے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بلين قد شيب بماء، وعن يمينه أعرابي وعن شماله أبو بكر، فشرب ثم أعطى الأعرابي، وقال: الأيمن فالأيمن. (صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب الأيمن فالأيمن في الشرب رقم: ۵۶۱۹ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۳۷۱، سنن الترمذي ۱۱/۲، مجمع الزوائد ۸۴/۵-۸۵)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البركة مع أكابركم. (رواه الحاكم ۶۲۱، الأحاديث المستخبة / اکرام مسلم ۴۸۵)

(۵) عام حالات میں بیٹھ کر ہی پانی پینا چاہئے؛ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے؛ البتہ زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے میں بھی حرج نہیں ہے۔

عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم زجر عن الشرب قائماً. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب كراهية الشرب قائماً ۱۷۳/۲ رقم: ۱۱۲-۲۰۲۴ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي ۱۰/۲، شمائل ترمذی ۱۴)

وأن يشرب بعده من فضل وضوئه كماء زمزم مستقبل القبلة قائماً أو قاعده، وفيما عداهما يكره قائماً تنزيهاً (الدر المختار) وقال الشامي بحثاً: والحاصل انتقار الكراهة في الشرب قائماً في هذين الموضوعين محل كلام فضلاً عن استحباب القيام فيهما، ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب؛ لأن ماء زمزم شفاء، وكذا فضل الوضوء. (شامي ۲۰۴۱-۲۰۵۰ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 لکھنؤ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹھنڈا اور میٹھا پانی؟

سوال (۶۲۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا مشروب سب سے زیادہ پسند تھا؟
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز زیادہ پسند تھی۔
 عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان أحب الشراب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الحلو البارد. (سنن الترمذي، كتاب الأشربة / باب ما جاء أي الشراب كان أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۳۷ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باسی پانی پینا؟

سوال (۶۲۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رات کا باسی پانی جو کسی مشکیزہ یا برتن میں بھر کر رکھ دیا جاتا ہے، اُس کا پینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رات کا باسی پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ والے سے رات کا باسی پانی مانگ کر نوش فرمایا۔

عن جابر بن عبد اللہ رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل على رجلٍ من الأنصار ومعه صاحبٌ له، فسلمَّ النبي صلى الله عليه وسلم وصاحبه، فرد الرجل، فقال: يا رسول الله! بأبي أنت وأمي، وهي ساعة حارة، وهو يُحوِّل في حائطٍ له، يعني: الماء، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن كان عندك ماءٌ بات في شنةٍ، وإلا كرعنا، والرجل يُحوِّل الماء في حائط. فقال الرجل: يا رسول الله! عندي ماءٌ بات في شنةٍ، فانطلق إلى العريش فسكب في قدحٍ ماءً ثم حلب عليه من داجنٍ له، فشرب النبي صلى الله عليه وسلم، ثم أعاد فشرب الرجل الذي جاء معه. (صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب الكرع في الحوض ۸۴۱۲، رقم: ۵۶۲۱ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۱/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا؟

سوال (۶۲۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا کیسا ہے؟ بعض مال دار گھرانے کے لوگ بیابہ شادیوں میں لڑکیوں کو سونے چاندی کے برتن بنواتے ہیں، ان برتنوں کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا مردوں اور

عورتوں سب کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے چاندی کے برتن میں پانی پیا تو اُس کے پیٹ میں جہنم کی آگ گر گڑائے گی۔

عن ابن ابي لیلی قال: خرجنا مع حذيفة، وذكر النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تشربوا في آنية الذهب والفضة، ولا تلبسوا الحرير والديبا، فإنها لهم في الدنيا ولكم في الآخرة.

عن أم سلمة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذي يشرب في إناء الفضة إنما يجرجر في بطنه نار جهنم. (صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب آية الفضة ۸۴۲۱۲ رقم: ۵۶۳۳-۵۶۳۴ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ۲۰۶۵ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بڑے برتن میں منہ لگا کر پینا؟

سوال (۶۲۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بڑے برتن جیسے جگ، لوٹا، یا اُس سے بڑا برتن منہ سے لگا کر پینا کیسا ہے؟ بہت سے لوگ بوتل منہ سے لگا کر یونہی پی جاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بڑے برتن جیسے مشکیزہ، بڑا جگ، بڑا لگ، بالٹی وغیرہ کو منہ سے لگا کر پانی وغیرہ پینا تو منع ہے؛ البتہ جو چھوٹے برتن ہیں، جیسے گلاس، پیالہ، کٹورا وغیرہ سے پانی پینے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح کول ڈرنک وغیرہ کی چھوٹی بوتلوں کا حکم چھوٹے برتن کی طرح ہے، اُن کو منہ سے لگا کر کوئی پانی وغیرہ پینا چاہے تو پی سکتا ہے۔

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

عن الشرب من فم القربة، أو السقاء وأن يمنع جاره أن يغورَ خشبه في جداره.

(صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب الشرب من فم السقاء ۱/۲ ۸۴ رقم: ۵۶۲۷ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أنه قال: نهى رسول الله صلى الله

عليه وسلم عن اختناثِ الأسقية: أن يُشربَ من أفواهها. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة /

باب آداب لطعم والشراب وأحكامها ۱۷۳/۲ رقم: ۱۱۱-۲۰۲۳ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کنار اٹوٹے ہوئے برتن سے پینا؟

سوال (۶۲۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کنارہ ٹوٹے ہوئے برتن سے پینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنارہ ٹوٹے ہوئے برتن

سے پانی وغیرہ پینے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کی ممانعت کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً:

(۱) کنارہ ٹوٹنے کی وجہ سے بسا اوقات مشروب سنبھل نہیں پاتا، اور کپڑوں اور بدن پر

گر جاتا ہے۔

(۲) کنارے پر گندگی جم جاتی ہے، اور مشروب کے ساتھ منہ میں چلی جاتی ہے۔

(۳) کنارہ اگر دھاردار ہو تو منہ زخمی بھی ہو سکتا ہے، وغیرہ۔ اس لئے کنارہ ٹوٹے ہوئے

برتن سے پانی نہیں پینا چاہئے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أنه قال: نهى رسول الله صلى الله

عليه وسلم عن الشرب من ثلثة القدح وأن ينفخ في الشراب. (سنن أبي داود، كتاب

الأشربة / باب في الشرب من ثلثة القدح ۵۲۳/۲ رقم: ۳۷۲۲ دار الفكر بيروت)

قال في البذل: لأنه لا يتمسك عليها فم الشارب، وربما انصب الماء على ثوبه وبدنه، وقيل: لا يناله التنظيف التام إذا غسل الإناء. (بذل المحمود ۴۵۳/۲۰)

وقال ابن القيم: الخامس: أنه ربما كان في الثلثة شقٌّ أو تحديد يجرح فم الشارب. (زاد المعاد مكمل / فصل في هديه ﷺ في حفظ الصحة ۹۴۰ مؤسسة المختار للنشر والتوزيع القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۱۲/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گرم مشروب کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟

سوال (۶۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر مشروب گرم ہو، مثلاً دودھ یا چائے وغیرہ گرم ہو، جو شرب کے قابل نہ ہو، تو پھونک مار کر اُسے ٹھنڈا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت میں گرم کھانا پینا پسندیدہ نہیں ہے، اور یہ طبی اعتبار سے بھی سخت نقصان دہ ہے، اس لئے گرم چیز کو تھوڑا ٹھنڈا ہونے کے بعد ہی استعمال کرنا چاہئے۔ اور اگر اُسے ٹھنڈا کرنے کے لئے منہ سے پھونکیں گے تو تھوک وغیرہ شامل ہو کر ایک ناگوار صورت بن جائے گی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ولا يؤكل طعام حارَّ به ورد الأثر. (الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۱۳۷/۱۸ زکریا)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النفخ في الطعام والشراب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۰۹/۱ رقم: ۲۸۱۸، كنز العمال / السجود وما يتعلق به ۶۲/۸ رقم: ۲۲۲۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۱۲/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھ ماہ کی بکری کا دودھ؟

سوال (۶۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے گھر ایک بکری کی بچی ہے، جس کی عمر تقریباً چھ ماہ ہے، بغیر بچہ دئے اس مذکورہ بکری کی بچی کے تھن سے بچہ دی ہوئی بکری کی طرح قدرتی طور پر دودھ آرہا ہے، کیا اس چھ ماہ کی بکری کی بچی کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حلال جانوروں کا دودھ شریعت میں مطلقاً حلال ہے، خواہ وہ کسی وقت آئے، اس کی تحقیق ضروری ہے کہ وہ دودھ ہی ہو؛ لہذا مسئلہ صورت میں جس چھ ماہ کی بکری کا دودھ آرہا ہے اس کی چانچ کرا لی جائے، اگر وہ واقعہً دودھ ہی ہے، تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے؛ البتہ چانچ سے دودھ کے علاوہ اگر کوئی اور مادہ ہونا معلوم ہو تو حکم دوسرا ہوگا۔

قال الله تعالى: ﴿وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّرْبِ بَيْنَ﴾ [النحل: ۶۶]

قال ابن نجيم: اللبن إنما يتصور ممن يتصور منه الولادة. (البحر الرائق / كتاب الرضاع ۳۹۹/۳ زكريا، الرد المحتار / باب الرضاع ۳۱۸/۳ دار الفكر بيروت، ۴/۱۱ زكريا، النهر الفائق / كتاب الرضاع ۵/۲، مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ۳۷۸/۱ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۵۵/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

واعلم أن الأصل في الأشياء كلها سوى افروج الإباحة، قال الله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ وقال: ﴿كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ وإنما تثبت الحرمة بعارض نص مطلق أو خبر مروي، فما لم يوجد شيء من الدلائل المحرمة فهي على الإباحة. (مجمع الأنهر / كتاب الأشربة ۵۶۸/۲ دار إحياء

التراث العربي بيروت، ۲۴۴/۴ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لبن المأكول حلال. (رد المحتار / کتاب الأشربة ۴۵۶/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۲/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دودھ سے بنی اشیاء کے کھانے کے بعد دعا پڑھنا؟

سوال (۶۲۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ“ دودھ پینے کے بعد یہ پڑھتے ہیں، مکافی الحدیث۔ کیا چائے وغیرہ یا ہر اس چیز کے بعد پڑھ سکتے ہیں جس کی اصلیت میں دودھ وہ دودھ سے تیار کی گئی ہو جیسے مٹھائیاں وغیرہ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ“ لفاظ خاص طور پر

دودھ پینے کے بعد پڑھنے کے لئے وارد ہوئے ہیں؛ لیکن اگر یہ دعا کسی دوسری کھانے پینے کی چیز کے استعمال کے بعد پڑھی جائے تو اس میں بظاہر کوئی ممانعت نہیں ہے؛ لیکن دیگر چیزوں پر اس دعا کے پڑھنے کو مسنون نہ کہا جائے؛ کیوں کہ دیگر مطعومات کے لئے دوسری دعائیں حدیث میں ثابت ہیں۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

”من أظعمه الله طعاماً فليقل: اللهم بارك لنا فيه وأطعمنا خيراً منه، ومن سقاه الله

لبناً فليقل: ”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ“ فإنه ليس يجرى من الطعام والشراب

غير اللبن. (سنن الترمذي ۱۸۳/۲-۱۸۴، رقم: ۳۴۵۵، عمل اليوم والليلة ۵۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۲/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



نشہ آور چیزیں

نشہ آور سیال مشروب اور جامد چیزوں کا حکم؟

نوٹ: سوال نمبر ۶۳۰ - ۶۳۶ کے جوابات حضرت الاستاذ نے ”اسلامک فقہ اکیڈمی“ کے اکیسویں فقہی سیمینار (منعقدہ ”جامعہ اسلامیہ بخاری اندور مدھیہ پردیش“ ۳ مارچ ۲۰۱۲ء) کے لئے تحریر کئے تھے، جو قارئین کے افادہ کے لئے ذیل میں پیش ہیں۔ (از: مرتب)

سوال (۶۳۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت نے نشہ کی بنیاد پر حرمت کا حکم صرف سیال چیزوں اور اُن مادوں کے لئے رکھا ہے، جو شراب و خمر کے عنوان سے معروف و متعارف رہی ہیں اور ہیں، یا نشہ پائے جانے کی بنیاد پر ہر اُس شے کو حرام قرار دیا ہے جس کے استعمال سے نشہ و سکر پیدا ہو، خواہ وہ سیال مشروب ہو جس کو پانی کی طرح پیا جائے یا کسی چیز میں لگا کر اور مل کر اُس کو استعمال کریں، یا کھانے کی صورت میں استعمال ہو کہ جامد ہو، نباتات وغیرہ کی شکل میں یا کسی دوسری شکل میں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حنفیہ کے مفتی بقول کے مطابق نشہ آور سیال مشروب پینا مطلقاً حرام ہے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ؛ البتہ جو نشہ آور چیزیں جامد ہیں، مثلاً انیم یا ہیروئن وغیرہ، اُن کا بقدر مسکر استعمال یقیناً حرام ہے، اور اگر بقدر مسکر نہ ہو تو صرف ضرورت اُس کی گنجائش ہوتی ہے، عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ

عَمَلِ الشَّيْطَانِ، فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [المائدہ: ۹۰]

قال الطيبي: وفيهما دلائل سبعة على تحريم الخمر، أحدها قوله تعالى: ﴿رَجَسٌ﴾ والرجس هو النجس، وكل نجس حرام. والثاني: قوله تعالى: ﴿مَنْ عَمِلَ الشَّيْطَانِ﴾ وما هو من عمله فهو حرام. والثالث: قوله تعالى: ﴿فَاجْتَنِبُوهُ﴾ ومما أمره الله تعالى باجتنابه فهو حرام. والرابع: قوله عز وجل: ﴿لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ وما علق رجاء الفلاح باجتنابه فالإتيان به حرام الخ. (شرح المشكاة للطبي

٢٥٥٣/٨ رقم: ٣٦٤٧، كنا في بذل المجهود ٤٠٤/١١ دار الشائر الإسلامية)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسكر كثيره فقليله حرام. (سنن أبي داود، كتاب الأشرطة / باب النهي عن المسكر ٥١٨/٢ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ١٨٦٥)

عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كل مسكر ومفتّر. (المصنف لابن أبي شيبة ١٦٧/١٢ رقم: ٢٤٢١٥)

احتجّ الجمهور بالقرآن والسنة، أما القرآن فهو أن الله تعالى نبه على أن علة تحريم الخمر كونها تصدّ عن ذكر الله وعن الصلاة، وهذه العلة موجودة في جميع المسكرات فوجب طرد الحكم في الجميع. (شرح النووي على صحيح مسلم ١٦٢/٢)

السكر من البنج ولبن الرمكة حرام بالإجماع. (الفتاوى الهندية ٤١٥/٥) ونقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون وفي الشامية: قال البزدوي: أنه يحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتي به. (شامي / كتاب الحدود / باب حد الشرب المحرم، مطلب في البنج والأفيون والحشيشة ٧٥/٦ زكريا)

ويحرم أكل البنج والحشيشة والأفيون الخ. (مجمع الأنهر ٢٥١/٤ بيروت) ويحرم أكل البنج وهو أحد نوعي شجر العنب حرام؛ لأنه يزيل العقل وعليه الفتوى، ومثل الحشيشة في الحرمة جوزة الطيب، فقد أفتى كثير من

علماء الشافعية بحرماتها، اختار أئمة ما وراء النهر بأسرهم حرمتها، وأفوا بما أفتى به المزني. (طحطاوي على الدر المختار ٢٢٦/٤ كونه)

السكر من البنج حرام أكل البنج حرام وإن لم يسكر، لما روي أنه عليه السلام نهى عن الميسر والخمر والكوبة والعنبر الخ. (بناية شرح الهداية ٣٧٠/١٢ المكتبة النعمية ديوبند)

ويحرم أكل البنج والحشيشة والأفيون لكن دون حرمة الخمر، وفي القهستاني: نصه: أن البنج أحد نوعي القت حرام؛ لأنه يزيل العقل وعليه الفتوى. (منحة الخالق على البحر الرائق ٢٨٠/٥ كونه)

يحرم تناول البنج والحشيشة والأفيون ويحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتي به. (الموسوعة الفقهية ٩٤/٢٥ كويت)

ويحرم أيضاً السمرقد وهو ما غيب العقل والحواس معاً كالأفيون والسيكران. (الموسوعة الفقهية ١٢٦/٥ كويت)

وأن البنج ونحوه من الجامدات إنما يحرم إذا أراد به السكر، وهو الكثير دون القليل، المراد به التداوى ونحوه كالتطيب بالعنبر وجوزة الطيب. (شامي / كتاب الحلود / باب حد الشرب المحرم، مطلب في البنج والأفيون والحشيشة ٧٨٦ زكريا)

وأما الأفيون فهو حرام؛ لأنه مضر بالبدن، وكل شيء يضر به فأكله حرام. (تقريرات الراعي ٤١/٦ زكريا)

وأما آراء الفقهاء في حكم تعاطي هذه المخدرات من الحشيشة والأفيون والمورفين والكوكايين والهيريون وجوزة الطيب والبنج والعنبر والزعفران، فإن فقهاء المذاهب الأربعة متفقون على تحريم القدر المغيب للعقل من هذه المواد وما أشبهها من كل ما يغطي العقل ويضر البدن وهذه المواد

وغیرہا من کل مادة تغطي العقل وتفتک بالبدن یحرم قليلها و کثیرها.....
والحکماء علی أنها خبیئة ضارة بالجسم والفعل صادرة عن ذکر اللہ وعن
الصلاة، وما کان هذا فعله کان محرماً بالإجماع؛ لأن ما یؤدی إلى الحرام حرام،
وهي من المخدرات المسکرات کجوزة الطيب والزعفران والبنج ونحو ذلك
مما یتلف العقل والفکر. (حاشیة سلمیٰ ۷۶/۶-۷۷ ذکرہا)

نشہ اور انجکشن؟

سوال (۶۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: آج کل نشہ آور اشیاء کے استعمال اور اس سے استفادہ کی ایک شکل انجکشن وغیرہ کی بھی
ہے، اس طرح کی شکلوں کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا جسم کے اندر پہنچانا کیا حکم رکھتا ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نشہ کی حرمت کی علت عقل کا ماؤف ہو جانا ہے، اور یہ
علت نشہ آور انجکشن میں بھی پائی جاتی ہے، بریں بنا نشہ آور انجکشن کا لگانا بھی حرام ہوگا۔
نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أشرۃ، قال: فقیل له: إنه لا بد
منها أو نحو هذا، قال: فاشربوا ما لم یسفه أحلامکم ولا یذهب أموالکم.
(المصنف لعبد الرزاق ۲۲۳/۹ رقم: ۱۷۰۱۲)

وقال تحت الآیة الکریمۃ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الخ، إن السکر حرام
ففي کل شریعة؛ لأن الشرائع مصالح العباد لا مفاسدهم، وأصل المصالح العقل
کما أن أصل المفساد ذهابه، فیجب المنع من کل ما یذهبہ أو یشوشه. (تفسیر
القرطبی ۱۸۶/۶ بیروت)

ویحرم أيضاً المرقد وهو ما غیب العقل والحواس معاً کالافیون
والسیکران. (الموسوعة الفقهية ۱۲۶/۵ کویت)

بھنگ اور انیم وغیرہ کی کاشت اور خرید و فروخت؟

سوال (۶۳۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شراب اُن چیزوں سے بنتی ہے جو عموماً پھل یا غلہ و دانے کے قبیل کی چیزیں ہیں، اُن کی کاشت، خرید و فروخت میں کوئی قباحت نہیں، جیسا کہ کسی بھی پھل کا جوس و شراب تیار کرنا اُس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، سوال اُن اشیاء کا ہے جو براہ راست کسی نہ کسی شکل و صورت میں نشہ و سکر کے لئے استعمال ہوتی ہیں، جیسے بھانگ و انیم اور اُن جیسی اشیاء اُن کی کاشت اور خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو چیز خاص طور پر نشہ کی نیت سے ہی کاشت کی جائے، اور اُس کا کوئی اور استعمال نہ ہو، تو اُس کی کاشت اور بیج و ثمر سب مکروہ ہوگی، اور اگر اس سے نشہ مقصود نہ ہو اور وہ نشہ کی علاوہ بھی استعمال ہو سکتی ہو، جیسے انیم کہ اُس کا پودا اور پھل دیگر مقاصد میں بھی استعمال ہوتا ہے، تو اُس کی کاشت اور بیج و ثمر مکروہ نہ ہوگی، اور اُس کی آمدنی حلال سمجھی جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۳۱۷ جیل)

وصح بیع غیر الخمر أي عنده خلافاً لهما في البيع والضمان لكن الفتوى على قوله في البيع، ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره كما في الغاية. (شامی ۴۵۴/۶، کراچی، ۳۵۱۰ زکریا)

جواز بیع العصیر من خمر؛ لأن المعصية لا تقوم بعينه؛ بل بعد تغيره ولأن العصیر يصلح للأشیاء كلها جائزة شرعاً فيكون الفساد على اختياره. (البحر الرائق ۳۷۱/۸، دار الکتاب دیوبند)

ویجوز بیع العصیر ممن یتخذ خمرًا؛ لأن المعصية لا تقوم بنفس العصیر؛ بل بعد تغيره فصار عند العقد كسائر الأشربة من غسل ونحوه. (مجمع الأنهر ۲۱۴/۴)

ہیروئن وغیرہ مسکرات؟

سوال (۶۳۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اسی طرح بھانگ و افیم جیسی اشیاء سے جو نشیات و سکرات تیار کی جا رہی ہیں، جن کا رواج اس وقت بڑھتا جا رہا ہے، جسے ہیروئن وغیرہ ان کو تیار کرنے اور ان کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہیروئن وغیرہ نشہ آور اشیاء بنانا، تیار کرنا اور خرید و فروخت سب حرام ہے، اور اس کی آمدنی ہرگز حلال نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۸۷/۸۸-۸۸ میرٹھ، احسن الفتاویٰ ۶/۲۹۴)

ونقل في الأشربة عن الجوهره حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون.....، وفي الشامية: قال البرزودي: إنه يحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتي به. (شامي ۷۷/۶ زكريا، مجمع الأنهر ۲۵۱/۴ بيروت، ۲۵۰/۴ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

يحرم تناول البنج والأفيون والحشيشة..... ويحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتي به. (الموسوعة الفقهية ۹۴/۲۵، ومثله في منحة العالحق على البحر الرائق ۲۸/۵ كوثه) الشراب ما يسكر والمحرم منها أربعة: وحرم الانتفاع بها ولا يجوز بيعها. (الدر المختار مع الشامي ۲۸/۱۰-۲۹ زكريا)

السابع لا يجوز بيعها لقوله عليه السلام: إن الذي حرم شربها حرم بيعها. (البحر الرائق ۲۱۷/۸ كوثه)

نشہ کے کام میں ملوث لوگوں کو کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے؟

سوال (۶۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) اس قسم کی تیز نشہ آور اشیاء کی تیاری و کاروبار وغیرہ پر حکومتیں سخت موقف اختیار کرتے

ہوئے موت کی سزا دے دیتی ہیں، شریعتِ اسلامیہ اس بابت کیا موقف رکھتی ہے؟

(۲) شراب و نشہ آور اشیاء کے استعمال یا کاروبار پر جب کہ کوئی آدمی اُس کے فروغ کا

ذریعہ بن رہا، کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے؟ احادیث کی روشنی میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱-۲) اسلامی حکومت میں نشہ آور اشیاء کے استعمال

پر اسی کوڑے مارنے کی سزا جاری کی جاتی ہے؛ لیکن اگر حکومت یہ محسوس کرے کہ یہ سزا نشہ خوری کے انسداد میں ناکافی ثابت ہو رہی ہے، اور نشہ خور زیادہ ہی جری ہوتے جا رہے ہیں، تو حاکم وقت خصوصی حالت میں تعزیری طور پر موت کی سزا جاری کر سکتا ہے؛ لیکن اس جرم پر علی الاطلاق حد کے طور پر سزائے موت کا ضابطہ نہیں بنایا جائے گا، اور آج کل جو حکومتیں اس طرح کا ضابطہ بنائے ہوئے ہیں، اس کی تائید نصوص شرعیہ سے نہیں ہوتی۔

سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: ما كنت لأقيم حداً علی

أحد فيموت فأجد في نفسي إلا صاحب الخمر؛ فإنه لو مات ودتيته، وذلك أن

رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يسنه. (صحيح البخاري ۱۰۰۲/۲ رقم: ۶۵۲۰)

فيجوز للحاكم بعد النظر في أحوال القضية المعروضة لديه أن يترك

الجاني بعد نظرة شذرة أو تهديد وتبكيته، ويجوز له أن يحكم عليه بما ناسبه من

عقوبة أخرى تصلح لجره وردعه عن ارتكاب الجريمة مرة أخرى حتى لو بدا

للكام أن الجاني مومن لا يرجع صلاحه ويخشى منه أن يسري فساداه إلى

أعضاء المجتمع الآخرين جاز أن يحكم عليه بالموت والإعدام. (تكملة فتح الملهم

۲۵۹/۲ المكتبة الأشرفية دہلوی)

نشہ کے عادی مریضوں کا علاج؟

سوال (۲۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: جو لوگ مروج اس قسم کے نشہ کے عادی و مریض ہوتے ہیں، اُن کے لئے ایسی تدبیریں کہ جن کے ذریعہ اُن کی اس عادت کو چھڑایا جائے اور اس مرض و ہلاکت سے بچایا جائے، اُس کا کیا حکم ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نشہ کے عادی مریضوں کو اس خبیث عادت سے بچانا بہت اچھی بات ہے، اور اسلام ایسی کوششوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

فطوبی لمن جعل اللہ تعالیٰ مفاتيح الخير علی یدیه (تبیہ الغافلین ۶۵)

نشہ کے مریضوں کے علاج کیلئے نشہ آور اشیاء کا استعمال؟

سوال (۶۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اور اُن کے علاج کے لئے اگر نشہ آور اشیاء کا بھی استعمال کرنا پڑے، اس طور پر کہ بتدریج اُن کی عادت کو کم کر کے نفی و مکمل احتراز تک لایا جائے، اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: علاج میں نشہ آور اشیاء کا استعمال تب ہی جائز ہوتا

ہے، جب اس کے علاوہ تدبیر نہ رہی ہو؛ لہذا اگر طبیب حاذق نشہ کے عادی مریض کو دیکھ کر یہ فیصلہ کر دے کہ اس کا علاج سوائے نشہ آور دواء کے اور کچھ نہیں ہے، تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں، اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اگر ہمت ہو تو اس طرح کے مریضوں کی بری عادت کو منٹوں میں چھڑایا جاسکتا ہے، اور اگر ہمت ہی نہ ہو تو کوئی علاج ہی کا گر نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۵۱۸/۱۸ ج ۱ ص ۱۸۱)

أكثر مشائخ الحنفية أفتوا بجواز التداءي بالحرام إذا أخبره طبيب حاذق

بأن المريض ليس له دواء آخر..... الاستشفاء بالحرام يجوز إذا علم أن فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر..... قوله عليه السلام: "إن الله لم يجعل شفاءكم فيما

حرّم علیکم۔“ إنما قال ذلك في الأشياء التي لا يكون فيه شفاء، فأما إذا كان فيه شفاء فلا بأس به. (تكملة فتح الملهم ۲/۲-۳۰۳-۳۰۳ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

يجوز للعلیل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوی إذا أخبره طبيب مسلم إن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندیة ۵/۳۵۵)

التداوی بالمحرّم: ظاهر المذهب المنع لكن نقل المصنف ثمه وهنا عن الحاوی: وقيل یرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر کما رخص للعطشان وعليه الفتوى. (الدر المختار مع الشامی ۳۶۵/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاء: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲/۲/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وائن وینگر اور شراب کے سرکہ کا حکم؟

سوال (۶۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گیہوں اور پھلوں سے اخذ کر کے جو سرکہ تیار ہوتا ہے، اُسے مارکیٹ میں ”وائن وینگر“ یا شراب کے سرکہ کے نام سے فروخت کیا جاتا ہے، کیا اُس کا استعمال جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عموماً سرکہ شراب کے مرحلہ سے گذر کر ہی تیار ہوتا ہے، اس لئے کسی بھی چیز کا بنایا ہوا سرکہ اگر وہ واقعی سرکہ ہو اور نشہ کی کیفیت اُس کی ختم ہو گئی ہو تو اُس کا استعمال اور اُس کی خرید و فروخت سب جائز ہے، چاہے بازار میں اُسے کسی بھی نام سے جانا جاتا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۱۸ میرٹھ)

الخمر إذا خلله بعلاج الملح أو بغيره يحل عندنا. (الفتاویٰ الهندیة ۵/۴۱۰، مجمع الأنهر ۴/۵۱۴، تبیین الحقائق ۶/۴۸۱)

وإذا تخللت الخمر حلت، سواء صارت خلا بنفسها أو بشيء يطرح فيها. (الهداية مع فتح القدير ۱۰/۱۰۶)

قال أبو حنيفة رحمه الله: يجوز تحليل الخمر وإن الخل الحاصل بذلك حلال ظاهر. (كلمة فتح الملهم ۶۱۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انجکشن کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا اندر داخل کرنا؟

سوال (۶۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل نوجوانوں میں انجکشن کے ذریعہ نشہ آور مادہ بدن میں داخل کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، تو یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چون کہ اس طرح کے نشہ آور انجکشن سے انجکشن لگانے

والے پر نشہ چڑھ جاتا ہے، اور اس کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے، اس لئے ایسے انجکشن لگانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کو اس سے باز رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أشربة، قال: فقیل له: إنه لا بد منها أو نحو هذا، قال: فاشربوا ما لم يفسد أحوالكم ولا يذهب أموالكم.

(المصنف لعبد الرزاق ۲۲۳/۹ رقم: ۱۷۰۱۲)

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الخ، إن السكر حرام في كل شريعة؛ لأن

الشرائع مصالح العباد لا مفسادهم، وأصل المصالح العقل كما أن أصل المفساد ذهابه، فيجب المنع من كل ما يذهبه أو يشوشه. (الجامع لأحكام القرآن

الكریم للقرطبي ۱۸۶/۶ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ کرنے والے کو نشہ آور انجکشن فروخت کرنا؟

سوال (۶۳۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض انجکشن ڈاکٹر حضرات آپریشن وغیرہ میں نشہ کے لئے استعمال کرتے ہیں؟ شراب وغیرہ نشہ کے عادی لوگ انہیں انجکشنوں کو نشہ کے لئے لگاتے ہیں، اس طرح نشہ کے عادی انجکشن لگانے والے کئی لوگوں کی موت بھی ہو چکی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اگر بالیقین یا ظن غالب سے معلوم ہو جائے کہ یہ شخص دوا کے طور پر نہیں؛ بلکہ نشہ کے لئے انجکشن استعمال کرے گا تو ایسے شخص کو نشہ والا انجکشن دینا میڈیکل والے کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ مذکورہ شخص نشہ والا انجکشن ڈاکٹر وغیرہ سے پرچہ پر لکھوا کر کبھی بکھار لاتا ہے، تو کیا میڈیکل والا پرچہ کی بنیاد پر انجکشن نشہ والا دے سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو نشہ آور دوائیں اور انجکشن آپریشن میں مریضوں کو بے ہوش کرنے سے استعمال ہوتے ہیں، تو ضرورت کی جگہوں میں ان کی بیع و شراء کی فی نفسہ گنجائش ہے؛ لیکن اگر یہ بات حتمی طور پر معلوم ہو جائے کہ خریدار اس کو نشہ بازی میں استعمال کرے گا، تو اس کے ہاتھ فروخت کرنا سخت مکروہ ہوگا؛ کیوں کہ یہ گناہ پر تعاون سمجھا جائے گا؛ لہذا ایسے لوگوں کے ہاتھ نشہ آور دوا اور اشیاء بیچنے سے احتراز لازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدہ، جزء آیت: ۲]

والظاهر أن هذه الكراهة إنما تثبت إذا تعاطاه الرجل لغرض غير مشروع، وأما إذا تعاطاه لغرض مشروع، كالدواء والضماد وغيره فيما يجوز استعماله فيه، فالظاهر انتفاء الكراهة حينئذ. (تكملة فتح الملهم ۶۰۸/۳ المكبة الأشرفية)

ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا. (الدر المختار ۵۶۱/۹ زكريا)

إن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه. (البحر الرائق ۱۴۳/۵ كونه)

بيع أمرد ممن يلو ط به وبيع سلاح من أهل الفتنة؛ لأن المعصية تقوم بعينها. (الدر المختار ۵۶۱/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۶/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیزر پینا؟

سوال (۶۴۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیزر کا حکم کیا ہے، چوں کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا، اس کا پینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیزر: ایک قسم کی شراب ہے جو جو سے بنائی جاتی ہے۔

(فیروز اللغات ص: ۴۵۴ فیروز سنز لاہور)

ہمارے ملک میں عام طور پر فروخت ہونے والی بیزر بھی شراب ہی کی ایک قسم ہے اور نشہ آور ہے؛ لہذا اس کا پینا حرام ہے؛ البتہ بعض مسلم ممالک میں ایسی بیزر دستیاب ہیں، جن میں الکوحل اور نشہ شامل نہ ہونے کی صراحت ہوتی ہے، تو اُن کا حکم الگ ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

كل مسكر خمر، و كل مسكر حرام. (صحيح مسلم ۱۶۷/۲، مشكاة المصابيح ۳۱۷/۲)

الشراب ما يسكر والمحرم منها أربعة: الخمر وهي النبیء من ماء العنب

إذ غلا واشتد والطلاء والسكر ونقيع الزبيب. (البحر الرائق / كتاب

الأشربة ۴۸/۸ رشیدیة ۳۹۹/۱-۴۰ زکریا، و کنا فی مجمع الأنهر ۲۴۴/۴ المکتبة الغفاریة کوئٹہ،

بائع الصنائع ۲۷۶/۴ دار الكتاب دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۲۸/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شراب اور تاڑی کا استعمال کرنا؟

سوال (۶۴۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شراب اور تاڑی جس میں نشہ آجاتا ہے، استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ان نشہ آور اشیاء کا استعمال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلم ۲۳۲۱)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

کل مسکر خمر، و کل مسکر حرام۔ (صحیح مسلم ۱۶۷/۲، مشکاة المصابیح ۳۱۷/۲)

الشراب ما یسکر و المحرم منها أربعة: الخمر و هی النبیء من ماء العنب

إذ غلا و اشتد و الطلاء و السكر و نقیع الزیب. (البحر الرائق / کتاب

الأشربة ۴۸/۸، رشیدیہ ۳۹۹/۸-۴۰۱ زکریا، و کنا فی مجمع الأنهر ۴/۴۱۴، المکتبۃ الغفرانیہ کوئٹہ،

بمائع الصنائع ۲۷۶/۴ دار الکتاب دیوبند)

و عند محمد ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام و هو نجس أيضاً، قالوا: و یقول

محمد: نأخذ. (شامی ۷۰/۶ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۱۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۵/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خمر اور غیر خمر میں فرق، اور تاڑی، تمباکو، سگریٹ کا حکم؟

سوال (۶۴۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ”کل مسکر خمر و کل مسکر حرام، ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام“ حدیث

شریف سے بظاہر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار میں سکر پیدا کرتی ہے اور کثیر

مقدار حرام ہے، اُس چیز کی قلیل مقدار بھی حرام ہونی چاہئے، اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قلیل

مقدار بھی حرام ہے، لہذا تمباکو، کھنی، بیڑی، سگریٹ اور تاڑی یہ سب حرام ہونی چاہئے، ان دونوں

حدیثوں کو سامنے رکھ کر ائمہ کا اختلاف مع دلائل کے بیان کیجئے، نیز حنفیہ کے نزدیک اثر بہ محرمہ حرام ہے یا صرف خمر حرام ہے، اور اگر کوئی شخص صحت قوی کے لئے تاڑی پینا چاہے تو کیا یہ پینا جائز ہے یا نہیں؟ خمر اور غیر خمر میں کیا فرق ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تمباکو اور سگریٹ وغیرہ میں سکر نہیں ہے؛ بلکہ حدت کی وجہ سے دماغ پر اثر ہو جاتا ہے؛ لہذا اُس کا حکم حرام شرابوں کے مانند نہیں ہو سکتا؛ البتہ بدلو کی وجہ سے اُس کا استعمال بلا ضرورت مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱۶۱/۴، کفایت المفتی ۱۳۶/۹، فتاویٰ محمودیہ ۱۱۲/۵)

ومن أكل ما يتأذى به: أي بوائحه كثوم وبصل، ويؤخذ منه أنه لو تأذى من رائحة الدخان المشهور له منهما من شربه. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / قبیل باب الرضاع ۲۰۸/۳ کراچی)

هذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمع عليه، لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع في غير المسجد ويلحق بالثوم كل ما له رائحة كريهة من البصل والكراث ونحوهما. (إنجاح الحاجة على هلمش ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب أكل الثوم ۲۴۱، وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب المساجد / باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً عن حضور المسجد ۲۰۹/۱)

ففيهم منه حکم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالتتن (الدر المختار) وفي الشامية: وهو إباحة على المختار والتوقف، وفيه إشارة إلى عدم تسليم إسكاره وتفتيره وإضراره. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الأشربة / قبیل کتاب الصيد ۴۶۰/۱۶ کراچی، ۴۴۱/۱۰ زکریا)

اور تاڑی میں باقاعدہ سکر ہوتا ہے، اُس کا تھوڑا یا زیادہ پینا ناجائز ہے۔ حضرت امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے، اور احناف کے یہاں بھی فتویٰ اسی قول پر ہے۔

خمر اور غیر خمر میں امام ابو حنیفہ علم میں فرق کرتے ہیں، مگر اس معاملہ میں مشائخ احناف نے احتیاطاً امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے؛ لہذا ان کے خلاف کسی قول پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون، لكن دون حرمة الخمر، ولو سكر بأكله لا يحد؛ بل يعزر. وفي النهر: التحقيق ما في العناية: أن البنج مباح؛ لأنه حشيش، أما السكر منه فحرام. (الدر المختار، كتاب الحدود / باب حد الشرب المحرم ۴۲/۴)

کراچی، ۷۵۱۶-۷۸ زکریا، وکذا فی مجمع الأنهر ۲۰۲/۲ دار إحياء التراث العربي بیروت)

ولا يحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخرى ما لم تبلغ حد

الإسكار. (تكملة فتح الملهم / كتاب الأشرطة ۶۰۸/۳ مكتبة دارالعلوم کراچی)

وفي الأشباه في قاعدة الإباحة أو التوقف - إلى قوله - فيفهم منه حكم

النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالنتن، وفي الشامي: فيه إشارة إلى عدم

تسليم إسكاره وتفتيره وإضراره. (الدر المختار مع الشامي ۴۴۱/۱۰ زکریا)

وأما الشافعي وأحمد ومالك ومحمد بن الحسن وجمهور الصحابة

فذهبوا إلى أن المسكر المائع من كل شيء يحرم قليله وكثيره أسكر أو لم

يسكر، والجامد ليس بخمر، وافتي أرباب الفتوى لهذا بقول محمد بن الحسن.

(العرف الشذی ۸/۲، شامی ۴۵۵/۶، کراچی، ۳۷۱/۱۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیڑی سگریٹ تمباکو وغیرہ کھانا؟

سوال (۶۳۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیڑی سگریٹ تمباکو وغیرہ بہت سے علماء کرام بھی پیتے ہیں، اور تمباکو بھی کھاتے ہیں، بہت

سے علماء کرام بھی پیتے ہیں، اور جائز بھی بتاتے ہیں، اگر بیڑی وغیرہ پینا جائز ہے تو قرآن و حدیث

کی روشنی میں جواب دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تمباکو بیڑی سگریٹ وغیرہ میں نشہ تو نہیں ہے؛ البتہ اُس کی تیزی کی وجہ سے کبھی کبھی سرچکرانے لگتا ہے، اور چوں کہ یہ ایک بدبودار اور دوسروں کے لئے اذیت ناک چیز ہے، اس لئے شوقیہ طور پر اس کا استعمال مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی شخص کسی بیماری سے علاج کے لئے اسے استعمال کرے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے؛ لیکن مسجد میں جانے پہلے منہ کو اچھی طرح صاف کر لینا ضروری ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱۱۶/۲، فتاویٰ محمودیہ ۱۱۲-۱۱۳، فتاویٰ رحیمیہ ۲۲/۲)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً، أما إذا علم أن فيه شفاءً، وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التدوي ۱۱۶/۶ المكتبة الغفرانية كوتہ، ۸۲/۸ بیروت، وكذا في رد المحتار، كتاب الطهارة / مطلب في التدوي بالمحرم ۲۱۰/۱ کراچی، ۳۶۰/۱ زکریا، وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في الأكل ۳۶۲/۴ رشیدیہ)

ومن أكل ما يتأذى به: أي برائحته كثوم وبصل، ويؤخذ منه أنه لو تأذى من رائحة الدخان المشهور له منعها من شربه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / قبيل باب الرضاع ۲۰۸/۳ کراچی، ۳۸۸/۴ زکریا)

هذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمع عليه، لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع في غير المسجد ويلحق بالثوم كل ما له رائحة كريهة من البصل والكراث ونحوهما. (انحاح الحاجة على هامش ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب أكل الثوم ۲۴۱، وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب المساجد / باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً عن حضور المسجد ۲۰۹/۱ فقط والله تعالى اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تمباکو سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا؟

سوال (۶۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پان، چونا، تمباکو، بیڑی، سگریٹ، حقہ، ہنس، گٹکا، پان پراگ اور اس قسم کی چیزوں کے استعمال کا کیا حکم ہے، اور ان کو مستقل پیشہ بنانا، یا اپنے دوسرے حلال پیشہ کے ساتھ جزوی و ضمنی طور پر ان کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً گٹکا کے بارے میں تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں مذکور تمباکو سے بنی ہوئی اشیاء شرعاً منع نہیں ہیں؛ لیکن صحت کے لئے مضر ہونے کی بنا پر ان کا استعمال نہ کرنا بہتر ہے، اور ان چیزوں کے استعمال سے منہ میں اگر بدبو پیدا ہو، تو بدبو کو دور کرنا ضروری ہے، خاص طور سے مسجد میں جانے سے پہلے منہ کو اچھی طرح صاف کر کے جائیں اور ان چیزوں کی خرید و فروخت سے حاصل شدہ آمدنی کو حرام نہیں کہا جائے گا۔

عن ابن شہاب قال: حدثني عطاء أن جابر بن عبد الله رضي الله عنه زعم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أكل ثومًا أو بصلاً فليعتزلنا أولي عتزل مسجدنا. (صحيح البخاري / باب ما يكره من الثوم والبصل رقم ۵۲۴۲، ف: ۵۴۵۲)

قوله: وأكل نحو ثوم، أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة للحديث الصحيح في النهي عن قربان أكل الثوم والبصل المسجد الخ. (شمي / مطلب في الغرس في المسجد ۶۶۱/۱ کراچی، ۴۳۵/۲ زکریا)

وسئل بعض الفقهاء عن أكل طين البخاري ونحوه: قال: لا بأس بذلك ما لم يضر. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر ۳۴۱/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

امامہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پان میں زردہ کھانا؟

سوال (۶۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پان میں زردہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے مولانا صاحب مسجد میں زردہ کھاتے ہیں اور بولتے ہیں کہ یہ زردہ خوشبودار چیز ہے، مگر اس زردہ میں بد بو آتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زردہ کھانے کی گنجائش ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱۱۶/۴)

يساح أكل النورة مع الورق المأكّل في ديار الهند؛ لأنه قليل نافع، فإن الغرض

المطلوب من الورق المذكور لا يحصل بدونها. (نفع المفتي والسائل، كتاب الحظر والإباحة /

قبيل ذكر ما يحل لبسه وما لا يحل، من مجموعة رسائل اللكنوي ۱۴۸/۴ إدارة القرآن كراچی)

وسئل بعض الفقهاء عن أكل طين البخاري ونحوه، قال: لا بأس بذلك ما

لم يضر. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ۳۴۱/۵ زكريا)

مگر جب اُسے کھا کر بد بو آئے تو اس حال میں مسجد نہ آئیں۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في

غزوة خيبر: من أكل من هذه الشجرة "يعني الثوم" فلا يأتين المساجد. (صحيح

مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة / باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً أو كزاً أو نحوها ۲۰۹/۲

رقم: ۵۶۱ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۱۹/۳/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تمباکو والا پان کھاتے ہوئے تلاوت و تقریر کرنا؟

سوال (۶۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: تمباکو کا پان کھا کر دینی مجالس میں تقریر کرنا یا تلاوت کرنا کیسا ہے؟ نیز زید دینی مجالس میں

سگریٹ نوشی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو دھویں سے تکلیف ہونے کی وجہ سے تو پان کے تھوکنے سے اُگالداں میں بھی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بدبودار تمباکو کھاتے ہوئے تلاوت یا تقریر کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر خوشبودار تمباکو ہو تو گنجائش ہے اور سگریٹ نوشی کرتے ہوئے تلاوت و تقریر بہر حال منع ہے؛ اس لئے کہ وہ بدبودار چیز ہے اور عرفاً بھی اُسے معیوب سمجھا جاتا ہے، اور اُگالداں میں تھوکنے کو عرفاً معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۸/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

الکل کی آمیزش والے ”لوشن مرہم“ کا حکم؟

سوال (۶۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) علاج و معالجہ کی غرض سے الکل کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (۲) دوائیں جنہیں کھایا یا نہیں جاتا؛ بلکہ بیرونی اعضاء پر مرہم وغیرہ کی طرح لگایا جاتا ہے اُن میں الکل موجود ہو تو اُن کا استعمال کیسا ہے؟ (۳) عام طور پر شراب کی مختلف اقسام میں جو الکل ہوتا ہے کیماں طور سے اُس کا نام ایتھانیل الکل ہوتا ہے جب کہ ایسے بہت سے کیمیائی فارموں میں جن کا نام اُن میں موجود کاربن اور آکسیجن عناصر کی تعداد اور کیفیت کی مماثلت کی بنیاد پر انہیں الکل فیلی کا نام دیا گیا، مثلاً میتھانیل الکل، سوربیٹل، بنیزانیل الکل وغیرہ مگر اُن کے استعمال سے کسی قسم کا نشہ تھوڑا اور زیادہ نہیں ہوتا اور نا ہی یہ کسی شراب میں بطور شراب مستعمل ہیں۔ واضح رہے کہ کیمیکل اکثر دواؤں اور کھانے پینے کی اشیاء میں موجود ہوتے ہیں، اُن کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ مندرجہ بالا تینوں سوالات کو جمع کر دیا جائے تو سوال کچھ یوں ہوتا ہے ایک مرہم لوشن یا کاسمیک جسے جلد پر لگایا جاتا ہے اُس میں سوربیٹل یا بنیزانیل الکل موجود ہے اور یہ کیمیکل

کھائے جانے والے بھٹے سے نکالا گیا ہے، تو اس لوٹن کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جس مرہم کے بارے میں پوچھا گیا ہے اُس کے متعلق یہ واضح ہے کہ اسے بھٹے یعنی کئی کے دانے سے بنائے گئے الکل کو ملا کر تیار کیا گیا ہے؛ لہذا حنفیہ کے نزدیک اس طرح بنائے گئے مرہم وغیرہ کو خارجی حصوں میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز ایسا الکل نشہ آور نہ ہو تو اُس سے ملی ہوئی دوا کے داخلی استعمال کی بھی گنجائش ہے۔

وأما غير الأشربة الأربعة فليست بجنسه عند الإمام أبي حنيفة، وبهذا تبين حكم الكحول المسكرة التي عمت بها البلوى؛ فإنها تستعمل في كثير من الأدوية والعطور والمركبات الأخرى؛ فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبيل إلى حلتها أو طهارتها، وإن اتخذت من غيرهما فالأمر فيها سهل على مذهب أبي حنيفة ولا يحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخرى ما لم تبلغ حد الإسكار؛ لأنها إنما تستعمل مركبة مع المواد الأخرى ولا يحكم بنجاستها أخذًا بقول أبي حنيفة. (تكملة فتح الملهم ۶۰۸/۳ مکتبہ دار العلوم کراچی)

والقسم الثالث: الأشربة المسكرة الأخرى غير الأقسام الأربعة - إلى قوله - حكم هذا القسم عند أبي حنيفة وأبي يوسف أنه لا يحرم منه شرب القليل الذي لا يسكر، وإنما يحرم منه القدر المسكر. (تكملة فتح الملهم ۶۰۰/۳ مکتبہ الأشربة دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۲/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اسپرٹ اور الکحل سے آمیز کی ہوئی دواؤں کا استعمال؟

سوال (۶۴۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ زمانہ میں مختلف قسم کے امراض ظہور پذیر ہو رہے ہیں؛ لیکن ہر مرض کا اللہ تعالیٰ نے علاج پیدا کیا ہے، ہر دور میں اطباء بذریعہ ادویات مرض کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بجکم اللہ ادویات سے شفا بھی ہوتی ہے، نیز ایک طریقہ علاج کو ہومیو پیتھک سے موسوم کیا جاتا ہے، اور اس طریقہ علاج سے عوام کو انتہائی فائدہ ہوتا ہے، ہومیو پیتھک کی ادویات زود اثر اور بے ضرر بھی ہوتی ہیں؛ لیکن ہومیو پیتھک کی دوا سازی میں الکحل کا سہارا لینا پڑتا ہے، یعنی جملہ ادویات میں الکحل مخلوط ہوتی ہے، جیسا کہ شکر کی بنی ہوئی ۲۰ گولیوں میں ایک قطرہ پکا یا جاتا ہے، یعنی شکر کی گولیوں میں سیال دوا کی خوشبو کی ضرورت ہے، اُس کے جوہری مادہ کی ضرورت نہیں، اسی لئے ایک قطرہ سے شکر کی گولیوں کو تر و مرطوب کیا جاتا ہے، نیز مریض لذت حاصل کرنے کے لئے دوا نہیں کھاتا؛ بلکہ مرض سے شفاء پانے کی غرض سے استعمال کرتا ہے، مزید براں ایو پیتھی کی بھی تمام سیال ادویات میں الکحل کی ملاوٹ ہوتی ہے، زمانہ موجودہ میں ان ادویات سے اجتناب انتہائی دشوار ہے؛ لہذا صورتِ مسئلہ کے پیش نظر ہومیو پیتھی کی ادویات کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو معالج اور مریض دونوں ہی گنہگار ہوں گے، یا صرف معالج یا صرف مریض؟ نیز ہومیو پیتھک دواؤں کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں، جب کہ اُن میں اسپرٹ ملا رہتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: الکحل اور اسپرٹ کے بارے میں جب تک اس کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ اسپرٹ اور الکحل اشیاء ثلاثہ: انگور، کشمش اور کھجور ہی سے بنی ہے، اُس وقت تک برائے علاج ایسی اسپرٹ سے آمیز کی ہوئی دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اُن میں نشہ نہ ہو، اور ایسی صورت میں اُن دواؤں کے استعمال سے مریض اور معالج کوئی گنہگار نہ ہوگا۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۰۹۶، فتاویٰ رحمیہ ۲۲۹۶-۲۳۱، کفایت المفتی ۹/۱۳۷)

وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيره لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع، وحينئذٍ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة رحمه الله تعالى عند عموم البلوى، والله سبحانه أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب الأشربة / حكم الكحول المسكرة ۶۰۸/۳ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۲/۱۴۱۳ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانسی کی دوائی جس میں ۲۰ فیصد الکحل ملی ہو کیا حکم ہے؟

سوال (۶۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانسی کی دوا جس میں الکحل کی ۲۰ فیصد سے زیادہ ملاوٹ ہوتی ہے، کیا اُس دوا کا استعمال حرام ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ضرورت مند کے لئے ایسی دوا کے استعمال کی گنجائش ہے، ہاں اگر یہ یقین ہو جائے کہ اُس دوا میں حرام شے (مثلاً انگور، کھجور اور کشمش کا الکحل) شامل ہے تو عام حالات میں اس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

وأما سواها فيتخذ النبيذ من كل شيء من الحبوب والثمار والألبان وتسمى هذه الأقسام بالأنبذة، وحكمها ما ذكر وأأن القليل أي القدر غير المسكر منها حلال إذا كان بقصد التقوى على العبادة وحرام بقصد التلهي.

(العرف الشذی ۸/۲، إيضاح الفواد ۱۲۶، مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۰۰/۴)

أي الأشربة المتخذة من الحبوب المذكورة قبل هذه العبارة. وحاصله أنهما حيث حلًا الأنبذة وأوجبا الحد بالقدح المسكر منها لزم منه وجوب الحد

بالسكر من باقي الأشرطة كما هو قول محمد. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / كتاب

الأشرطة ٤٥٥/٦ دار الفكر بيروت، ١٠/٣٦-٣٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۰/۱۹ھ

الکحل کی ملاوٹ والے پرفیوم کا حکم؟

سوال (۶۵۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: الکحل جو کہ انگزیری اور ہومیو پیتھک دواؤں میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے اور پرفیوم وغیرہ میں بھی استعمال ہوتی ہے، ایسی دواؤں اور خوشبوؤں کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور پرفیوم چھڑک کر ایسے کپڑوں میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دواؤں اور پرفیوم میں عموماً جو الکحل استعمال ہوتا ہے وہ

کھجور یا انگور کا نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر چیزوں کا بنا ہوا ہوتا ہے، اور بہت معمولی درجہ میں ہوتا ہے، جس سے نشہ وغیرہ نہیں آتا ہے؛ لہذا ضرورت کے وقت اُس کے استعمال کی گنجائش ہے، اُس کے کپڑے پر لگنے سے ناپاکی کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔ (حسن الفتاویٰ ۸/۸۸)

وأما ما هو حلال عند عامة العلماء فهو الطلاء، وهو المثلث ونبذ التمر

والزبيب، فهو حلال شربه ما دون السكر لاستمرار الطعام والتداوي وللتقوى

على طاعة الله تعالى لا للتلهي، والمسكر منه حرام، وهو القدر الذي يسكر وهو

قول العامة. (الفتاوى الهندية، كتاب الأشرطة / الباب الأول ۱۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱۱/۲۷ھ

جانفل کا کھانا کیسا ہے؟

سوال (۶۵۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جائفل کھانا کیسا ہے؟ جائفل ہمارے علاقہ میں ایک خوشبودار پھل ہوتا ہے جس کو گوشت میں ڈالا جاتا ہے، بذاتِ خود اُس کو چبا کر کھاتے نہیں ہیں؛ بلکہ ذائقہ کے لئے اُس کو گوشت میں ڈال دیا جاتا ہے۔ دریافت کی ضرورت اس وجہ سے پڑی کہ مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحئیؒ مطبع قیومی کانپور ۲۹۰/۲ میں سوال کیا گیا ہے کہ جائفل کھانا حرام ہے یا حلال؟ تو جواب دیا کہ حرام ہے۔ اور درمختار کی یہ عبارت: ”و کذا تحرم جوزة الطيب لكن دون حرمة الحشيشة“ تو یہ جائفل سے مراد کیا ہے، اور کیا پوست کی چھلکا بھی حرام ہے یا کچھ اور مراد ہے؟ ہمارے یہاں اس سلسلہ میں کافی تشویش پائی جا رہی ہے؛ اس لئے کہ عام طور پر گوشت میں یہ ڈالا جاتا ہے، جن لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہے وہ منع کرتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جائفل کا تعلق خشک نشہ آور چیزوں سے ہے، ایسی چیزوں کا حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اتنی معمولی مقدار میں استعمال ہو کہ جس سے نشہ نہ آوے، تو اس کی گنجائش ہے، اور اگر اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اُس سے نشہ آجائے تو وہ حرام ہے، اور عام طور پر ہمارے یہاں جائفل گوشت میں جو ڈالی جاتی ہے اُس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے جو نشہ آور نہیں ہوتی، اور حضرت مولانا عبدالحئیؒ رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں جو حرام کہا گیا ہے اُس سے مراد جائفل کا زیادہ مقدار میں کھانا ہے جو حرام ہے۔

و کذا تحرم جوزة الطيب؛ لكن دون حرمة الحشيشة، وقال الشامي تحتہ: أقول: ومثله زهر القطن؛ فإنه قوى التفریح يبلغ الإسكار، كما في التذكرة، فهذا كله ونظائره يحرم استعمال القدر المسكر منه دون القليل كما قد مناه. (الدر المختار مع الشامي ۴۱۱۰ زکریا)

ونقل أن جوزة الطيب تحرم لكن دون حرمة الحشيشة، وصرح ابن حجر المكي بتحريم جوزة الطيب بإجماع الأئمة الأربعة، ولعل حكاية الإجماع

محمولة على حالة السكر، أما القليل منها ومن كل مسكر ما عدا الخمر ونحوه فتعاطيه لا يحرم عند الإمام والثاني إذا لو يسكر. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح /

باب ما يفسد به الصوم وتحب به الكفارة مع القضاء ٦٦٥/١) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



کسب اور پیشہ

اسمگلنگ کا پیشہ؟

سوال (۶۵۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت میں کسی بھی چیز کی اسمگلنگ ناجائز ہے، حکومت کی بھی چوری ہے؛ لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سونے کی اسمگلنگ یعنی دوسرے ممالک سے غیر قانونی طور پر سونے کو اندرون ملک منتقل کرنا جائز ہے، شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا ہتھیاروں کی اسمگلنگ جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اصل یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کا مختار ہے، اُسے چاہے جہاں اور جس وقت پر بیچے اُس پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے، بشرطیکہ معاملہ شریعت کے دائرہ میں ہو۔ بریں بنا از روئے شرع اسمگلنگ کی آمدنی بھی حلال ہے؛ لیکن چوں کہ اس کام میں حکومتی سخت قوانین کی بنا پر ہلاکتِ جان و مال کا قوی اندیشہ رہتا ہے، اس لئے اس طرح کے کاموں سے بچنا لازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۹۵]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۲/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آرٹیفیشل جیولری کا کام کرنا؟

سوال (۶۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

میں کہ: میں آرٹی فیشل جیولری کا کام کرتا ہوں، مگر میرے دل میں یہ کھٹک ہے کہ یہ کام جائز ہے یا نہیں؟ تو میں موجودہ مال تجارت کا کیا کروں؟ اور جو اُس سے میں نے کمایا ہے اُس کے متعلق میرے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورتوں کے لئے آرٹی فیشل جیولری (سونے چاندی کے علاوہ دھاتوں سے بنے زیورات) پہننانا نفیہ جائزہ ہے؛ لہذا اُس کی تجارت میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ دھوکہ اور فریب سے بچنا بہر حال لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۹/۲۸ میرٹھ)

یباح للنساء من حلی الذهب والفضة والجواهر کل ما جرت عادتهن یلبسه. (إعلاء السنن ۳۱۸/۱۷ بیروت)

اتفق العلماء علی جواز تحلی المرأة بأنواع الجواهر النفیسة کالیاقوت والعقیق واللؤلؤ. (الموسوعة الفقهیة ۱۱۲/۱۸ بیروت)

وعلم من هذا أنه لا یکره یبع ما لم تقم المعصیة به. (شامی ۵۶۱/۹ زکریا)

فتظ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۳/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتیوں والازیور بنانا؟

سوال (۶۵۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک مسلم ہوں، سونے کا زیور بنانے والا دوکان دار ہوں، میرے پاس کچھ کام کرنے کا ایسا آتا ہے جس میں ہندوؤں کی مختلف بتوں کی (جیسے بالاجی) ترویپتی، نتراج، شیب کالی، درگا، گنیش وغیرہ مورت لاکٹ میں بنا کر ہار وغیرہ زیور بنایا جاتا ہے، میں اپنے کاری گروں سے جس میں مسلم وغیرہ مسلم دونوں طرح کے کاری گر ہیں، وہ مورت والی زیور بنواتا ہوں، بہت سارے لوگ یہ کہہ

رہے ہیں کہ ایسی صورت کے ساتھ زیور بنانا اور اُن کی بیچ و شراء کرنا ناجائز ہے۔ میں ایک مسلمان ہوں اور اسلام کا قانون مان کر زندگی گزارنا چاہتا ہوں، اس لئے میرا سوال یہ ہے کہ میں جو کام کر رہا ہوں، کیا یہ حرام ہے؟ اگر حرام ہے تو پھر اس کا روبرو سے میں نے جو کیا اُس کا استعمال میرے لئے حرام ہوگا یا حلال؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مورتیوں والا سونے کا زیور بنانا یا بنوانا سب حرام ہے؛ تاہم اس طرح کے زیور کو جب وزن سے فروخت کیا جائے گا تو اُس کی قیمت حرام نہ ہوگی؛ کیوں کہ وہ ایک قیمتی دھات کا عوض ہوگا، جس میں کراہت ایک زائد عمل کی وجہ سے آئی ہے۔ بریں بنا مسئلہ صورت میں جو آمدنی اب تک ہوئی ہے وہ حلال ہے؛ البتہ آئندہ احتیاط ہونی چاہئے؛ تاکہ تصویر سازی کے گناہ سے بچا جاسکے۔

عن عبد الله رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، المصنف لابن أبي شيبة ۲۰۰/۵ رقم: ۲۵۲۰۹، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۴۸۶/۳ رقم: ۳۵۵۹)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صور صورة في الدنيا كلف أن ينفخ فيها الروح يوم القيامة وليس بنافخ. (صحيح البخاري ۸۸۱/۲)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث؛ لأن فيه مضاهاة بخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم

أو دينار أو حائط أو فلس أو إناء أو غيرهما. (شرح النووي على صحيح لمسلم ۱۹۹/۲)
 وفي نوادر الهشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو
 تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره ذلك وأجعل له الأجرة. (الفتاوى
 الهندية ۴۵۰/۴) فقط والله تعالى أعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتیوں والے کیلنڈر پر کام کرنا؟

سوال (۶۵۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
 میں کہ: ایک شخص غیر مسلم کے اُس کیلنڈر میں پتی لگاتا ہے جس میں مورتیوں کی تصویر ہوتی ہے، جس
 کو غیر مسلم خدا کا درجہ دیتا ہے، شریعت اسلامی اُس کے حق میں کیا فیصلہ کرتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شخص مذکورہ از خود اُن میں مورتیوں کی تصویر نہیں
 بناتا اور نہ چھاپتا ہے؛ بلکہ صرف پتی لگاتا ہے، جس میں مقصود پتی ہی ہے، مورتیوں کی تصویر نہیں، تو
 ایسی صورت میں اُس شخص کے لئے اِس کام کی گنجائش ہے، تاہم پھر بھی اگر دوسرا غیر مشتبہ پیشہ
 اختیار کر لیا جائے تو افضل اور اولیٰ ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۳/۲۳۸)

عن السعدي قال: قلت لحسن عن علي ما حفظت من رسول الله صلى
 الله عليه وسلم قال: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم: دع ما
 يريبك إلى ما لا يريبك. (سنن الترمذي / أبواب صفة القيامة ۷۸/۲، المصنف لعبد الرزاق
 ۱۱۷/۳ رقم: ۴۹۸۴، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۵۲/۳ رقم: ۱۷۲۷ طبع الرسالة)

الأمر بمقاصدها، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى
 ما هو المقصود من ذلك الأمر ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف،

والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أي أن الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم من تلك الأفعال، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذي فعله أمراً مباحاً، كان فعله مباحاً، وإن قصد أمراً محرماً كان فعله محرماً. (شرح المحلة لسليم رستم باز / المقالة الخلية ۱۷/۱-۱۸ رقم المادۃ: ۲ لمكتبۃ لحنفۃ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۱۰ھ

مسلمان کا مندر تعمیر کرنا اور لکڑی کا مندر بنا کر فروخت کرنا؟

سوال (۶۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر مسلموں کے مندر کی عمارت کسی مسلمان کو بنانا درست ہے یا نہیں؟ نیز اسی طرح لکڑی کا مندر بنانے کا مسلم کو کاروبار کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اُن غیر مسلموں کی عبادت گاہیں بنا کر کمانا اور اُس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مزدوری پر مسلمان کا مندر کی تعمیر میں شریک ہو کر اُجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ مندر کے بت اپنے ہاتھ سے نہ بنائے۔

ولو استأجر الذمي مسلماً لبني له بيعة أو كنيسة جاز، ويطيب له الأجر كذا في المحيط. (فتاویٰ الہندیۃ / کتاب الإجارة ۴/۵۰۱)

اور لکڑی کا مندر بنا کر بیچنا اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے، مگر بہر حال اس سے احتراز ہی اولیٰ ہے، تاکہ کفر و شرک پر تعاون نہ ہو سکے۔

لأبي حنيفة أنها أموال لصلاحيتها لما يحل من وجوه الانتفاع، وإن صلت لما لا يحل. (الهداية، كتاب الغصب / فصل في غصب ما لا يتقوم ۳/۳۷۲ إدارة المعارف دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۲/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندو دیوتیوں کی تصویر بنے کپڑوں کی تجارت کرنا؟

سوال (۶۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندوؤں کا ایک مخصوص میلہ ہوتا ہے جو ہمارے اطراف میں ”بول بم“ کے نام سے مشہور ہے، اس میلے میں ایک مخصوص لباس پہن کر جاتے ہیں، اُن کے لباس پر اُن کے دیوتیوں کی تصویریں ہوتی ہیں، وہ لباس مارکیٹ میں بکتا ہے، اُس لباس کی مسلمانوں کو تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس لباس پر ہندوؤں کے دیوتیوں کی تصویریں رہتی ہے، اُس لباس کی تجارت کرنا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۸۳، ۱۰ جیل)

فإذا ثبت كراهة لبسها لتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار مع الشامي ۵۱۸/۹ زكريا) فقط والله تعالى اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۸/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راکھی اور بندیا وغیرہ فروخت کرنا؟

سوال (۶۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو تاجر غیر مسلموں کے تہوار کے موقع پر اُن کے تہوار کی اشیاء مثلاً راکھی اور بندیا وغیرہ فروخت کرتے ہیں، تو کیا ایسی اشیاء کی تجارت کسی مسلمان کے لئے جائز ہے؟ ثبوت کے طور پر اس طرح کی تصاویر جو ہمارے شہر اور دیگر اضلاع میں بھی چوراہے پر لگائی گئی ہیں، آپ کی خدمت میں پیش ہیں؛ تاکہ اس کو دیکھ کر حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: راہی اور بند یا وغیرہ میں جو سامان لگایا جاتا ہے وہ چوں کہ فی نفسہ نجس اور حرام نہیں ہوتا؛ اس لئے اُس کی آمدنی کو بالکل حرام نہیں کہا جائے گا؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ مسلمان ایسی چیزوں کی خرید و فروخت سے اجتناب کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۹۲/۱۹-۳۹۷ ذی الحجہ، فتاویٰ رحیمیہ ۲۸۵/۱۰)

اُن جواز البیع یدور مع حل الانتفاع. (الدر المختار مع الشملی ۲۶۰/۷ ذکرہا، ۶۹۱۰ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۲/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شمشان گھاٹ پر مسلمان کا ملازمت کرنا؟

سوال (۶۵۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ہندوؤں کے یہاں مردہ جلانے کے لئے ”شمشان گھاٹ“ پر بجلی کی مشین ہوتی ہیں، اُن مشینوں کو آن و آف (بٹن کے ذریعہ جلانے و بند) کرنے کی ملازمت کسی مسلمان کو کرنا کیسا ہے؟
(۲) جلانے اور بند نہ کرنے کے علاوہ صرف اُس کی نگرانی کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟
(۳) شمشان گھاٹ پر ہندو مردوں کو جلانے سے قبل اُن کے جلانے کے لئے کسی بھی طریقہ کی معاونت کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟ آجنگاہ سے درخواست ہے کہ مدلل جواب دیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شمشان گھاٹ پر مردوں کو جلانا ایک خالص ہندوانی مذہبی عمل ہے، اُس میں کسی بھی مسلمان کا تعاون کرنا یا اس شعبہ میں ملازمت کرنا قطعاً جائز نہیں، کوئی مسلمان اگر معاشی تنگی میں مبتلا ہو تب بھی اُسے چاہئے کہ حلال پیشہ اختیار کرے، حرام طریقہ سے روزی حاصل نہ کرے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

ولا يجوز الاستيجار على الغناء والنوح، وكذا سائر الملاهي؛ لأنه استيجار

على المعصية، والمعصية لا تستحق بالعقد. (الهداية ۳۰۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۰/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شراب کی خالی بوتلوں کا کاروبار؟

سوال (۶۶۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شراب کی خالی بوتلوں کی بیع کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شراب کی خالی بوتلیں دھو کر بیچنے کی فی نفسہ گنجائش

ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۴/۱ ذیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۱۰/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کباڑی کا شراب کی خالی بوتلیں شراب فیکٹری کو بیچنا؟

سوال (۶۶۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے شہر میں ایک صاحب ہیں، جن کا بہت بڑا کاروبار پرانے لوہا لوکھنڈ وغیرہ کا ہے، ان

صاحب کی دوکان میں بیوپاری پرانے سامان جیسے لوہا، ٹین، پٹر اور پرانی چپل، کاپی، کتاہیں،

پلاسٹک اور شراب کی خالی شیشی وغیرہ لاتے ہیں، تو یہ صاحب مالک دوکان ان تمام اشیاء کو جمع

کر کے دوسرے شہروں کی فیکٹریوں کو جاتا ہے، پھر وہ فیکٹری والے اُس سامان کو صاف کر کے

استعمال میں لاتے ہیں، شراب کی بوتلیں صاف کر کے پھر اُن میں شراب بھر کر مارکیٹ میں سپلائی

کرتے ہیں۔ تو اصل مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ کاروبار کیا ایک مسلمان کر سکتا ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ اُن صاحب کے اس کاروبار میں کوئی مسلمان مدد کرے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟ اُن صاحب کے یہاں نوکری کرنا درست ہے یا نہیں؟ نوکری یہ ہے کہ جب بیوپاری مال لاتے ہیں تو اُس مال کو ایک آدمی الگ الگ کر کے تول کر بولتا ہے اور لکھنے والا لکھتا ہے، میں دو مہینوں سے وہاں کام کرتا ہوں، تو وہاں پر کام کرنا درست ہے یا نہیں؟ وہاں پر میرے ساتھ اور بھی ساتھی ہیں، جو جماعتوں میں جاتے رہتے ہیں، اور مالک دوکان کا بھی وقت لگا ہے، اُن کی طرف سے کوئی روک ٹوک بھی نہیں، ہر مہینے تین دن کے لئے چھٹی ملتی ہے، وہاں پر کام کرنے سے کہیں ایسا تو نہیں کہ حرام کے اندر ہم بھی معاون و مددگار بن جائیں، جب کہ اللہ کا حکم ہے کہ برائی اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، بڑی بے چینی و اضطراب کی حالت میں خط لکھ رہا ہوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شراب کی فیکٹری میں بھیجنے سے اس بات کا کامل

یقین ہو کہ وہ بوتلیں شراب ہی میں دوبارہ استعمال ہوتی ہیں، تو یہ کاروبار تعاون علی الاثم کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۸۷، ۳ ذی القعدة)

قال الشيخ العلامة محمد تقي العثماني حفظه الله ورعاه: والواقع أن التفريق بين الصور المرسومة والصور الشمسية أي الفوتوغرافية، لا ينبغي على أصل قوي. ومن المقرر شرعاً أن ما كان حراماً أو غير مشروع في أصله، لا يتغير حكمه بتغير الآلة فلا فرق بينما كانت الصورة قد اتخذت بريشة المصور أو بالآلات الفوتوغرافية.، والله سبحانه تعالى أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حكم الصور الشمسية ۱۶۳/۴ مكتبة دار العلوم كراچی)

الأمر بمقاصدها، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذلك الأمر ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف،

والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أي أن الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم من تلك الأفعال، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذي فعله أمراً مباحاً، كان فعله مباحاً، وإن قصد أمراً محرماً كان فعله محرماً. (شرح المحلة لسليم رستم باز / المقالة لثانية ۱۷/۱-۱۸ رقم لمادة: ۲ المكتبة الحنفية كوثنه)

لیکن اگر وہ بوتلیں دیگر کاموں کے لئے بھی استعمال ہوتی ہیں جیسا کہ عام معمول ہے تو ایسا کاروبار اور اُس میں ملازمت ممنوع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۸/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جعلی مارک شیٹ بنانے کا کاروبار کرنا؟

سوال (۶۶۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جعلی مارک شیٹ بناتا ہے، اُس سے ایک شخص نے کہا کہ مارک شیٹ بنادیتے، تو اُس نے کہا کہ پانچ سو روپے پڑیں گے، حالاں کہ چار سو روپے خرچ ہوتے ہیں، وہ محنت کر کے اور وقت خرچ کر کے مارک شیٹ بنوانے گیا اور سو روپے جو بچے اُس کو آدھا آدھا بنانے والے نے اور جس کے ذریعہ مارک شیٹ بنوائی ہے بانٹ لئے، تو اس مارک شیٹ اور اُن سو روپیوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جعلی مارک شیٹ بنانے کا کاروبار جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور ایسے فریب والے کام میں تعاون کر کے جس شخص نے پچاس روپے کمائے ہیں، یہ آمدنی بھی سخت مکروہ ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم: وشهادة الزور. (مشكاة المصابيح / باب الكبائر وعلامات النفاق ۱۷)

الإعانة حقيقةً هي ما قامت المعصية بعين فعل المعين ولا يتحقق إلا بنية الإعانة أو التصريح بها أو تعيينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية وما لم تقم المعصية بعينه لم يكن من الإعانة حقيقة؛ بل من التسبب، ومن أطلق لفظ الإعانة فقد يجوز لكونه صورة الإعانة. (جواهر الفقه ۴۵۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۳/۵/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فوٹو گرافی کا پیشہ؟

سوال (۶۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کوئی مسلمان فوٹو گرافی کے پیشہ سے وابستہ ہے، اُس کے ساتھ شادی بیاہ اور رشتہ داری قائم کرنے میں کوئی حدود تو حائل نہیں ہوتی؟ کر لی جائے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فوٹو گرافی گناہ ہے، اس پر اجرت بھی مکروہ ہے اور

ایسے شخص سے رشتہ داری میں اپنی مصالح کا لحاظ رکھا جائے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول:

إن أشد الناس عذاباً عند اللہ يوم القيامة المصورون. (صحیح البخاری، کتاب اللباس /

باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس

والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۱/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، المصنف لابن

أبي شعبة ۲۰۰/۵ رقم: ۲۵۲۰۹، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۷۵/۱ رقم: ۳۵۵۹

ولا لأجل المعاصي. (الدر المختار / كتاب الإجارة ۵۰۶ کراچی، ۷۵/۹ زکریا) فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کاتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲۱/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وکالت کا پیشہ کرنا کیسا ہے؟

سوال (۶۶۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید و خالد وغیرہ وکالت کا پیشہ کرتے ہیں، بیان فرمائیں کہ مطلقاً وکالت کا پیشہ کیسا ہے؟ اور بتائیں کہ زید وکیل ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے موکل کا مقدمہ سراسر جھوٹا ہے، اور اُس کا زمین جائیداد اور مکان میں کوئی حق کسی طرح کا نہیں ہے، پھر بھی زید پرزور حمایت اپنے جھوٹے موکل کی کرتا ہے اور زید کو معلوم ہے کہ میرا موکل ناحق قتل کر کے آیا ہے، اور زید یہ ثابت کرنے کی پرزور حمایت کرتا ہے کہ میرا موکل بے قصور ہے، اور جیسے کہ اب وکالت کے پیشہ میں دلائی ہوتی ہے اور وکیل لوگ جج کے درمیان رشوت دینے میں ثالث کا رول نبھاتے ہیں، اُن کا کیا حکم ہے؟ کیا زید (وکیل) کو جان بوجھ کر جھوٹے مقدمہ لڑانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسے وکیل کی کمائی اور پیشہ، نیز اُس کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟ کیوں کہ ایسے وکیل کا کام تعاون علی الاثم ہے اور برائیوں کو بڑھاوا دیتا ہے، اس لئے زید اور عمر وغیرہ اس طرح کے دیگر وکلاء کا کھل کر حکم بیان کریں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر وکیل مستحق افراد کی وکالت کرے اور ناحق

مقدمات کی پیروی نہ کرے، تو اُس کے لئے وکالت کا پیشہ اور آمدنی حلال ہے؛ لیکن اگر وکیل کو یہ معلوم ہو کہ اس کا موکل ناحق ہے، تو اُس کی حمایت کرنا اور اُس ناحق حمایت پر اجرت لینا اُس کے لئے جائز نہ ہوگا، اور جس وکیل کی اکثر آمدنی ناحق مقدمات کی پیروی کی ہو اُس کے یہاں کھانے

پینے سے احتراز لازم ہے، نیز ججوں کے رشوت کے لین دین میں وکیل کا ذریعہ بننا بھی ہرگز جائز نہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رشوت لینے والے، رشوت دینے والے اور ان دونوں کے درمیان معاملات طے کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

قال العلامة الآلوسی تحت هذه الآية: فيعم النهي كل ما هو من مقولة الظلم والمعاصي، ويندرج فيه النهي عن التعاون على الاعتداء والانتقام. (روح المعاني ۸۵/۴ زکریا، ۵۷/۶ دار احیاء التراث العربی بیروت)

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ وهو الذنب والمعصية، وهي كل ما منعه الشرع، أو حاك في الصدر، وكرهت أن يطلع عليه الناس، ولا تتعاونوا على التعدي على حقوق الغير. والإثم والعدوان يشمل كل الجرائم التي يَأْتِمُ فاعلها، ومجاوزة حدود الله بالاعتداء على القوم ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ بفعل ما أمركم به واجتناب ما نهاكم عنه. (التفسير المنير ۶۹/۵ بیروت)

عن ابن عمر رضي الله عنهما لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي المرتشي في الحكم. (سنن الترمذي ۲۴۸/۱، كنز العمال على مسند أحمد ۲۰۰/۲)

أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ۳۴۲/۵ فقط والله تعالى أعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۲/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا پیشہ؟

سوال (۶۶۵)۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: واڑھی موئڈ نے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا پیشہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور اُس کی آمدنی کا کیا حکم ہے؟ کیا اس آمدنی سے قربانی کرنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: واڑھی موئڈ نے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا عمل بلاشبہ گناہ پر تعاون کی بنا پر ناجائز ہے؛ لیکن اس عمل سے حاصل شدہ آمدنی حرام قطعی نہیں ہے؛ بلکہ کراہت کے درجہ کی ہے، اور اس آمدنی سے قربانی کرنا درست ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ۱۲۳۱ھ/۱۲۸۱ھ)

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر خصال عملتها قوم لوط، بها أهلكوا: إتيان الرجال بعضهم بعضاً وضرب الدفوف، وشرب الخمر، وقص اللحية، وطول الشارب والصفير الخ. (روح المعاني ۷۲/۱۷ تحت قوله تعالى: ﴿وَلَوْطًا اتَّيَنَهُ حَكَمًا وَعِلْمًا نَجَّيْنَهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْغَبَائِثَ﴾ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۱۰۷/۱۷ زكريا دوبند، وكنا في الدر المنثور ۳۲۴/۴ تحت قوله: ﴿وَلَوْطًا اتَّيَنَاهُ﴾)

فإذا ثبت كراهة لبسها للختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار ۱۸۹/۹ زكريا) أمره إنسان أن يتخذ له خفًا على زي المجوس أو الفسقة أو خياطًا أمره إنسان أن يخييط له ثوبًا على زي الفساق يكره له أن يفعل ذلك. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في الكسب ۱۸۸/۴ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰ھ/۱۹/۱۱

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پینٹ سینے والے کی کمائی؟

سوال (۶۶۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پینٹ پتلون پہننا جائز ہے یا ناجائز، جائز ہے تو خیر، اگر ناجائز ہے تو اُس سے حاصل شدہ

کمانی حلال ہے یا حرام؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اب پینٹ کفار اور فساق کا شعار نہیں رہا؛ بلکہ دین دار لوگ بھی اسے پہنتے ہیں؛ لہذا اس کا سینا جائز ہے۔

خیاطاً امرہ أن يتخذ له ثوباً علی زي الفساق يكره له أن يفعل. (شامی ۵۶۲/۹ زکریا، المحيط البرہانی ۶۳/۸ ذہبیل، مجمع الأنهر، کتاب الکراہیۃ / فصل فی الکسب ۱۸۸/۴ بیروت، فتاویٰ محمود ۳۶۲/۲۸ میرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منہہار کا اپنے ہاتھ سے نامحرم عورتوں کو چوڑیاں پہنانا؟

سوال (۶۶۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید ایک کاروباری آدمی ہے، اور زید کی ایک چھوٹی سی دوکان ہے اور وہ چوڑیوں کے ڈبے بیچتا ہے، مگر کسی عورت کو چوڑی اپنے ہاتھ سے نہیں پہنانا، مگر اُسی کی دوکان پر عورتیں آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمیں چوڑیاں پہنادو، اگر زید اُن سے کہتا ہے کہ میں چوڑیاں پہنانا نہیں ہوں تو واپس چلی جاتی ہیں، زید شادی شدہ ہے، زید کے گراہک واپس ہو جانے پر اُس کا نقصان ہوتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں چوڑی اپنے ہاتھوں سے پہنا کر بیچنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی بھی مرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اجنبی

عورت کے بدن کو ہاتھ لگائے؛ لہذا مسئلہ صورت میں زید کے لئے دوکان پر آنے والی اجنبی عورت کو اپنے ہاتھ سے چوڑیاں پہنانا قطعاً ناجائز ہے، اگر وہ اپنے ہاتھ سے غیر عورت کو چوڑیاں پہنائے گا تو سخت گنہگار ہوگا؛ البتہ اگر اُس سے کاروبار میں نقصان کا اندیشہ ہو تو یہ صورت اپنا سکتا ہے کہ اپنی بیوی یا کسی محرم عورت کے ذریعہ عورتوں کو چوڑیاں پہنانے کا انتظام کر لے۔ (فتاویٰ محمودیہ

لا یحل له أن یمس وجهها ولا کفها وإن کان یأمن الشهوة. (الفتاویٰ الہندیہ

۳۲۸/۵ زکریا)

حل لمسہ إذا أمن الشهوة علی نفسه إلا من أجنبية، فلا یحل من
وجہها وکفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ. (الدر المختار مع الشامی ۵۲۸/۹ زکریا)

يجوز أن یمس ما حل له النظر إليه من محارمه ومن الرجل لا من

الأجنبية. (البحر الرائق ۱۹۴/۸)

وتنظر المرأة المسلمة من المرأة. (تنویر الأبصار مع الدر المختار علی الشلعي

۵۳۳/۹ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۳۲۷/۵، البحر الرائق ۱۹۳/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۲/۳/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھر کی عورتوں سے تجارت یا نوکری کرانا؟

سوال (۶۶۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ہم لوگ اپنے گھر کی عورتوں سے جیسے ماں بہن یا بیوی سے تجارت یا نوکری کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی تجارت یا نوکری جس میں بے پردگی لازم آتی ہو،

عورتوں کے لئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں؛ البتہ اگر ایسی ملازمت ہو جس میں بے پردگی کا

خوشہ نہ ہو مثلاً بچیوں کے اسکول میں تعلیم دینا وغیرہ تو اس کی گنجائش ہے۔ (جواہر الفقہ ۱۴۶/۴، فتاویٰ

محمودیہ ۱۵۲/۴ قدیم زکریا)

عن عبد اللہ رضي اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: المرأة عورة

فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذی آخر أبواب النکاح ۲۲۲/۱ رقم: ۱۷۳، المسند

للإمام أحمد بن حنبل ۳۳۷/۹ رقم: ۵۴۶۸ ط: الرسالة، مسند ليزار البحر الزخار ۴۲۷/۵ رقم: ۲۰۶۱

وزاد فيه: وأقرب ما تكون من وه ربها وهي في قعر بيتها. (صحيح ابن حزيمة

۸۱۴/۲ رقم: ۱۹۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کا اپنی کمائی پر ناز کر کے شوہر کو طعنہ دینا؟

سوال (۶۶۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میری بیوی ڈاکٹر ہے، سروس کرتی ہے اور اپنی انکم پر ناز کرتی ہے اور مجھ پر طعنہ دیتی ہے کہ تمہاری کیا انکم ہے؟ اُن کی یہ حرکت شرعاً کیسی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کے لئے شوہر پر طعنہ زنی یا اُس کی شان میں

گستاخی قطعاً جائز نہیں، اُسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مسئلہ صورت میں وہ گھر سے باہر جا کر جو نوکری کر رہی ہے اُس کا جواز شوہر کی اجازت پر موقوف ہے، اگر شوہر اجازت نہ دے تو اُس کے لئے سروس کرنا جائز نہ ہوگا۔ بریں بنا اپنی آمدنی پر ناز کرنے کے بجائے ہر وقت شوہر کا شکر گزار رہنا چاہئے۔

لیس لها الخروج لحاجة وزيارة أهلها بلا إذنه. (شامی ۲۹۳/۴ زکریا)

الناشرة لا نفقة لها، وهي التي خرجت عن منزل الزوج بغير إذنه بغير

حق. (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الہندیہ ۴۲۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۵/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نرس کی نوکری؟

سوال (۶۷۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہماری بھابھی اسٹاف نرس کی نوکری سرکاری اسپتال میں کرتی ہے، اور سرکاری ڈیوٹی کرنے کے بعد گھر پر چہ بچہ کا کام کرتی ہے، جو بچہ نہیں چاہتے اور تین چار مہینہ ہونے کے باوجود صفائی کا کام کرتی ہیں، اُس میں دونوں طرح کے کیس ہوتے ہیں، یعنی شادی شدہ لڑکیاں بھی آتی ہیں اور غیر شادی شدہ بھی، اس کام کے لئے شوہر مستقل منع کرتا ہے، مگر وہ نہیں مانتی، وہ اپنی اس کمائی سے گھر کی ڈیکوریشن، مکان زمین کی خریداری وغیرہ اور اپنے بیٹے کی شادی کر کے دعوتِ ولیمہ بھی کرنا چاہتی ہیں، اگر ان سب باتوں پر شوہر اعتراض کرتا ہے اور اُن کے رشتہ داروں سے کہتا ہے تو اُن کے رشتہ دار جواب دیتے ہیں کہ وہ شوہر کے گھر رہنا ہی نہیں چاہتی، شوہر کا اپنا کاروبار ہے اور اُس سے معقول آمدنی ہے، جب کہ شوہر بھی اُن کے ہاتھ کا بنا کھانا نہیں کھاتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فی نفسہ نرس کا پیشہ اپنا نا اور نسوانی امراض و ولادت میں تعاون کر کے اُجرت لینا حلال ہے؛ البتہ اگر شرعی عذر کے بغیر اسقاطِ حمل میں تعاون کیا جائے، تو اُس کا گناہ الگ سے ہوگا۔ اور سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے اعتبار سے مذکورہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نوکری کرنا اور دایہ گیری کرنا شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے ناجائز ہے؛ لیکن اس عمل کی وجہ سے اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا حرام نہ ہوگا۔

وفي الحديث أعظم دليل على أن يجوز الأجرة على الرقي والطب. (بذل

المجهود ۱۱/۵ قديم)

عن الربيع بنت معوذ قالت: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم نسقي

الماء ويداوى الجرحى. (صحيح البخاري ۴۰۳/۱)

وإذا اسقطت الولد بالعلاج قالوا: إن لم يستن شيء من خلقه لا تأثم -

إلى قوله - إذا أسقطت بغير عذر. (خاتمة على هامش الهندية ۴۱۰/۳)

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

وحقه عليها أن تطيعه في كل أمر مباح يأمرها به، وتحتة في الشامية: أنه عند الأمر به منه يكون واجباً عليها. (شمي ۳۸۸/۴ زكريا)

وله منعها في العزل، وكل عمل ولو قابلية ومغسلة. (شامي ۳۳۶/۴ زكريا) فقط

والله تعالى أعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جنات کی کمائی اور اُن کے پیسوں کا حکم؟

سوال (۶۷۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جنات کے ذریعہ کوئی پیسہ روپیہ کمائے تو وہ روپیہ جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح جادو ہے یا نہیں؟ معلوم کرنے کے لئے کسی عالم کے پاس جانا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ عوام الناس کیسے معلوم کرے کہ اُسے جادو کیا گیا ہے؟ شریعت کے مطابق کوئی راستہ ہے، اور کاروبار میں ترقی کے لئے کسی عالم کے پاس جا کر تعویذ لیتے ہیں، یہ شریعت کے مطابق درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عمل کے ذریعہ جنات سے جو روپیہ کمایا جاتا ہے وہ کما نا نہیں؛ بلکہ جنات کے ذریعہ دوسروں کے روپے چوری کرانا ہے؛ لہذا اس طریقہ سے روپے کما نا شرعاً ناجائز ہے، اور بذریعہ عمل جادو کا اُتار کر ناجائز ہے؛ لیکن عمل کے ذریعہ جس شخص کے متعلق یہ معلوم ہو کہ اُس نے جادو کر لیا ہے، تو اُس کو گواہوں یا اقرار کے بغیر شرعاً مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اور کاروبار میں ترقی کے لئے تعویذ لینا بھی جائز ہے، بشرطیکہ تعویذ میں کوئی ناجائز کلمہ نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲۸/۵، ۱۲۷/۱۳، ۳۹۷)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة

المصاييح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان لليهيقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت

قالوا: إنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب، ولا يدري ما هو، لعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٢٣/٩ ذكرها)

عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنا نرقى في الجاهلية، فقلنا: يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا علي رُقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك رقم: ٢٢٠٠ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح، كلب الطب والرقى / الفصل الأول، قبل الفصل الثاني ٣٨٨)

إن الرقى يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير أسماء الله تعالى وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة. "لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك" أي كفر. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول ٣٠٨-٣٠٤ رقم: ٤٥٢٨-٤٥٣٠ رشيدة، ٣٥٠/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها؛ بل بذات الله تعالى. (فتح الباري / كتاب الطب ١٩٥/١٠ دار الفكر بيروت) فقط والله تعالى أعلم

كتبة: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٣٢٨/٣/٨ هـ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



طب وعلاج

ڈاکٹری کافن پڑھے بغیر علاج و معالجہ کرنا؟

سوال (۶۷۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو ہومیو پیتھک کالج میں پڑھا؛ لیکن امتحان میں کامیاب نہ ہو سکا، اُس نے ایم بی بی ایس ڈاکٹر کے پاس رہ کر کچھ انگریزی دواؤں کا نام جان لیا اور کچھ دنوں بعد اپنا ایک مطب کھول لیا، جہاں وہ انگریزی دواؤں سے علاج کرتا ہے، ایسا کرنا قانوناً جرم ہے، پکڑے جانے پر اُس پر مقدمہ بھی ہو سکتا ہے اور سزا بھی، کیا اُس شخص کا انگریزی دواؤں سے علاج کرنا اور اُس سے کمایا ہوا پیسہ کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض چند دواؤں کا نام جان لینا کافی نہیں؛ بلکہ فن کے اُصول و قواعد سے واقفیت ضروری ہے، ورنہ جھوٹ اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے اس طریقہ علاج سے علاج کرنے اور آمدنی حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من تطب ولم يعلم منه طب فهو ضامن. (سنن أبي داود، كتاب الديات / باب فيمن تطب بغير علم ۶۳۰/۲ رقم: ۴۵۸۶، سنن النسائي رقم: ۴۸۴۰، سنن ابن ماجه رقم: ۳۴۶۶، مشكاة المصابيح، كتاب القصاص / باب الديات ۳۰۴)

والكذب محظور إلا في القتال للخذعة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب

السابع عشر ۳۵۲/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وهذا لأنه إذا كان الأخذ على الشرط كان المال بمقابلة المعصية فكان الأخذ
معصية. (فتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس عشر في الكسب ۳۴۹۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۱/۱۷ھ

قانونی سرٹیفکٹ کے بغیر انگریزی دواؤں سے علاج کرنا؟

سوال (۶۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: زید نامی ایک شخص نے ہومیو پیتھک کی ڈگری باضابطہ ہومیو پیتھک کالج میں پڑھ کر حاصل
کی ہے؛ لیکن علاج ہومیو پیتھک دواؤں سے نہ کر کے ایلو پیتھک (انگریزی) دواؤں سے کرتا
ہے، جس کا کوئی شٹیفکیٹ اُس کے پاس نہیں ہے، اس طرح علاج کرنا قانوناً ناجائز ہی نہیں؛ بلکہ
حرام ہے۔ اگر ایسے ڈاکٹر کے ہاتھ سے انگریزی دواؤں کے ذریعہ علاج کرنے سے کوئی مریض
مر جائے تو اُس پر دفعہ ۳۰۲ (قتل) کا مقدمہ چل سکتا ہے، ایلو پیتھک علاج کرنے کے لئے کم از کم
ایم، بی، بی، ایس (M, B, B, S) کی ڈگری لازم ہے، دیگر سند یافتہ حضرات مثلاً ہومیو پیتھک یا
آیور ویدک یا یونانی ڈگری والے ایلو پیتھک یا آیور ویدک یا یونانی سند یافتہ حضرات کا انگریزی
(ایلو پیتھک) طریقہ سے علاج کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص کی
حاصل کردہ رقم کو جو غیر مجاز طریقہ پر علاج کیا ہے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں، کیا اس کا
استعمال شرعاً حرام ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: علاج و معالجہ کے سارے طریقوں کی بنیاد علم و تجربہ پر
ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص ایلو پیتھک طریقہ علاج اور اُس کی دواؤں کا واقعی علم و تجربہ رکھتا ہو، اگرچہ
اُس کے پاس قانونی شٹیفکیٹ نہ ہو تو اُس کے لئے ایلو پیتھک علاج کرنے کی شرعاً گنجائش ہے، اور
اُس سے حاصل شدہ آمدنی جائز رہے گی؛ لیکن چوں کہ مسلمان کو اپنی عزت خطرے میں ڈالنا بھی

جائز نہیں ہے، اس لئے اگر ٹیٹھکیٹ کے بغیر علاج کرنے میں عزت چلے جانے اور ہلاکت میں پڑنے کا اندیشہ تو یہ ہو، تو ایلو پیتھک علم پڑھا ہو اور نہ ہی کسی ماہر ڈاکٹر اور معالج کی شاگردی کی ہو اور نہ اس علم کے نشیب و فراز اور اصول و قواعد سے واقف ہو تو اُس کے لئے ایلو پیتھک طریقہ پر علاج کرنا اور اُس سے روپیہ کمانا بوجہ خدا ع نا جائز ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من تطب ولم يعلم منه طب فهو ضامنٌ. (سنن أبي داود، كتاب الديات / باب فيمن تطب بغير علم ۶۳۰/۲ رقم: ۴۵۸۶، سنن النسائي رقم: ۴۸۴۰، سنن ابن ماجه رقم: ۳۴۶۶، مشكاة المصابيح، كتاب القصاص / باب الديات ۳۰۴)

والكذب محظور إلا في القتال للخدمة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع عشر ۳۵۲/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وهلنا لأنه إذا كان الأخذ على الشرط كان المال بمقابلة المعصية فكان الأخذ معصية. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس عشر في الكسب ۳۴۹/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۱/۱۷ھ

ڈاکٹر کا بغیر تحقیق کے بے ہوشی کا انجکشن لگانا؟

سوال (۶۷۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چند لوگ ایک بڑے میاں کو پکڑ کر لائے اور مجھ سے یہ کہنے لگے کہ اُن کو بے ہوشی کا انجکشن لگا کر کاغذات پر انگوٹھا لگوا دو، یہ میرے والد ہیں، اور مجھ کو جائیداد میں سے کچھ بھی نہیں دے رہے ہیں، اور تمام جائیداد اپنے بھانجے کو دے رہے ہیں، تو میں نے ایسا کر دیا، اب معلوم نہیں کہ وہ اُن کے والد تھے یا کوئی اور تھے؟ تو کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ مجھ کو آخرت کی پکڑ سے چھٹکارا مل جائے اور

اُس کی تلافی کی کوئی صورت ہے، اور اگر میں توبہ کروں تو کیا توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جائے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ نے بے احتیاطی میں جو فعل کیا وہ یقیناً باعثِ تشریش ہے، بغیر تحقیق کے یہ قدم نہ اٹھانا چاہئے تھا؛ لیکن آپ استغفار کریں اپنے کئے پر صدقِ دل سے نادم اور شرمندہ ہوں اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس احساسِ جرم پر رحمت کی نظر فرمائے گا۔

قال تعالیٰ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [الزمر: ۵۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا ونڈری کرنا کیسا ہے؟

سوال (۶۷۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: طب کی چھوٹی موٹی کتابیں پڑھ کر جو لوگ طب کا کام کرتے ہیں، اُن کی روزی جائز ہے یا نہیں؟ جیسے کمپاؤنڈ وغیرہ۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ایسے شخص کو مہارت اور تجربہ حاصل ہے، تو اُن کی کمائی درست ہے، اور اگر مہارت اور تجربہ حاصل نہیں ہے تو اُس کے لئے یہ پیشہ اختیار کرنا ممنوع ہے۔

عن عمر بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال: قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم: من تطب ولم يعلم منه طب فهو ضامن. (سنن النسائي، كتاب

القسماء / باب صفة شبه العمدة الخ ۲۱۶/۲ رقم: ۴۸۴۰ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب

الديات ۳۰۴، سنن أبي داود / كتاب الديات ۶۳۰/۲ رقم: ۵۸۶۶ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجه /

کتاب الطب ۲۴۸ رقم: ۳۴۶۶ دار الفکر بیروت فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۲/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپاؤنڈر کا علاج کرنا؟

سوال (۶۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: احقر نے پانچ سال نرسنگ ہوم میں کمپاؤنڈری کی ہے اور ڈاکٹر نے نرسنگ ہوم سے کمپاؤنڈری کی سند بھی دے دی ہے، مگر احقر کے پاس کوئی سرکاری ڈگری نہیں ہے اور اپنے گاؤں میں پریکٹس کرتا ہے، دانت اُکھاڑنا، چھوٹے آپریشن، پلاسٹر، ٹانگے وغیرہ سب کرتا ہے، ایکس رے دوسرے ڈاکٹر کے یہاں بھیج کر کرواتا ہے، اور جس مریض کو فائدہ نہیں ہوتا ہے تو کسی نرسنگ ہوم کے لئے ریفر کر دیتا ہے، اس میں کمیشن کے لئے کسی سے مطالبہ نہیں کرتا؛ بلکہ ایکس رے والے نے منع بھی کیا تھا، مگر وہ پیسوں کا لفافہ بھیج دیتا ہے تقریباً پانچ سال نرسنگ ہوم میں کمپاؤنڈری کی مہارت حاصل کی۔

(۱) احقر اپنی معلومات بھر علاج کر سکتا ہے؟

(۲) احقر چھوٹے آپریشن، مثلاً: دانت اُکھاڑنا، ٹوٹے کا پلاسٹر، ٹانگے یہ سب کر سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسبِ تحریر سوال چوں کہ ۵ سال تک کسی نرسنگ ہوم

میں آپ نے پریکٹس کی ہے اور وہاں کے ڈاکٹر نے آپ کو سند بھی دے دی ہے اور بیماریوں اور اُن کے علاج کے متعلق آپ کو اچھی مہارت حاصل ہو چکی ہے، تو گوکہ آپ کے پاس ڈاکٹری کی سرکاری ڈگری نہ ہو پھر بھی آپ شرعاً علاج و معالجہ کر سکتے ہیں۔ اور اپنی معلومات کے مطابق چھوٹی موٹی سرجری بھی کر سکتے ہیں؛ البتہ مناسب یہی ہے کہ آپ کسی طرح بھی علاج و معالجہ کی کوئی مقبول ڈگری حاصل کر لیں؛ تاکہ حکومت کی گرفت اور پریشانی سے محفوظ رہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۸/۱۸۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ جیل)

عن عمر بن عبد العزيز حدثني بعض الوفد الذين قدموا على أبي، قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما طبيبٍ تطب على قوم لا يُعرف له تطبٌ قبل ذلك فأعنتَ فهو ضامن. (كتاب الديات / باب فيمن تطب بغير علم فأعنت ص:

۸۵۸ رقم: ۴۵۸۷ دار الفكر بيروت)

حاصلہ: أن الطبيب إذا عالج بشيءٍ من المعالجة بيده مثلاً قطع العرق، أو شقَّ الجلد، أو كواه بمكواة، أو سقاه بيده فأوجر في فيه فتلف، فهو جنائية يلزمه الدية، وأما إذا وصف له الدواء وبيّنه للمريض فأكل المريض بيده فلا ضمان فيه.

وكتب مولانا محمد يحيى المرحوم في التقرير: قوله: وليس بالنعيت يعني بذلك أنه لم يُرد بالطبيب ما اشتهر فيه هذا اللفظ من المعالج الخاص، بل هو عام لكل من يأتي منه مثل ذلك كأكل ونحوه. انتهى. (بذل المجهود، كتاب الديات / باب فيمن تطب ولا يعلم منه طب فأعنت ۶۹۲/۱۲ تحت رقم: ۴۵۸۷ مركز الشيخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية مظفر فور أعظم جراه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۳/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”حجامہ“ کا علاج کیا کسی علاقہ کے ساتھ خاص ہے؟

سوال (۶۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مسئلہ درپیش ہے، ہمارے یہاں حجامہ کا کمپ ہوا تھا، اس میں بہت سے افراد نے حجامہ کرایا اور کافی کامیا کمپ ہوا؛ لیکن ایک خطیب صاحب نے جمعہ کو مجمع سے خطاب کرتے ہوئے حجامہ کے متعلق کہا: ”حجامہ کی تعریف کی اور فرمایا کہ صحاح ستہ اور غیر صحاح ستہ میں حجامہ کا ثبوت ہے، اللہ کے رسول نے بھی لگوا یا تھا؛ لیکن عرب کا ملک گرم ہے، اُن کی خوراک کھجور بھی گرم ہے، تو وہ لوگ حجامہ کرتے تھے، کہنا یہ چاہتے تھے کہ اب مناسب نہیں۔“

تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حجامہ کی حدیثیں صحاح ستہ میں موجود ہیں؟ وہ اہل عرب یا

ایسے لوگوں کے لئے خاص ہیں جس کی خوراک یا ملک گرم ہو؟ اگر فی زمانہ ہم اپنے ملک میں جامہ لگوانا چاہیں تو نہیں لگوا سکتے؟ یہ جو حدیث کی تشریح کی گئی ہے، اس کے متعلق بھی کچھ وضاحت فرمائیں، مہربانی ہوگی، امید ہے کہ آنجناب جلد از جلد جواب کی زحمت گوارہ کریں گے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خون کی حدت کو کم کرنے اور فاسد خون کو نکالنے کے لئے جامہ کا عمل کہیں بھی کیا جاسکتا ہے، اس میں کسی ملک کی تخصیص نہیں ہے؛ لیکن اطباء نے لکھا ہے کہ گرم علاقوں کے رہنے والوں اور گرم مزاج لوگوں کے لئے جامہ نسبتاً زیادہ نفع بخش ہے، غالباً اسی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ خطیب صاحب نے گفتگو کی ہوگی۔

فالبلاد الحارة والأزمنة الحارة والأمزجة الحارة التي دم أصحابها في غاية النضج الحجامه فيها أنفع من القصد بكثير الخ. وقوله صلى الله عليه وسلم: خير ما تداويتم به الحجامه إشارة إلى أهل الحجاز والبلاد الحارة؛ لأن دماءهم رقيقة. (زاد المعد ۵۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۲/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُم الصبیان کسے کہتے ہیں؟

سوال (۶۷۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اُم الصبیان کا مرض کیا ہوتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”اُم الصبیان“ مرگی کے مرض کو کہتے ہیں۔ (ہشتی زیور

اختری ۵۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۲/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علاج کے لئے چمگا دڑکھانا؟

سوال (۶۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سانس کا مریض ہے، علاج کرنے والے ہندو ہیں، مریض کو چمگا دڑکھلاتے ہیں اور بھی دوائیں اُس میں استعمال کرتے ہیں، تو کیا چمگا دڑکھال ہے یا حرام؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں خلاصہ تحریر مع دلائل کے فرمائیں، تو جناب کی عین نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حنفیہ کے نزدیک چمگا دڑکی حلت و حرمت میں اختلاف ہے، اس لئے احتیاط اس کے استعمال نہ کرنے میں ہے، الا یہ کہ مسلم حاذق ڈاکٹر یہ کہے کہ اُس کے علاوہ کوئی علاج نہیں تو ضرورۃً جائز ہوگا۔

عن معمر قال أخبرني من سمع الحسن: كُرِهَ أكل الخفّاش وأكل السّوالي
قال: فلا أدري الخفّاش السّوالي هو أم لا. (المصنف لعبد الرزاق ۵۳۰/۱۴ رقم: ۸۷۵۰)

قال في الشامي: وفي الخفّاش اختلاف. (شامي ۳۰۶/۶ کراچی)

قال في النهاسية: ذكر في بعض الموضع أن الخفّاش يؤكل، وذكر في بعضها أنه لا يؤكل لأن به نابًا. (البحر الرائق، كتاب الذبائح / فصل فيما يحل ولا يحل من

الذبائح ۱۹۵/۸، مجمع الأنهر ۵۱۴/۲ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وأما الخفّاش فقد ذكر في بعض المواضع أنه لا يؤكل، وفي بعض المواضع أنه لا يؤكل لأن له نابًا. (الفتاوى الهندية، كتاب الذبائح / الباب الثاني ۲۹۰/۱۵ دار إحياء التراث العربي بيروت، المحيط البرهاني / الفصل الأول في بيان ما يؤكل من الحيوانات وما لا يؤكل ۵۸/۶، البناء شرح الهداية ۲۹۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۳ھ

کندھے کے درد میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی دوائی کی مالش کرنا؟

سوال (۶۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرے کندھے میں درد ہے جس کا علاج بھی جاری ہے، مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ اگر آپ ایک دواء کی مالش کریں تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا، مگر اُس میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی ہے، تو کیا تحقیق حال کے بعد ایسی دواء کا استعمال کرنا شرعاً جائز ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خنزیر کی چربی جس دواء میں ملی ہو اُس کا استعمال کرنا

عام حالات میں جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر ایسی اضطراری حالت ہو جائے کہ طبیب حاذق یہ کہہ دے کہ دنیا میں اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے، تو سخت مجبوری کے وقت اُس دواء کے استعمال کی گنجائش ہوگی۔ (بہشتی زیور خیزی ۹۸۷۹)

أختلف في التداوى بالمحرم، وظاهر المذهب المنع، وقيل: يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان، وعليه الفتوى.
(شامی / باب المیاء ۳۶۵/۱-۳۶۶ زکریا)

ونصه وفي التهذيب: يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه، وإن قال الطبيب: يتعجل شفاء كبه، وفيه وجهان. وهل يجوز شرب القليل من الخمر للتداوى، وفيه وجهان، كذا ذكره الإمام التمر تاشي. (الدر المختار مع رد المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۸۹/۶ کراچی، وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات ۳۵۵/۵ زکریا)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً، أما إذا علم أن فيه شفاءً وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان /

الفصل التاسع عشر في التداوى والمعالجات ۱۱۶/۶ المكية الغفارية كوثنه فقط والله تعالى اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا واقعہ عربین سے پیشاب پینے کا جواز نکلتا ہے؟

سوال (۶۸۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مشہور ہے کہ گاندھی جی پیشاب پیتے تھے، اور دریافت کرنے پر جواب دیتے تھے کہ تمہارے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُونٹ کے چرواہے کو پیشاب پینے کا حکم دیا تھا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پیشاب پینا شرعاً حرام ہے، واقعہ عربین سے اس کے

جواز کا استدلال ہمارے نزدیک درست نہیں؛ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور علاج اُس کے پینے کا حکم دیا تھا، جب کہ بذریعہ وحی آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اُن لوگوں کی شفا پیشاب پینے میں ہے، عام حالات میں اس سے پیشاب پینے کے جواز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

عن أنس رضي الله عنه قال: قدِمَ رهطٌ من عُكَلٍ على النبي صلى الله عليه وسلم كانوا في الصفة فاجتوؤا المدينة، فقالوا: يا رسول الله! أبغنا رسلاً. فقال:

ما أجد لكم إلا أن تلحقوا بإبل رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتوها فشريوا من ألبانها وأبوالها حتى صَحُّوا وسمِنوا فقتلوا الراعيَ واستاقوا الدَّودَ، فأَتَى النبي صلى الله عليه وسلم الصَّريخُ، فبعثَ الطلبَ في آثارهم فما ترجَّلَ النهارُ حتى أُتِيَ بهم، فأمرَ بمساميرٍ فَأَحْمِيتُ فكلَّهم وقطعَ أيديهم وأرجلهم وما حَسَمَهم، ثم أُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فما سَقَوْا حتى ماتوا. (صحيح البخاري، كتاب المحاربن من أهل

الكفر والردة / باب لم يُسَقِ المؤتَدون لمحاربون حتى ماتوا ۱۰۰۵/۲ رقم: ۶۸۰۴ دار الفكر بيروت)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر

العُرَينين أن يشربوا من أبوال الإبل وألبانها. (صحيح ابن حبان ٢٢٩/٤ رقم: ١٣٨٧)

الأسئلة والأجوبة: الأول: لو كانت أبوال الإبل محرمة الشرب لما جاز التداوي بها، لما روى أبو داؤد من حديث أم سلمة رضي الله عنها: 'إن الله تعالى لم يجعل شفاء أمتي فيما حرم عليها؟ وأجيب: بأنه محمول على حالة الاختيار، وأما حالة الاضطرار فلا يكون حراماً كالميتة للمضطر كما ذكرنا. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري ١٥٥/٣ تحت رقم: ٢٣٤)

وخالفهم في ذلك آخرون، فقالوا: أبوال الإبل نجسة، وحكمها حكم دمائها لا حكم لحرمها، وأراد بهم أبا حنيفة وأبا يوسف واشافعي، وقال ابن حزم في المحلي: والبول كله من كل حيوان: إنسان أو غير إنسان، فما يؤكل لحمه أو لا يؤكل لحمه كذلك، أو من طائر يؤكل لحمه أو لا يؤكل لحمه فكل ذلك حرام أكله وشربه إلا لضرورة تداوي أو إكراه أو جوع أو عطش فقط. وفرض اجتنابه في الطهارة والصلاة إلا ما لا يمكن التحفظ منه إلا بحرج، فهو معفو عنه وقالوا: أما ما رويتموه من حديث العرنيين فذلك إنما كان للضرورة، فليس في ذلك دليل أنه مباح في غير حال الضرورة؛ لأننا قد رأينا أشياء أبيحت في الضرورات ولم تبح في غير الضرورات.

قال أهل المقالة الثانية مجيبين عما احتج به أهل المقالة الأولى، بيانه: أن ما رويتم من حديث العرنيين كان ذلك لأجل الضرورة، فما أبيح في الضرورة لا يباح في غيرها، كما في لبس الحرير؛ فإنه حرام على الرجال، وقد أبيح لبسه في الجرب أو للحكة أو لشدة البرد إذا لم يجد غيره، وله أمثال كثيرة في الشرع. والجواب المقنع في ذلك: أنه عليه السلام عرف بطريق الوحي شفاءهم، والاستشفاء بالحرام جائز عند التيقن بحصول الشفاء، كتناول الميتة عند المخمصة،

والخمر عند العطش وإساعة اللقمة، وإنما لا يباح ما لا يستيقن حصول الشفاء فيه.

وقال ابن حزم: صح يقيناً أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أمرهم بذلك على سبيل التداعي من السقم الذي كان أصابهم، وأنهم صحت أجسامهم بذلك، والتداعي منزلة ضرورة، وقد قال عز وجل: ﴿الْأَمَّا اضْطُرُّرْتُمُ إِلَيْهِ﴾ فما اضطر المرء إليه فهو غير محرم عليه من المأكول والمشرب. (نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، كتاب الطهارة / باب حكم بول مايو كل لحمه ۳۸۲/۲ وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية دولة قطر فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب دوا میں ڈالنا؟

سوال (۶۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہدایہ جلد رابع کی عبارت ہے: قال أبو حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ: یکرہ لحوم الاثن وألبانها وأبوال الإبل، وقال أبو یوسف ومحمد رحمہما اللہ: لا بأس بأبوال الإبل، وتأویل قول أبي یوسف أنه لا بأس بها للتداعي. (الهدایة ۴۳۶/۴ إدارة المعارف، ۴۵۲/۴ الامین کتابستان دیوبند)

آیا بولِ اہل یا بولِ بقرہ بطور تداعی کے دوائی میں تھوڑا سا ڈالنا مکروہ ہے یا حرام؟ واضح ہو کہ بولِ بقرہ سے تیار شدہ دوائی زود اثر اور قبیل صحت کا سبب ہے، مفتی بہ قول کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مفتی بہ قول کے مطابق ماکول اللحم جانور کا پیشاب دوا میں استعمال کرنا صرف اضطراری حالت میں ہی جائز ہے، یعنی اُس کے علاوہ شفا کی کوئی شکل نہ رہے، تب اُس کی گنجائش ہوگی، ورنہ نہیں۔

يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم
أن فيه شفاءه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (شامي ۴۸۰/۷ ذكرها) فقط والله تعالى أعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۱۱/۲۸ھ

گائے کا پیشاب ملی دواؤں کا استعمال کرنا؟

سوال (۶۸۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بعض معجون اور دواؤں میں گائے کا پیشاب کمپنی ڈالتی ہے، کیا ایسے معجون اور دواؤں کا
کھانے اور لپ وغیرہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟ وہ جگہ ناپاک تو نہیں ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گائے کے پیشاب ملی ہوئی دواؤں کا داخلی استعمال

اُسی وقت جائز ہے جب کہ اضطراری حالت ہو، یعنی طبیب حاذق اُس دوا کو تجویز کرے، اور اُس
کے بدل کے طور پر کوئی پاک دوا دستیاب نہ ہو، اس کے بغیر اُس دوا کا استعمال جائز نہ ہوگا، اور ایسی
دواؤں کے خارجی استعمال مثلاً لپ لگانے کی ضرورت کے وقت گنجائش ہے؛ البتہ جب نماز پڑھی
جائے تو جس حصہ پر یہ ناپاک دوا لگی ہے اُسے پاک کرنا لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۶۱/۸، ۳۶۱/۹)

وأما الزيت والسمن ونحوهما من الأدهان التي أصابته نجاسة خارجية
ففيها خلاف بين العلماء. وقال الجمهور: يجوز الانتفاع بها في غير الأكل وهو
قول أبي حنيفة وأصحابه. (تكملة فتح الملهم ۵۶۱/۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع وقيل: يرخص
إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان وعليه
الفتوى. (الدر المختار على الشامی ۳۶۶/۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب

مسلم أن شفاء ۵ فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه . (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۵/۵ زكريا، وكذا في الدر المختار مع رد المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۸۹/۶ كراچی)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً، أما إذا علم أن فيه شفاءً وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به . (المحيط لبرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ۱۱۶/۶ المكتبة الغفارية كوئٹہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حشرات الارض کی آمیزش سے بنی دواؤں کا حکم؟

سوال (۶۸۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حشرات الارض جیسے کپتھوا (خراطین) اور بیر بھوٹی وغیرہ دوائیوں میں ڈال کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بھی بہت سے کیڑے ککوڑے ادویات میں پڑتے ہوں گے اُن میں حلت و حرمت کا کیا فیصلہ ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی دوا کا کھانا حرام ہے جس میں کپتھوے وغیرہ جانوروں کی بعینہ ملاوٹ ہو؛ البتہ ایسی دواؤں کا خارجی استعمال درست ہے، مثلاً مرہم وغیرہ۔
(بہشتی زیور اختری ۱۰۴/۹)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله أنزل الداء والدواء، فجعل لكل داء دواءً، فتداؤوا، ولا تتداؤوا بحرام. (سنن أبي داود، كتاب الطب / باب في الأدوية المكروهة ۵۴۱/۲ مكتبة البدر ديوبند)

قال الشيخ السهاري نفوري رحمه الله تعالى تحت الحديث المذكور: فما حرم الانتفاع به مطلقاً كالخمر والخنزير والميتة، حرم الانتفاع به مطلقاً كيفما

کسان۔ (بذل المجہود، کتاب الطب / باب فی الأدوية المکروهة ۱۵ / معہد الخلیل الاسلامی، وکنا فی

زاد المعاد فی ہدی خیر العباد / فصل لکل داء دواء ۷۲ / دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۰/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مجبوری میں بیرونِ ممالک رہنے والی عورتوں کا مرد ڈاکٹروں سے ولادت کا آپریشن کرانا؟

سوال (۶۸۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل اکثر مسلمان عورتیں غیر مسلم کی طرح بچے جننے ہسپتال جاتی ہیں، جہاں مرد ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں (بڑی بے شرمی کی بات ہے) اور بعض اوقات آپریشن سے مرد ڈاکٹر بچہ پیدا کرتے ہیں، یہاں گھر پر بچہ پیدا کرنا تقریباً ناممکن ہے، اس میں عوام و خواص سب کی عورتیں ہیں، حافظہ و عالمہ عورتیں بھی ہوتی ہیں، شرم و حیاء کا احساس بھی جاتا رہا۔ اگر ہندوپاک کی عورتوں کو یوں کہا جائے کہ اپنے ملک جا کر مسلمان دائی یا مسلمان نرس سے بچہ پیدا کرو، تو بچے کا یہاں کا حق حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی راضی نہ ہوں گے، بعض ہندوپاک کی مال دار عورتیں یہاں خاص بچہ پیدا کرنے کی غرض سے آتی ہیں؛ تاکہ یہاں کا حق ملے، یہاں ۹۹ فیصد ڈاکٹر و نرس غیر مسلم ہوتے ہیں، تو کیا کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بے حیائی سے بچنے کے لئے اولاً تو کوشش کی جائے کہ گھر

پر ہی ولادت کا نظم ہو؛ تاہم اگر ضروری ہو تو صرف ایسے اسپتالوں میں لے جائیں جہاں ولادت کا کام صرف ڈاکٹر نیاں انجام دیتی ہوں؛ البتہ اگر اضطراری حالت ہو تو حکم الگ ہوگا، شرم و حیاء اور خوفِ خدا رکھنے والے مسلمان ان امور کا خود ہی خیال رکھتے ہیں اور جب حیاء ہی نہ رہے تو ان باتوں کی پروا نہیں رہتی۔ آخضر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پرانی کتابوں میں یہ حکمت کا مقولہ لکھا ہوا تھا کہ:

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ (جب تجھے شرم ہی نہ ہو تو جو جی چاہے کر) (مشکوٰۃ شریف ۴۳۱/۲)

اس وقت ہندوپاک میں بھی زناہ اسپتالوں کے حالات امریکہ وبرطانیہ سے زیادہ مختلف نہیں ہیں۔ اللہم احفظنا منہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا؟

سوال (۶۸۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر دانت ٹیڑھے ہوں تو دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا درست ہے۔

عن طلحة الجعفري قال: رأيت موسى بن طلحة قد شد أسنانه بالذهب.

(المصنف لابن أبي شيبة ۲۰۵/۵ رقم: ۲۵۲۵۹)

عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة أصيب أنفه يوم الكلاب في

الجاهلية، فاتخذ أنفاً من ورق فأتتن عليه، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن

يتخذ أنفاً من ذهب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۴۵/۳۱ رقم: ۱۹۰۰۶)

وقال الترمذي: هذا حديث حسن غريب، وقد روي غير واحد من أهل

العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب، وفي هذا الحديث حجة لهم. (تعليقات على

المسند للإمام أحمد ۳۴۵/۳۱ تحت رقم: ۱۹۰۰۶)

لو تحركت سن رجل وخاف سقوطها فشدّها بالذهب أو بالفضة لم يكن

به بأس عند أبي حنيفة وأبي يوسف. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العاشر

۳۳۶/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۲/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علاج کے لئے جلی ہوی بیڑی بچہ کی پیشانی پر لگانا؟

سوال (۶۸۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض جگہ یہ رواج ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اُس کو کوئی بیماری لگ جاتی ہے تو وہاں کی معالج عورتیں جو بیڑی بھی پیتی ہیں وہ چلتی ہوئی بیڑی یا مچس کی تیلی جلا کر بچے کے رخسار یا پیشانی پر لگا دیتی ہیں، اور ساتھ ساتھ دوا بھی دیتی ہیں اور وہ عورتیں اس مذکورہ فعل سے یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ اب بیماری ختم ہو جائے گی یا واپس نہ آئے گی اور بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اُن عورتوں کا یہ فعل بچوں کے ساتھ درست ہے یا نہیں، اور شرعاً یہ فعل و عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلی ہوئی بیڑی بچے کی پیشانی پر لگانے کا بیماری کے علاج سے کوئی تعلق نہیں؛ بلکہ یہ محض عورتوں کی بدعتیگی اور جہالت پر مبنی ہے، اس کے ذریعہ شفاء کا عقیدہ رکھنا ٹوٹکا اور بدشگونوں کے قبیل سے ہے، جس سے شریعت میں منع فرمایا گیا ہے۔

عن قطن بن قبيصة عن أبيه رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: العيافة والطيرة والطرق من الجبت. (سنن أبي داود، كتاب الطب / باب في السخط وزجر الطير ۵۴۵/۲ رقم: ۳۹۰۷ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۳۹۲/۲، وأخرج ابن أبي شيبة ۳۱۱/۵ رقم: ۲۶۴۰۳، وأحمد في مسنده ۲۵۶/۲۵ رقم: ۱۵۹۱۵، ولطحاوي في شرح معاني الآثار ۷۰۹۱، وابن حبان في صحيحه ۵۰۲/۱۳ رقم: ۶۱۳۱، والمعجم الكبير للطبراني ۳۶۹/۱۸)

لہذا اس طرح کے عمل اور عقیدہ سے باز آنا ضروری ہے اور اس کا ارتکاب محصیت ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

ھ۱۴۱۱/۲/۶

D.N.A ٹیسٹ کی رپورٹ کا حکم؟

سوال (۶۸۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ”یو، ایس، اے ایمپسی“ میں ویزا کے لئے جاتا ہے، تو اُس کو ڈی، این، اے ٹیسٹ کروانا ضروری ہوتا ہے، جس میں اُس آدمی کا خون ٹیسٹ کر کے یہ معلوم کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ آدمی اور اِس کے بچے اسی سے ہیں یا غیر کے ہیں؟ بعض دفعہ غلط رپورٹ آنے کی صورت میں آدمی طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور بعض مرتبہ ازدواجی زندگی بھی خطرہ میں پڑ جاتی ہے، اور طلاق تک کی نوبت آ جاتی ہے، تو کیا شریعت میں اِس طرح ٹیسٹ کروانا درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ڈی، این، اے ٹیسٹ کی رپورٹ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے؛ لہذا اِس ٹیسٹ کی وجہ سے شکوک و شبہات دل میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور ڈی، این، اے کی رپورٹ کچھ بھی ہو، بچوں کا نسب بہر حال اُنہی کے والدین سے ثابت ہوگا جن کے نکاح میں رہتے ہوئے اُن کی پیدائش ہوئی ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الولد للفراش وللعاهر الحجر . (مشكاة المصابيح ۲۸۷)

وفي المرقاة: إن سعدًا وعبد بن زمعة ترفعًا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فحكم إن الولد للسيد الذي ولد على فراشه . (مرقة لمفتاح ۵۰۰۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”ون ٹولین“ گیس کا بھپار لینا؟

سوال (۶۸۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حالتِ روزہ میں تنفس کی شکایت والے وین ٹولین جو ایک قسم کی گیس ہے، استعمال کرتے ہیں، کیسا ہے؟ اگر نہ لیں تو تنفس بڑھ جاتا ہے، دم گھٹتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”ون ٹولین“ گیس کے بھپارے کی ایک شکل ہے، جس کا روزہ کی حالت میں استعمال منع ہے، اگر ناگزیر حالت میں اُس کا استعمال کر لیا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اُس کی قضا لازم ہوگی۔ فتویٰ اسی پر ہے۔

أنه لو أدخل حلقه الدخان أي بأى صورة كان الإدخال حتى لو تبخر
بسخور فأواه إلى نفسه واشتمه ذاكراً للصومه أفطر لإمكان التحرز عنه. (شامي
۳۶۶/۳ زکریا، مجمع الأنهر ۲۴۵/۱ دار إحياء التراث العربی بیروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی
۲۰۲۱، درر الحکام شرح غرر الأحکام ۲۰۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بسم اللہ پڑھ کر دواء کا کھانا؟

سوال (۶۹۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور ڈاکٹر کی بتائی ہوئی خوراک اُس نے بسم اللہ پڑھ کر کھائی، تو بسم اللہ پڑھ کر دوائی کھانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بسم اللہ پڑھ کر دواء کھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بہتر ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل كلام أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر الله عز وجل فهو أبتى، أو قال: أقطع.

کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فهو أبتَر أي قليل البرکة أو معدومها. (مرقاۃ المفاتیح / مقدمة المؤلف ۳/۱۸ المکتبة الأشرفیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۵/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یونانی و آیور ویدک دواؤں کا حکم؟

سوال (۶۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یونانی، آیور ویدک دوائیں جس میں مختلف حیوانی اجزاء کا استعمال ہوتا ہے، نیز آفیون اور آیور ویدک دواؤں میں گائے کا پیشاب استعمال ہوتا ہے، کیا ان دواؤں کو حلال سرٹیفکیٹ دیا جاسکتا ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ماہیت کی تبدیلی کے بعد مختلف حیوانی اجزاء کو دوا میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر ماہیت نہ بھی تبدیل کی جائے تو بھی صاحبین رحمہما اللہ نے دوا و علاج کے طور پر حلال جانوروں کے پیشاب کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس قول کے اعتبار سے جن آیور ویدک دواؤں میں گائے کا پیشاب شامل ہوتا ہے، اضطراری حالت میں ان دواؤں کے استعمال کی اجازت دی جائے گی۔

اور آفیون کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ نشہ کے درجہ تک نہ پہنچائے تو اس کی معمولی مقدار دواؤں میں شامل کرنی درست ہے، اور آفیون کی تجارت بہر حال جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۷۷۷ میرٹھ)

وتكره أبو ال إلیبل، وقالوا: لا بأس بأموال الإبل للتداوي. (الفتاوى الهندية

(۳۵۵/۵، منتخبات ۴۲۱/۳)

يجوز للعليل شراب الدم والبول للتداوي. (شامي ۳۸۹/۶ کراچی)

ويحل القليل النافع من البنج وسائر المخدرات للتداوي ونحوه؛ لأن

حرمته ليست بعينه وإنما لضرره. (الفتاوى الإسلامية وأدلته ۵۰۵/۷)

وقال أبو حنيفة وأبو يوسف وجميع كثير من العلماء: الأبول كلها نجسة إلا ما عفي عنه من القدر القليل وأجاب الحنفية عن قصة العرنيين أن شربهم للأبول كان على سبيل التداعي للضرورة، كما أجاز لبس الحرير في الحرب أو للحكة. (تكملة فتح الملهم ۲۹۹/۲)

اختلف في التداعي بالمحرم وظاهر المذهب المنع وقيل يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص للعطشان وعليه الفتوى. (شامی ۳۶۵/۱ زکریہ الفتاویٰ الهندیہ ۳۵۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وزن بڑھانے والی دواؤں کا استعمال؟

سوال (۶۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض دوائیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو استعمال کیا جائے تو انسان کا وزن بڑھ جاتا ہے، تو کیا ایسی دوائیں استعمال کر کے اپنا وزن بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی جائز ضرورت سے اگر کوئی دوا استعمال کی جائے اور اس دوا سے وزن بڑھ جائے، تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

ومباح وهو ما زاد على ذلك إلى الشبع لتزاد قوة البدن ولا أجز فيه ولا وزر الخ وإن أكل الرجل مقدار حاجته، أو أكثر لمصلحة بدنه لا بأس به. (الفتاویٰ الهندیہ، کتاب الکراہیہ / الباب الحادی عشر فی الکراہیہ فی الاکل ۳۳۶/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہیومیوپیٹھی کی دوائی استعمال کرنا؟

سوال (۶۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہیومیوپیٹھی کی دوائی میں اکثر الکحل (شراب کے اصل) کو ملاتے ہیں، تو اس دوا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیوں کہ مشکوٰۃ شریف ثلث ثالث میں ایک حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو زعفران لگا کر علاج کرنے سے منع فرمایا، حالاں کہ وہ صحابی کے ہاتھ میں زخم تھا، پھر بھی آپ نے اُن کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا، تو الکحل ملے ہوئے دوا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عام طور پر ہیومیوپیٹھی دواؤں میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، وہ انگور یا کھجور سے تیار کردہ نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر اشیاء سے بنا ہوا ہوتا ہے، اور اس طرح کے الکحل کے بارے میں بطور دوا معمولی جز استعمال کرنے کی گنجائش ہے، اور آپ نے سوال میں زعفران کے متعلق جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اُس کے متعلق شارحین حدیث کا خیال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس پر نکیر فرمانا عورتوں کے رنگ سے مشابہت کی وجہ سے تھا، یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابی کے زخم کے بارے میں علم نہ تھا، اس واقعہ سے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے مطلق ممنوع ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ذہبیل، کتاب الفتاویٰ ۱۸/۳۵۱)

ولا یحرم استعمالها للتداوي، أو لأغراض مباحةٍ أخرى. (تکملۃ فتح الملہم

۶۰۸/۳ مکتبۃ دار العلوم کراچی)

قال في المرقات تحت حديث عمار بن ياسر: ولعله لم يبين له عذره، أو ما أعجبه خروجه به، أو إبقاءه عليه من غير غسله. (مراۃ المفاتیح ۲۹۹/۱۸ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کتے کاٹے کا علاج کیلئے مریض کو پیروں کے نیچے سے نکالنا؟

سوال (۶۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گجرولہ کے پاس سپالی ایک گاؤں ہے، اُس جگہ ایک غیر مسلم کتے کے کاٹے ہوؤں کا علاج کرتا ہے، طریقہ علاج یہ ہے اپنی لاٹھی پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو جاتا ہے، اور مریض کو اپنے پیر کے نیچے سے نکالتا ہے، ۷/ مرتبہ اسی طرح کرتا ہے اور بس، بہت دور دور سے لوگ وہاں جاتے ہیں، ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی ہر مذہب کے لوگ جاتے ہیں، سب کا علاج یہی ہے، اللہ اپنے فضل سے اکثر لوگوں کو شفا دیتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کیا یہ طریقہ علاج صحیح ہے؟ مسلمان کے لئے اس طرح کا علاج کرنا منع تو نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ طریقہ علاج میں اگر شرکیہ کلمات وغیرہ کا استعمال نہ ہو، تو فی نفسہ اس کی گنجائش ہے؛ لیکن آج کل کتے کے کاٹے کا دواؤں اور انجکشن کے ذریعہ کامیاب علاج ہر جگہ دستیاب ہے؛ لہذا ایسے مشتبہ علاج کے بجائے ڈاکٹری علاج کرانا ہی احوط و مناسب ہے۔

عن عوف بن مالک بن الأشجعي رضي الله عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا علي رُقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك ۲۴۴/۲ رقم: ۲۲۰۰ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً. (صحيح البخاري، كتاب الطب / باب ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً ۸۴۸/۲ رقم: ۵۶۷۸ دار الفكر بيروت)

عن جابر رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: لكل

داء دواء. (صحیح مسلم، کتاب السلام / باب لكل داء دواء واستحب التلاوي ۲۲۵/۲ رقم:

۲۲۰۴ بیت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۱/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناجائز شہوت پوری کرنے والے کو قوتِ باہ کی دوائی دینا؟

سوال (۶۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بعض لوگ قوتِ باہ (کمزوری دور کرنے) کے لئے دوا مانگتے ہیں، اگر یقین یا قرآن سے معلوم ہو جائے کہ دوا کھا کر طاقت کا استعمال ناجائز (زنا) طور پر کرے گا، ایسے شخص کو میڈیکل والا دوا دے سکتا ہے یا نہیں، کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قوت کی دوائیں استعمال کرنا چوں کہ حلال ہے، اس

لئے اُس کا فروخت کرنا بھی مطلقاً جائز ہے، اب اگر کوئی یہ دوا کھا کر ناجائز حرکت کر لے تو وہی اُس فعل کا ذمہ دار ہوگا، فروخت کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

لا بأس ببيع العصير والعب من يتخذ خمرًا وهو قول إبراهيم؛ لأنه لا فساد

في قصد البائع، فإن قصده التجارة بالتصرف فيما هو حلال لا اكتساب الربح، وإنما

المحرم قصد المشتري اتخاذ الخمر منه. (المبسوط للسرخسي / كتاب الأشربة ۶۱۴ بیروت)

وإنما المعصية في صورة اتخاذ المعصية بفعل المستأجر، وهو مختار فيه

فقط نسبة ذلك الفعل عن الموجه. (فتح القدیر ۶۱۱۰ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصنوعی آلہ تنفس کا استعمال کیسا ہے؟

سوال (۶۹۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر اطباء مریض کی حیات سے مایوس ہوں؛ لیکن مصنوعی آلہ تنفس لگا کر چند دنوں سانس کی آمد و رفت کو بحال رکھا جاسکتا ہو، تو ایسی صورت میں مصنوعی آلہ تنفس لگانے کا کیا حکم ہوگا؟ کیا ورثہ کے لئے اُس سے استفادہ کرنا واجب ہوگا یا ناجائز یا ممنوع؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مریض کی حیات سے مایوسی ہو اور مصنوعی آلہ تنفس لگانے سے چند دن سانس کی آمد و رفت میں سہولت کی جاسکتی ہو، تو ایسے آلات کا استعمال شرعاً جائز ہے؛ البتہ واجب نہیں۔

وقد ذهب جمهور العلماء أي الحنفية والمالكية إلى أن التداعي مباح.

(الموسوعة الفقهية ۱۱/۱۱۷)

مرض أو رم د فلم يعالج حتى مات لا يائتم، كذا في الملتقط. (الفتاوى الهندية

۳۵۵/۱۵ كوتہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۲/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مریض سے مصنوعی آلات تنفس کا ہٹانا قتل نفس ہے؟

سوال (۶۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مصنوعی آلات تنفس کی مشین (Ventilator) پر موجود ایسا مریض جس کی زندگی سے اطباء مایوس نہ ہوئے ہوں؛ لیکن مشین ہٹالینے پر سانس کی آمد و رفت رک جاتی ہو، ایسے مریض سے مصنوعی آلات تنفس کو ہٹانے کی اجازت کب ہوگی؟ اور اگر مریض کے اقارب اس گراں علاج کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو اُن کی اجازت کے بعد اطباء کا مریض سے مشین کو ہٹالینا کیا قتل نفس قرار پائے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مصنوعی تنفس کی مشین مریض کے عند اللہ مقررہ سانسوں

کو گھٹا بڑھانہیں سکتی؛ بلکہ اس مشین کا کام صرف اس قدر ہے کہ سانس کی آمد و رفت میں مریض کو جو ناقابلِ تحمل تکلیف ہوتی ہے، اس سے وہ بچ جائے گویا کہ وہ مشین سانس کی آمد و رفت میں ایک معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک طریقہ علاج ہے، زندگی کو بڑھانے والی چیز نہیں؛ اس لئے مریض کے متعلقین اگر اس طریقہ علاج کا خرچ برداشت کر سکتے ہوں تو انہیں اسے اختیار کرنا چاہئے، اور اگر ان کے اندر اتنی وسعت نہ ہو اور وہ اُسے اختیار نہ کریں تو شرعاً اُن سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا، اور نہ ہی ایسی نازک حالت میں ان مصنوعی آلات کا ہٹالینا قتلِ نفس قرار پائے گا۔

أما التطبيب مزاوله فالأصل فيه الإباحة، وقد يصير مندوباً إذا اقترن بنية التأسى بالنبي صلى الله عليه وسلم في توجيهه لتطبيب الناس، أو نوى نفع المسلمين لدخوله في مثل قوله تعالى: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَتْ أَحْيَا النَّاسِ جَمِيعًا﴾ و حديث: ”من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفع“۔ (صحيح مسلم) إلا إذا تعين شخص لعدم وجوده غيره، أو تعاقد فتكون مزاولته واجبا۔ (الموسوعة الفقهية ۱۲/۱۳۵)

وقد ذهب جمهور العلماء أي الحنفية والمالكية إلى أن التداوي مباح۔

(الموسوعة الفقهية ۱۱/۱۱۷)

ولو أن رجلاً ظهر به داء، فقال له الطبيب: قد غلب عليك الدم فأخرج به فلم يفعل حتى مات لا يكون آثماً؛ لأنه لم يتيقن أنه شفاء فيه۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ۳۵۵/۵) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۲/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس مریض کی زندگی کا انحصار مشینی آلات پر ہو اس سے

آلات ہٹانا؟

سوال (۶۹۸)۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مریض ہے کہ جو مدت سے بیمار ہے، جس کو صرف مشینی آلات پر زندہ رکھا گیا ہے، اگر مشینی آلات نکال دئے جائیں تو موت واقع ہو جائے گی۔

ڈاکٹروں کا یہ خیال ہے کہ کچھ عرصہ بعد (مثلاً تین مہینے) بہر حال موت واقع ہو جائے گی، تو ڈاکٹروں کے یہ کہنے کے باوجود کیا اس حالت میں مریض کو مشینی آلات سے علاحدہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کی موت واقع ہو جائے، وضاحت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: موت و حیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، مشینوں کے ذریعہ زندگی میں کچھ سہولت تو پہنچائی جاسکتی ہے؛ لیکن مقررہ مدت حیات میں اضافہ یا کمی نہیں کی جاسکتی؛ لہذا جن لوگوں کے پاس استطاعت ہو وہ علاج کے طور پر مشینی آلات استعمال کریں۔ اور اگر استطاعت نہ ہو تو ان آلات کو ہٹوا دیں، دونوں باتوں کا اختیار ہے، اس مشین کے ہٹانے سے اگر بالفرض فوری طور پر موت واقع ہو جائے تو کسی پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

وقد ذهب جمهور العلماء إلى الحنفية والمالكية إلى أن التداوي مباح.

(الموسوعة الفقهية ۱۱/۱۱ کویت)

مستفاد: ولو أن رجلاً ظهر به داء، فقال له الطبيب: قد غلبه عليك الدم، فأخبره فلم يفعل حتى مات لا يكون آثماً؛ لأنه لم يتيقن أنه شفاء فيه. (الفتاوى الهندية ۳۵۵/۵، قتل بجد بدم اور دماغی موت، ص: ۳۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۱/۱۱/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اسلام میں یوتھینز یا کا کیا حکم ہے؟

سوال (۶۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اس دور میں مغربی تہذیب کے غلبہ کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں، ان میں ایک مسئلہ

یوتھینز یا کا بھی ہے، پہلے تو اُسے مغربی معاشرہ کا حصہ سمجھا جاتا تھا؛ لیکن گلوبلائزیشن کے اس دور میں اب اس طرح کے مسائل ہندوستان اور مشرقی ممالک پر بھی دستک دے رہے ہیں۔ اس پس منظر میں سولہویں فقہی سمینار کے لئے ایک عنوان یوتھینز یا کا بھی رکھا گیا ہے، اس موضوع پر بہت پہلے بانی اکیڈمی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ نے چند علماء و ارباب افتاء کو ایک سوال نامہ بھیجا تھا، اس سوال نامہ میں صورت مسئلہ کی بڑی اچھی وضاحت کی گئی ہے، اس لئے وہی تحریر بہ طرز سوال نامہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

یوتھینز یا (Euthansia): یوتھینز یا کا مطلب یہ ہے کہ مریض جو شدید تکلیف میں مبتلا ہو اور اُس کے زندہ رہنے کی کوئی توقع نہ ہو، یا وہ بچے جو غیر معمولی حد تک معذور ہوں اور اُن کی زندگی محض ایک طرح کا بوجھ ہو، ایسے مریضوں اور بچوں کی زندگی کو ختم کر دینا؛ تاکہ تکلیف سے نجات پا جائیں اور آسانی سے اُن پر موت طاری ہو جائے۔

واضح رہے کہ یوتھینز یا کی دو قسمیں ہیں: (۱) عملی Active (۲) غیر عملی Passive۔
(۱) ایکٹو یوتھینز یا کی صورت یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو مریض کو موت تک پہنچانے کیلئے کوئی مثبت عمل کرنا پڑے، مثلاً کینسر کا مریض جو شدید تکلیف میں مبتلا ہو، یا وہ مریض جو طویل بے ہوشی کا شکار ہو اور اس کے بارے میں ڈاکٹروں کا خیال ہو کہ اُس کی زندگی کی اب کوئی توقع نہیں ہے، ایسے مریض کو درد کم کرنے والی تیز دوا زیادہ مقدار میں دے دی جاتی ہے، جس سے مریض کی سانس رک جاتی ہے۔

اسی طرح کبھی ایسا مریض جس کے سر میں شدید چوٹ لگی ہو، مینجائٹس (دماغی بخار) جیسی بیماریوں کی وجہ سے بے ہوش ہو، اور اُس کی صحت یابی کا بظاہر کوئی امکان ڈاکٹروں کے نزدیک نہ ہو یا محض مصنوعی تدابیر سے اُس کی سانس چلائی جا رہی ہو کہ اگر یہ آہٹھالیا جائے تو مریض کے سانس کا آنا بند ہو جائے گا، ایسی حالت میں اُن مصنوعی آلات کا کو ہٹالینا (تاکہ مریض مکمل طور پر مر جائے) بھی ایکٹو یوتھینز یا کی ایک قسم ہے۔

(۲) پیسویٹھیز یا (سلبی یا غیر عملی) کا مطلب یہ ہے کہ مریض کی جان لینے کے لئے کوئی عملی تدبیر نہیں کی جاتی؛ بلکہ اُسے زندہ رکھنے کے لئے جو ضروری علاج کیا جانا چاہئے وہ نہیں کیا جاتا اور اس طرح وہ مریض مر جاتا ہے، مثلاً کینسر یا بے ہوشی یا دماغی چوٹ یا متعجبائٹس کا مریض نمونیہ یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے جو قابلِ علاج ہے؛ لیکن ڈاکٹر اس نئے مرض کا علاج نہ کرے؛ تاکہ اُس کی موت جلد واقع ہو جائے۔

اسی طرح ایسے بچے جو شدید طور پر معذور ہوں، مثلاً اُن کی ریڑھ کی ہڈی میں ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے ٹانگیں مفلوج ہوں، یا پیشاب، پاخانہ پر قابو باقی نہ رہا ہو، یا بچہ کا دماغ پیدائش کے وقت مجروح ہو چکا ہو، ایسی حالت میں زندگی بھر یہ مریض بارگراں بن کر زندہ رہے گا۔ اب اگر ایسے بچوں کو نمونیہ یا کوئی دوسرا قابلِ علاج مرض پیدا ہو جائے تو اُن کا علاج نہ کر کے انہیں ایسی گرانبار اور تکلیف دہ زندگی سے جلد نجات دلانے کی صورت اختیار کرنا، یا بوڑھے لوگ کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو جائیں اور اُن کا علاج بہت گراں ہو تو آج مغربی سماج میں ایک فکریہ رہی ہے کہ ایسے لوگوں کے علاج پر پیسے خرچ نہیں کئے جائیں گے، چنانچہ اُن کا علاج نہیں کیا جاتا ہے۔ بہر حال مبینہ طور پر ”یوٹھیزیا“ کا مقصد مریض کو اور اُس کے اعزہ کو طویل تکالیف سے نجات دلانا ہے، اب مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں:

- (۱) مذکور الصدر صورتِ حال میں کیا اسلام عہدِ اُکسی ایسے فعل کی اجازت دیتا ہے کہ جس کے ذریعہ کسی مریض کو شدید تکالیف سے نجات دلانے کے لئے موت تک پہنچا دیا جائے؟
- (۲) اور کیا اسلام اس مقصد کے پیشِ نظر معالجہ چھوڑ دینے کی اجازت دیتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی مریض کے ساتھ عہدِ ایسا فعل کرنا جس سے عہدِ اُس کی موت واقع ہو جائے، اس کی شرعاً اجازت نہیں؛ البتہ اگر کسی مریض یا اُس کے متعلقین کے پاس اتنا سرمایہ نہ ہو کہ اُس کے مرض کے علاج کا قائل کیا جاسکے، تو اس بنیاد پر ترکِ معالجہ کی وجہ سے

اگر کسی کی موت واقع ہو جائے، تو اُمید ہے کہ متعلقین سے آخرت میں اُس پر مَواخذہ نہ ہوگا۔
والرجل استطلق بطنه أو مدت عيناہ فلم يعالج حتى أضعفه ذلك وأضناه
و مات منه، لا إثم عليه. (الفتاوى الهندية ۳۵۵/۵)

ولو أن رجلاً ظهر به داء، فقال له الطبيب: قد غلب عليك الدم، فأخرجه
فلم يفعل حتى مات لا يكون آثماً؛ لأنه لم يتيقن أن شفاءه فيه. (الفتاوى الهندية ۳۵۵/۵)
أما التطبيب مزاولة فالأصل فيه الإباحة، وقد يصير مندوباً إذا اقترن بنية
التأسي بالنبي صلى الله عليه وسلم في توجيهه لتطبيب الناس، أو نوى نفع
المسلمين لدخوله في مثل قوله تعالى: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَتْ أَحْيَا النَّاسِ جَمِيعًا﴾
و حديث: ”من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفع“۔ (صحيح مسلم) إلا إذا تعين
شخص لعدم وجود غيره، أو تعاقد فتكون مزاولته واجباً. (الموسوعة الفقهية ۱۳۵/۱۲
وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۲/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر عورت کے رحم میں بچے کی افزائش؟

سوال (۷۰۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: (۱) ایک عورت کی شادی ہوئی اُن کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہے، جس کے سبب عورت کے
انڈے اور مرد کا مادہ منویہ باہر لیبارٹری میں (Zygote) بناتے ہیں، پھر کسی نامحرم عورت کے رحم میں
ڈال کر بچے کو ۹ مہینے میں پیدا کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ اولاد جائز ہے؟

(۲) کیا نامحرم کے رحم میں (Zygote) ڈالنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱-۲) میاں بیوی کا نطفہ ملا کر کسی دوسری عورت کے رحم

میں پرورش کرانا خلافِ فطرت اور حرام کاری کی ایک شکل ہے، جس کی شریعت میں قطعاً اجازت نہیں، اور اس طرح جو بچہ پیدا ہوگا وہ مذکورہ میاں بیوی کی طرف منسوب نہ ہوگا؛ بلکہ جس عورت کے پیٹ سے بچے کی پیدائش ہوئی ہے، وہ اگر منکوحہ ہے تو اُس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا، اور اگر منکوحہ نہیں ہے تو خود اُسی کی طرف منسوب ہوگا۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه - في حديث طويل - عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح مسلم

۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، صحيح البخاري ۲۷۶/۱ رقم: ۲۷۴۵، مرقاة المفاتيح ۲۹۱/۶ رقم: ۳۳۱۲)

عن رويغ بن ثابت رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم حنين: لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي مائه زرع غيره. (سنن أبي داود ۲۹۳/۱ رقم: ۲۱۵۸ دار الفكر بيروت)

منها: معرفة براءة رحمها من مائه، لئلا تختلط الأنساب؛ فإن النسب أحد ما يُتشأخ به، ويطلبه العقلاء، وهو من خواص نوع الإنسان، ومما امتاز به من سائر الحيوان. (حجة الله البالغة / باب العدة ۳۶۷/۲ مكبہ حجاز دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منکوحہ کے رحم میں افزائش؟

سوال (۷۰۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا جس کا انڈا تھا، اُسی میں واپس ڈالنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر بیوی کا مادہ منویہ ملا کر دوبارہ اصل بیوی کے

رحم میں ڈال دیا جائے تو گوکہ یہ عمل بھی خلافِ فطرت اور ناجائز ہوا؛ لیکن چون کہ جنین کی پرورش اور

پیدائش بیوی ہی کے رحم سے ہوئی ہے، اس لئے اس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہو جائے گا۔

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه - في حديث طويل - عن رسول

الله صلى الله عليه وسلم قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح مسلم

۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، صحيح البخاري ۲۷۶/۱ رقم: ۲۷۴۵، مرقاة المفاتيح ۴۲۹/۶ رقم: ۳۳۱۲ دار

الكتب العلمية بيروت) فقط والله تعالى اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



اعضاء انسانی کا عطیہ اور اُن کی پیوند کاری

جنین کے نامکمل اعضاء دوسرے کو دینے کی اجازت دینا؟

سوال (۷۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت کے پیٹ میں چار ماہ کا حمل تھا؛ لیکن اتنا ناقص تھا کہ اُس کی زندگی کی کوئی اُمید نہ تھی؛ اِس لئے ڈاکٹروں کے مشورہ سے اُسے ساقط کرانا پڑا؛ تاہم اسقاط سے پہلے جنین کے والدین نے اپنی خوشی سے اسپتال والوں کو یہ لکھ کر دیا کہ اسقاط کے بعد جنین کو ہمارے حوالہ نہ کیا جائے؛ بلکہ اسے ہسپتال ہی میں محفوظ رکھا جائے، اُس کے کارآمد اعضاء کو ضرورت مند مریضوں کی ضرورت میں استعمال کیا جائے، تو سوال یہ ہے کہ اُس جنین کو دفن نہ کر کے اُس کے مخلوقہ اعضاء کا دیگر بچوں پر استعمال شرعاً درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت کی نظر میں مادر رحم میں جن اعضاء انسانی کی تخلیق ہو چکی ہے، وہ اسی طرح قابل احترام ہیں جیسے عام انسانوں کے اعضاء قابل احترام ہوتے ہیں، اسی لئے اگر مردہ جنین ساقط ہو جائے تو اُس کو باقاعدہ غسل دے کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر تدفین کا حکم ہے؛ لہذا اس حکم کے برخلاف جنین کے نامکمل اعضاء کو دوسرے مریض بچوں میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور والدین کی طرف سے اُس کی اجازت دینا شرعاً معتبر نہیں۔

أحدهما أن يوصى بما هو معصية عندنا وعندهم كالوصية للمغنيات والنائحات، فهذا لا يصح إجمالاً. (مجمع الأنهر / باب وصية الذمي ٤٥١/٤ كوتہ)

والآدمي مكرم شرعاً، والمراد تكريم صورته وخلقه، وكذا لم يجز

کسر عظام میت . (شامی ۲۴۵/۷ زکریہ البحر الرائق ۸۱/۶)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز . (فتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثامن عشر
فی التداوی والمعالجات ۳۵۴/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

الملاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲۵/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

أعضاء بدن میں سے کسی عضو کا عطیہ دینا؟

سوال (۷۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آنکھ کا یا کسی بھی عضو کا عطیہ دینا، زندگی میں یا مرنے کے بعد جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اللہ کے دئے ہوئے اعضاء و جوارح کا انسان مالک

نہیں ہے، اور یہ سب اللہ کی دی ہوئی امانت ہے؛ لہذا آنکھ یا جسم کے کسی دوسرے عضو کو زندگی یا
مرنے کے بعد عطیہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۳۸، ۱۸/۳۳۹)

الآدمي مکرم شرعاً وإن کان کافراً، فإیراد العقد علیہ وابتدالہ بہ،
وإلحاقہ بالجمادات إذ لالٰ له أي وهو غیر جائز، وصرح فی فتح القدیر

ببطلانہ . (رد المحتار، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمي مکرم شرعاً ولو کافراً ۵۸۱/۵

دار الفکر بیروت، ۲۴۵/۷ زکریہ، فتح القدیر، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد ۳۹۰/۶ زکریہ، ۴۲۵/۶

مصطفیٰ البابی الحلبي مصر، البحر الرائق ۸۱/۶، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثامن عشر فی

التداوی والمعالجات ۳۵۴/۵ زکریہ)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز . (فتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثامن عشر

فی التداوی والمعالجات ۳۵۴/۵)

مضطر لم یجد میتة وخاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع یدی وکلہا، أو

قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي

عشر في الكراهة في الأكل الخ ۳۳۸/۵، الفتاوى اليزازية مع الهندية ۴۰۴/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خون کا عطیہ؟

سوال (۷۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خون دینا (Donate) کرنا کیا جائز ہے؟ جیسا کہ آج کل سائنس میڈیکل کہتی ہے کہ نوجوان لوگ ہر ۳/۴ مہینے میں خود دے سکتے ہیں، اس کے علاوہ آج کل ڈاکٹر لوگ آپریشن میں بھی رشتہ داروں سے خون مانگتے ہیں، اگرچہ Match ہو یا نہ ہو، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بدلے ہم میچ والا خون دے دیں گے، اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عام حالات میں اختیاری طور پر خون کے عطیہ کا حکم نہیں ہے؛ البتہ اگر اضطراری صورت پیش آجائے تو کسی مریض کی جان بچانے کے لئے بلا عوض خون دینے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۸/۱۸، ڈبھیل)

الانتفاع بأجزاء الأدمی لم یجز. (الفتاویٰ الهندية، کتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التناوي والمعالجات ۳۵۴/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الضرورات تبیح المحظورات. (الأشباه والنظائر ۱۴۰ قديم)

مضطر لم یجد میتة وخاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع یدی وکلها، أو
قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به كما لا يسع
للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوى الهندية، کتاب الكراهية / الباب الحادي

عشر فی الکراہۃ فی الأکل الخ ۳۳۸/۵، الفتاویٰ الہندیۃ مع الہندیۃ ۴۰۴/۳ (فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۳/۱۴۳۳ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے؟

سوال (۷۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے یا نہیں؟ ہمیں اسلام نے جو تعلیم دی ہے اُسے ہر مذہب میں ممکن حد تک پہنچانا ہے، اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا ہے، اور ہمارے آقا تاج دار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بارے میں ہم مسلمانوں کو اور غیر مسلموں کو اسلام کی جان کاری دینا ہے، اور مسلمانوں کو ہمارے آقا کی تعلیم کی جان کاری دنیا تک پہنچانا ہے؛ لہذا ہمارے علماء کرام سے گزارش ہے کہ ہم مسلمانوں پر آنگ وادی دہشت گردی اور دنیا کے لوگ ہمیں خرافاتی کہتے ہیں، تو براہ کرم ہمیں آپ سے گزارش ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں اسلام پر باقی رہیں، اُن کا ایمان اسلام سے مرتد نہ ہو جائے، اس لئے آپ حضرات اسلام کی باریکیوں سے واقف کرائیں، اور غیر مسلم جماعتیں ہم پر غلط الزامات لگاتی ہیں، تو آپ حضرات قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اُن کا جواب دے کر سب لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کریں، اس میں ہماری اور آپ کی اور آنے والی نسلوں کی بھلائی ہوگی، ایسا کام کریں اور کس طرح کام کرنا ہے، لوگوں کو بتائیں، ہم خادم ملت آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب جلد از جلد دے کر خدمت کا موقع دیں۔

ایک ایک سوال پر زیادہ سے زیادہ احادیث شریفہ تشریح کے ساتھ دیں، ہم آپ کے جوابوں کو چھاپ کر پھر کتابوں کی شکل میں مسلم اور غیر مسلموں تک پہنچائیں گے، اگر آپ حضرات کے پاس ان سوالات کے جواب میں کتابیں ہیں تو ان کتابوں کو ہمارے پاس ارسال کر دیں، اُس کی قیمتیں ہم آپ کو روانہ کر دیں گے، یا پھر ان کتابوں کے نام لکھ کر بھیج دیں؛ لیکن دارالافتاء کے

جواب کے ساتھ اور اگر ممکن ہو تو سوالوں کے جوابات ہمیں ہندی یا مراٹھی یا انگلش میں روانہ کریں؛ تاکہ ہم کو ترجمہ کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ضرورت پڑنے پر مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا

ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۱۴، فتاویٰ محمودیہ ۷/۲۸۲)

يجوز للعليل شرب الدم والبول واكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۵/۱۵ زكريا، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۸۹/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۹/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خون عطیہ کا کمپ لگانا؟

سوال (۷۰۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیج دم کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو ذیل کی صورت کیا حکم رکھتی ہے؟ آج کل میڈیکلوں کی طرف سے خون مفت دینے کا کمپ لگایا جاتا ہے جس میں ڈاکٹروں کی اس ہدایت کے پیش نظر ”کہ کبھی کبھار بدن سے خون نکالنا چاہئے، جس سے صحت صحیح رہتی ہے، اور اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ دو چار دن میں اس کمزوری کی تلافی بھی ہو جاتی ہے“ لوگ اپنی خوشی سے خون دیتے ہیں؛ البتہ انہیں میڈیکل کی طرف سے ایک کارڈ ملتا ہے، جو اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ اگر آپ کو ایک سال کے اندر اندر کسی عارض کی بنا پر خون کی ضرورت پڑے تو مفت خون میڈیکل سے مل جائے گا، اور اس لئے ہوئے خون کو میڈیکل والے بھی ضرورت مند کو مفت ہی چڑھاتے ہیں؛ لہذا منشاء سوال یہ ہے کہ اپنی صحت مستقبل میں پریشانیوں سے نجات اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی

کے پیش نظر کیمپ میں شریک ہو کر اس طرح خون دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ وہ خون کے سلسلہ میں رائج جو بھی شکلیں و صورتیں ہوں مفصل و مدلل کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنا خون یا کوئی بھی جزء بدن بیچنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ البتہ ضرورت مندوں کے لئے ضرورت کے وقت بلا معاوضہ خون دینے کی گنجائش ہے، اور اسپتالوں میں خون کے عطیہ کے جو کیمپ لگائے جاتے ہیں، اُن کا مقصد بھی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، اور لب دم مریضوں کی جان بچانا ہوتا ہے، اگر پہلے سے مختلف گروپوں کا خون جمع نہیں رہے گا تو بروقت اس قسم کے خون کا مہیا کرنا نہایت مشکل امر ہوگا، جو مشاہدہ ہے۔ بریں بنا انسانی ضرورت کی تکمیل اور مضطر لوگوں کی جان بچانے کی غرض سے بلا معاوضہ خون کا عطیہ دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ عطیہ اتنا زیادہ نہ ہو کہ خود اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، دیگر علماء سے بھی اس کی مزید تحقیق کر لی جائے۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۳۳۵/۱)

يجوز للعليل شرب الدم والبول واكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب
مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاوى الهندية ۳۵۵/۵ کوئٹہ)
ولا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء. (الفتاوى الهندية
۳۵۵/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

بطل بيع ما ليس بمال كالدّم المسفوح. (الدر المختار/ باب البيع الفاسد ۵۱۵/۵
دار الفكر بيروت، شامی ۲۳۵/۷ زکریا)
وإذا كان أحد العوضين أو كلاهما محرماً فالبيع فاسد كالبيع بالميتة
وَالدّم. (الهداية/ باب البيع الفاسد ۵۳/۳)

بيع ما ليس بمال، والبيع به باطل كالدم. (ملقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر/
باب البيع الفاسد ۷۷/۳ کوئٹہ، وكذا في البحر الرائق/ باب البيع الفاسد ۱۱۲/۶ زکریا)

بيع الخمر والميتة والدم باطل . (خانيه على الفتاوى الهندية / فصل في البيع الباطل ۱۳۳/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلڈ بنک میں رضا کارانہ طور پر خون عطیہ کرنے کے متعلق اسلامک فقہ اکیڈمی کی تجویز

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چوبیسویں سیمینار منعقدہ کیرالہ بتاریخ ۳/مارچ ہر وزنبہ ۲۰۱۵ء
کورضا کارانہ طور پر خون عطیہ کرنے کے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں، جو برائے افادہ
ذیل میں درج ہیں:

(۱) خون؛ انسانی جسم کا ایک اہم اور بنیادی جز ہے، جس سے حیاتِ انسانی کا بقا مربوط ہے، اگر کسی انسان کو خون کی ضرورت پڑ جائے اور ماہر ڈاکٹر کی تجویز ہو کہ اس کے لئے خون ناگزیر ہے، تو انسانی جان بچانے کے لئے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان یا غیر مسلم کو عطیہ کرنا جائز ہے، اسی طرح کسی مسلمان کے لئے اس سے لینا بھی جائز ہے۔

(۲) ایسے بلڈ بینک جہاں لوگ رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ دیتے ہیں، اور وہ بینک ضرورت مندوں کو مفت خون فراہم کرتے ہیں، وہاں مسلمان کے لئے خون کا عطیہ کرنا جائز ہے۔

(۳) رضا کارانہ بلڈ بینک لگانا اور بلڈ بینک قائم کرنا بھی انسانی ضرورت کے پیش نظر جائز ہے، اور یہ انسانی خدمت میں شامل ہے۔

(۴) ایسے نازک موقع پر جہاں خون کا عطیہ نہ کرنے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے، وہاں مطلوبہ گروپ کے حامل موجود شخص کے لئے اپنا خون عطیہ کرنا ایک اہم انسانی فریضہ اور شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔

طیب حاذق کے حکم سے کسی انسان کو اپنا خون دینا؟

سوال (۷۰۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: رسالہ ندائے شاہی جولائی بعنوان ”انسانی اعضاء کا عطیہ شریعت کی نظر میں“ جس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ اعضاء انسانی زندہ یا مردہ کی قطع و برید اور تخریج ناجائز اور قطعاً حرام ہے۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ آیا خون کا عطیہ بھی شریعت مطہرہ میں جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مریض اس حال میں پہنچ جائے کہ بغیر خون چڑھائے، اس کا زندہ رہنا مشکل ہو اور طبیب حاذق اس کے لئے خون کا استعمال تجویز کرے، تو اسے خون کا دینا جائز ہے؛ لیکن خون فروخت کرنا کسی حالت میں درست نہیں۔

عن مسروق قال: من اضطرب إلى الميتة والدم ولحم الخنزير فلم يأكل ولم يشرب حتى يموت دخل النار. (السنن الكبرى للبيهقي ۳۸۲/۱۴ رقم: ۲۰۱۹۶)

مستفاد: ولا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات ۳۵۵/۵ کوئٹہ)

ويجوز للعليل شرب الدم إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات ۳۵۵/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وبطل بيع ما ليس بمال كالدّم. (تنوير الأبصار مع الشامي، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ۲۳۵/۷ زکریا)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء، أما إذا علم أن فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني / الاستحسان، الفصل التاسع عشر في التداوى ۸۲/۸ إدارة القرآن كراچی)

لم يجز بيع الميتة والدم لانعدام المالية التي هي ركن البيع، فإنهما لا يعدان ما لا عند أحد وهو من قسم الباطل. (البحر الرائق / باب البيع الفاسد ۱۱۵/۶ زکریا)

تبیین الحقائق / باب البیع الفاسد ۳۶۲/۴ دار الکتاب العلمیۃ بیروت فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۱۱/۱۴۱۱ھ

ڈاکٹروں کے مشورہ سے ایک انسان کا خون دوسرے میں داخل کرنا؟

سوال (۷۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مریض کی حالت بہت نازک سمجھتے ہوئے مستند ڈاکٹروں نے مشورہ سے مریض کے خون چڑھایا، ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ مریض کو بچانے کے لئے صرف یہی ایک واحد راستہ ہے کہ اُس کے خون چڑھایا جائے۔ بالآخر خون چڑھا دیا گیا، کیا ایسی صورت میں مریض کے خون چڑھانا جائز ہے یا نہیں، جب کہ خون نجس ہے؟ مزید یہ کہ کیا کسی بھی شخص کا خون چڑھایا جاسکتا ہے یا کسی بھی خاص شخص کا جیسے شوہر بیوی کے لئے یا ماں کے لئے بیٹے کا خون ضروری ہے، یا کوئی عورت ہے تو وہ کسی غیر محرم کا خون چڑھا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص امام ہو اور اُس نے اپنی بیوی کے خون چڑھوایا، تو کیا ایسے شخص نے جو امام بھی ہے اُس نے اچھا کیا یا نہیں؟ اگر اچھا نہیں کیا تو اُس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اُس شخص یعنی اُس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کراہت تو نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عام حالات میں خون چڑھانے یا چڑھوانے کی اجازت نہیں؛ اس لئے کہ خون انسان کا جزء ہے جو بلا عذر دوسرے کے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا، ہاں اگر اضطراری حالت ہو جائے اور مریض کی جان بچانا خون چڑھانے پر منحصر ہو تو پھر مجبوراً اُسے خون چڑھانے کی اجازت ہے، اور جس شخص کا بھی خون بآسانی دستیاب ہو سکے، خواہ محرم ہو یا غیر محرم، اُس کا خون لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اسی طرح خون دینے سے کوئی رشتہ حرمت ثابت نہیں ہوتا اور شوہر کا خون چڑھانے سے بھی کسی طرح کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

اگر سوال میں ذکر کردہ امام شخص نے ایسی ہی اضطراری حالت میں اپنی بیوی کو خون دیا ہے

تو اُس کا یہ عمل قابلِ تکبیر نہیں؛ لہذا اُس کی امامت میں کوئی خرابی اور کراہت واقع نہ ہوگی۔ (کفایۃ المفتی ۱۳۲۹ھ، جواہر الفقہ ۳۸/۲ فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۶/۱۰)

يجوز للعليل شرب الدم والبول واكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۵/۵ زكريا، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۸۹/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۲۱/۵/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لا علاج مریض کیلئے مردارِ انسان کی کھوپڑی کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۰۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مریض جو لا علاج ہو چکا ہے جس کی کوئی صورت نہیں ہے، سوائے ایک صورت کے کہ اگر مریض کو کسی غیر مسلم مردہ کے سر کی ہڈی لے کر دوا بنا کر مریض کو کھلائی جائے تو مریض صحیح ہو جائے گا، انشاء اللہ۔ اگر ایسا کیا جائے تو ایمان والوں کے ایمان میں کوئی نقصان ہوگا یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انسان کا جسم مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد قابلِ احترام ہے، اُسے اضطراری حالت میں بھی دوسرے کسی مصرف میں لانا جائز نہیں، اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز نہیں؛ لہذا صورتِ مسئلہ میں لا علاج مریض کے علاج کے لئے مردار کی کھوپڑی کا استعمال شرعاً ہرگز حلال نہیں، دوسری جائز تدبیریں علاج میں اختیار کی جائیں، علاوہ ازیں علاج کے لئے غیر مسلم مردار کی تخصیص محض ایک ٹوکا ہے، شرعاً یہ ناقابلِ اعتبار ہے، اور اس قسم کا علاج اگر جا دو کے ذریعہ ہو تو اُس کی تصدیق سے ایمان میں سخت خطرہ ہے۔

رجل برجله جراحة، قالوا: يكره له أن يعالج بعظم الإنسان والخنزير؛

لأنه محرم الانتفاع. (فتاویٰ قاضی خاں علی ہامش فتاویٰ الہندیہ ۴۱۳: ۴۰)

وقال محمد رحمه الله: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو بغير أو غيره من الدواب، إلا عظم الخنزير والآدمي، فإنه يكره التداوي بهما. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۴/۵ زكريا)

وأما الآدمي فقد قال بعض مشائخنا أنه لم يجز الانتفاع بأجزائه لنجاسته، وقال بعضهم: لم يجز لكرامته هو الصحيح. (الفتاوى التاتارخانية ۱۹۸/۱۸ رقم: ۲۸۴۹۸ زكريا)

لو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الأولى بالإجماع. (بدائع الصنائع ۳۱۶/۴، ۱۳۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک شخص کا گردہ دوسرے میں لگانا؟

سوال (۷۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کے دونوں گردے خراب ہیں، کسی عزیز قریب سے مفت یا غیر سے قیمتاً خرید کر ایک گردہ اُس مریض کو لگا سکتے ہیں جس کے دونوں گردے خراب ہو گئے ہیں، اگر کوئی گردہ ندے کا تو مریض مر جائے گا یہ بھی ممکن ہے، اب دونوں مرجائیں گردہ دینے والا بھی اور مریض بھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں بچ جائیں۔ چاروں شکلیں ممکن ہیں، بہر حال گردہ ایسی مجبوری ہے کسی دوسرے کا لے کر استعمال جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک شخص کو دوسرے شخص کا گردہ لگانا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے، خواہ خرید کر ہو یا مفت حاصل ہو؛ اس لئے کہ گردہ اور دیگر اعضاء کا انسان خود مالک نہیں، تو وہ دوسرے کو عطا کرنے کا کیسے حق دار ہو سکتا ہے، یہ اعضاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اُس کی امانت ہیں، انسان کو اپنی مرضی کے مطابق اُن میں تصرف کا حق نہیں ہے۔ بریں بنا کسی عزیز رشتہ دار

یا اجنبی آدمی سے گردہ لے کر اُس کی پیوندکاری کرنا شرعاً جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۲۵/۲ میرٹھ)

قال الله تعالى: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ [بنی اسرائیل، جزء آیت: ۷۰]

مضطرب لم يجد ميتة وخاف الهلاك، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو قال: إقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطرب أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي

عشر في لكرهه في الأكل الخ ۳۳۸/۵ كونه، الفتاوى البرازية مع الهندية ۴۰۴/۳، خانية على الهندية ۴۰۴/۳)

الآدمي مكرم شرعاً وإن كان كافراً، فيأيراد العقد عليه وابتذاله به، وإلحاقه بالجمادات إذ لا لهُ أي وهو غير جائز، وصرح في فتح القدير ببطالانه. (رد المحتار، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً ۵۸۱/۵ دار الفكر بيروت، ۲۴۵/۷ زكريا، فتح القدير، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ۳۹۰/۶ زكريا، ۴۲۵/۶ مصطفى الباني الحلبي مصر، البحر الرائق ۸۱/۶، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۴/۵ زكريا)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۴/۵ فقط والله تعالى أعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱۱/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سخت مجبوری میں کسی زندہ یا مردہ انسان کے اعضاء دوسرے میں استعمال کرنا؟

سوال (۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: سخت ضرورت اور مجبوری کی حالت میں کسی شخص کو کسی انسان کی آنکھ، گردہ، دل وغیرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کسی زندہ یا مردہ انسان کے اعضاء کو نکال کر دوسرے انسان میں لگانا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ لہذا جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ والادمی محترم بعد موتہ علی ما کان علیہ فی حیاتہ، فکما لا یجوز التداوی بشیء من الادمی السحی اکر امّا لہ، فکذلک لا یجوز التداوی بعظم المیت، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کسر عظم المیت ککسر عظم السحی. (شرح السیر الکبیر ۸۹/۱ بحوالہ ایضاح النوادر ۱۱۳/۱)

والادمی مکرم شرعاً وإن کان کافراً. (رد المحتار / باب البیع الفاسد، مطلب: الادمی مکرم شرعاً ۵۸/۵ دار الفکر بیروت، ۲۴۵۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۶/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مریض کی جان بچانے کے لئے اپنا گردہ دینا؟

سوال (۷۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مریض گردوں کے فیل ہو جانے کی وجہ سے جاں بلب ہے، اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اُس کی جان بچانے کی شکل صرف یہ ہے کہ دوسرے شخص کا گردہ اُسے لگا دیا جائے، اُس کا چھوٹا بھائی صحت مند ہے، اور وہ بخوشی اپنا گردہ دینے کے لئے تیار ہے، تو شرعاً اُس کا گردہ دینا اور مریض کا لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایک مریض کی جان بچانے کے لئے دوسرے انسان کا کوئی عضو لگوانا شرعاً جائز نہیں ہے، اگرچہ دوسرا شخص بخوشی اس کی اجازت دے رہا ہو، پھر بھی اس کی گنجائش نہیں ہے؛ کیوں کہ انسان اپنے اعضاء کا خود مالک نہیں ہے؛ بلکہ یہ اعضاء اُس کو اللہ

تعالیٰ کی طرف سے بطور عاریت دئے گئے ہیں، جنہیں وہ خود تو استعمال کر سکتا ہے؛ لیکن دوسروں کو دینے کا مجاز نہیں؛ لہذا مسئلہ صورت میں اگر گردے کی پیوند کاری کا عمل کیا جائے گا، تو لینے والا اور دینے والا دونوں سخت گنہگار ہوں گے۔

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [بنی اسرائیل، جزء آیت: ۳۶]

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو قال: إقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل الخ ۳۳۸/۵ كونه، الفتاوى البرازية مع الهندية ۴۰۴/۳)

وشعر الإنسان والانتفاع به: أي لم يجوز بيعه والانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم غير مبتذل، فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهاناً مبتذلاً..... وصرح في فتح القدير: بأن الآدمي مكرم وإن كان كافراً. (البحر الرائق، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ۳۳/۶ زكريا)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجوز. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۴/۵ كونه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۶/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرنے کے بعد اپنی آنکھوں کی کسی شخص یا ادارہ کیلئے وصیت کرنا؟

سوال (۷۱۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: الف نے اپنی آنکھیں کسی فلاحی تنظیم کو عطیہ کرنے کی وصیت کی ہے، جب کہ زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد اپنی آنکھیں کو عطیہ کرنے کی وصیت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں اگر کسی متقی مسلمان

ناہینا کو اپنی آنکھیں عطیہ کرے تو جائز ہے؛ بلکہ شرعاً اعلیٰ ثواب بھی، تو کیا الف کا یا زید کا اپنی آنکھیں مرنے کے بعد کسی فلاحی تنظیم یا کسی ٹرسٹ یا کسی ناہینا کے نام وصیت کے ذریعہ عطیہ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنی آنکھ یا بدن کے کسی اور عضو کو مرنے کے بعد کسی دوسرے شخص یا ادارے کے لئے وصیت یا عطیہ کر دینا شرعاً ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے، اور وارثین کے لئے اس وصیت کا پورا کرنا جائز بھی نہیں۔ (مستفاد: اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ۹۰، کتاب الفتاویٰ ۶/۲۴۶)

الآدمي مکرم شرعاً وإن کان کافراً، فیأیراد العقد علیہ وإبتذالہ بہ، وإلحاقہ بالجمادات إذ لآلہ أي وهو غیر جائز، وصرح فی فتح القدیر بطلانہ. (رد المحتار، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمي مکرم شرعاً ولو کافراً ۵۸۱/۵ دار الفکر بیروت، ۲۴۵/۷ زکریا، فتح القدیر، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد ۳۹۰/۶ زکریا، ۴۲۵/۶ مصطفى البابی الحلبي مصر، البحر الرائق ۸۱/۶، الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات ۳۵۴/۵ زکریا)

أحدہما أن یوصیٰ بما هو معصیۃ عندنا وعندہم کالوصیۃ للمغنیات والنائحات، فہذا لا یصح إجماعاً. (مجمع الأنہر شرح ملتقى الأبحر، کتاب الوصایا / باب وصیۃ النمی ۴۵۱/۴ مکتبۃ فقیہ الأئمۃ دیوبند)

والثانی باطل بالاتفاق، وهو ما إذا أوصیٰ بما لیس قربۃً عندنا وعندہم، کما إذا أوصیٰ للمغنیات والنائحات. (رد لمختار، کتاب الوصایا / فصل فی وصایا النمی وغیرہ ۶۹۶/۶ کراچی، ۴۰۳/۱۰ زکریا، تبیین الحقائق، کتاب الوصایا / باب وصیۃ الذمی ۴۲۱/۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت، وکذا فی البحر الرائق، کتاب الوصایا / باب وصیۃ الذمی ۳۰۳/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۷/۳/۲۹ھ

مرنے کے بعد اپنے بدن کا حصہ دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا؟

سوال (۷۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایسی وصیت کرنا جس میں مرنے کے بعد اپنے کسی بدن کے حصے کو دینا دوسرے شخص کے لئے کیا ہے؟ کیا شرع میں گنجائش ہے؟ اس کی جیسے کان، آنکھ، گردہ وغیرہ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اعضاء کو مرنے کے بعد عطیہ کر دینے کی وصیت شرعاً نہ

تو معتبر ہے اور نہ ایسی وصیت کرنا جائز ہے؛ اس لئے کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب اعضاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں؛ لہذا اس میں انسان کی وصیت قطعاً بے معنی ہے۔

و کون الموصی به شیئاً قابلاً للتملیک. (البحر الرائق ۴۰۳/۸)

عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

كسر عظم الميت ككسره حياً. (سنن أبي داود، كتاب الجنائز / باب في الحفار يحد العظم

هل يتكف ذلك المكان؟ ۱۰۲/۲ رقم: ۳۲۰۷ دار الفکر بیروت)

والآدمي محترم بعد موته علی ما كان عليه في حياته، فكما لا يجوز

التداوي بشيء من الآدمي السحي إكراماً له، فذلك لا يجوز التداوي لعظم

الميت. (شرح السير الكبير ۸۹/۱، بحوالہ ایضاح النوادر ص: ۱۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۵/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پیر صاحب کے مجبین کا پیر کی آنکھیں لینا؟

سوال (۷۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک پیر صاحب کے مجبین نے کہا کہ حضرت آپ کی آنکھیں گناہوں سے محفوظ ہیں، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ مرنے سے پہلے اپنی آنکھیں ہمیں دے دیں؛ تاکہ ہم اُن کو لگوا لیں، تو

اس طرح کسی عضو کا دوسرے کو دے دینا خواہ مرنے سے پہلے ہو یا بعد میں یا جبراً اور قہراً کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مرنے سے پہلے یا مرنے کے بعد کسی انسان کا کوئی عضو دوسرے شخص کو لگانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۳۷-۳۳۸ ڈبھیل)

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك، فقال له رجل: إقطع يدي واكلها، أو قال: إقطع مني قطعة واكلها لا يسعه أن يفعل ذلك، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل الخ ۳۳۸/۵ كوثنه، الفتاوى البرازية مع الهندية ۴۰۴/۳) فقط والله تعالى أعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انسانی اعضاء کی پیوند کاری سے متعلق مفتیانِ شاہی کی آراء؟

سوال (۷۱۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور مفتی شبیر احمد صاحب کی رائے سے بھی مطلع فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک انسان کا عضو دوسرے انسان میں لگانا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ دونوں انسان احترام میں برابر ہیں، کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۰۴)

قال الله تعالى: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ [بنی اسرائیل، جزء آیت: ۷۰]
وقال الله تعالى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ

مَسْئُولًا ﴿﴾ [بنی اسرائیل، جزء آیت: ۳۶]

و شعر الإنسان والانتفاع به: أي لم يجز بيعه والانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم غير مبتذل، فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهاناً مبتذلاً..... وصرح في فتح القلدي: بأن الآدمي مكرم وإن كان كافراً. (لبحر الرائق، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ۱۳۳۱۶ زكريا) وقال محمد رحمه الله: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرة أو بعير أو فرس أو غيره من الدواب، إلا عظم الخنزير والآدمي، فإنه يكره التداوي بهما. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۴۱۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولا يأكل المضطر طعام مضطر آخر ولا شيئاً من بلدنه. (الأشباه والنظائر ۱۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۵/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیبائش اور حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا؟

سوال (۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں میڈیکل سائنس کا ایم بی بی ایس کا طالب علم ہوں، میں ڈاکٹر کے ساتھ کام کر رہا ہوں، وہ ایک ماہر پلاسٹک سرجن ہیں، آپ سے پلاسٹک سرجری کے ذریعے ہونٹوں کو پتلا کرنا، یا موٹی ناک کو پتلا کرنے کے بارے میں مسئلہ تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں، اُس میں جس حصے کی سرجری کرنی ہوتی ہے، اُس میں باہر سے پلاسٹک وغیرہ کا خول نہیں چڑھاتے ہیں، صرف اُس کا نام ایسا ہے باہر سے کچھ نہیں لگاتے ہیں، دھونے اور نہانے میں جہاں جہاں تک پانی پہنچنا چاہئے بالکل آسانی سے پہنچتا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا کر داتا ہے یا کرتا ہے، تو اُس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ اگر کوئی آدمی (مریض) موٹے ہونٹ یا موٹی ناک

کی وجہ سے ذہنی اعتبار سے کافی پریشان ہو اور یہ پریشانی اُسے جنون کی طرف لے جانے والی ہو، یعنی وہ اتنا پریشان ہو کہ بیمار ہو جائے (نہیں نہ آنا، بھوک نہ لگنا، بے چینی، ذہنی دباؤ وغیرہ) تو ایسے مریض کی سرجری کرنا شریعت کے مطابق جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض حسن آرائی اور زیائش کے لئے پلاسٹک سرجری شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے؛ البتہ کسی پیدائشی نقص کو دور کرنے کے لئے یہ عمل کرایا جائے تو شرعاً اُس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا، اور حسبِ تحریر سوال اس عمل میں کوئی حین بون پر نہیں چڑھائی جاتی اس لئے وضو یا نماز میں اس کی وجہ سے کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمُتَنَمِّصَات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى. (صحیح مسلم ۲۰۵/۲ رقم: ۲۱۲۵ بیت الأفكار الدولية، صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ۸۷۸/۲ رقم: ۵۹۳۱ دار الفکر بیروت، سنن النسائي ۲۴۹/۲ رقم: ۵۱۰۷، صحیح ابن حبان ۴۱۶/۷ رقم: ۵۴۸۱، المعجم الكبير للطبراني ۲۹۲/۹ رقم: ۹۴۶۹، السنن الكبرى للبيهقي ۵۵۰/۷ رقم: ۱۴۸۳۳، مشکاة المصابيح ۳۸۱)

عن عبد الرحمن بن عرفة أن جده عرفة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفًا من ورق فأنتن عليه، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم فاتخذ أنفًا من ذهب. (سنن أبي داود ۵۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۸/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پلاسٹک سرجری سے ناک یا ہونٹ کو پتلا کرنا؟

سوال (۷۱۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں علم حیات میڈیکل سائنس کا طالب علم ہوں، میں آپ سے جاننا چاہتا ہوں کہ پلاسٹک سرجری پیوندکاری کے ذریعہ موٹے ہونٹوں کو پتلا کرنا، یا موٹی ناک کو پتلا کرنا شریعت کے اعتبار سے کیسا ہے؟ پلاسٹک سرجری میں باہر سے کچھ نہیں لگایا جاتا ہے؛ بلکہ جس حصے یا جس عضو کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے اُسی عضو کی بناوٹ کو اُس حصے کے گوشت کو کم یا بڑی کو پتلا کر کے ایسا کیا جاتا ہے، تو کیا اس طرح کرنے کے بارے میں شریعت اسلامیہ کی کوئی تعلیم ہے؟

(۱) کیا ایسا کرنے والے شخص کا ایمان ختم ہو جاتا ہے؟

(۲) ایسا کرنے والے شخص کی نماز درست ہوتی ہے یا مکروہ؟

(۳) اگر کسی شخص کی جسمانی یا نفسیاتی بیماری کو دور کرنے کے لئے (جیسے کہ اگر کوئی شخص

اپنی اس کمی کی وجہ سے مثلاً بہت موٹی ناک، یا بہت ہی موٹے ہونٹ کی وجہ سے احساس کتری میں مبتلا ہو جائے اور یہ احساس اُسے دیوانگی یا پاگل پن کی طرف لے جائے، اور پھر اس احساس کی وجہ سے ٹھیک ڈھنگ سے جینے کے قابل نہ رہے، اور اُس کی اس نفسیاتی کیفیت یا جسمانی کیفیت کو دور کرنے کے لئے کسی ماہر ڈاکٹر یا ماہر نفسیات کا کہنا ہو کہ اس شخص کی اس بیماری (ذہنی یا جسمانی) کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے، یعنی اُس کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، تو کیا اس وقت ایسا کرنا شریعت کے اعتبار سے جائز ہوگا؟ اور اس حالت میں اُس کی نماز کیسے ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: وہ اعضاء جو دیکھنے میں بد صورت معلوم ہوتے ہوں

اُن کو درست کرنے کے لئے ایسی سرجری کرانا جس میں دوسرے انسان کا کوئی جزء بدن نہ لگایا جائے ضرورت کے وقت شرعاً درست ہے؛ البتہ محض حسن میں اضافہ کے لئے یا اپنے کو جاذبِ نظر بنانے کے لئے اس طرح کی سرجری مکروہ ہوگی، اور کسی بھی صورت میں سرجری کرنے یا کرانے والا محض اس عمل سے ایمان سے خارج نہ ہوگا، اور نہ اُس کی نماز میں کوئی خلل آئے گا۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لعن اللہ الواشمت

والمستوشمات، والمُتَنَمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقُ اللَّهِ تعالى'. (مشكلة المصايح ۳۸۱، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن رقم: ۵۹۳۱ دار الفكر بيروت، سنن النسائي رقم: ۵۱۰۷، صحيح ابن حبان ۳۱۵/۱۲ رقم: ۵۵۰۵، المعجم الكبير للطبراني ۲۹۲/۹ رقم: ۹۴۶۹، السنن الكبرى للبيهقي / باب ما لا يجوز للمرأة أن تتزين به ۵۵۱/۷ رقم: ۱۴۸۳۵ القاهرة)

قال النووي: فيه إشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به. (مرقاۃ المفاتیح ۲۹۵/۸ المکبۃ الاشرفیۃ دیوبند)

وخص من تغییر خلق الله تعالى الختان والوشم لحاجة. (روح المعاني، لسنه ۲۲۰/۴) والحاصل: أن كل ما يفعل في الجسم من زيادة أو نقص من أجل الزينة، بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمراً مع الجسم، وبما يبدو منه أنه كان في أصل الخلقة هكذا، فإنه تلبیس و تغییر منہی عنه. (تکملة فتح الملهم ۱۹۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۵/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سر جری کے ذریعہ سر پر بالوں کو جمانا؟

سوال (۷۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل نوجوانوں میں گنجه پن کا مرض عام ہوتا جا رہا ہے، نو عمر اپنی خوبصورتی کو باقی رکھنے کے لئے مصنوعی بالوں کا سہارا لیتے ہیں، اس کی مختلف صورتیں ہیں:

- (۱) بالوں کو ٹوپی کی شکل میں استعمال کرتے ہیں یعنی بوقتِ ضرورت اتار بھی لیتے ہیں۔
- (۲) سر پر مصنوعی بال لگا کر ایک سیال مادہ (دوا) سر پر ڈال دیا جاتا ہے، جو جھلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور مصنوعی بالوں کو پکڑ لیتا ہے، یہ مخصوص اسپتالوں میں چند میسٹ کرنے کے بعد کیا

جاتا ہے اور سر پر مستقل طور پر یہ مصنوعی بال قائم رہتے ہیں۔

(۳) انسان کی اپنی اصل کھال میں ہی بالوں کو سرجری کے ذریعہ جڑا جاتا ہے، یہ اُس وقت ہوتا ہے جب کچھ بال سر پر باقی رہ گئے ہوں، میڈیکل کی اصطلاح میں ان تینوں شکلوں کے مختلف نام ہیں جو ذہن میں نہیں، بہر حال وضو کے اندر سر پر مسح کا مسئلہ درپیش ہے، پہلی صورت میں تو کوئی پریشانی نہیں ہے؛ البتہ دوسری اور تیسری صورت میں کیا مسئلہ ہوگا؟ ہمارے یہاں بہت سے نوجوان ان طریقوں کو اپنا رہے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مردوں کے لئے محض اپنی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کی خاطر مصنوعی بالوں کا استعمال خواہ انسان کے ہوں یا کسی جانور کے شرعاً پسندیدہ نہیں ہے؛ لیکن اس کے باوجود اگر کسی نے مصنوعی بال لگائے تو اگر وہ بال بآسانی علیحدہ ہو سکتے ہوں، جیسا کہ پہلی صورت میں لکھا گیا ہے، تو اُن کو نکالے بغیر سر کا مسح درست نہ ہوگا، اور اگر اُن بالوں کو مستقل طور پر سر کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہو، جیسا کہ دوسری اور تیسری صورت میں ہے کہ جراحی (آپریشن) کے بغیر اُن کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو اُن کی حیثیت اصل عضو کی ہوگی اور اُن پر مسح کر لینے سے سر کا مسح درست ہو جائے گا۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۸۷۱-۸۸)

ولو شدها بالفضة لا يكره بالإجماع. وكذا لو جدد أنفه فاتخذ أنفا من ذهب لا يكره بالاتفاق. (بدائع الصنائع ۶/۴۳۱ زکریا)

ولا يشد منه المتحرک بذهب بل بفضة، وجوزهما محمد ويتخذ أنفا منه. (الدر المختار مع الشامی ۵۲۱/۹ زکریا)

عن عرفة بن أسعد قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفا من ورق فأتنت علي، فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أتخذ أنفا من ذهب. (سنن الترمذی ۳۰۶۱، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۳/۵، سنن النسائي ۲۸۵/۲)

وقد روي عن غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب، وفي هذا الحديث حجة لهم. (سنن الترمذي ۳۰۷/۱)

عن حماد بن سليمان الكوفي قال: رأيت مغيرة بن عبد الله قد شد أسنانه بالذهب فذكر ذلك لإبراهيم، فقال: لا بأس به. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۳/۵)

والحاصل أن كل ما يفعل في الجسم من زيادة أو نقص من أصل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمراً مع الجسم، وبما يبدو منه أنه كان في أصل الخلقة هكذا، فإنه تلبیس و تغییر منہی عنہ۔ (تکملة فتح الملهم ۱۹۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۶/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سر کے پچھلے حصے کے بال اُکھاڑ کر بطور علاج درمیانی حصہ میں لگانا؟

سوال (۷۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل بال گرنے کی بیماری عام ہوتی جا رہی ہے، بچے جوان سب ہی کے بال گر رہے ہیں، ہمارے یہاں ایک علاج نکلا ہے کہ آدمی کے سر کے پچھلے حصہ کے بال پیچھے سے نکال کر بیچ کے حصہ میں لگاتے ہیں، اور اس طرح کرنے سے بیچ کے حصہ میں بال اُگنا شروع ہو جاتے ہیں، تو اس طرح اپنے ہی سر کے بال پیچھے سے آگے لگوانا درست ہے یا نہیں؟ اسی طرح کسی اور کے بال لگوانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گنجے پن کے عیب کو دور کرنے کے لئے اگر اپنے پیچھے کے بال آگے کے حصہ میں لگوائیں تو گنجائش نکل سکتی ہے؛ لیکن محض بال گرنے کے لئے اس تکلف کی ضرورت نہیں، اور کسی غیر کے بال لگانے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ (خواتین کے بناؤ سنگھار کے شرعی احکام ۵۸)

المستفاد: وأما قطع الإصباح الزائدة، ونحوه؛ فإنه ليس تغييراً لخلق الله وأنه من قبيل إزالة عيب ومرض فأجازه أكثر العلماء. (حكمة فتح الملهم ۱۹۵/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۲/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا بذریعہ آپریشن پستان چھانٹنا؟

سوال (۷۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی عورت کے لئے آپریشن کے ذریعہ اپنی پستان چھانٹنا درست ہے یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورت کے لئے اپنا پستان چھانٹنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی ہے، جو قطعاً حرام ہے، قرآن کریم میں اُسے شیطانی عمل قرار دیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۶/۱۸)

قال الله تعالى: ﴿وَلَا ضَلَالَنَّهُمْ وَلَا مَنِيْنَهُمْ وَلَا مَرْئِيْنَهُمْ فَلْيُبَيِّنَنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْئِيْنَهُمْ فَلْيَغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۱۱۹]

قال القرطبي في تفسير هذه الآية: اختلف العلماء في هذا التغيير إلى ما إذا يرجع، فقالت طائفة: هو الخصاء وفقء العين، وقطع الآذان. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ۲۵۰/۱۵ بیروت)

وقال العلامة الآلوسی: قوله تعالى: ﴿وَلَا مَرْئِيْنَهُمْ فَلْيَغَيِّرَنَّ﴾ متمثلین به بلا ریث ﴿خَلَقَ اللَّهُ﴾ عن نهجه صورة أو صفة، ويندرج فيه ما فعل من وفقء عين فحل الإبل إذا طال مكثه حتى بلغ نتاج نتاجه. (روح المعاني ۲۱۴/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۲/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد یا عورت کے لئے جنس تبدیل کرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۷۲۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مغربی بنگال ضلع بیربھوم کی ایک کنواری لڑکی جس کا سابق نام ریحانہ فردوسی، اور حال نام ریحانہ فردوسی آپریشن کے ذریعہ اپنے اندر جنسی تبدیلی پیدا کر لی ہے، اور اپنے آپ کو مرد ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے، ویسے اُس کی داڑھی نکل آئی ہے اور وہ داڑھی بناتی ہے، مونچھ بھی نکل آئی، مردانہ لباس پہن رہی ہے، آواز بھی مرد کی طرح ہو گئی ہے؛ البتہ زیر ناف کے عضو مخصوص کی حالت کا صحیح علم نہیں ہے، گذشتہ عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لئے وہ عید گاہ بھی گئی، جس کی وجہ سے بڑا ہنگامہ ہوا، ہنگامہ کی خبر مقامی روزنامہ میں شائع ہوئی تھی، مسلم معاشرہ کا کہنا ہے کہ ہم اس کو مرد تسلیم نہیں کریں گے، اور مردوں کے ساتھ اُس کو نماز پڑھنے نہیں دیں گے۔ آپ سے چند امور دریافت طلب ہیں:

(۱) اس طرح کی جنسی تبدیلی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایسی تبدیلی کے بعد کیا عورت مرد کے اور مرد عورت کے حکم میں ہو جائے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جنس تبدیل کرنے کا عمل اسلامی شریعت میں قطعاً

حرام ہے، اس عمل کا مرتکب شخص قابل لعنت اور لائق مذمت ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال.

(صحیح البخاری ۸۷۴/۲، سنن أبی داؤد ۵۶۶/۲)

وقال النووي رحمه الله في الروضة: والصواب أن التشبه بالرجال

للنساء، وعكسه حرام. (بذل المجهود ۱۲۸/۱۲ دارالعلوم دمشق)

(۲) اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی جنسی ساخت بالکل جدا گانہ بنائی ہے، تبدیل جنس کے مروجہ

عمل سے ظاہری طور پر ممکن ہے کہ کچھ آثار میں تبدیلی ہو جائے؛ لیکن اندرونی ساخت میں اور جنسی

آلات میں حقیقی تبدیلی ناممکن ہے، جیسا کہ ماہر ڈاکٹروں کی تحقیق سے معلوم ہوا۔ بریس بنا تبدیل جنس کرانے والی عورت مرد کے حکم میں، یا مرد عورت کے حکم میں ہرگز نہیں ہو سکتا؛ البتہ ایسا شخص جس میں مردانہ اور زنانہ دونوں طرح کے آثار ظاہر ہو جائیں، تو اُس کو خنثی کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے۔

وإذا بلغ الخنثى وخرجت له لحية، أو وصل إلى النساء فهو رجل، ولو ظهر له ثدي كثدي المرأة، أو نزل له لبن في ثديه أو حاض أو حمل أو أمكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة؛ لأن هذه من علامات النساء، وإن لم يظهر إحدى هذه العلامات فهو خنثى مشكّل، وكذا إذا تعارضت هذه المعالم. (الهداية مع الفتح ۵۱۷/۱۰ بیروت، الهدایة ۶۷۷/۴ مکتبة بلال دیوبند، ۷۰/۱۴ الامین کتابستان دیوبند)

إن بلغ وخرجت له لحية، أو وصل إلى النساء فرجل، وكذا إذا احتلم من الذكر، وإن ظهر له ثدي أو لبن أو أمكن وطؤه فامرأة، وإن لم تظهر له علامة أو تعارضت فمشكّل. (کنز الدقائق مع البحر الرائق ۳۳۵/۸ زکریا فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹/۱۱/۲۴ھ

آپریشن کے ذریعہ تبدیلی جنس کے بعد کیا احکام جاری ہوں گے؟

سوال (۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی عورت آپریشن کے ذریعہ مرد بن جائے یا کوئی مرد آپریشن کے ذریعہ عورت بن جائے تو اُس پر شریعت کس کے احکام جاری کرے گی؟ اُس پر جنس کے بدل جانے کے بعد کے احکام ہوں گے یا پھر اُس کو اُس کی پرانی حالت ہی پر برقرار مان کر اُسی کے مطابق احکام لگائے جائیں گے؟ مشاہدہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تبدیلی جنس کے بعد مرد مکمل عورت اور عورت مکمل مرد نظر آتی ہے، جسمانی ساخت، وضع قطع، رہن سہن، ظاہری و اندرونی تمام تبدیلیاں ہو جاتی ہیں، پلاسٹک سرجری کے ذریعہ مرد کے اندر پائے جانے والے ORGANS عورت کے اندر اور

عورت کے اندر پائے جانے والے ORGANS مرد کے اندر TRANSFER کئے جاتے ہیں، جلد اور باہری اعضاء میں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ نزاکت، نرمی، تختی جیسی غیر معمولی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔ غرض یہ کہ اُن کو تبدیلی جنس کے بعد مکمل عورت یا مرد ظاہر کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے، اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہے، اب ایسی صورت میں کیا اُن پر تبدیلی کے بعد کے احکام لگائے جائیں گے، یا پھر اُن کو اُن کی پرانی حالت ہی پر برقرار مانا جائے گا۔

اگر اُن کو اُن کی پرانی حالت پر ہی برقرار مانتے ہوئے احکام لگائے جائیں، تو اُس میں بہت ساری مشکلات درپیش ہوں گی؛ کیوں کہ اگر کوئی مرد عورت بنتی ہے، تو اُس میں غیر معمولی تبدیلیاں ہوں گی، جیسے پستان کا ابھار عورتوں جیسا، جلد کی نزاکت، اعضاء کی نزاکت، زنا نہ لباس، لمبے بال، زینت اور شرم گاہ بھی عورت ہی کی، اور اندرونی نظام بھی عورتوں جیسا حیض، نفاس، ولادت وغیرہ۔

اگر کوئی عورت مرد بن جائے تو اُس کی ظاہری ساخت مکمل مردوں جیسی ہوگی، جیسے پستان دب جائیں گے، داڑھی، مونچھ، جلد کی تختی اور مرد کی شرم گاہ اور اس میں ایستادگی، احتلام، رغبت الی النساء وغیرہ، اب اُن کی تفصیل یہ ہے:

تبدیلی جنس کے بعد اگر پرانی حالت پر برقرار مانا جائے، تو مرد اگر عورت بن جائے تو:

(۱) اُس کا شرعی ستر کتنا ہوگا؟ کیا مردوں کی طرح ناف سے لے کر گھٹنوں تک اور باقی جسم کھلا رکھ سکے گی؟

(۲) وہ نماز کہاں ادا کرے گی؟ کیا وہ عورت کی ہیئت پر ہونے کے باوجود مسجد کی صف میں آ کر کھڑی رہے گی؟

(۳) کیا ایام حیض میں بھی اُس کو ناپاکی کے ساتھ نماز کی اجازت دی جائے گی؟

(۴) رمضان میں حیض کی حالت میں روزے ادا کرے گی یا پھر بعد میں قضا کرے گی؟

(۵) دورانِ حج احرام کونسا باندھے گی؟ مردوں والا یا عورتوں والا؟ اگر مردوں والا

باندھے گی تو تقریباً آدھے سے زیادہ جسم کھلا ہو جائے گا؟

(۶) کیا اُس کو عورت کی ہیئت ہونے کے باوجود مرد مانتے ہوئے مردوں کے اندر عام

اختلاط کی اجازت دی جائے گی؟

(۷) کیا سفر حج پر کسی مرد کے ساتھ جانے کی اجازت دی جائے گی؟

(۸) حج کے بعد حلق کرے گی یا قصر؟ حالاں کہ عورت کے لئے حلق حرام ہے؟

(۹) کیا اُس کو اُس کی پرانی حالت پر برقرار مرد ہی مانتے ہوئے کسی لڑکی کے ساتھ نکاح

کرنے کی اجازت دی جائے گی جب کہ یہ خود عورت ہے؟

(۱۰) کیا اُس کی گواہی مردوں والی ہی ہوگی؟

(۱۱) کیا اُس کو مرد مانتے ہوئے کسی مرد کے ساتھ سیر و تفریح یا سفر میں جانے کی اجازت ہوگی؟

(۱۲) اُس کے ملبوسات کس ساخت کے ہوں گے؟ مردوں والے یا پھر عورتوں والے؟

(۱۳) وہ نماز کس کی طرح ادا کرے گی؟ کیا مردوں کی طرح؟

ایسی طرح اگر عورت مرد بن جائے تو:

(۱) وہ نماز کہاں ادا کرے گا؟ مسجد میں یا گھر میں؟

(۲) اس کے نماز کی ہیئت کیا ہوگی؟ عورتوں والی یا مردوں والی؟

(۳) حالت حج میں احرام کونسا باندھے گا، عورتوں والا یا مردوں والا؟ اگر عورتوں والا

باندھے گا تو سر ڈھانپنا پڑے گا جو مرد کے حق میں جنایت ہوگی؟

(۴) کیا اُس کو عورتوں میں عام اختلاط کی اجازت ہوگی؟ جب کہ یہ مرد ہے؟

(۵) کیا مرد کی حالت پر ہونے کے باوجود اُس کو پرانی حالت کے مطابق شرعی پردہ کا پابند

کیا جائے گا؟

(۶) کیا اُس کو پرانی حالت پر برقرار مانتے ہوئے کسی مرد کے ساتھ نکاح کی اجازت دی

جائے گی جب کہ یہ خود مرد ہے؟

- (۷) کیا اُس کو عورتوں کا وہ ستر جو عورتوں کیلئے دیکھنا جائز ہے، دیکھنے کی اجازت ہوگی؟
- (۸) کیا اُس کو ریشم، ہونا، چاندی کے زیورات پہننے کی اجازت ہوگی؟
- (۹) کیا اُس پر جمعہ و عیدین واجب نہ ہوں گے؟
- (۱۰) اُس کے ملبوسات کس ساخت کے ہوں گے؟ زنا نہ یا مردانہ؟
- (۱۱) کیا اُس کو مرد کی حالت میں ہونے کے باوجود پرانی حالت کی وجہ سے زینت اختیار کرنے کی اجازت ہوگی؟

(۱۲) اُس سے پیدا ہونے والے بچہ کا یہ باپ کہلائے گا یا کچھ اور؟

ان تمام صورتوں کے اندر کیا حل نکالا جائے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی مرد یا عورت کا اپنی جنس تبدیل کرنے کی کوشش کرنا قطعاً حرام اور قابل لعنت عمل ہے، احادیث شریفہ میں ایسے مردوں اور عورتوں پر سخت لعنت آئی ہے، جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے والے ہوں، یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ معتبر اور ماہر ڈاکٹروں سے تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوئی کہ مکمل طور پر مرد یا عورت کی جنس کی تبدیلی قطعاً ناممکن ہے، یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ جنس کی تبدیلی سے مرد میں قوتِ ولادت و رضاعت پیدا ہو جائے یا عورت میں قوتِ رجولیت پیدا ہو جائے۔ اسی طرح اعضاء جنسیہ میں بھی ھقیقۃً تبدیلی ناممکن ہے؛ البتہ بعض آثار میں تبدیلی ہو سکتی ہے، مثلاً عورت کے چہرے پر بال نکل آئیں یا مرد کے سینہ میں ابھار آجائے یا آواز میں لزوجت آجائے وغیرہ۔ بریں بناءً تبدیلی سے متعلق جو سوالات آپ نے قائم کئے ہیں، وہ سب فرضی اور مہمل ہیں، مسئلہ کا اصل حکم یہ ہے کہ تبدیلی جنس کے بعد جس شخص میں جو صفات غالب ہوں، اُس کا شمار اُسی جنس سے ہوگا یعنی مرد کی علامتیں ہیں تو مرد ہے گا اور عورت کی علامتیں ہیں تو عورت رہے گی، اور اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت، تو اُس کا حکم خنثی مشکل کے درجہ میں ہوگا، اُس کو عام نمازیوں

کے ساتھ کھڑا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ بچوں کی صف کے بعد اور عورتوں کی صف سے پہلے الگ صف میں کھڑا کیا جائے گا۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري ۸۷۴/۲، سنن أبي داود ۵۶۶/۲)

فإن بلغ وخرجت له لحية أو وصل إلى النساء فرجل وكذا إذا احتلم من الذكر؛ لأن هذه من علامة الذكر، وإن ظهر له ثدي أو لبن أو أمكن وطؤه فامرأة؛ لأن هذه من علامات النساء، وإن لم تظهر له علامة أو تعارضت فمشكل لعدم ما يوجب الترجيح، فيقف بين صف الرجال والنساء. (البحر الرائق ۴۷۲/۸، كرتبه، ۳۳۵/۸، زكريا)

فإن بلغ وجامع بذكره فهو رجل، وكذا إذا لم يجامع بذكره ولكن خرجت لحيته فهو رجل، وكذا إذا احتلم كما يحتلم الرجل أو كان له ثدي مستو، ولو ظهر له ثدي كثدي المرأة أو نزل له لبن في ثدييه أو حاض أو حبل أو أمكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة، وإن لم تظهر إحدى هذه العلامات فهو خنثى مشكل، وكذا إذا تعارضت هذه المعالم. (الفتاوى الهندية ۴۳۸/۶، هكنا في الدر المختار مع الشامى ۴۶۱۰-۴۷-۴۷۶، زكريا، ۳۵۳/۶، كراچی)

إنما يعرف ذلك بالعلامة، وعلامة الذكورة بعد البلوغ نبات اللحية وإمكان الوصول إلى النساء وعلامة الأنوثة في الكبر نهود ثديين كثدي المرأة ونزول اللبن في ثدييه والحيض والحبل وإمكان الوصول إليه من فرجها، فكانت علامة صالحة للفصل بين الذكر والأنثى، وأما حكم الوقوف في الصفوف في الصلوة؛ فإنه يقف بعد صف الرجال والصبيان قبل صف النساء احتياطاً. (بدائع

وفي الصلاة يقدم قدام النساء وخلف الرجال، فإن قام في صف النساء، قال: أحب إلي أن يعيد صلاته فإن قام في صف الرجال فإن صلاته تامة ويعيد الذي عن يمينه وعن يساره والذي خلفه بحذائه. (الفتاوى الساترخانية ۹۷/۲۰-۱۹۸۱ رقم: ۳۱-۳۲-۳۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تبدیلی جنس کر کے ہیچڑا بننا اور اِغلام بازی کرنا؟

سوال (۷۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے علاقہ حسن پور میں ہیچڑوں نامرد قسم کے لڑکوں کا بہت زور ہے، اور وہ کھلے عام بے حیائی اور اِغلام بازی میں ملوث ہیں، اگر کوئی شریف آدمی اُن کو اس فعل بد سے روکتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جیسا بنایا ہم ویسے ہی بن گئے، اصل ذمہ دار تو اللہ ہے؛ کیوں کہ اُس نے ہمارے اندر مردانی روح کے بجائے زنانی روح کیوں رکھی ہے؟ اور کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں صفہ چبوترہ پر بھی ہیچڑے قسم کے لوگ رہتے ہیں، جن کے نہ داڑھی ہے اور نہ مونچھیں ہیں، اور فقہ کی کتابوں میں ہمارے بارے میں بھی مسئلے لکھے ہوئے ہیں، مگر اس کے برخلاف اور لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ نے تو اچھا خاصا مرد بنایا تھا، مگر انہوں نے خود ہی اپنی حالت تبدیل کر لی ہے، اور یہ لوگ خود ہی ذمہ دار ہیں، اور اُن کو گناہوں کی سزا ضرور ملے گی، اور یہ سب کافر ہیں، جن کا کوئی مذہب نہیں ہے، ہاں اللہ نے جانوروں میں تو ضرور ہیچڑے قسم کے پیدا کردئے ہیں، مگر انسانوں میں نہیں؛ لہذا آپ حضرات سے التماس ہے کہ آپ ہی صحیح بات سے آگاہ کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر کچھ لوگوں

کو مخنث پیدا کیا ہے، اُن کے احکامات کتب فقہ میں موجود ہیں، مگر اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ اس کی

وجہ سے کھلے عام فحاشی اور بد فعلی وغیرہ جیسے خطرناک گناہ کئے جائیں، اللہ تعالیٰ نے کلی طور پر سب کو بد فعلی سے روکا ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً﴾ [بنی اسرائیل، جزء آیت: ۱۵]
 اس کے برخلاف اس زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک صحیح
 وسالم مرد بنایا تھا، مگر وہ کسی طرح منہ بن گئے، یہ ظلم بالائے ظلم ہے، اللہ کی تخلیق میں اس طرح کی
 تبدیلی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ بلکہ بہت ہی سخت گناہ ہے، جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی ہے، اُس
 کو حلال کرنا اسلام سے نکال دیتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۳۲/۲ میرٹھ)

قال الله تعالى: ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ [الروم، جزء آیت: ۳۰]
 عن ابن عباس رضي الله عنه قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم
 المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري
 ۸۷۴/۲، سنن أبي داود ۵۶۶/۲)

من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب يكفر. (طحطاوي ۷۴، ترجمہ شیخ الہند
 ۱۲۷، هكذا في المحيط البرهاني ۱۸۱/۷ بیروت)

استحلال الحرام كفور. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني ۲۰۶/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۱۹ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انسان کے فضلات اور اعضاء کو بطور علاج استعمال کرنا؟

سوال (۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
 میں کہ: کتاب حیاۃ الحيوان جلد اول میں انسانی طبی فوائد کے تحت حکیم جالینوس اور دوسرے حکماء
 کے حوالوں سے پاخانہ، پیشاب، حیض، عورتوں کا دودھ، شراب وغیرہ کے استعمال کے بارے میں
 بہت سے فوائد نقل کئے ہیں۔ کیا ان چیزوں کے استعمال کی شرعاً گنجائش ہے، انسانی کھوپڑی، بچے
 کا دانت، عورت کے بالوں کے بارے میں بھی اسی طرح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آدمی کے فضلات اور اعضاء سے علاج و معالجہ کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

الانتفاع بأجزاء الأدمي لم يجز، قيل: للنجاسة، وقيل: لكرامة، هو

الصحيح. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ۴۱۵/۳۵)

وحرمة الانتفاع بأجزاء الأدمي لكرامته. (الهداية ۴۰۱/۱ مكبہ بلال دیوبند)

ہاں اگر اضطراری حالت ہو تو حکم الگ ہے، حیاتہ الحیوان میں جو طبی فوائد لکھے ہیں اُن پر محض شوقیہ اور تجربہ کی خاطر عمل کی اجازت نہیں ہے۔

كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو

مغلظ كالغائط والبول والمنى والمذي والودي وكذا دم الحيض والنفاس

والاستحاضة. (الفتاوى الهندية / كتاب الطهارة ۴۶۱/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱/۲۵ھ



ختنہ کے مسائل

اسلام میں ختنہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اُس کا کیا حکم ہے؟

سوال (۷۲۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اسلام میں ختنہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور کب سے ختنہ رائج ہے؟ کیا ختنہ کرنا سنت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مردوں کے لئے ختنہ کرنا شرعاً سنت مؤکدہ ہے، سب

سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ختنہ خود اپنے ہاتھوں سے ۲۰ سال کی عمر میں فرمائی، اور عربوں میں بھی یہ سنت ابراہیمی رائج رہی؛ تا آن کہ جب اسلام آیا تو اُس نے بھی اس سنت پر اُنہیں برقرار رکھا، اور اُسے مذہبی شعائر میں شامل فرمایا۔

قال القرطبي: وفي المؤطا وغيره: عن يحيى بن سعيد أنه سمع سعيد بن

المسيب رحمه الله تعالى يقول: إبراهيم عليه السلام أول من اختتن الخ. (تفسير

ابن كثير، البقرة: ۱۲۴، ۲۲۹/۱ مکتبہ دار السلام ریاض)

إن إبراهيم عليه السلام أول من اختتن وهو ابن عشرين ومائة، واختتن

بالقدم الخ. (فتح الباري، كتاب الاستيذان / باب الختان بعد الكبر ۸۸۷۱ بیروت)

وقد ثبت لإبراهيم عليه السلام أوليات أخرى كثيرة: منها: أنه أول من

ضاف الضيف، وقص الشارب واختتن، ورأى الشيب وغير ذلك بأدلة في

كتابي: إقامة الدلائل على معرفة الأوائل الخ. (فتح الباري، كتاب أحاديث الأنبياء / باب

قول الله تعالى: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ ۷۱/۶ دار السلام ریاض، ۳۹۰/۶ مکتبہ الرياض الحديثية)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الفطرة خمس: الختان، والاستحداد، ونتف الإبط، وقص الشارب، وتقليم الأظفار. (صحيح البخاري ۹۳۱/۲ رقم: ۶۰۵۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اختتن إبراهيم النبي صلى الله عليه وسلم، وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم. (صحيح البخاري ۷۳/۱ رقم: ۳۲۴۶)

من السنة: الختان، وبه قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس / باب الترحل، الفصل الأول رقم: ۴۴۲۰ رشیدیہ، ۲۸۸/۸ المکتبۃ الأشرفیہ دیوبند)

قال الحصكفي رحمه الله تعالى: والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر، وهو من شعائر الإسلام. (الدر المختار، كتاب العتني / مسائل شتى ۷۵۱/۶ كراچی، ۴۸۰/۱۰ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب العتني / مسائل شتى ۷۴۴/۲ دار إحياء التراث العربي بيروت) الختان، قيل: إنه سنة، وهو الصحيح، كذا في الغرائب. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع في الختان الخ ۳۵۷/۵ زكريا) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۳/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختنہ کرنے کے لئے شرم گاہ پر پان یا کاغذ رکھ کر کاٹنا؟

سوال (۷۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکے کا نیند کی حالت میں اپنے آپ ختنہ ہو گیا، جس طرح ختنہ کرتے ہیں، بالکل اسی طرح ہو گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذکر پر پان یا کاغذ کاٹنا ہوگا یعنی ذکر پر کاغذ پان رکھ کر کاٹنا ہوگا، ورنہ ختنہ ادا نہ ہوگا، اور سنت بھی ادا نہ ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بر تقدیر صحت واقعہ جب مذکورہ بچے کی ختنہ ہو گئی، اب

دوبارہ ختنہ کرانے کی ضرورت نہیں، اور بوقتِ ختنہ ذکر پر پان یا کاغذ وغیرہ کو رکھ کر کاٹنے کی رسم بے اصل اور بے بنیاد ہے، جس کا ترک کرنا لازم اور ضروری ہے۔

صبي حشفته ظاهرة بحيث لو راه إنسان ظنه مختوناً، ولا تقطع جلدة ذكره إلا بتشديد آلمه، ترك على حاله كشيخ أسلم. وقال أهل النظر: لا يطيق الختان، ترك أيضاً والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر، هو من شعائر الإسلام. (الدر المختار مع الشامي / مسائل شتى ۷۵۱/۶ کراچی)

وفي صلاة النوازل: الصبي إذا لم يختن ولا يمكن أن يمدّ جلده لتقطع إلا بتشديد، وحشفته ظاهرة، إذا رآه إنسان يراه كأنه ختن، ينظر إليه الثقات وأهل البصر من الحجاجين، فإن قالوا: هو على خلاف ما يمكن الاختتان؛ فإنه لا يشدد عليه ويترك، كذا في الذخيرة. الشيخ الضعيف إذا أسلم ولا يطيق الختان إن قال أهل البصر: لا يطيق يترك؛ لأن ترك الواجب بالعذر جائز فترك السنة أولى، كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان ۳۵۷/۵ زکریا، وکذا فی مجمع الأنهر، کتاب الختنی / مسائل شتى ۷۴۴/۲ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۴۹۰/۴ مكة المكرمة، وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الحظر والإباحة / فصل في الختان ۴۰۹/۳ زکریا)

ولسد مختوناً أو شق عليه الختان وعرفه الحجاجون ترك. (الفتاوى البرازية على هامش الهندية ۳۷۳/۶ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۲۲/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختنہ کتنی عمر میں کرائیں؟

سوال (۷۸) :- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بچوں کا ختنہ کتنی عمر تک کرنا بہتر ہے، نیز اگر کسی وجہ سے بچپن میں نہ کر سکے تو بالغ ہونے کے بعد کرنا کیسا ہے؟ چوں کہ ستر عورت ضروری و لازم ہے اور بوقت ختنہ شرم گاہ پر نگاہ لازمی طور سے جاتی ہے، لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل مسئلہ کو بیان فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ختنہ بچپن میں جلد از جلد کر دینی چاہئے اور اگر بچپن

میں ختنہ نہیں کرائی گئی، تو بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا درست ہے۔ اور چوں کہ یہ اہم ضرورت ہے اس لئے ختنہ کرنے والے شخص کے لئے بقدر ضرورت اس کے ستر کو دیکھنا جائز ہے۔ (مستفاد:

امداد الفتاویٰ ۲/۲۴۶، فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۹۹، ۳۷۹/۳۷۹، امداد المفتین ۹۷۰)

ووقت الاستحباب قبلہ (أي البلوغ) والاختيار يوم السابع من بعد الولادة وقيل من يوم الولادة، فإن أخر ففي الأربعين يوماً، فإن أخر ففي السنة السابعة..... ويستحب أن لا يؤخر عن وقت الاستحباب إلا لعذر. (أوجز المسالك

۲۳۴/۶ المکبة الیحيویة سهارن فور)

ووقته غير معلوم وقيل سبع سنين، كذا في الملتقى، وقيل: عشر. وقيل: أقصاه اثنا عشرة سنة، وقيل: العبرة بطاقته وهو الأشبه، وقال أبو حنيفة: لا علم لي بوقته ولم يرد عنهما فيه شيء؛ فلذا اختلف المشايخ فيه. (الدر المختار مع الرد المحتار/ كتاب الحظر والإباحة ۷۵۱/۶ دار الفكر بیروت، ۸۰/۱۰ زکریا)

ووقت الختان غير معلوم عند الإمام؛ فإنه قال: لا علم لي بوقته. ولم يرو عنهما فيه شيء، وقيل: سبع سنين، وقيل: لا تختن حتى يبلغ، وقيل: أقصاه اثني عشرة سنة، وقيل: تسع سنين، وقيل: وقته عشر سنين؛ لأنه يؤمر بالصلاة إلا بلغ عشرًا اعتبارًا أو تخلقًا، فيحتاج إلى الختان؛ لأنه شرع للطهارة. وقيل: إن كان قويًا يطيق ألم الختان ختن وإلا فلا، وهو أشبه بالفقه. (مجمع الأنهر، كتاب العتني/

مسائل شتی ۷۴۴/۲ دار إحياء التراث العربي بیروت، ۴۹۰/۴ - ۴۹۱ مکة المکرمه

قوله: سبع سنين: لأنه يؤمر بالصلاة إذا بلغها، فيؤمر بالختان حتى يكون أبلغ في التنظيف، قاله في الكافي: زاد في خزانة الأكمل: وإن كان أصغر منه فحسن، وإن كان فوق ذلك قليلاً، فلا بأس به. وقيل: لا يختن حتى بلغ؛ لأنه للطهارة، ولا تجب عليه قبله. قوله: وقيل: عشر؛ لأنه يضرب على الصلاة إذا بلغ عشرًا اعتيادًا. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الخشني/ مسائل شتی ۳۶۱/۴ دار المعرفة بیروت، وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية/ نوع في السلام ۳۴۱/۴ لاهور)

ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة إذا الضرورات تنقذر بقدرها، وكذا نظر قابلة وختان. (الدر المختار مع الشامی ۵۳۳/۹ زکریا، وكذا في الزبازية ۳۷۲/۶) فلا بأس أن ينظر الرجل من الرجل إلى موضع الختان ليختنه ويداويه بعد الختن. (بدائع الصنائع ۲۹۸/۴ زکریا)

وكذا للسحجام أن ينظر إلى فرج البالغ عند الختان. (فتاوى قاضي خان على الهندية ۴۰۹/۳، ومثله في العناية مع الفتح ۲۷/۱۰ بیروت، وفي الهداية أيضًا ۴۵۹/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۷/۱۲ھ

بالغ نو مسلم کا ختنہ کرانا؟

سوال (۷۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بالغ نو مسلم کی ختنہ کرانا بھی ضروری ہے، حالانکہ ستر کا چھپانا فرض ہے، اگر ختنہ ضروری ہے تو پھر اُس کی کیا شکل ہونی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بالغ نو مسلم کی ختنہ کرانا بہتر ہے، اور ضرورت کی وجہ

سے ڈاکٹر کا شرم گاہ کو دیکھنا درست ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
اختتن إبراهيم النبي صلى الله عليه وسلم، وهو ابن ثمانين سنة بالقدم. (صحیح
البحاری ۴۷۳/۱ رقم: ۳۲۴۶)

وذكر الكرخي في الجامع الصغير: ويختنه الحمامي. (الفتاوى الهندية
۳۵۷/۵، كفايت المفتی ۲۹۴/۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۲۸
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ)



استقاطِ حمل اور نس بندی

ضبطِ تولید کے متعلق اسلامی حکم؟

سوال (۷۳۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ضبطِ تولید کے متعلق اسلام میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فی الجملہ ضبطِ تولید کا جذبہ اسلامی نظریہ اور منشاء کے

خلاف ہے، شریعت اسلامی اُمت کی کثرت اور تواجد و تناسل کی ترغیب دیتی ہے۔

عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه

وسلم، فقال: الثالثة، فقال: تزوجوا الودود الودود؛ فإني مكاثر بكم الأمم.

(سنن أبي داود، كتاب النكاح / باب في تزويج الأبكار ۲۸۰/۱ رقم: ۲۰۵۰ دار الفکر بیروت، سنن النسائی

۵۹/۲ رقم: ۳۲۲۷ دار الفکر بیروت)

یعنی زیادہ جننے والی اور ٹوٹ کر محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو؛ کیوں کہ میں

تمہارے ذریعہ دیگر اُمتوں پر کثرت کا اظہار کروں گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مجبوری میں ضبطِ تولید کی کون سی شکل جائز ہے؟

سوال (۷۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ضبطِ تولید کی اگر اسلام میں گنجائش ہے تو اُس کی شکل کس طرح ہوگی؟ (۱) مرد کی نس بندی۔

- (۲) عورت کی نس بندی، مذکورہ دونوں مؤقتاً ہوتی ہیں، وقت ضرورت اس نس کو کھلوا یا جاسکتا ہے۔
- (۳) کا پرٹی بہ لیک T کی شکل کا آلہ ہے، جو عورت کے اندام نہانی میں فٹ کر دیا جاتا ہے، جس کی مدت دو چار یا پانچ سال ہوتی ہے، جس کے ہوتے ہوئے استقرار حمل نہیں ہوتا۔ (۴) آپریشن کر کے عورت کے رحم کو نکال دینا۔ (۵) عزل یعنی فرج سے باہر انزال۔ (۶) نرودھ (کندوم)۔ (۷) مانع حمل ادویہ جو گولیوں کی شکل میں ہوتی ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر ضبط تولید اسلام میں منع ہے، اور عذر میں بھی کوئی ایسی صورت اپنانا قطعاً حرام ہے جس سے قوت تولید بالکلیہ ختم ہو جائے۔ مثلاً رحم (بچہ دانی) نکال دینا یا حتیٰ نس بندی کر دینا وغیرہ۔

فإن الاختصاء في الادمي حرام. (عمدة القاري ۷۲/۲۰)

ہاں کسی واقعی عذر، بیماری، شدید کمزوری یا دوسرے بچہ کو خطرہ جیسی صورتوں میں بضرورت ایسی مانع حمل تدبیروں کو اپنانے کی گنجائش ہے جو وقتی ہوں اور جب چاہیں انہیں ترک کر کے توالد و تناسل کا سلسلہ جاری کیا جاسکتا ہو، ایسی تدبیریں عزل کے حکم میں ہیں۔

والذي عليه الجمهور والفقهاء أن العزل جائز على شروط. (الهندية ۳۳۵/۱)

عن الخانية والكمال أنها يجوز لها سد فم رحمها كما يفعلها النساء.

(شامی ۱۷۶/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ کی تربیت اور نشوونما کی غرض سے مانع حمل کا استعمال؟

سوال (۷۳۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عام حالات تو یہ ہیں کہ ولادت کے بعد نفاس سے فارغ ہوتے ہی استقرار اکثر ہو جاتا

ہے، نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ ہر سال ایک بچہ ہو جاتا ہے، ماں پہلے بچہ کو سنبھال نہیں پاتی کہ دوسرا پھر تیسرا اور پھر یہ سلسلہ دس بارہ پر جا کر رکتا ہے، پھر بچے بڑے ہونے شروع ہوتے ہیں، تو اُن کی تعلیم کے مسائل و مسائل کی کمی تعلیم کے لئے مانع ہوتی ہے، بچے مزدوری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، اولاد کی کثرت کی بناء پر والدین بھی اُن کی پوری نگرانی نہیں کر پاتے، اس طرح ایک قابل باپ کی اولاد غلط راستہ پر چل پڑتی ہے، اور نتیجہ خاندان کی بربادی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور اگر اس کے اصل سبب پر غور کیا جائے تو صرف ایک وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر فیملی چھوٹی ہوتی تو ایسا نہ ہوتا، یہ بات بھی ہے کہ چھوٹی فیملی میں بھی اس طرح کے بگاڑ آتے ہیں، مگر بڑی فیملی کے مقابلہ میں اس کی شرح کم ہے۔

براہ کرم ان مذکورہ باتوں کو اسلام کے خلاف ذہنیت یا جدت پسندی پر نہ محمول کیا جائے؛ بلکہ کھلے ذہن سے بغیر تنقید کے حقیقت پسندانہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں، ایسا حوالہ نہ دیا جائے کہ اس بات کی وضاحت کے لئے فلاں کتاب پڑھو؛ بلکہ حتی الامکان تحریری جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہدایت و ضلالت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، باقی بچہ کی تربیت اور نشو و نما کی ضرورت سے اولاد کے مابین وقفہ رکھنے کے عارضی مانع حمل تدابیر اپنائی جاسکتی ہیں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۷)

قیل: ذلک لا یدل علی حرمة العزل؛ بل علی کراہتہ، إذ لیس فی معنی الوأد الخفی؛ لأنہ لیس فیہ إزهاق الروح؛ بل یشبہہ. (مرقاۃ المفاتیح / باب المباشرة ۳۴۷/۶، رشیدیہ، ۲۳۸/۶، المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر اور بیوی دونوں کا حمل نہ ٹھہرانے کا انتظام کرنا؟

سوال (۷۳۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شوہر اور بیوی دونوں حمل نہ ٹھہرانے کا انتظام کریں، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر اور بیوی کا دوا یا کسی اور جائز تدبیر کے ذریعہ حمل

نہ ٹھہرنے کا انتظام کرنا اگر عورت کی کمزوری یا بچہ کی کمزوری کی وجہ سے ہو تو مباح ہے، لیکن کثرت

اولاد یا رزق کی تنگی کے خوف سے ایسا کرنا جائز نہیں، اور کسی کا ایسا عمل بھی جائز نہیں جس سے توالد

اور تناسل کا سلسلہ دائمی طور پر منقطع ہو جائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۷)

ويعزل عن الحرة ياذنها لكن في الخانية أنه يباح في زماننا لفساده. الدر

المختار مع الشامی ۳۳۵/۴ زکریا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱۲/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حمل کو روکنے والی چیزوں کا حکم؟

سوال (۷۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: فیملی پلاننگ کے لئے جو چیزیں استعمال کی جاتی ہیں وہ جائز ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دائمی طور پر قطع نسل کی تو قطعاً اجازت نہیں ہے، اور وقتی

طور پر مانع حمل ذرائع کا استعمال صرف اعذار (مثلاً: عورت کا سخت بیمار یا کمزور ہونا وغیرہ) کی

صورت میں جائز ہے، بلا عذر اجازت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱۲/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مانع حمل ادویہ استعمال کرنے کیا حکم ہے؟

سوال (۷۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مانع حمل ادویہ اور اشیاء کا استعمال شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر عورت کمزور ہو اور حمل کی وجہ سے عورت کی جان کا یا

بچے کی ہلاکت کا اندیشہ قوی ہو، تو بوجہ ضرورت عارضی وسائل منع حمل اختیار کرنے کی گنجائش ہے؛

لیکن ایسا کوئی طریقہ اختیار کرنا حرام ہے جس سے قوت تولید ختم ہو جائے، جیسے نس بندی اور خصاء

وغیرہ۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲/۲۳۳)

خصاء بنی آدم حرام بالاتفاق. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب التاسع عشر

فی الحنن ۳۵۷/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۷/۱۴۱۱ھ

مانع حمل گولی کھانا؟

سوال (۷۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک قسم کی گولی نکلی ہے، جس کو عورت حیض کی مدت ختم ہونے کے بعد کھاتی ہے، جس سے

حمل نہیں ٹھہرتا ہے، کیا ایسی گولی کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر ایسی مانع حمل گولی کھانے کی اجازت نہیں ہے،

اگر عذر ہو، مثلاً کمزوری وغیرہ ہو تو گنجائش ہے۔

عن ابن محیریز قال: دخلت المسجد فرأيت أبا سعيد الخدري رضي

الله عنه فجلست إليه، فسألته عن العزل؟ فقال أبو سعيد الخدري: خرجنا مع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوہ بنی المصطلق فأصبنا سبیاً من سبی العرب، فاشتہینا النساء، واشتدت علينا العُربة وأحببنا الفداء، فأردنا أن نعزل، فقلنا: نعزل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین أظهرنا قبل أن نسأله، فسألناه عن ذلك، فقال: ما علیکم أن لا تفعلوا ما من نسمة كائنة إلى يوم القيامة إلا وهي كائنة. (الموطأ للإمام مالك، بتحقيق: المحدث الكبير الأعظمي ۸۵۷/۴ رقم: ۲۲۰۶)

فلا أقل من أن يلحقها إثم وهذا لو بلا عذر. (شامی ۳۷۴/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۳/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی اجازت سے عزل کرنا یا مانع حمل دوا کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عزل کرنا؛ تاکہ حمل نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور مانع حمل دوائیں عزل کے قائم مقام ہیں، تو کیا عزل کے جائز ہونے کی صورت میں مانع حمل دوائیں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا ضرورت شرعیہ کوئی بھی مانع حمل تدبیر (خواہ عزل ہو

یا مانع حمل دوائیں) اختیار کرنا جائز نہیں ہے، معقول عذر ہونے کی صورت میں بیوی کی اجازت سے موانع حمل تدابیر اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۱، ۹۷۵، امداد الفتاویٰ ۳/۲۰۳، فتاویٰ

محمودیہ ۶/۳۷، احیاء العلوم ۱/۲۷۱)

عن الخانية والكمال: أنه يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء.

(شامی ۳۳۶/۴ زکریا)

قالوا: يباح لها أن تعالج في استئزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة

ولم يخلق له عضو. (شامی ۵/۶۱ زکریا)

فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر. (شامي ۳۳۶/۴ زکریا)

ثم نقل ما مر عن الخانية من قولهم بإباحة العزل لسوء الزمان، وقال: وعلى

هذا فيباح لها سده. (منحة العائق على البحر الرائق ۲۰۰/۳ پاکستان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۱۲/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیاری اور مجبوری کی حالت میں اسقاطِ حمل یا مانع حمل دوا کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج سے سات سال پہلے ہماری شادی ہوئی تھی، دو سال تک کوئی بچہ نہیں ہوا تھا، اس کے بعد ہماری بیوی حمل سے ہوگئی پھر تین ماہ کا بچہ ضائع ہو گیا، پھر دو سال بعد حمل قرار پا گیا پھر ۶ ماہ کا بچہ ضائع ہو گیا، پھر ایک سال بعد حمل سے ہوگئی تو یہ تیسری بار ماشاء اللہ بچہ پیدا ہوا، اس کے بعد ہم دونوں میاں بیوی یہ چاہتے ہیں کہ کچھ سالوں تک بچہ نہ ہو؛ لیکن دو ماہ بعد پھر حمل ٹھہر گیا، یعنی اس سال پھر فروری میں لڑکا ہوا۔ آج شادی کو سات سال گزر گئے، اپنا الگ کام کر رہا ہوں، سات سال سے نقصان ہو رہا ہے یعنی ۶۰ ہزار کا قرض دار ہو گیا ہوں، یہ دونوں بچے پورے پیدا ہوئے تو پیدائش کے وقت بہت پریشان تھا۔ بہر حال چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، بیوی کی صحت بھی صحیح نہیں، میرا کوئی کاروبار بھی نہیں، تو ایسے حالات میں ہم نرودھ یا کوپٹی لگوا دیں، یہ عورت کے رحم میں نرس لگاتی ہیں یہ تین سال یا پانچ سال بعد نکال کر پھر بچہ پیدا ہو سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اعذار کی بنا پر وقتی طور پر مانع حمل طریقہ اپنانے کی

گنجائش ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۳۵۶/۵)

مجبوری کی حالت میں جب کہ ماں کو سخت تکلیف کا اندیشہ ہو تو صورتِ مسئلہ میں حمل

ضائع کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز امرأة مرضعةً ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاك وليس لأبي هذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يساح لها أن تعالج في استئزال الدم ما دام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو وخلق له لا يستبين إلا بعد مائة وعشرين يوماً. (الفتاوى الهندية، كتاب لكرامية / الباب الثامن عشر ۶/۱۰ ۳۵)

وقالوا: يساح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر ولو بلا إذن الزوج. (الدر المختار

مع الشامی / کتاب النکاح ۱۷۶۳ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا شوہر زرو دھ کا استعمال کر سکتا ہے؟

سوال (۷۳۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کتابوں میں عزل کا تذکرہ ہے، یعنی لونڈیوں کے ساتھ عزل کیا جانا ثابت ہے، تو کیا ضرورت اور مصلحت کی بنا پر وقتی طور پر زرو دھ کا استعمال شوہر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت میں قطعاً نہیں کر سکتا یا جواز کی کوئی صورت مصلحت کی خاطر نکلتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شدید بیماری اور واقعی عذر کی بنا پر عارضی طور پر منع حمل

(زرو دھ وغیرہ) استعمال کرنے کی گنجائش ہے، لیکن بلا عذر ایسا نہ کیا جائے؛ اس لئے کہ حدیث پاک میں عزل کو واخفی (خفیہ طور پر زندہ درگور کرنے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ)

عن جدامة بنت وهب أخت عكاشة رضي الله عنها قالت: حضرت

رسول الله صلى الله عليه وسلم في أناس، وهو يقول: لقد همت أن أنهي عن

الغيلة، فنظرت في الروم وفارس، فإذا هم يغيلون أولادهم فلا يضر أولادهم

ذَٰلِكَ شَيْئًا. ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعِزْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ. ﴿وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ﴾ (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب جواز الغيلة الخ ٤٦٦/١)

ويعزل عن الحرة وكذا المكاتبه نهر بحثًا بإذنها. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل ١٧٥/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٠٠/٣، مجمع الأنهر ٥٣٨/١ دار الكتب العلمية بيروت)

العزل ليس بمكروهٍ برضا امرأته الحرة أو برضا مولی امرأته الأمة. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب النکاح / الباب التاسع في نكاح الرقيق ٣٣٥/١ زکریا، الہدایہ، کتاب الطلاق / باب نكاح الرقيق ٣٤٢/٢ مكتبة شركة علمية ملتان، وكذا في زاد المعاد لابن قيم الجوزية / فصل في حكمه صلى الله عليه وسلم في العزل ٩٧٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء. (شامي ٣٣٦/٤ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ٣٥٦/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

فيإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر أو أنها لا تأثم إثم القتل. (شامي ٣٣٦/٤ زکریا، ١٧٦/٣ كراچی)

قیل: ذَٰلِكَ لَا يَدُلُّ عَلَى حُرْمَةِ الْعِزْلِ؛ بَلْ عَلَى كَرَاهَتِهِ؛ إِذْ لَيْسَ فِي مَعْنَى الْوَأْدِ الْخَفِيِّ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ إِزْهَاقُ الرُّوحِ؛ بَلْ يَشْبَهُهُ. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح / باب المباشرة ٣٤٧/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۸/۱۸ھ

بیوی کی کمزوری کی وجہ سے نرودھ کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص کی شادی ہوئی اُن کے تین بچے ہو گئے ہیں، بیوی بہت کمزور ہے، مزید بچے

ہونے سے اُس کی زندگی خطرہ میں پڑ سکتی ہے اور اُس کا شوہر اپنی خواہش پوری کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے، اس کے لئے وہ زودھا استعمال کرتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ یا اور کوئی طریقہ کار ہو سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعۂ بیوی کمزور ہے اور بچہ کی پیدائش کا تحمل نہیں کر سکتی، تو بدرجہ مجبوری ایسی چیزوں کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے جن سے وقتی طور پر علوق سے بچا جاسکتا ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۱۷ ذی الحیل)

عن جدامة بنت وهب أخت عكاشة رضي الله عنها قالت: حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم في أناس، وهو يقول: لقد همت أن أنهي عن الغيلة، فنظرت في الروم وفارس، فإذا هم يغيلون أولادهم فلا يضر أولادهم ذلك شيئاً. ثم سألوه عن العزل، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ذلك الوأد الخفي. ﴿وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ﴾ (صحیح مسلم، کتاب النکاح / باب جواز الغيلة الخ ۴۶۶/۱)

قیل: ذلك لا يدل على حرمة العزل؛ بل على كراهته؛ إذ ليس في معنى الوأد الخفي؛ لأنه ليس فيه إزهاق الروح؛ بل يشبهه. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح / باب المباشرة ۳۴۷/۶ زکریا)

في الفتاوى: إن خاف من الولد السوء في الحرية، يسعه العزل بغير رضاها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله من الأعذار مسقطاً لإذنها. (رد المحتار، کتاب النکاح / باب نکاح الرقيق، مطلب في حکم العزل ۱۷۶/۳ کراچی، المحيط لبرهاني، کتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ۱۱۷/۶-۱۱۸-۱۱۹ المکبة الغفارية کوئٹہ، وکذا في الفتاوى الهندية، کتاب الکراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۶/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۲/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منع حمل کے لئے ”کاپرٹی“ کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر پیدا ہونے والے بچہ کو ماں کی بیماری لگ جانے کا اندیشہ ہو اور ماہر ڈاکٹر اس اندیشہ کا اظہار کر رہے ہوں (مسلم یا غیر مسلم) تو کیا ڈاکٹر کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ مریضہ کو بچہ نہ ہونے دینے کا کوئی بھی طریقہ جس میں ”کاپرٹی“ شامل ہے، استعمال کر سکتی ہے؟ ڈاکٹر اُس کو لگا دے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: منع حمل کی عارضی تدابیر جن میں کاپرٹی بھی شامل ہے،

کی ضرورت شدیدہ کے وقت استعمال کی گنجائش ہے۔ (حسن الفتاویٰ ۳۸/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲۶/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آپریشن سے بچے بند کرانا؟

سوال (۷۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حمیرہ خاتون تین بچوں کی ماں ہے، اور فی الحال بھی وہ چار ماہ سے حاملہ ہے، اور انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ ٹائم پورا کر رہی ہیں، پریشانی یہ ہے کہ حمل پیڑ و لیجینی سب سے نچلے حصہ میں قرار پایا ہے، جس کی وجہ سے چلنے پھرنے میں حتیٰ کہ اُٹھنے بیٹھنے میں بھی بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، مسلسل درد رہتا ہے، ساتھ ہی پیشاب بھی برابر جاری رہتا ہے، ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ وہ لیٹی رہیں، یہ صورت حال بچے کی پیدائش تک رہتی ہے، اور ہر بچے میں یہی پوزیشن ہوتی ہے، اور یہ تکلیف دوران حمل دوسری عورتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے، مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی مفید ثابت نہ ہوا، اب وہ آئندہ آپریشن کے ذریعہ بچے بند کرانا چاہتی ہے، تو کیا شرعی طور پر تکلیف اور پریشانی کو مد نظر رکھتے ہوئے اُن کو آپریشن سے بچے بند کرانا جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپریشن کرانے کی اجازت نہیں ہے، وقتی طور پر مانع

حمل ذرائع کے استعمال کی ایسی ضرورت کے حالات میں گنجائش ہے۔ (حسن الفتاویٰ ۸/۳۳۷)

عن عبد الله رضي الله عنه: كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
وليس لنا شيء، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحيح البخاري،

كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخصاء ۷۵/۹۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفكر بيروت)

قال الحافظ: نهى تحريم بلا خلاف في بني آدم. (فتح الباري، كتاب النكاح /

باب ما يكره من التبتل والخصاء ۹۷/۹۱۴ تحت رقم: ۵۰۷۵ دار الكتب العلمية بيروت)

في الفتاوى: إن خاف من الولد السوء في الحرة، يسعه العزل بغير

رضائها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله من الأعذار مسقطاً لإذنها. (رد المحتار، كتاب

النكاح / باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل ۱۷۶/۳ كراچی، وكذا في المحيط البرهاني، كتاب

الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ۱۱۶/۶ المكتبة الغفارية كوثه، وكذا في

الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۶/۵ زكريا)

قيل: ذلك لا يدل على حرمة العزل؛ بل على كراهته؛ إذ ليس في معنى

الوآد الخفي؛ لأنه ليس فيه إزهاق الروح بل يشبهه. (مرقاۃ المفاتیح، كتاب النكاح / باب

المباشرة ۳۴۷/۶ زكريا) فقط والله تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۲/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچے زیادہ ہونے کے خوف سے نس بندی کرانا؟

سوال (۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: مرد اور عورت نے اس لحاظ سے نس بندی کرالی کہ بچے زیادہ نہ ہوں، اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بچہ کی پیدائش روکنے کے لئے کوئی بھی ایسا عمل جائز نہیں ہے جس سے سلسلہ ولادت بالکلیہ منقطع ہو جائے؛ لہذا نس بندی وغیرہ کرنا قطعاً جائز نہ ہوگا اور اس عمل کا مرتکب گنہگار اور فاسق ہوگا۔

عن عبد الله رضي الله عنه: كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لنا شيء، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخصاء ۷۵۹/۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفكر بيروت)

قال الحافظ العسقلاني في شرح الحديث المذكور: والحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء، فيلحق بذلك ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري، كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخصاء ۹۷۹/۹ رقم: ۹۷۹/۹ دار المعرفة بيروت، وكذا في الفتاوى السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب القتل ۷۴ كراچی، وكذا في إحياء علوم الدين، كتاب النكاح / آداب المعاشرة ۵۱/۲ دار إحياء التراث العربي بيروت، وانظر أيضاً رد المحتار، كتاب النكاح / مطلب في حكم العزل ۱۷۵/۲ كراچی)

عن معقل بن يسار رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تزوجوا الودود والودود؛ فإنني مكاثركم بالأمم. (سنن أبي داود، كتاب النكاح / باب في تزويج الأبقار ۲۸۷/۲ رقم: ۲۰۵۰ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ۷۰/۲ رقم: ۳۲۲۷ دار الفكر بيروت)

قال في الهداية عن الإخصاء: إنه مثله فحرمه. (الهداية ۴۵۸/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے مرنے کے خوف سے نس بندی کرانا؟

سوال (۷۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک عورت ہے جس کے دو تین اولاد ہو چکی ہیں؛ لیکن خدشہ ہے کہ اگر چوتھی اولاد ہوگی تو وہ مر جائے گی، تو کیا وہ عورت اس صورت میں نس بندی یا کوئی دوا استعمال کر سکتی ہے؟ جس سے حمل ساقط ہو جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں عارضی مانع حمل تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے؛ لیکن نس بندی کرانا جائز نہیں ہے۔

الحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري شرح صحيح البخاري ۱۱/۹ بیروت)

قال ابن وهبان: إباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر. (شلمي ۳۳۶/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری محکمہ کا نوکری کی بحالی کے لئے نس بندی کی شرط لگانا؟

سوال (۷۴۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سرکار کے کسی محکمہ میں نوکری کرتا ہے اور اُس پر یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ اس ماہ کی تنخواہ جب ملے گی جب تم اپنی نس بندی کرالو، اور اگر میں نس بندی نہیں کرتا ہوں، تو میری نوکری چھوٹ جائے گی، اور چوں کہ میرے پاس دوسرا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے؛ تا کہ اُس سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کر سکوں؛ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب دیں، جس پر عمل کر سکوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی صورت میں بھی نس بندی یا کوئی بھی ایسا طریقہ

اختیار کرنا جائز نہیں ہے، جس سے سلسلہ تولید بالکلیہ ختم ہو جائے، خواہ نوکری چھوٹ جائے، اللہ تعالیٰ رازق حقیقی ہے، آپ شریعت کے مطابق عمل کریں گے، تو رزق کی راہیں خود بخود کھل جائیں گی۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۲]

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ [الذريت: ۵۸]

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ حَشِيَّةً إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ

إِنْ قَتَلْتُمْ كَانَتْ خَطْنًا كَبِيرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۳۱]

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولیس لنا شیء، فقلنا: ألا نستخصی؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحیح البخاری،

کتاب النکاح / باب ما یکره من التبتل والخصاء ۷۵۹/۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت)

فإن الاختصاص فی الاذمی حرام صغیراً أو کبیراً. (مرقاۃ المفاتیح ۴۰۲/۳)

ویحرم خصاء بنی آدم. (الفتاوی السراجیة، کتاب الحظر والإباحة / باب القتل ونحوه

۷۴ میر محمد کتب خانہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۲/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر استقرار حمل سے جان کا خطرہ ہو تو بچہ دانی نکلوانا کیسا ہے؟

سوال (۷۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میری بیوی کے بچہ کی پیدائش بذریعہ آپریشن ہوتی ہے، اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ تین سے

زائد بچوں کی پیدائش بذریعہ آپریشن نہیں ہو سکتی، اب تیسرے بچہ کی پیدائش کا وقت عنقریب ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا میں ایسی صورت میں تیسرے بچہ کی پیدائش کے وقت آئندہ کے

لئے اپنی بیوی کی بچہ دانی ختم کر سکتا ہوں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی استقرار حمل سے جان کا خطرہ ہے تو بہتر ہے

کہ بچہ دانی بالکل نہ نکلوائیں؛ البتہ وقتی طور پر حمل سے بچنے کی تدبیر اختیار کی جاسکتی ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۲ و غیرہ)

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لیس لنا شیء، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحیح البخاری، کتاب النکاح / باب ما یکره من التبتل والخصاء ۹/۲ ۷۵ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۵/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی موت کے خطرے سے ڈاکٹروں کا بچہ دانی نکلوانے کا مشورہ دینا؟

سوال (۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی بیوی کا آپریشن اگست ۲۰۰۴ء میں ہوا (یعنی بچے کی پیدائش آپریشن کے ذریعہ ہوئی) اس کے بعد ۲۰۰۵ء میں زید کی بیوی کو پتھری کی شکایت ہوئی، ڈاکٹروں کے مشورے سے پھر پتھری کا آپریشن ہوا۔ اس کے بعد جولائی ۲۰۰۶ء میں جب پھر بچے کی پیدائش ہوئی، تو طاقت لگانے وقت پہلے آپریشن کے ٹانگے کھل گئے، اُس کا علاج مسلسل چل رہا ہے، اور زید کی بیوی کی جسمانی کیفیت بہت کمزور ہو گئی ہے، اور اگر آئندہ بچے کی پیدائش کی نوبت آئی تو ہلاکت کا اندیشہ ہے، اکثر ڈاکٹروں کا کہنا بھی یہی ہے کہ بچے دانی نکلوا و ورنہ خطرہ سے خالی نہیں، اس معاملہ میں قرآن وحدیث کا کیا فیصلہ ہے؟ اس کو وضاحت کے ساتھ مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بچہ دانی نکلوا کر زندگی بھر کے لئے قوت تولید ختم کروانا جائز نہیں ہے؛ البتہ مسئلہ صورت میں بیوی کی کمزوری وغیرہ کی بنا پر عارضی طور پر مانع حمل تدبیر اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۳۷۷)

عن عبد الله رضي الله عنه : كننا نغزوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لنا شيء، فقلنا : ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحيح البخاري،

كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخصاء ٧٥٩/٢ رقم ٥٠٧٥ دار الفكر بيروت)

الحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري شرح صحيح البخاري ١١/٩ بيروت)

وأما خصاء الآدمي فحرام. (الدر المختار مع الشامسي ٥٥٧/٩ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ٢٠٨/١٨ زكريا)

يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء، نعم النظر إلى فساد الزمان يفيد الجواز. (شامي ٣٣٦/٤ زكريا، الفتاوى الهندية ٣٥٦/٥ فقط والله تعالى أعلم

كتبة: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ٩/٢/١٤٢٢ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ دانی کا آپریشن کرانے والی کی عبادت؟

سوال (۷۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بچہ دانی بند کرانے کے لئے آپریشن کرانا کیسا ہے؟ نیز آپریشن کرنے والی کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس طرح کا آپریشن کرانے کی اجازت نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ۳/۳۷۷)

ویحرم خصاء بني آدم. (الفتاوى السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب القتل ونحوه

۷۴ میر محمد کتب خانہ)

البتہ آپریشن کرانے والی کی دیگر عبادات قبول نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ منع حمل کا یہ

آپریشن گناہ کا کام ہے، مگر عبادات کی قبولیت میں مانع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۲/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نس بندی کرانے والی عورت کا پکا ہوا کھانا؟

سوال (۷۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک عورت نے بچہ بچی بند کرانے کے لئے سرکاری اسپتال میں آپریشن کرایا، اور خاص طور سے یہاں عورتیں بچہ بند کرانے کے لئے دوائی گولی اور انجکشن استعمال کرتی ہیں، اور نس بندی مرد کے لئے اور عورت کے لئے آپریشن کرواتی ہے تو اس زمانہ میں عورتوں کا آپریشن کرنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بچوں کی پیدائش پر مستقل روک لگانے کے لئے

آپریشن کرنا جائز نہیں ہے؛ لیکن آپریشن کرانے والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا حرام نہیں ہوتا۔

(مستفاد: فتاویٰ رحمیہ ۲۸۸/۱۰)

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولیس لنا شیء، فقلنا: ألا نستخصی؟ فنہانا عن ذلک الخ. (صحیح البخاری،

کتاب النکاح / باب ما یکرہ من التبتل والحصاء ۷۵۹/۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۲/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اسقاط حمل کی اجازت کب تک ہے؟

سوال (۷۵۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اسقاط حمل کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کن حالات میں ہے اور کتنی مدت تک؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسقاط حمل اصلاً ممنوع ہے، ہاں ایسی سنگین صورت

پیش آجائے کہ اسقاط کے بغیر چارہ نہ رہے، مثلاً عورت کا دودھ پیتا بچہ ہو اور حمل کی وجہ سے دودھ اُترنا بند ہو جائے وغیرہ، تو ۴ مہینہ سے قبل تک اسقاط کی گنجائش ہے، اس مدت کے بعد اجازت نہیں ہے۔

فلا أقل أن يلحقها إثم إذا أسقطت بغير عذر، ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل. (شمی ۱۷۶/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رزق کی تنگی کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا حمل کا ساقط کرنا درست ہے؟ صرف اس ڈر سے کہ ماں کمزور ہے، اور ابھی بچھلے سال ہی ایک بچہ ہوا ہے، کیسے کریں گی؟ یا یہ کہ مالی حالت کمزور ہے، صرف اس وجہ سے اسقاط حمل درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: رزق کی تنگی کے خطرہ سے اسقاط حمل کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ بلکہ اس مقصد سے اسقاط کرانے میں قرآن کریم میں تنگ دستی کے اندیشہ سے اولاد کو قتل کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اور اگر ماں کی سخت کمزوری یا دودھ پیتے بچے کی پرورش میں خلل پڑنے کا خطرہ ہو تو ۱۲۰ دن کے اندر اندر مجبوری میں اس کی گنجائش ہے، اس مدت کے بعد اجازت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۳۳۸)

وقال الله تعالى: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۳۱]

وظاهر اللفظ النهی عن جمیع أنواع قتل الأولاد ذکوراً کانوا أو إناثاً مخافة

الفقر والفاقة، نرزقہم من غیر أن ینقص من رزقکم شیء. (روح المعانی ۹۵/۹ زکریا)
 عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
 وأن روح القدس نفث في روعي أن نفساً لن تموت حتى تستكمل رزقها، ألا!
 فاتقوا الله وأجملوا في الطلب. (مشكاة المصابيح / باب التوكل والصبر، الفصل الثاني ۴۵۲)
 عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
 إن الرزق ليطلب العبد كم يطلبه أجله. (مشكاة المصابيح ۴۵۴ سعد بك ڈیوبند)
 قيل: ذلك لا يدل على حرمة العزل؛ بل على كراهته؛ إذ ليس في معنى
 الوأد الخفي؛ لأنه ليس فيه إزهاق الروح؛ بل يشبهه. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح /
 باب المباشرة ۲۳۸/۶ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

في الفتاوى: إن خاف من الولد السوء في الحرّة، يسعه العزل بغير
 رضاها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله في الأعذار مسقطاً لإذنها. (رد المحتار، کتاب
 النکاح / باب نکاح الرقيق، مطلب في حکم العزل ۱۷۶/۳ کراچی، المحيط لبرهانی، کتاب الاستحسان /
 الفصل التاسع عشر في التناوي والمعالجات ۱۱۶/۶ المکتبة الغفاریة کوئٹہ، وکذا في الفتاوى الهندیة،
 کتاب الکراهیة / الباب الثامن عشر في التناوي والمعالجات ۳۵۶/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۴/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مذکورہ صورتوں میں إسقاطِ حمل جائز ہے؟

سوال (۷۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں إسقاطِ حمل جائز ہے:

الف:- عورت کی صحت کمزور ہو۔

ب:- گود میں جو بچہ ہو اُس کی پریشانی وضعف کا اندیشہ ہو۔

ج:- عورت کے کمزور ولاغر ہوجانے کی وجہ سے حسن وکشمش میں فرق پڑ جانے کا تجربہ ہو، جس سے شوہر کے دوسری عورتوں کی طرف میلان کا خطرہ ہو۔

د:- حمل میں روح نہ پڑی ہو، کیا یہ فتویٰ صحیح ہے یا اس کی بعض صورتیں جائز ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صحت کی کمزوری اور دودھ پیتے بچہ کو حمل سے نقصان

ہونے کے اندیشہ سے اسقاط حمل کی گنجائش ہے، بشرطیکہ جنین میں روح نہ پڑی ہو، یعنی حمل کو ایک سو بیس دن نہ گزرے ہوں، اس مدت کے گزرنے کے بعد اسقاط جائز نہیں ہے، اور حسن وکشمش میں فرق آجانا اباحت کی بنیاد نہیں؛ بلکہ صحت کی نہایت کمزوری بنیاد ہے اس کا خیال رکھا جائے۔

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز،

وإن كان غير مستبين الخلق يجوز.....، امرأة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنها

وتخاف على ولدها الهلاك وليس لأبي هذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها

أن تعالج في استئزال الدم ما دام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو وخلق له

يستبين إلا بعد مائة وعشرين يومًا. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / باب الثامن عشر ۳۵۶/۵ زکریا)

وقالوا: يباح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر ولو بلا إذن الزوج. (الدر

المختار مع الشامسي، كتاب النكاح / مطلب في حكم إسقاط الحمل ۱۷۶/۳ دار الفكر بيروت،

۳۳۵/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۱۵ھ

پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر عورت حاملہ ہو پہلا ہی مہینہ ہو، اور وہ اُسے ضائع کرنا چاہے؛ اس لئے کہ پیٹ میں

تکلیف رہتی ہے اور دل پر بھی تکلیف رہتی ہے، ۶/۱ بچے ہیں، اور حمل کی حالت ناقابل برداشت ہوتی ہے، آپ اس بارے میں مشورہ دیں کہ اُسے ضائع کرنے میں کیا جرم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں اگر حاملہ کو حمل سے شدید نقصان پہنچنے

کا اندیشہ ہو تو اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۲۰۴، احیاء العلوم ۱/۲۸۸، فتاویٰ رحمہ ۲/۲۳۳)

ویسکرہ أن تسعى لإسقاط حملها و جاز لعذر الخ. (الدر المختار / كتاب الحظر

والإباحة ۴۲۹/۶ کراچی، ۶۱۵/۹ زکریا)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز،

وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاویٰ الهندیہ، کتاب الکراہیہ / الباب الثامن عشر فی

التداوی والمعالجات ۳۵۶/۵ زکریا، الفتاویٰ السراجیہ، کتاب الحظر والإباحة / باب التداوی والعلاج

۷۶ کراچی، وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراہیہ / فصل فی البیوع ۳۷۶/۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۷/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ دانی میں گانٹھ ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: خالدہ کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ بچہ کو جن نہیں سکتی، یعنی بچہ دانی میں گانٹھ ہے اور بہت تکلیف

اور پریشانی ہے، تو کیا وہ حمل کا صفایا کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیا پندرہ دن کا بھی حمل صفایا کرانا جرم

ہے؟ اگر کسی نے کرا بھی لیا تو اُس کا کوئی کفارہ تو نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں بیماری کی وجہ سے حمل ساقط کرایا

جاسکتا ہے، اس کا کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۲۰۴)

وفي فتاوى أهل سمرقند: إذا أرادت إسقاط الولد فلها ذلك إذا لم يستتب شيء من خلقه؛ لأن ما لا يستتب شيء من خلقه لا يكون ولدًا وفي نكاح فتاوى أهل سمرقند: امرأة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاك، وليس لأب هذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر هل يباح لها أن تعالج في إسقاط الولد، قالوا: يباح ما دام نطفة أو علقة أو مضغة لم يخلق له عضو؛ لأنه ليس بآدمي بالأم. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني ۳۷۴/۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲۳ھ

حمل کے باقی رکھنے میں کینسر کے خوف سے اسقاط کرانا؟

سوال (۷۵۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حاملہ کے حمل کے ساتھ شک ہے کہ بچہ دانی میں کینسر ہو سکتا ہے، اس شبہ کا اظہار ماہر ڈاکٹر کر رہے ہیں، اگر حمل باقی رکھا جائے تو اُس کے بڑھ جانے یا حاملہ کی زندگی کو خطرہ ہے، اس صورت میں کیا حمل کو زائل کر دینا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: محض ڈاکٹروں کے شک و شبہ کا اعتبار نہیں، ہاں اگر انہیں علامات سے یقین یا غلبہ ظن کا درجہ حاصل ہو گیا ہو کہ حمل رہنے کی وجہ سے ماں کی زندگی واقعی خطرہ میں ہے، تو ایسی ناگزیر صورت میں اسقاط حمل کی گنجائش ہے، بشرطیکہ حمل میں جان نہ پڑی ہو، یعنی ۱۲۰/۱۲۰ دن نہ گزرے ہوں۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد اسقاط سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستتب الخلق يجوز. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في

التداوی والمعالجات ۳۵۶/۵ زکریا، الفتاوی السراجیة، کتاب الحظر والإباحة / باب التداوی والعلاج

۷۶ کراچی، وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة / فصل فی البیع ۳۷۶/۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے اسقاطِ حمل کرنا؟

سوال (۷۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: استقرار حمل کے بعد عورت کے مزاج اور دودھ میں تغیر مثلاً چکر آنے، جی متلانی اور چکنی غذاؤں کے کھائی نہ جانے نیز دودھ کے گاڑھا اور کم ہو جانے کی وجہ سے اگر دودھ پیتے بچے کی صحت جو ابھی چھوٹا اور کمزور ہے اور زیادہ خراب و کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہو، نیز ڈاکٹر بھی حمل کے استقرار کو بچہ کے لئے نقصان دہ بتاتا ہو، تو کیا ایسی صورت میں گود کے بچہ کا خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق گرم دوائیوں کے ذریعہ چار ماہ کے اندر یعنی جنین میں جان پڑنے سے قبل حمل ساقط کرادیا جائے، تو جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسقاطِ حمل فی نفسہ ناجائز ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس

حرکت سے بچنا چاہئے، ہاں اگر کوئی سخت مجبوری پیش آجائے اور ماں کی جان کا شدید خطرہ ہو یا دودھ پیتے بچہ کو خطرہ لاحق ہو، تو فقہاء نے نفخ روح سے قبل تک یعنی ایک سو بیس دن کے اندر اندر اسقاط کی اجازت دی ہے۔

فإباحة الإسقاط محمولة على العذر أو أنها لا تأثم أثم القتل، ومن

الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل وليس لأبي الصبي ما يستأجر به الظئر

ويخاف هلاكه. (شمسي ۱۷۶/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پہلی بچی کے آٹھ ماہ کا ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: (۱) سیدہ خاتون نے اپنی اور شوہر کی مرضی سے ہسپتال جا کر حمل کا اسقاط کرایا، اسقاط کا مشورہ ڈاکٹر نے اس طرح دیا کہ ابھی آپ کی بچی آٹھ ماہ کی ہے، اور یہی پریشانی شوہر اور بیوی محسوس کر رہے ہیں کہ ابھی ہماری بچی آٹھ ماہ کی ہے، اور یہ دوسرا بچہ ہو جائے گا تو دونوں کو پریشانی ہوگی، فقط اس وجہ سے حمل ساقط کر دیا یہ عمل کیسا ہے؟ اگر غلط ہے تو تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

(۲) نیز ساتھ ساتھ ڈاکٹر نے نس بندی بھی کر دی؛ تاکہ عورت کی صحت بحال رہے، نس بندی کا حکم کیا ہے؟ اگر غلط ہے تو شرع میں اس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

(۳) کیا جس کی نس بندی ہو اور وہ مر جائے تو اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر پڑھی جائے تو مکروہ ہے یا کراہت سے حکم بڑھا ہوا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حمل کا اسقاط صرف ناگزیر حالات ہی میں ہو سکتا ہے،

یعنی جب کہ حمل کے باقی رہنے میں ماں یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو یا شدید تکلیف اٹھانی پڑے، اگر ایسے عذر کے بغیر آپ نے حمل ساقط کرایا ہے تو آپ کا یہ عمل جائز نہیں ہے، اس پر دل سے توبہ واستغفار لازم ہے۔

ولا أقول بأنه يباح الإسقاط مطلقاً؛ فإن المحرم إذا كسر بيض الصيد يكون ضامناً؛ لأنه أصل الصيد، فلما كان يؤخذ بالجزاء ثم فلا أقل من أن يلحقها إثمها هنا إذا أسقطت من غير عذر، وينبغي الاعتماد عليه؛ لأن له أصلاً صحيحاً يقاس عليه. (البحر الرائق ۳/۴۹۳ دار الكتاب ديوبند)

وقال ابن حبان: ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل، وليس

لأب الصبي ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاكه. (شامي ۳۳۶/۴ زكريا)

نس بندی کرانا قطعاً جائز ہے، اگر غلطی سے کرایا تو آپریشن کے ذریعہ کھلوا لیا جائے۔
 عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وليس لنا شيء، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحيح البخاري،
 كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخصاء ۷۵۹۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفكر بيروت)

الحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في
 معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري شرح صحيح البخاري ۱۱/۹ بيروت)
 جان بوجھ کر نس بندی کرانے والا گنہگار ہے؛ لیکن اگر وہ مرجائے تو اُس کی نماز جنازہ
 بہر حال پڑھی جائے گی۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. (رد المحتار
 ۱۰۲۱۳ زکریا، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۸۷/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۲/۱۴۲۶ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچوں کی پرورش کے بوجھ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
 میں کہ: ایک شادی شدہ عورت جب کہ اُس کے بچے زیادہ ہو جاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت
 کے لئے ایک مسئلہ بن جاتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں آپریشن کے ذریعہ یا کسی دوائی کے ذریعہ
 حمل کو ضائع کر سکتی ہے؟ یا عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو یا بوڑھی ہو جائے، کیا ان صورتوں میں
 حمل کو ضائع کر سکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپریشن کرا کے قوتِ تولید پر بالکل بند لگانا تو عام
 حالات میں جائز نہیں؛ البتہ اگر کوئی معقول عذر ہو، مثلاً عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو تو عارضی طور

پر مانع حمل تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، اور عذر کی صورت میں چار مہینہ سے پہلے حمل ساقط کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱۸، ۱۸۱ بجیل، احسن الفتاویٰ ۴۳۳/۵، امداد الفتاویٰ ۲۰۳/۴)

هل يباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم يباح ما لم يتخلق منه شيء ولم يكن ذلك إلا بعد مائة وعشرين يوماً، وهذا يقتضي أنهم أرادوا بالتخليق نفخ الروح وإلا فهو غلط؛ لأن التخليق يتحقق بالمشاهدة قبل هذه المدة. (شامي ۳۳۶/۴)

زكريا، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۲۱۵/۳، النهر الفائق ۲۷۶/۲

في الفتاوى: إن خاف من الولد السوء في الحرية، يسعه العزل بغير رضاها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله في الأعذار مسقطاً لإذنها. (رد المحتار، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل ۱۷۶/۳ کراچی، المحيط لبرهانی، کتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ۱۱۶/۶ المكتبة الغفارية کوئٹہ، وکذا في الفتاوى الهندية، کتاب الکراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۶/۵ زکریا)

لو أرادت إلقاء الماء بعد وصوله إلى الرحم قالوا: إن مضت مدة ينفخ فيه الروح لا يباح لها، فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء. (شامي ۳۳۶/۴ زکریا)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۶/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت، الفتاوى السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب التداوي والعلاج ۷۶ کراچی، وکذا في البحر الرائق، کتاب الکراهية / فصل في البيع ۳۷۶/۱۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سات مہینہ کا حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کا سلمیٰ کے ساتھ عقد ہوا، اور تقریباً ۱۰ ماہ بعد زید کا انتقال ہو گیا، بوقت انتقال سلمیٰ تقریباً سات مہینہ کے حمل سے تھی، سلمیٰ کے والدین نے زید کے انتقال کے بعد حمل کو ڈاکٹروں کے ذریعہ سے ساقط کروا دیا، تو کیا اُن پر قصاص یا دیت لازم ہوگی یا نہیں؟ نیز سلمیٰ کی عدت کب تک ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چار مہینہ کے بعد اعضاء انسانی ظاہر ہو جاتے ہیں؛ اس

لئے اس مدت کے بعد صورتِ مسئلہ میں اسقاط حمل حرام اور سخت گناہ کبیرہ ہے، سلمیٰ کے والدین کو اپنے اس جرم سے توبہ و استغفار کرنی ضروری ہے؛ تاہم اس اسقاط کی وجہ سے سلمیٰ کی عدت پوری ہو گئی ہے۔ (فتاویٰ رحمیہ ۶/۳۷۵)

في الشامية نقلاً عن البحر: وفيه عنه أيضاً أنه لا يستبين إلا في مائة

وعشرين يوماً. (شلمی ۵۱۱/۳ کراچی، ۱۹۰/۵ زکریا)

وفيه أيضاً: وإذا أسقطت سقطاً إن استبان بعض خلقه انقضت به العدة

لأنه ولد وإلا فلا. (شامی / کتاب الطلاق ۵۱۲/۳ کراچی، ۱۹۰/۵ زکریا، البحر الرائق ۱۳۵/۴،

الفتاویٰ التاتاریخیة ۵۰۱/۴ زکریا)

لأن بهذا القدر أي باستبانة بعض خلقه يتميز عن العلقه والدم فكان

نفساً؛ لأنه ليس بعد العلقه إلا أن يكون نفساً. (البنایة شرح الهدایة / کتاب الدیات

۲۲۷/۱۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۵/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چار مہینہ کا حمل دوا کھا کر ضائع کرنا؟

سوال (۷۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دوائی اور گولی کھا کر کے تین چار مہینہ کا حمل یعنی جس بچہ میں جان نہ پڑی ہو، گرانا کیسا ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صرف عذرا اور جان کے خطرہ سے ہی ایسا کرانے کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔

ویکرہ أن تسعی للإسقاط حملها و جاز لعذر حیث لا یتصور . (الدر المختار ۴۲۹/۶، الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثامن عشر ۳۵۶/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۲۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حاملہ بالزنا کا ڈاکٹر سے حمل ساقط کرانے پر اصرار کرنا؟

سوال (۷۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ڈاکٹر ہے، کیا اُس کو شرعاً یہ حق پہنچتا ہے کہ زنا کی وجہ سے حاملہ لڑکی کے حمل کو ضائع کر دے، جب کہ حمل ابھی جلد ہی ٹھہرا ہے اور چار مہینے سے قبل کا ہے؟ دونوں صورتوں میں یعنی چار مہینے کے بعد والے حمل اور چار مہینے سے قبل والے حمل کے بارے میں جواب مطلوب ہے، یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ لڑکی ڈاکٹر زید سے کہتی ہے کہ یہ میری زندگی کا سوال ہے، اگر اُسے ضائع نہیں کیا جاتا تو عوام میں باعث عار اور آئندہ کے لئے شادی سے محرومی ہے، اب کیا شکل ہوگی؟ ہر شق کو واضح دلائل سے پرفرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ ناگزیر اور شرمناک حالت میں چار مہینے سے پہلے پہلے اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر حمل پر چار مہینے یعنی ۱۲۰ دن گزر جائیں، تو اب اسقاطِ

کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

یباح لها أن تعالج في استئزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقه، ولم يخلق له عضو وقدر و اتلك المدة بمائة وعشرين يوماً. (شلی ۶۱۵/۹ زکریا)

امراة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاك، وليس لأبي هذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها أن تعالج في استئزال الدم ما دام نطفة أو مضغة أو علقه لم يخلق له عضو وخلقت لا يستبين إلا بعد مائة وعشرين يوماً أربعون نطفةً وأربعون علقهً وأربعون مضغة، كذا في خزنة المفتين. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ۳۵۶/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاح حلالہ میں اگر حمل رک جائے تو اُسے ساقط کرانا کیسا ہے؟

سوال (۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: نکاح حلالہ میں اگر حمل رک جائے تو اُس حمل کا اسقاط کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حلالہ کی نیت سے نکاح کرنا بجائے خود پسندیدہ عمل

نہیں ہے، اس نیت سے نکاح کرنے کرانے والوں پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے، اور اس طرح کے نکاح کے بعد حمل کا رک جانا ایسا عذر نہیں ہے جس کی بنا پر اسقاط کی اجازت ہو؛ اس لئے محض حلالہ کی بنیاد پر اسقاط کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه

و سلم المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي رقم: ۱۱۱۹، سنن أبي داود، كتاب النكاح / باب في

التحليل ۲۸۴/۱ رقم: ۲۰۷۶ دار الفکر بیروت)

ویکرہ ان تسقی لإسقاط حملها، وجاز بعذر حیث لا يتصور. (الدر المختار) وفي الشامي: ويكره أي مطلقاً قبل التصور وبعده على ما اختاره الخانية. (الدر المختار مع الشامي ۶۱۵/۹ زكريا، فتاوى قاضي خان على الهندية ۴۱۰/۳)

وفي اليتمة: سألت علي بن أحمد عن إسقاط الولد قبل أن يصور، فقال: أما في الحرية فلا يجوز قولاً واحداً. (الفتاوى الهندية ۳۵۶/۵)

وإذا أمسك الرحم المني فلا يجوز للزوجين ولا لأحدهما ولا للسيد التسبب في إسقاطه. (فتح العلي مالكي ۳۹۹/۱۱ بحواله: كتاب الفتاوى ۲۲۱/۶)

اس وقت کیا صورت حال ہے؟ اس کا جب تک حتمی پتہ نہ چلے اُس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/ ۳/ ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر ثابت النسب حمل ساقط کرنے والے کو مسقط دوائیں دینا؟

سوال (۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: إسقاط حمل کی دوا ایسے شخص کو دینا جس کے بارے میں یقین یا ظن غالب ہے کہ غیر ثابت النسب حمل کے لئے استعمال کرے گا، ایسے شخص کو میڈیکل والا دوا دے سکتا ہے یا نہیں؟

غیر ثابت النسب حمل ہے، اگر اسقاط حمل کی دوا استعمال نہ کرائی جائے تو لڑکا، لڑکی اور دونوں کے خاندانوں کی بے عزتی اور لڑائی جھگڑے کا قوی امکان ہے، غیر ثابت النسب حمل بتا کر کوئی شخص میڈیکل والے سے دوا مانگتا ہے، کیا اس غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے میڈیکل والا دوا دے سکتا ہے؟ گنہگار تو نہیں ہوگا؟

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ بچے کم پیدا ہوں؛ تاکہ اُن کی تعلیم و تربیت اور ضروریات کو بآسانی پورا کیا جاسکے، اس لئے اسقاط حمل کی دوا استعمال کراتے ہیں، پھر اس طرح کے لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

- (۱) کسی ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی سے اسقاطِ حمل کی دوا پر چہ پر لکھوا لاتے ہیں۔
- (۲) بعض لوگ زبانی بضد ہو کر میڈیکل والے سے اسقاطِ حمل کی دوا مانگتے ہیں، دونوں طرح کے لوگوں کو میڈیکل والا اسقاطِ حمل کی دوا دے سکتا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟
- باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اعذار کی وجہ سے چار ماہ سے قبل کا حمل ساقط کرانے کی گنجائش ہے، لہذا اس مدت کے دوران اسقاطِ حمل کی دوا فروخت کرنے کی اجازت ہوگی۔ اب دوا لینے کے بعد اگر کوئی شخص اُس کا بلاعذر استعمال کرتا ہے تو وہی شخص اُس کا ذمہ دار ہوگا، بیچنے والا ذمہ دار نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱۸، ۱۸۱/۱۸ جیل)

هل يباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم يباح ما لم يتخلق منه شيء ولم يكن ذلك إلا بعد مائة وعشرين يوماً، وهذا يقتضي أنهم أرادوا بالتخليق نفخ الروح. (شامي ۳۳۶/۴ زكريا، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۲۱۵/۳)

امراً عالجت في إسقاط ولدها لم تأثم ما لم يستبين شيء من خلقه. وفي الحاشية: قدر بأربعة أشهر. (الفتاوى السراجية ۳۳۲ مكتبة الاتحاد ديوبند)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر، والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاوى الهندية ۳۵۶/۵)

لأنه لا معصية في عين العمل، وإنما المعصية بفعل المستأجر، وهو فعل فاعل مختار كشربه الخمر وبيعها، وهو المختار فيه. (الموسوعة الفقهية ۲۱۵/۹ بيروت) فقط والله تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مختلف اغراض سے اسقاط کرانے والوں کو مسقط دوائیں لکھ کر دینا؟

سوال (۷۶۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ بعض حضرات اسقاطِ حمل کی دوا ڈاکٹر سے لکھواتے ہیں، دوا لکھوانے والوں کی چار قسمیں ہیں:

(۱) عورت یا بچہ کو نقصان کا اندیشہ ہے یا عورت کمزور ہے، ابھی حمل کی مکمل نہیں ہے، اس لئے اسقاطِ حمل کی دوا استعمال کرنا چاہتا ہے۔

(۲) بچوں کی تعداد کافی ہوگئی ہے، اب آگے بچہ کی پیدائش نہیں چاہتا ہے۔

(۳) ناجائز حمل کے اسقاط کے لئے دوا لکھواتا ہے۔

(۴) ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی سے اسقاطِ حمل کی دوا لکھوانا چاہتا ہے، لیکن ڈاکٹر کو یہ نہیں بتاتا ہے کہ اسقاطِ حمل کیوں کرنا چاہتا ہے، اور نہ یہ بتاتا ہے کہ حمل جائز ہے یا ناجائز؟ مذکورہ چار صورتوں میں ڈاکٹر کے لئے اسقاطِ حمل کی دوا لکھنے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چار ماہ سے قبل حمل کا اسقاط معتبر اعذار کی بناء پر جائز ہے؛ لیکن چار ماہ کے بعد اسقاطِ حمل صرف شدید ترین عذر مثلاً ماں کی جان کو سخت خطرہ وغیرہ ہو، اس میں ہی جائز ہو سکتا ہے، ورنہ اس کا جواز نہیں ہے، اور محض اولاد کا زیادہ ہونا عذر نہیں ہے، اس اصول کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر کو دوا تجویز کرنی چاہئے۔

فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر . (شامی ۳۳۶/۴ زکریا)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين، الخلق يجوز . (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثامن عشر فی لندادی والمعالجات ۳۵۶/۵ زکریا، الفتاویٰ السراجیہ، کتاب الحظر والإباحۃ / بلب التداوی والعلاج ۷۶ کراچی، وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراہیۃ / فصل فی البیع ۳۷۶/۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عضوِ تناسل اور خصیتین نکلوانے والے شخص کی نماز اور حج کا حکم؟

سوال (۷۶۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک ہجڑا ہے، اُس کی اولاد بھی ہے، وہ پنج وقتہ نمازی بھی ہے، اور حاجی بھی ہے، اُس کا پیشہ ناچنے گانے کا ہے، اور اولاد ہونے کے بعد اُس نے اپنا عضو تناسل و خصیتین بھی صاف کر ادئے ہیں، جب وہ نماز پڑھنے آتا ہے تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہماری صف میں کھڑا ہو گیا تو ہماری نماز نہیں ہوئی، کیا ایسا شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور مرنے کے بعد اُس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟ اور اُس کا حج ہو یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ شخص شرعاً مخنث نہیں؛ بلکہ بالغ مرد ہی ہے؛ لہذا مردوں کی صف میں کھڑے ہو کر اُس کے لئے نماز پڑھنا جائز ہے، اور اُس کا فریضہ حج ادا ہو گیا، اور مرنے کے بعد اُس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی؛ البتہ خصیتین وغیرہ نکلوانے کی وجہ سے ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا اور ناچنے گانے کا پیشہ بھی سخت گناہ ہے، اُس پر توبہ کرنی لازم ہے۔

عن عبد الله رضي الله عنه: كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لنا شيء، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك الخ. (صحيح البخاري،

كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخصاء ٧٥٩/٢ رقم: ٥٠٧٥ دار الفكر بيروت)

وأما خصاء الآدمي فحرام. (الدر المختار مع الشامسي ٥٥٧/٩ زكريا، الفتاوى

التاتارخانية ٢٠٨/١٨ رقم: ٢٨٥٣٠ زكريا)

وإذا بلغ الخشْيُ وخرجت لحيته أو وصل إلى النساء فهو رجل، وكذا إذا

احتلم كما يحتلم الرجل. (الهداية ٧٠١/٤، الفتاوى التاتارخانية ١٩٤/٢٠ رقم: ٣٣٠١٩ زكريا) فقط

والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۳/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



جھاڑ پھونک اور تعویذ و عملیات

کیا سحر ”جادو“ کی حقیقت ہے؟

سوال (۷۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں سحر (جادو) کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، میری بیوی اس مرض میں مبتلا ہے، وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہتی ہے، اپنا چہرہ بگاڑ لیتی ہے، عجیب حرکتیں کرتی ہے، اور بہت خوف زدہ رہتی ہے، کیا ہم اس پر یقین کر لیں کہ کوئی کہتا ہے کہ تمہاری فیملی پر سحر ہے، میرا مطلب ہے کہ کوئی شخص جو بیمار کی طرح برتاؤ کرتا ہے، اُس کے بارے میں کوئی کہے کہ تمہارے اوپر کوئی سحر بھیج رہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جو کوئی بھی مستقبل کا حال بتانے والے کے پاس جاتا ہے اور سحر کے بارے میں پوچھتا ہے تو اُس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی، مگر میں نے انٹرنیٹ پر پڑھا ہے کہ یہ صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (جادو) سحر کے اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا، خود

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کرایا گیا، اور پھر بذریعہ وحی نہ صرف آپ کو اس کی اطلاع دی گئی؛ بلکہ قرآن کریم کی دوسو تیس (معوذتین) اسی سحر کے توڑ کے لئے نازل ہوئیں، جس طرح جسمانی امراض کی تشخیص اور اُس کا علاج ایک مستقل علم ہے، اور ڈاکٹر اور حکیم آثار و قرآن دیکھ کر مرض کی خبر دیتے ہیں اور اُن کی باتوں پر یقین کیا جاتا ہے، اسی طرح سحر کی تشخیص اور اُس کا علاج بھی مستقل ایک فن ہے، جو شخص بھی اس فن سے واقف ہو اور وہ آثار و قرآن کے ذریعہ سے پتہ لگا کر یہ خیر دے کہ فلاں آدمی سحر میں مبتلا ہے، تو اُس کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، اور یہ اُس روایت

کے خلاف نہیں ہے، جس میں کاہن کی بات پر یقین کرنے سے منع کیا گیا ہے؛ کیوں کہ اُس روایت کا تعلق اُن جادوگروں سے ہے جو غیب کی باتیں بتاتے ہیں، تو ایسے جادوگروں کے پاس جانا اور اُن کی باتوں پر یقین کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ تاہم یہ ضروری ہے کہ سحر کے توڑ کے لئے شرکیہ اعمال و کلمات کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے؛ بلکہ صرف اعمالِ قرآنی اور کلماتِ صحیحہ سے کام لیا جائے۔

قال القرطبي رحمه الله تعالى: ثبت في الصحيحين من حديث عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم سحره يهودي من يهود بني زريق، يقال له: لبید بن الأعصم، حتى يخيل إليه أنه كان يفعل الشيء ولا يفعله فأنزل الله هاتين السورتين. (تفسير القرطبي، / سورة الفلق ۱۸۱/۱۰-۱۸۲ دار الكتب العلمية بيروت، ۲۰۳۷/۲۰ مكتبة دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن بعض أزواج النبي رضي الله عنهن عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أتى عراًفاً فسأله عن شيء لم تقبل له صلاةً أربعين ليلةً. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان ۲۳۳/۲ رقم: ۲۲۳۰ بيت الأفكار الدولية)

عراف: هو الذي يستدل على الأمور بأسباب ومقدمات يدعى معرفتها بها وهذه الأضراب كلها تسمى كهانة، وقد أكذبهم كلهم الشرع ونهى عن تصديقهم وإتيانهم. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲۳۲/۲)

قال المحقق في الفتح: قال أصحابنا: للسحر حقيقة وتأثير في إيلام الأجسام، خلافاً لمن منع ذلك. (إعلاء السنن، كتاب السير / حكم السحر وحقيقته ۶۰۰/۱۲ إدارة القرآن كراچی)

اختلفوا: هل له (أي للسحر) تأثير فقط بحيث يغير المزاج، فيكون نوعاً من الأمراض، أو ينتهي إلى الإحالة بحيث يصير الجساد حيواناً مثلاً وعكسه؟ فالذي عليه الجمهور هو الأول، وذهبت طائفة قليلة إلى الثاني والحق أن لبعض أصناف السحر تأثيراً في القلوب كالحب والبغض والإقواء والخير والشر، وفي الأبدان بالألم والسقم الخ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الطب / باب

إنه قد يؤثر في موت المسحور ومريضه من غير وصول شيء ظاهر إليه .

(شرح الفقه الأكبر ۱۵۰ دار الكتب العلمية بيروت)

والسحر في نفسه حق أمر كائن، إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق، والوسيلة إلى الشر شر، فيصير مذمومًا..... الخ. (رد المحتار، باب المرتد /

مطلب في الساحر والزنديق ۲۴۱/۴ کراچی)

قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى: الساحر إذا أقر بسحره أو ثبت بالبينة،

يقتل ولا يستتاب منه. (رد المحتار، باب المرتد / مطلب في الساحر والزنديق ۲۴۰/۴ کراچی)

وذكر في تبیین المحارم عن الإمام أبي منصور أن القول بأن السحر كفر

على الإطلاق خطأ، ويجب البحث عن حقيقته، فإن كان في ذلك رد ما لازم في

شرط الإيمان فهو كفر، وإلا فلا. (شامي ۱۳۴۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۶/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جادو کی حقیقت کیا ہے؟

سوال (۷۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جادو کی حقیقت کیا ہے؟ کیا جادو سیکھنا سکھانا جائز ہے؟ کیا جادو کرنے کرانے والا شریعت

اسلامیہ کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے؟ اگر کسی کے رشتہ دار جادوگر ہوں تو ان سے تعلق رکھنے اور

نہ رکھنے کے متعلق شریعت غراء میں کیا حکم ہے؟ مذکورہ جزئیات کے جوابات مفصل و مدلل سے نوازا کر

ماجور ہوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جادو ایک مخفی تصرف کا نام ہے، جس میں شرکیہ کلمات

اور شیاطین سے مدد حاصل کی جاتی ہے، اس کا سیکھنا سکھانا حرام ہے اور جادو کرنا اور کرانا اکبر الکبائر اور بدترین گناہوں میں شامل ہے، حتیٰ کہ اگر عقیدہ بھی اُس کے موافق ہو تو کفر تک بھی پہنچ سکتا ہے، جادوگری کی کمائی حرام ہے؛ اس لئے جادوگر رشتہ داروں کے یہاں آنا جانا، میل جول رکھنا اور اُن کے یہاں کھانا پینا بھی جائز نہ ہوگا۔

قال الله تعالى: ﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۰۲]

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا: يا رسول الله! وما هن؟ قال: الشرك بالله و السحر (صحيح البخاري، كتاب الوصايا / باب قول الله تعالى ۳۸۷/۱-۳۸۸ رقم: ۲۷۶۶ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان الكبائر وأكبرها ۶۴/۱ رقم: ۸۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

جنات اور جادو کی حقیقت

سوال (۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو جادو، جنات وغیرہ کا بالکل انکار کرتے ہیں کہ جادو وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے، اور نہ ہی جنات کسی انسان پر آکر اُس کو پریشان کرتا ہے، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ڈاکٹری علاج میں لاکھوں روپے خرچ کر دئے، مگر فائدہ نہ ہوا؛ لیکن جب کسی باشرع عامل سے رجوع کیا گیا تو بحکم خداوندی شفا مل گئی۔

(۱) تو کیا قرآن و حدیث میں جنات و جادو کا ذکر ملتا ہے؟

(۲) جادو، جنات کا منکر کیسا ہے؟

(۳) کیا جنات انسان پر آکر اُس کو پریشان کر سکتے ہیں؟

(۴) نیز جادو وغیرہ کا علاج جو قرآنی آیات یا تعویذ وغیرہ سے کیا جائے یہ درست ہے یا نہیں؟

(۵) کیا یہ شرک میں داخل ہے؟ جب کہ علاج کرنے اور کرانے والے مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ

کو سمجھے اور اُس پر یقین رکھتے ہوں؟

(۶) اور اس طرح جائز تعویذ (جو قرآنی آیات پر مشتمل ہو) دے کر اُس کا معاوضہ لینا

درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم تمام سوالات کا جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جس کی تخلیق میں

آگ کا عنصر غالب ہے؛ اس لئے جنات کے وجود میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، اور جادو بھی

ایک حقیقت ہے، یہ ایسا فن ہے جس میں شیاطین سے مدد لی جاتی ہے، اور اس کا اثر اشیاء پر پڑتا ہے،

قرآن پاک میں بھی جادو کے بارے میں قدرے تفصیلات موجود ہیں۔ (مستفاد: ایک جامع قرآن وعظ ۶۵۵)

قال الله تعالى: ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾ [الحجر: ۲۷]

قال البيضاوي: الجن أجسام عاقلة خفية تغلب عليهم النارية والهوائية.

(الموسوعة الفقهية ۸۹/۱۶)

قال المحقق في الفتح: قال أصحابنا: للسحر حقيقة وتأثير في الأجسام

خلافًا لمن منع ذلك. (إعلاء السنن، كتاب السير / حكم السحر وحقيقته ۶۰۰/۱۲)

المراد بالسحر ما يستعان في تحصيله بالتقرب إلى الشيطان مما لا

يستقل به الإنسان، وذلك لا يحصل إلا لمن يناسبه في الشرارة وخبث النفس.

(الموسوعة الفقهية ۲۴/۲۵۹ کویت، روح المعانی ۵۳۴/۱)

(۲) جنات کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا لطیف جسم عطا کیا ہے کہ وہ جسم انسانی میں حلول کرنے

کی طاقت رکھتے ہیں اور اُس پر اثر ڈال کر اُسے تنگ کرتے ہیں، جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

وقال قائلون: يجوز أن يدخل الجن في الناس، ولأن أجسام الجن أجسام رقيقة فليس بمستنكر أن يدخلوا في جوف الإنسان من خروقه كما يدخل الماء والطعام في بطن الإنسان، وهو أكتف من أجسام الجن، وإنما تدخل أجسامنا كما يدخل الجسم الرقيق في المظروف. (الموسوعة الفقهية ٩٤/١٦ كويت)

قال الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله: إن الله تعالى جعل للشيطان قوة على التوسل إلى باطن الإنسان. (فتح الباري ٣٤٢/٦ دار الفكر بيروت)

(۳) جادو اور جنات کا مطلقاً انکار محض جہالت ہے، اور حقائق واقعہ سے روگردانی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۹ ڈاکٹریل)

ثبت وجود الجن بالقرآن والسنة وعلى ذلك انعقد الإجماع، فمنكر وجودهم كافر؛ لإنكاره ما علم من الدين بالضرورة. (الموسوعة الفقهية ۹۰/۱۶ كويت)

والسحر في نفسه حق أمر كائن إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق. (شامي ۲۸۲/۶ زكريه ۲۴۱/۴ كراچی)

(۳-۵) قرآنی آیات یا موافق شریعت تعویذات و اعمال کے ذریعہ جادو وغیرہ کا علاج کرنا جائز اور درست ہے، یہ شرک میں داخل نہیں ہے، بشرطیکہ علاج کرنے یا کرانے والا ان چیزوں کو مؤثر حقیقی نہ سمجھے۔

قد أجمع العلماء على جواز الرقي عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى أو بأسمائه وصفاته وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى. (فتح الباري ۱۹۵/۱۰)

ويلحق به ما كان بالذكر والدعاء الماثور، وكذا غير الماثور مما لا

يخالف ما في الماثور. (فتح الباري ۴۵۷/۴، شامي ۳۶۳/۶ كراچی، ۵۲۳/۹ زكريه)

(۶) جائز تعویذات پر اجرت لینے کی شرعاً گنجائش ہے، جس کا ثبوت مستند احادیث سے

ہوتا ہے۔ (مستفاد: ایک جامع قرآنی وعظ ۴۳۵)

عن ابن عباس رضي الله عنهما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
إن أحق ما أخذتم عليه أجرًا كتاب الله. (صحيح البخاري، كتاب الطب / باب الشروط في
الرقية بفاتحة الكتاب ٨٥٤/٢ رقم: ٥٧٣٧ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رهطاً من أصحاب النبي صلى
الله عليه وسلم انطلقوا في سفرة سافروها، فنزلوا بحي من أحياء العرب، فقال
بعضهم: إن سيدنا لدغ فهل عند أحد منكم شيء ينفع صاحبنا؟ فقال رجل من
القوم: نعم والله إنني لأرقي ولكن استصفناكم فأبيتم أن تضيفونا ما أنا براق حتى
تجعلوا لي جعلاً، فجعلوا له قطيعاً من الشاء، فأتاه فقرأ عليه أم الكتاب ويتفل
حتى برأ كأنما أنشط من عقال، قال: فأوفاهم جعلهم الذي صالحوا أنهم عليه،
فقالوا: اقتسموا، فقال: الذي رقي لا تفعلوا حتى تأتي رسول الله صلى الله عليه
وسلم، فنستأمره فغدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكروا له، فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أين علمتم أنها رقية أحسنتم اقتسموا
واضربوا لي معكم بسهم. (سنن أبي داود ٥٤٤/٢)

عن خارجة بن الصلت عن عمه رضي الله تعالى عنه أنه أتى النبي صلى
الله عليه وسلم فأسلم، ثم أقبل راجعاً من عنده، فمر على قوم عندهم رجل
مجنون موثق بالحديد، فقال أهله: إنا حدثنا أن صاحبكم هذا قد جاء بخير
فهل عندكم شيء تداوونه فرقيته بفاتحة الكتاب، فبرأ فأعطوني مائة شاة، فأتيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: هل هَلْ إلا هذا، وقال مسدد في موضع
آخر: هل قلت غير هذا، قلت: لا، قال: خذها فلعمري لمن أكل برقيته باطل
لقد أكلت برقية حق. (سنن أبي داود ٥٤٤/٢)

جوڑوا الرقية بالأجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحطاوي؛ لأنها ليست

عبارة محضة؛ بل من التداوي. (شمسي ۵۷/۶ کراچی، ۷۸/۱۹ ذکرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سحر جادو لوٹنا کرنا؟

سوال (۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی شخص سحر ٹوٹا وغیرہ کرتا ہو یا کرنا ہو، یا جو جو اُس میں شریک ہو، اُس کا کیا حکم ہے؟ اور

شرعاً اُس کی کیا سزا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جادو کرنا اور کرنا دونوں حرام ہیں، حتیٰ کہ اُن میں بعض

صورتیں انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہیں، اور اسلامی حکومت میں اگر اس طرح بینا اور شہادت کے

ذریعہ عمل سحر کا ثبوت ہو جائے تو جادو گر کی سزا قتل ہوتی ہے، اس لئے اس غیر شرعی عمل سے اجتناب

اور توبہ لازم ہے۔

قال أبو حنيفة: الساحر إذا أقر لسحره أو ثبت بالبينه يقتل ولا يستتاب

منه. (شمسي ۲۴۰/۱۴ کراچی، ۳۸۲/۶ ذکرہ)

اس عمل میں شرکت کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔

قال العلامة علاء الدين الطرابلسي: قال في النوازل: الخناق والساحر

يقتلان إذا أقر؛ لأنهما ساعيان في الأرض بالفساد. (معين الحكام / الباب الحادي

والخمسون في القضاء بما يظهر من قرائن الأحوال والأمارات وحكم الفراسة فصل في عقوبة الساحر

والخناق الزنديق ۱۹۳ مصطفى الباب الحلبي مصر، بحوالہ: تعليقات فتاوى محمودیہ ۵/۱۲۰ ذابھیل)

قال الشيخ أبو منصور الماتريدي: القول بأن السحر كفر على الإطلاق

خطاً؛ بل يجب البحث عن حقيقته، فإن كان ذلك ردّ ما لزم في شرط الإيمان فهو كفر، وإلا فلا، فلو فعل ما فيه هلاك إنسان أو مرضه أو تفريق بينه وبين امرأته، وهو غير منكر لشيء من شرائط الإيمان، لا يكفر، لكنه يكون فاسقاً ساعياً في الأرض بالفساد الخ. (شرح الفقه الأكبر/ السحر والعين حق ۱۴۵، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الديات / باب قتل أهل الردة والسعاة ۱۱۷/۷ رشيدية)

يكفر الساحر بتعلمه وفعله، اعتقد الحرمة أو لا الخ. (شامی / مطلب فی الساحر والزندق ۲۴۰/۴ کراچی، ۳۸۲/۶ زکریا)

وأما تعلیمه وتعلّمه ففيه ثلاثة أوجه: الصحيح الذي قطع به الجمهور أنهما حرامان. (مرقاة المفاتيح، كتاب الديات / باب قتل أهل الردة والسعاة ۱۱۷/۷ رشيدية)

وفي ذخيرة الناظر: تعلمه فرض لرد ساحر أهل الحرب، وحرام ليفرق به بين المرأة وزوجها، وجائز ليوافق بينهما. (شامی / مطلب فی التّحيم والرمل ۴۴/۱ کراچی، ۱۳۴/۱ زکریا، وكذا في رسائل ابن عابدين ۳۰۳ سهيل اكيلى لاهور) فقط واللّه تعالی اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موہم شرک الفاظ سے منتر پڑھنا؟

سوال (۷۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ”رائی، رائی، رائی دہائی میاں روشن کی“، ان الفاظ کو چاند گہن کے وقت چاند کو دیکھ کر لوگ گہن کے ختم تک پڑھتے رہتے ہیں، کیا یہ پڑھنا صحیح ہے؟ اور انہیں الفاظ سے سانپ کے کاٹنے پر مریض کو جھاڑتے ہیں، تو کیا ان الفاظ سے جھاڑنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو میں نے جو سیکھ لیا ہے اور لوگ سانپ کے کاٹنے پر مریض کو لاتے ہیں، تو کیا اب میں انہیں واپس کر دیا کروں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو الفاظ آپ نے منتر کے نقل کئے ہیں، وہ موہم شرک

ہیں؛ اس لئے کہ اُن میں میاں روشن (چاند) کی دہائی دی گئی ہے، لہذا چاند گہن کے وقت یا سانپ کے کاٹنے پر ان الفاظ کا پڑھنا درست نہیں ہے، چاند گہن کے وقت صلوٰۃ خسوف پڑھی جائے اور سانپ کاٹے پر اگر جھاڑنے کی ضرورت ہو تو اس منتر کے بجائے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ پوری سورت پڑھ کر دم کرتے رہیں اور کاٹنے کی جگہ پر نمک کا پانی ملیں انشاء اللہ شفا ہوگی، یہ عمل بہشتی زیور ۸۵/۹ میں تحریر ہے۔

عن عبد الملك بن عمير رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فاتحة الكتاب شفاء من كل داء. (سنن الدارمي / باب فضل فاتحة الكتاب ۵۳۸/۲ رقم: ۳۳۷۰)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى، وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى. (فتح الباري / كتاب الطب / باب الرقي بالقرآن والمعوذات ۱۹۵/۱۰ دار الفكر بيروت، ۱۴۰ قديم، تكملة فتح الملهم، كتاب الطب / باب الطب والمرض والرقي ۲۹۵/۴ مكتبة دار العلوم كراچی)

وإنما تكره العوذ إذا كانت لغير لسان العرب، ولا يدري ما هو، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شمسي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۲۳/۹ زكريا، مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقي / الفصل الثاني ۳۰۳/۸ رقم: ۴۵۳۵ رشيدية، وكذا في شرح مسلم للنووي، كتاب السلام / باب الطب والمرض والرقي ۲۱۹/۲ فقط والله تعالى اعلم)

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۲/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا؟

سوال (۷۷۱)۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کر اسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا ناجائز اور حرام ہے۔

وأما الأحاديث التي ورد فيها النهي عن الرقي، أو الأحاديث التي أثنى فيها على الذين لا يسترقون؛ فإنها محمولة على رقي الكفار التي تشتمل على كلمات الشرك، أو الاستمداد بغير الله تعالى، أو الرقي التي لا يفهم معناها؛ فإنها لا يؤمن أن تؤدي إلى الشرك فممنع منها احتياطاً. (تكملة فتح الملهم / كتاب الطب والرقي ۲/ ۹۵۴)

عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم ۲/ ۲۲۴، مشكاة المصابيح، كتاب

الطب والرقي / الفصل الأول، قبل الفصل الثاني ۳۸۸) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا الله عنه

غیر مسلم کا مذہبی منتروں وغیرہ سے علاج کرنا؟

سوال (۷۷۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص غیر مسلم ہے، وہ اپنے دھرم و مذہب کے اعتبار سے دیوی دیوتاؤں کے عمل کے ذریعہ پتھری کا علاج کرتا ہے، پتھری کے سیکڑوں مریض ہفتہ میں دو بار اتوار و منگل کو علاج کرانے جاتے ہیں، جس میں مسلم غیر مسلم سبھی ہوتے ہیں، بہت سے اہل علم طبقہ کو بھی دیکھا گیا کہ علاج کرا کے آئے اور بتایا کہ پتھری نکل گئی اور ہر آدمی دیکھتا ہے، نیز بہت لوگ شفا پانے کی شہادت بھی دیتے ہیں، آپریشن کی ضرورت نہیں پڑتی، نیز بہت سے پتھری کے مریض پرانے ہیں ضعیف بھی ہیں، شوگر کے بھی مریض ہیں، ڈاکٹر آپریشن کرانے سے منع بھی کر رہے ہیں کہ شوگر کی وجہ سے

آپریشن کا زخم ٹھیک نہیں ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں اُس غیر مسلم سے خصوصاً اہل ایمان کے لئے پتھری کا علاج کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال چوں کہ مذکورہ غیر مسلم شخص ہندو دھرم اور دیوی دیوتاؤں کے عمل کے ذریعہ علاج کرتا ہے؛ لہذا کسی مسلمان کے لئے اُس غیر مسلم سے کسی طرح علاج کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، جو بھی علاج کرنا ہو کسی ماہر حکیم، ڈاکٹر یا کسی مسلمان عامل سے کرایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۳۳، فتاویٰ رحمیہ ۱/۱)

عن جابر رضي الله عنه قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيباً، ففقطع منه عرقاً، ثم كواه عليه.

قوله: ”طبيباً“ قال القرطبي: يدل على أنه لا يلي عمل الشيء إلا من يعرفه.

(كلمة فتح الملهم، كتاب الطب / باب لكل داء دواء، واستحباب لتداوي ۳۳۹/۳ مكتبة دار العلوم کراچی)

ذكر مالك في موطنه: عن زيد بن أسلم أن رجلاً في زمان رسول الله

صلى الله عليه وسلم أصابه جرح، فاحتقن الجرح الدم، وأن الرجل دعا رجلين

من بني أنمار، ففطروا إليه فزعا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لهما: أيكما

أطب؟ فقال: أو في الطب خير يا رسول الله! فقال: انزل الداء الذي أنزل الداء.

ففي هذا الحديث أنه ينبغي الاستعانة في كل علم وصناعة بأحذق، فإنه

إلى الإصابة أقرب. (زاد المعاد في هدي خير العباد / فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في

الإرشاد إلى معالجة أحذق الطبيين ۷۸۱ دار الفكر بيروت)

وإنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب، ولا يدرى ما هو؟ ولعله

يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات

فلا بأس به. (شامی ۵۲۳/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفلی عمل کرنا اور ایسے لوگوں کے یہاں کھانا؟

سوال (۷۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نماز روزہ کی پابندی اور دعا تعویذ کے ساتھ سفلی عمل میں انسانی شکل میں موم کی گڑیا وغیرہ میں سوئی چھو کر عمل کرانے والے دشمنوں کو تکلیف دینے یا نیست و نابود کرنے کا عمل کرتے ہیں، اُن کا یہ فعل شرعی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟ اور کیا اُس عالم کے یہاں کھانا وغیرہ کھانا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سفلی عمل جس میں شیاطین و جنات سے مدد لی جاتی ہے، نیز جادو وغیرہ کرنا بدترین درجہ کا گناہ ہے، اور اُس کے یہاں کی دعوت قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

و ثانیہا ما لم یکن فیہ وجہ کفر ، و لکن فیہ إضرار بالمسلمین و سعيًا فی

الأرض بالفساد فذلک حرامٌ فعلہ . (احکام القرآن للہانوی ۳۵۱)

عن أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه

وسلم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن. (مشكاة المصابيح ۲۴۱)

السحر حرامٌ بلا خلاف بين أهل العلم. (شلمی ۳۸۱/۶ زکریا)

والسحر في نفسه حق أمر كائنٌ إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق

و الوسيلة إلى الشر شر ، فيصير مذمومًا . (شلمی ۳۸۲/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۷/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جادو کے توڑ کے لئے سفلی علاج

سوال (۷۷۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جادو ایک مذموم اور برحق بیماری ہے، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک عورت نے سحر کر دیا تھا، جس کے توڑ اور علاج کے لئے اللہ رب العزت نے

معوذتین کو نازل فرمایا تھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُس کا علاج شرکیہ و کفریہ کلمات و افعال یا موہم کفر و شرک کلمات و افعال سے کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً کسی پیر یا دیوی کے نام پر کوئی بکرایا مرغا وغیرہ ذبح کیا جائے، جب کہ تجربہ و مشاہدہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُس کے علاوہ دیگر علاج اُس میں عموماً مفید و کارآمد نہیں ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جادو کا علاج اعمالِ قرآنیہ اور کلماتِ غیر شرکیہ کے ذریعہ ہی کرنا چاہئے، عام حالات میں کسی مسلمان کے لئے جادو کے دفعیہ کے واسطے بھی شرکیہ اعمال و کلمات اختیار کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، اور جو شخص خدا نخواستہ اس میں ایسا مبتلا ہو جائے کہ اضطراری حالت میں پہنچ جائے اور جادو کے توڑ کے لئے سفلی اعمال ناگزیر ہوں، تو اُسے چاہئے کہ کسی بتحرا و معتمد مفتی، یا عالم سے زبانی اپنے حالات بتا کر اُس کے مشورے پر عمل کرے، اور دیوی یا پیر کے نام پر بکرا، یا مرغا ذبح کرنا بھی قطعاً حرام ہے، کسی کے لئے اس کی اجازت نہیں ہے۔

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي الله عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم ۲/۲۲۴، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ۳۸۸)

قال الشمني: تعليمه وتعلمه حرام، أقول: مقتضى الإطلاق ولو تعلم لدفع الضرر عن المسلمين. (شامي ۱۳۴۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کلماتِ مسمریزم سیکھنا؟

سوال (۷۷۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کلماتِ مسمریزم سیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کلماتِ مسمریزم سحر اور جادو کی ایک قسم ہے، اگر اس

میں غیر اللہ سے مدد لینا یا کسی اور غیر شرعی امر کا ارتکاب لازم آتا ہو تو قطعاً حرام اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے۔ اور اگر اُس میں کوئی مانع شرعی نہ ہو پھر بھی اُس کے سیکھنے کی اجازت شرعاً نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ عموماً شر و فساد کا ذریعہ بنتا ہے۔

ومن المكفرات أيضاً السحر الذي فيه عبادة الشمس ونحوها؛ فإن خلى
عن ذلك كان حراماً لا كفراً، والسحر في نفسه حق أمر كائن إلا أنه لا يصلح
إلا للشر والضرر بالخلق والوسيلة بالشر شر فيصير مذموماً. (رسائل ابن عابدین
۳۰۲/۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۴ھ

منتر پڑھ کر سادھو کا کھانے کی چیزیں طلب کرنا؟

سوال (۷۷۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ننگ دھڑنگ ایک سادھو فرمائش کرنے پر دونوں ہاتھ اٹھا کر منتر پڑھ کر فرمائش کردہ کھانے کی اشیاء جیسے کاجو، بادام، چھو ہارا وغیرہ منگاتا ہے، ایسا کیوں کر ممکن ہو جاتا ہے؟ اور کیا وہ اشیاء کھانا جائز ہے؟ متعدد مرتبہ اُس سادھو نے میرے سامنے ایسا کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس سادھو کا سوال میں ذکر ہے یا تو وہ مسمریزم کے

ذریعہ نظر بندی کرتا ہے، یا شیاطین و جنات تابع کر کے اُن کے ذریعہ مذکورہ اشیاء منگاتا ہے، بہر صورت ان اشیاء کا کھانا جائز نہیں، بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس طرح کے مطالبے پر جنات

اپنے مؤکل کے پاس جو چیزیں لاتے ہیں وہ چوری کی ہوتی ہیں۔

وثالثها ما لم يكن فيه كفر و الإضرار بالمسلمين، ولكنه يستلزم معصية في عمله كاستعمال النجاسات والمحرمات، وتسخير الجنة والجنان - إلى قوله - فهو معصية شرعاً، أو يترتب عليه مصعبته أو مفسدة كفساد اعتقاد العامة والتلبس عليهم، كما يفعله أصحاب المسمريزم في زماننا يخدعون الناس بأنهم يحضرون الأرواح، وهي تجيب عما يسألونها، وكل ذلك خداع ومكر.

(أحكام القرآن للنهاني ۳۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۷/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اقتدار پر قابض رہنے کیلئے جادو، ٹونہ، تعویذ وغیرہ کروانا؟

سوال (۷۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اقتدار پر قابض رہنے کے لئے جادو، ٹونہ، تعویذ گنڈے کرنا اور کروانا جس سے مد مقابل حضرات کو جسمانی اور دیگر تکالیف میں مبتلا کرنا، گندے عملیات جس کو علاقائی زبان میں مٹھ مارنا کہتے ہیں، غیر مسلم حضرات سے جان سے مروانے کے لئے کروانا مقصود ہو، جب کہ غیر قانونی اور غنڈہ گردی کے زور پر وہ شخص ایک بڑے دینی ادارہ کے اقتدار پر قابض ہے، اور الحمد للہ مولوی بھی ہے؛ لہذا آپ مفتیان کرام حضرات شریعت کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں؛ تاکہ شرعی عدالت کی روشنی میں آگے کی کارروائی کی جاسکے، اُن مولوی صاحب کے ان اقدام کے پختہ ثبوت حاصل ہونے پر ہی آپ حضرات سے رجوع ہوا پڑا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جادو ٹونا کرنا کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے،

اس سے احتراز لازم ہے۔

السحر حرامٌ بلا خلاف بين أهل العلم واعتقاد إباحته كفر، والسحر في نفسه حق أمر كائن إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق، والوسيلة إلى الشر شر فيصير مذمومًا. (شامي ۳۸۱/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عملیات کے ذریعہ جن بھوت پریت اور جادو اُتارنا؟

سوال (۷۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے یہاں ایک حافظ صاحب آتے ہیں جو عامل بھی ہیں اور جن لوگوں پر سحر و آسیب کا اثر ہوتا ہے اُن کے لئے ”الحزب البحر“ کا ایک اُتارا کرتے ہیں، اللہ رب العزت کے فضل سے کئی حضرات کو نفع ہوا۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہ اُتارا جائز ہے یا نہیں؟ اُتارنا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عامل صاحب مندرجہ ذیل سامان منگاتے ہیں، دو میٹر کالا کپڑا، سوئی، کھڑا اُڑ، کھڑا نمک، لوہے کی کیل ایک چنگی سندور، چاول، پیسی شکر، لہسن، لونگ، ہلدی، مشک کا نافہ، گھی، ایک مٹکی، دو مٹی کے دیئے، عطر اور کچھ پیلے پھول، عامل صاحب پہلے مٹی کے دیئے چاول پیسی شکر اور گھی ڈال کر اُس پر سندور اور پیلے پھول رکھ کر اُس پر عطر ڈالتے ہیں، اور جس شخص کا اُتارنا کرنا ہوتا ہے اُسے ایک چارپائی پر لٹا کر نیچے رکھ دیتے ہیں، اس کے بعد اُس آدمی پر کالا کپڑا ڈال کر سوئی سے اُسے بستر میں کھونس دیتے ہیں، اور ایک تعویذ معمول کے سینے پر رکھ کر مٹکی کو پاؤں کی طرف رکھ دیتے ہیں اور اُڑ دو پاؤں کے درمیان رکھ دیتے ہیں، اس کے بعد لہسن، لونگ، کھڑی ہلدی، مشک کا نافہ، سوئی لوہے کی کیل تمام چیزیں ترتیب سے ایک ایک لے کر معمول کے سر سے پیر کی طرف اُتار کر ”الحزب البحر“ پر ہتھتے ہوئے مٹکی میں ڈالتے جاتے ہیں، اس کے بعد وہ تعویذ معمول کے بدن پر مل کر مٹکی میں ڈال دیتے ہیں (لیکن اگر معمول عورت ہو تو تعویذ عورت کے شوہر یا والدہ یا کسی اور قریبی عورت سے رکھواتے اور ملواتے ہیں) اس کے بعد بستر کی سوئی نکال کر مٹکی میں ڈال دیتے

ہیں، اور معمول سے کہتے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے منگی میں ”الحفیظ“ کہتے ہوئے اڑڈالو اور کہو کہ اے اللہ میری پریشانی آپ نے دور کی اور اپنے کلام کی برکت سے دور کی، اس کے بعد کالے کپڑے پر پیر رکھ کر معمول کو چار پائی سے اترا دیتے ہیں، اس کے بعد اس منگی کو آٹے سے بند کر کے بیس منٹ آگ پر رکھوا کر کالے کپڑے میں باندھ کر گڑ وادیتے ہیں، اور چار پائی کے نیچے رکھا جانے والا دیا کسی تڑا ہے پر رکھوا دیتے ہیں۔

عامل صاحب اس عمل میں لگنے والا سامان خود معمول سے منگواتے ہیں اور اس عمل پر کسی ہدیہ کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں، الا یہ کہ کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دیدے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عملیات کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کی کیا شرطیں ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن وحدیث وغیرہ کے بابرکت کلمات کے ذریعہ عملیات کرنے کی فی الجملہ گنجائش ہے، جیسا کہ بعض صحابہ کا سورہ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کرنا اور پیغمبر علیہ السلام کا معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا صحیح روایات میں مذکور ہے؛ لیکن ضروری ہے کہ عملیات میں نہ تو شرکیہ کلمات ہوں، نہ غیر اللہ سے استمداد اور نہ ہی خلاف شریعت کسی امر کا ارتکاب ہو، ورنہ یہ کام ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اسی طرح جھاڑ پھونک یا تعویذ کو مؤثر حقیقی نہ سمجھا جائے؛ کیوں کہ مؤثر حقیقی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، تعویذات و عملیات تو صرف سبب کے درجہ کی چیزیں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ عملیات کی گنجائش ضرور ہے؛ لیکن عقیدہ کا تحفظ اس سے زیادہ ضروری ہے، عملیات میں اس درجہ اشتغال کہ عقیدہ متاثر ہونے لگے یقیناً ناپسندیدہ ہے، اسی بنا پر جنت میں بلا حساب و کتاب جانے والوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں یہ بھی ہے: ”لا یسرقون ولا یسترقون“ یعنی نہ وہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں نہ کراتے ہیں، گویا کہ ایمان کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ آدمی ایسے اسباب سے پرہیز کرے جن سے عقیدہ متاثر ہوتا ہو۔

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينفث على

نفسه في المرض الذي مات فيه بالمعوذات، فلما ثقل كنت أنفث عليه بهن، وامسح بيد نفسه لبركتها، فسألت الزهري كيف ينفث قال: كان ينفث على يديه ثم يمسح بهما وجهه. (صحيح البخاري / باب الرقى بالقرآن والمعوذات ٨٥٤/٢ رقم: ٥٥١١)

وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه في حديث طويل: فجعل يقرأ بأم القرآن، ويجمع بزاقه ويتفل فبرأ. (صحيح البخاري / باب الرقى بفاتحة الكتاب ٨٥٤/٢ رقم: ٥٥١٢ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول في الرقية: تربة أرضنا وريقة بعضنا يشفى سقيمنا بإذن ربنا. (صحيح البخاري / باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم ٨٥٥/٢ رقم: ٥٥٢٢ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يعوذ بعضهم يمسحه بيمينه، أذهب البأس رب الناس اشف أنت الشافي، لا شفاء إلا شفاءك، شفاء لا يغادر سقماً. (صحيح البخاري / باب مسح الرقي في الوجع بيده اليمنى ٨٥٦/٢ رقم: ٥٥٢٦ دار الفكر بيروت)

عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم ٢٢٤/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبل الفصل الثاني ٣٨٨/٢ دار الفكر بيروت)

عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرقي، فجاء آل عمرو بن حزم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا: يا رسول الله! إنه كانت عندنا رقية نرقي بها من العقرب وأنت نهيت عن الرقي، قال: فعرضوها عليه، فقال: ما أرى بها بأساً من استطاع منكم أن ينفع أخاه

فلينتفعه. (صحيح مسلم ۲۲/۲، مشكاة المصابيح ۳۸۸/۲)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى، وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى. (فتح الباري ۱۰/۱۹۵ دار الفكر بيروت، ۱۴۰ قديم)

إن الرقي يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير أسماء الله تعالى وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك أي كفر. (مرقاة المفاتيح ۳۵۰/۱۸ المكتبة الأشرفية ديوبند، شامي ۵۲۳/۹ زكريا، ۳۶۳/۶ كراچی)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث طويل قيل لي: أنظر هكذا وهكذا، فرأيت سوادًا كثيرًا سد الأفق، فقيل: هؤلاء أمتك ومع هؤلاء سبعون ألفًا يدخلون الجنة بغير حساب، فتفرق الناس ولم يبين لهم، فتذاكر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا: أما نحن فولدنا في الشرك، ولكننا آمنّا بالله ورسوله، ولكن هؤلاء هم أبناءنا، فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: هم الذين لا يتطيرون ولا يسترقون ولا يكتنون، وعلى ربهم يتوكلون، فقام عكاشة بن محصن فقال: أمنهم أنا يا رسول الله! قال: نعم، فقام آخر فقال: أمنهم أنا يا رسول الله! فقال سبقك لها عكاشة. (صحيح البخاري / باب من لم يرق ۸۵۶/۲ رقم: ۵۵۲۸)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: يدخل الجنة من أمتي سبعون ألفًا بغير حساب، قالوا: ومن هم يا رسول الله! قال: هم الذين لا يكتنون ولا يسترقون وعلى ربهم يتوكلون، فقام عكاشة فقال: أدع الله أن يجعلني منهم، قال: أنت منهم الخ. (صحيح مسلم ۱۱/۱ فقط والله تعالى أعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۳۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کتے کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کا عمل کرنا؟

سوال (۷۷۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندہ کتے کے کاٹے ہوئے کو اس طرح جھاڑتا ہے کہ تین مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اُس جگہ پر تھکھکارتا ہے، جس جگہ کتے نے کاٹا ہو، بعدہ سات مرتبہ اُس شخص سے کہہ دیتا ہوں کہ کچھ دور تک واپس جاتے ہوئے نہ کسی سے بولنا نہ پیچھے مڑ کر دیکھنا، اس عمل سے الحمد للہ رب العزت بہت لوگوں کو شفاء عطا فرمادیتے ہیں، آیا یہ عمل درست ہے یا اس میں کسی طرح کی قباحت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس عمل میں بظاہر کوئی شرعی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔

وأما ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية، فلا بأس؛ بل يستحب، سواء كان تعويذاً أو رقيةً أو نشرةً. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقي / الفصل الثانی ۳۲۱/۸ رقم: ۴۵۵۳ رشیدیہ، ۳۶۰/۸ المکتبۃ الأشرفیہ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۸/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا پیغمبر علیہ السلام اور صحابہؓ سے تعویذ لکھنا ثابت ہے؟

سوال (۷۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عامل حضرات جو آیت قرآنیہ لکھ کر تعویذ دیتے ہیں، تو کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے اس طرح قرآنی آیت سے تعویذ لکھنے کا ثبوت ملتا ہے؟

(۲) آیات قرآنیہ سے جھاڑ پھونک کر کے رقم فرائش کر کے لینا جائز یا ناجائز ہے؟

(۳) قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ دینا اور اُس پر رقم لینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویذ لکھنے کا ثبوت احقر کی نظر سے نہیں گذرا؛ البتہ سورۃ فاتحہ دم کر کے اُجرت لینا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، اور اُس کی تائید پیغمبر علیہ السلام نے بھی فرمائی ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن ناسًا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أتوا علي حي من أحياء العرب، فلم يقرّوهم فبينما هم كذلك إذا لدغ سيد أولئك، فقالوا: هل معكم دواء أو راق؟ فقالوا: نعم! إنكم لم تقرّونا ولا نفعل حتى تجعلوا لنا جعلاً، فجعلوا لهم قطيعاً من الشاء، فجعل يقرء بأم القرآن ويجمع بزاقه ويتفل فبرأ فأتوا بالشاء، فقالوا: لا نأخذہ حتى نسلّ النبي صلى الله عليه وسلم، فسألوه، فضحك، وقال: ما أدرك إنها رقية خذوها واضربوا لي بسهم. (صحيح البخاري ۸۵۴/۲ رقم: ۵۵۱۲)

في الحديث دليل على جواز الرقية بالقرآن وبذكر الله وأخذ الأجرة عليه؛ لأن القراءة من الأفعال المباحة. (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابيح ۱۳۶/۶ اشرفیہ)
تعویذ لکھنا ایک جائز عمل ہے، بشرطیکہ اُس تعویذ میں شریکۂ کلمات وغیرہ نہ ہوں؛ لہذا فی نفسہ تعویذ لکھ کر اُجرت لینے کی بھی گنجائش ہے۔

وأجازہ في الرقي الدواء؛ لأن تعليم القرآن عبادة، والأجر فيه على الله، وهو القياس في الرقي، إلا أنهم أجازوه فيها لهذا الخبر. (فتح الباري ۴۵۳/۴ بیروت)
قالو: وإنما تكره العوذۃ إذا كانت بغير لسان العرب، ولا يدري ما هي لعله يدخله سحراً، أو كفراً وغير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامی ۵۲۳/۹ ذکرہا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذ گنڈے سے متعلق شرعی احکام

سوال (۷۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: (۱) تعویذ گنڈے کرنا کیسا ہے؟ اور اُن کی کیا اصلیت ہے؟ خیر القرون میں کہیں اُن کا ذکر آتا ہے یا نہیں؟

(۲) آج کل تعویذ کرنا ایک پیشہ بن گیا اور لوگوں نے اُس کو ذریعہ معاش بنالیا ہے،

تعویذات کو کاروبار بنانا اور اُن پر اجرت لینا کیسا ہے؟ نیز ایسے آدمی کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟

(۳) جو لوگ تعویذ کرتے ہیں اُن کے پاس اکثر عورتیں آتی ہیں اور پردہ جو مذہب اسلام

کا اہم شعار ہے بالکل نہیں ہوتا، نیز اس مسئلہ میں ہمارے بہت سے معزز علماء کرام بھی شامل ہیں، اس بارے میں شریعت کی کیا رائے ہے؟

(۴) تعویذات میں اصل عبارت کی جگہ ہندسوں کا استعمال ہوتا ہے اُن کی کیا اصل ہے؟

اور اُن کا موجود کون ہے؟ اور قرآنی سورتوں کے اعداد جیسا کہ حضرت تھانویؒ نے لکھے ہیں کیا اُن کا

بھی وہی احترام ہوگا جو اصل قرآن کا ہوتا ہے، جب کہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ بسم اللہ کی جگہ اُن کے عدد

۷۸۶ لکھنے سے بسم اللہ نہیں مانی جاتی، تو پھر سورتوں کے اعداد لکھنے سے اصل عبارت کیسے مانی جائے

گی اور اُن کی تاثیر کیا ہوگی؟

(۵) شریعت نے بہت سی چیزوں کی ممانعت محض عقائد کے خراب ہونے کے اندیشے کو

دیکھ کر فرمائی ہے، جیسا کہ شبِ برأت کا حلوہ وغیرہ، اسی طرح تعویذوں کے ذریعہ بھی لوگوں کے

عقائد خراب ہو رہے ہیں، اس لئے تعویذ لینے والے کا عقیدہ یا تو تعویذ پر یا تعویذ دینے والے پر ہوتا

ہے، اللہ پر نہیں ہوتا، تو اس پر ممانعت کیوں نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے تعویذات جن میں کلماتِ شرکیہ شامل نہ ہوں اُن

کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، دورِ صحابہ میں بھی اس طرح کے تعویذات کے استعمال کا

پتہ چلتا ہے اور جن روایات میں تعویذات کی ممانعت آئی ہے، اُن سے مراد ایسے تعویذات ہیں جن میں شریک جنتر منتر لکھے جاتے تھے، اسی بناء پر اُن سے منع کیا گیا ہے۔

وقد جاء في بعض الأحاديث جواز الرقي، وفي بعضها النهي عنها، فمن الجواز قوله عليه السلام: استرقوا لها فإن بها النظرة أي اطلبوا لها من يرقها ومن النهي قوله لا يسترقون ولا يكتون، والأحاديث في القسمين كثيرة ووجه الجمع بينهما أن الرقي يكره منهما ما كان بغير اللسان العربي وبغير أسماء الله تعالى وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة وأن يعتقد أن الرقية نافعة لا محالة فيتكل عليها وإياها. (عمدة القاري ۲۶۲/۲۱ بیروت)

ولا بأس بالمعاذات إذا كتب فيها القرآن، أو أسماء الله تعالى، وإنما تكره العوذة إذا كانت لغیر لسان العرب، ولا يدري ما هو، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامی، کتاب الحظر والإباحة / فصل فی اللبس ۵۲۳/۹ زکریا، مرقاة المفاتیح، کتاب الطب والرقي / الفصل الثاني ۳۰۳/۸ رقم: ۴۵۳۵ رشیدیة، وكذا في شرح مسلم للنووي، كتاب السلام / باب الطب والمرض والرقي ۲۱۹/۲)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ليس التميمية ما تُعلّق به بعد البلاء، إنما التميمية ما تُعلّق به قبل البلاء. (رواه الحاكم ۴۱۸/۴ وقال صحيح الإسناد، الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز وما يقدمها / الترهب من تعليق التمام والحروز ص: ۷۱۴ رقم: ۵۱۹۶ بيت الأفكار الدولية) إن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: ليست بتميمية ما علق بعد أن يقع البلاء. (شرح معاني الآثار ۳۸۸/۲)

وكان عبد الله بن عمرو رضي الله عنه يعلمهن من عقل من بنيه، ومن لم يعقل كتبه فأعلقه عليه. (سنن أبي داود، كتاب الطب / باب كيف الرقي ۵۴۳/۲)

(۲) تعویذ لکھ کر اُجرت لینا گواہ کو جائز ہے؛ کیوں کہ یہ بھی ایک عملِ مباح ہے؛ لیکن اس کو پیشہ بنالینا مقتداء حضرات کے لئے مناسب نہیں ہے، اس کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۳/۳۰۳)

(۳) کسی بھی اجنبی عورت سے بے پردگی کے ساتھ یا تنہائی میں بات کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، جھاڑ پھونک یا تعویذ کرنے والوں کو اس سے حد درجہ احتیاط لازم ہے، ورنہ وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۸۱۷)

والأصل أن لا يجوز النظر إلى امرأة؛ لما فيه من خوف الفتنة، وللهذا قال عليه الصلاة والسلام: المرأة مستورة الخ. وينظر الطبيب إلى موضع مرضها الخ. وفي نظر الطبيب إلى موضع المرض ضرورة، فيرخص لهم أحياناً لحقوق الناس ودفعاً لحاجتهم، فصار كنظر الختان والخافضة. وكذا ينظر إلى موضع الاحتقان للمرض؛ لأنه مداواة. وينبغي للطبيب أن يعلم امرأة إن أمكن؛ لأن نظر الجنس أخف، وإن لم يمكن ستر كل عضو منها سوى موضع المرض، ثم ينظر يغض بصره عن غير ذلك الموضع ما استطاع؛ لأن ما ثبت للضرورة يتقدر بقدر الضرورة.

(تبیین الحقائق، کتاب الکراهیہ / فصل فی النظر واللمس ۳۹۷-۴۰- دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۴) اصل عبارتوں کی جگہ ہندسوں کا استعمال قدیم زمانہ سے رائج ہے، تعویذات وغیرہ میں ہندسے اسی لئے استعمال کئے جاتے ہیں؛ تاکہ اصل کلمات کی بے حرمتی نہ ہو اور یہ اعداد تو محض علامت ہیں، اصل مدار لکھنے والے کی نیت پر ہے اور تاثیر پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، وہ چاہے تو اعداد میں بھی تاثیر پیدا کر سکتا ہے۔ (حاشیہ شیخ زادہ علی بیضاوی ۱/۶۷-۶۸)

(۵) جس تعویذ میں قرآن پاک کی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی وغیرہ لکھے ہوں اُن کے استعمال سے عقیدہ میں کوئی خرابی نہیں آتی؛ کیوں کہ پہننے والا جانتا ہے کہ نفس تعویذ سے اثر نہیں ہوا ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اثر پیدا کیا ہے؛ لہذا اس سے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے، ہاں اگر تعویذ

شریکہ کلمات پر مشتمل ہو تو یقیناً وہ حرام ہوگا؛ کیوں کہ وہ عقیدہ بگاڑنے کا سبب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۲۵۶)

عن عوف بن مالک الأشجعی رضي الله عنه قال: كنا نرقى في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا علي رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم ۲/۲۲۴، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبل الفصل الثاني ۳۸۸)

أن الرقي يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير أسماء الله تعالى وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة. ”لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك“: أي كفر. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول ۳۰۳-۳۰۴ رقم: ۴۵۲۸ رشيدة، ۳۵۰/۱۸ المكنية الأشرفية ديوبند)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالى، وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى. (فتح الباري / كتاب الطب ۱۰/۱۹۵ دار الفكر بيروت، ۱۴۰ قديم)

وأما ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية فلا بأس؛ بل يستحب، سواء كان تعويذاً أو رقيةً أو نشرةً، وأما على لغة العبرانية ونحوها فيمتنع لاحتمال الشرك فيها. (مرقلة المفاتيح ۳۶۰-۳۶۱ المكنية الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱۲/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذ کا شرعی حکم

سوال (۷۸۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر تعویذ کا تعلق قرآن مجید اور معروف پاکیزہ دعا سے ہو تو اُس میں علماء کا اختلاف ہے، جب کہ اس کو بعض علماء جائز قرار دیتے ہیں۔ ”مَنْ تَعَلَّقَ نَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ“ (جس نے تعویذ لٹکا یا اُس نے شرک کیا) اور دوسری جگہ حضور صلی اللہ کا ارشاد ہے: ”وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدْعَةً فَلَا وَدْعَ اللَّهِ لَهُ“ (جو شخص تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اُس کی خواہش کو پورا نہ فرمائے) اور جو پستی وغیرہ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو آرام نہ دیں۔ اسی طرح اگر تعویذ کو لٹکائے ہوئے بیت الخلاء اور گندی جگہ میں جائے تو اُس کے بارے میں کیا حکم ہے، جب کہ وہ موم جامہ کیا ہوا ہے اور بالکل محفوظ بھی، تو پھر یہ ممانعت کیسی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جو پستی کا ذکر ہے اُس پستی سے کیا مراد ہے؟ اور وہ پستی کون سی ہے؟ یا پھر اُس کا کیا مطلب ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے تعویذ جو آیات قرآنیہ یا اذعیہ ماثورہ اور کلمات صحیحہ پر مشتمل ہوں اُن کو لکھنا اور استعمال کرنا شرعاً درست ہے۔ اور جن تعویذوں میں کلمات شرکیہ یا کلمات مجہولہ یا نامعلوم قسم کے جنتر منتر لکھے جائیں، تو ایسے تعویذوں کا لکھنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جن احادیث کو آپ نے پیش فرمایا ہے اُن کا تعلق اسی طرح کے شرکیہ تعویذوں سے ہے جن کا زمانہ جاہلیت میں بکثرت رواج تھا، اور تعویذ اگر موم جامہ چڑھا دیا جائے یا کسی محفوظ خول میں بند کر دیا جائے تو اُسے بیت الخلاء میں لے جانا خلافِ ادب نہیں ہے، اور حدیث میں جو پستی کی ممانعت ہے وہ اس بنیاد پر ہے کہ عموماً سادھو وغیرہ اس طرح کی سپیاں اور گھونگے بد عقیدگی کے ساتھ لٹکاتے ہیں؛ بلکہ یہ اُن کا مذہبی شعار سمجھا جاتا ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹/۷۷)

وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به وفي السليبي عن ابن الأثير: التمام جمع تميمه، وهي خروقات كانت العرب تعلقها على أولادهم يتقون بها العين في زعمهم، فأبطلها الإسلام، والحديث الآخر ”من علق تميمه فلا أتم الله له“ لأنهم يعتقدون أنها تمام الدواء والشفاء؛ بل جعلوها شركاء؛

لأنهم أرادوا بها دفع المقادير المكتوبة عليهم، وطلبوا دفع الأذى من غير الله تعالى الذي هو دافعه. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۲۳/۹ ذكرها) فقط والله تعالى اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذات کو مطلقاً شرکیہ عمل قرار دینا احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے

سوال (۷۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سعودی عرب سے غیر مقلدوں کے لٹریچر عام ہو گئے ہیں، جس میں علماء دیوبند کو گمراہ وغیرہ لکھتے ہیں، اور اُسی میں تعویذ گنڈوں کی بھی مذمت لکھی ہے، اور لکھا ہے کہ نقش سلیمانی وہ یہود کا گھڑا ہوا عمل ہے؛ لہذا وہ نقش سلیمانی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا نقش نہیں مانتے ہیں؛ بلکہ خود ساختہ نقش ہے۔ واضح رہے کہ میں بذاتِ خود تعویذ گنڈے نہیں کرتا ہوں؛ لیکن علماء پر بہت کچھڑا چھل رہی ہے جس سے قلب کو تکلیف ہوتی ہے، اور غیر مقلدوں نے تمیم کی شکل کو لے کر ہر تعویذ چاہے وہ حروفِ مقطعات کا ہو یا کسی سورت کا نقش ہو بہر حال حرام لکھا ہے، کہاں تک درست ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ اُن کا یہ کہنا کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین جنہوں نے تعویذ گنڈوں کی باقاعدہ کتاب لکھی ہے اُن کا کیا معنی ہے؟ تسلی بخش جواب چاہئے، اور عوام الناس کا کہنا ہے کہ ہم دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ کو نہیں مانتے ہیں، ہم سعودی عرب کے فتویٰ کو مانیں گے، بخاری شریف میں میں نے دیکھا ہے کہ بذاتِ خود صحابہ نے دم پر اُجرت کی شرط لگا کر صحابہ کرام نے اُجرت لی ہے؛ لہذا تعارض دو فرمائیں، آپ کو اللہ نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اُمت کی اختلافی صورتِ حال کا دفعیہ فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: البوداؤد شریف میں صحیح روایت موجود ہے کہ صحابی جلیل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، اللہ کی قدرت و کبریائی پر مشتمل کلمات تعوذ اپنے سمجھدار بچوں کو

یا دکر اتے تھے، اور جو کچھ سمجھ دار نہ ہوتا تھا اُس کے گلے میں وہ کلمات لکھ کر تعویذ کی شکل میں ڈال دیتے تھے، اُن کے اس عمل سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت پر مشتمل پر اثر کلمات تعویذ میں استعمال کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اُس روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جس میں سورہ فاتحہ پڑھ کر مریض کی جھاڑ پھونک کی گئی تھی، جس کی تصویب خود پیغمبر علیہ السلام نے فرمائی، یہ واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے؛ لہذا معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک اور تعویذ مطلقاً ممنوع نہیں ہے؛ بلکہ ممانعت صرف اُسی شکل میں ہے جب کہ شرکیہ کلمات اور خلافِ شریعت باتوں کے ذریعہ جھاڑ پھونک یا تعویذ کئے جائیں، اور غیر مقلدوں کا مطلقاً تعویذات کو شرکیہ عمل قرار دینا احادیثِ شریفہ اور روایات کے خلاف ہے، صحیح احادیث کے مقابلہ میں اُن کی اپنی رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم من الفزع كلمات: أعوذ بالله بكلمات الله التامة من غضبه وشر عباده، ومن همزات الشياطين وأن يحضرون، وكان عبد الله بن عمرو رضي الله عنه يعلمهم من عقل من بنيه، ومن لم يعقل كتبه فأعلقه عليه.

(سنن أبي داود ٥٤٣/٢ مطبع ديوبند، مشكاة المصابيح ٢١٧)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن ناساً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أتوا على حي من أحياء العرب فلم يقرؤهم، فبينما هم كذلك إذا لدغ سيد أولئك، فقالوا: هل معكم دواء أو راق؟ فقالوا: نعم إنكم لم تقرؤنا ولا نفعل حتى تجعلوا لنا جعلاً، فجعلوا لهم قطعاً من الشاء، فجعل يقرأ بأم القرآن ويجمع بزاقه ويتففل، فبرأ فأتوا بالشاء، فقالوا: لا نأخذه حتى نسأل النبي صلى الله عليه وسلم، فسألوه فضحك، وقال: ما أدراك أنها رقية، خذوها واضربوا لي بسهم. الحديث (صحیح البخاری، کتب الطب / باب لرقی بفتح الکتاب ٨٥٤/٢ رقم: ٥٧٥٦ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عملیات سیکھنا کیسا ہے؟

سوال (۷۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر تقریباً آٹھ سال سے سحر و آسپی خلل سے بہت پریشان ہے، شروعات یوں ہوئی تھی کہ سارے بدن میں جلنے کے داغ پڑ جاتے تھے، اُس کے بعد بدن میں مختلف جگہوں پر بڑیاں بڑھنے لگیں، پھر یہ مرض پیدا ہوا کہ کھانا معدہ میں نہیں رکتا تھا، قے ہو جاتی تھی، پھر دل گھبرانا، سوتے میں بدن میں جھٹکے لگنا، رعشہ پیدا ہونا شروع ہوا، اور جوڑوں میں درد رہنے لگا، احقر کے والد صاحب جو کہ حکیم ہیں اُن کا علاج ہوا، فائدہ نہ ہوا، پھر دوسرے ڈاکٹروں کا علاج ہوا، اُس سے بھی فائدہ نہ ہوا، پھر عملیات کے ذریعہ علاج کرایا تو بعضی نکالیف ٹھیک ہو گئی ہیں، اور بعض باقی ہیں، اور تقریباً چار سال سے یہ پریشانی ہے کہ سوتے وقت یا فجر بعد سونے میں پانچ چھ ڈراؤنی شکل کے لوگ آتے ہیں اور مجھے مارتے پیٹتے ہیں، بہت سے عاملوں سے علاج کرا چکا ہوں، اور علاج ابھی چل رہا ہے؛ لیکن احقر کی پریشانی باقی ہے، اس کے علاوہ احقر کے بھائی والدین اور بہنیں بھی سحر وغیرہ سے پریشان ہیں، پندرہ بیس سال کا عرصہ اُن لوگوں کو ہو چکا ہے علاج سے بالکل تنگ آ چکے ہیں، ساحرین نے سحر کے ذریعہ بندش وغیرہ کا عمل بھی کرا دیا ہے، جس سے بہنوں کے نکاح میں پریشانی ہو رہی ہے، عمر زائد ہو چکی ہے، مالی حالت بھی بہت خراب ہے، بعضے عاملین کا یہ مشورہ ہے کہ علاج کرانے سے کوئی فائدہ نہیں؛ کیوں کہ ساحرین مستقل سحر کرتے رہتے ہیں، ایک علاج کرایا جب تک وہ پھر سحر کر دیتے ہیں، اس سے پڑھائی کا بھی نقصان ہوتا ہے؛ اس لئے اپنی حفاظت کے لئے تم خود عملیات سیکھ لو، ہم لوگ سکھلا دیں گے، ایسی صورت میں عملیات سیکھنا کیسا ہے؟ میرا مقصد صرف اپنی اور اپنے بھائی بہنوں کی حاسدین کے شر سے حفاظت کا انتظام کرنا ہے، مستقل مشعلہ اور پیشہ نہیں کرنا چاہتا، احقر کا اصلاحی تعلق حضرت قاری امیر حسن صاحب سے ہے، احقر نے حضرت سے تذکرہ کیا تھا انہوں نے فرمایا مفتی صاحب سے معلوم کر لو، وہ جیسا کہیں ویسا کرو؛ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ احقر کو جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آپ کے لئے عملیات سیکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اُس میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو۔

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي الله عنه قال: كنا نرقى في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم ۲/۲۲۴، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ۳۸۸)

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرقى، فجاء آل عمرو بن حزم، فقالوا: يا رسول الله! إنه كانت عندنا رقية نرقى بها من العقرب، فإن نعرضوا عليه، فقال: ما أرى بأساً من استطاع أن ينفع أخاه فلينفعه. (فتح الباري / باب الرقى بالقرآن والعمودات ۱۹۵/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کو آیت قرآنی تعویذ میں لکھ کر دینا؟

سوال (۷۸۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی غیر مسلم کو بطور تعویذ آیت قرآنی یا ادعیہ ماثورہ لکھ کر دے سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بے ادبی کا احتمال نہ ہو اور تعویذ کے کاغذ پر کوئی

دوسرا کاغذ لپیٹ دیا جائے، جس کی وجہ سے مشرک و کافر کا ہاتھ آیت قرآنیہ سے مس نہ ہو تو جائز ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ آیت قرآنیہ کا تعویذ کفار کو نہ دیا جائے۔ (امداد الاحکام ۳۲۰/۱)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة، جزء آیت: ۲۸]

وقال الله تعالى: ﴿لَا يَمْسُئُهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ [الواقعة: ۷۹] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں تعویذ گنڈے کا کام کرنا؟

سوال (۷۸۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کو تعویذات و عملیات سے دلچسپی ہے، غیر مسلم و مسلمہ تعویذ خواہ مسجد کے حجرہ میں آتے جاتے ہیں، یہ عمل اہل محلہ کو ناگوار گذرتا ہے، ایسے حالات میں موصوف اپنے کام کو جاری رکھے یا بند کرے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کی حدود میں تعویذ گنڈے کا پیشہ کرنا سخت فتنہ اور اعتراض کا سبب ہے، اس لئے مذکورہ امام صاحب مسجد میں کوئی ایسا کام نہ کریں، جس سے مسجد کی بے ادبی ہوتی ہو یا تہمت وغیرہ کا خدشہ ہو۔

عن سعید بن المسيب قال: وضع عمر بن الخطاب رضي الله عنه ثمانية عشرة كلمة، كلها حِكْمٌ، وهي: ومن عرّض نفسه للتهمة فلا يلوم من أساء به الظن الخ. (كشف الغفاء ومزيل الإلباس ۳۷۱ تحت رقم: ۸۸ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵/۵/۱۴۱۲ھ

عالم دین کا حضرات کا عمل کرنا اور اجرت لینا؟

سوال (۷۸۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم ہے مظاہری یا قاسمی ہے، بہر حال تعویذ گنڈے کرتا ہے، اور حضرات بھی کرتا ہے، اُس کا یہ طریقہ ہے کہ عورت ہو یا آدمی، سامنے کلمات پڑھ کر مثلاً سورۃ یاسین وغیرہ کے ذریعہ حضرات کرتا ہے، یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اجرت لینا جائز ہے یا ناجائز؟ حالاں کہ فتاویٰ محمودیہ میں اجرت کو جائز لکھا ہے، اور کہا کہ دھوکہ بازی نہ کرے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قرآن پاک یا کلمات حق کے ذریعہ عملیات کی فی الجملہ گنجائش ہے؛ لیکن حضرات کامل، معتبر علماء کے بقول محض ایک تھینی چیز ہے، اس کی بنا پر کسی بھی سلسلے میں کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا؛ اس لئے مقتدا شخص کو بالخصوص ایسے موہوم کاموں سے بچتے رہنے کی ضرورت ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۹۱/۵، فتاویٰ محمودیہ ۸۰۶/۲۰، ۱۰۸/۱۵)

ولا بأس بالرقمي ما لم يكن فيه شرك: أي الكفر. (مرقاۃ المفاتیح، كتاب الطب والرقی / الفصل الأول ۳۰۴/۱۸ رقم: ۴۵۳۰، رشیدیہ، ۳۵۰/۱۸ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)

رقية فيها اسم صنم أو شيطان أو كلمة كفر أو غيرها مما لا يجوز شرعاً، ومنها ما لم يعرف معناها. (مرقاۃ المفاتیح، كتاب الطب والرقی / الفصل الثاني ۳۱۸/۱۸ رشیدیہ، ۳۵۹/۱۸ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۵/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا دم کرنے سے شفا مل سکتی ہے؟

سوال (۷۸۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: انسان کی جسمانی بیماری کیادام و پھونک مارنے سے انسان کے بدن پر یا پانی پر پھونک مارنے کے بعد اُس کو پلانے سے انسان کا جسم شفا پا جاتا ہے؟ کیا ایسا اسلامی شریعت میں ہے؟ اگر ہے تو قرآن و حدیث کے حوالہ سے لکھیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آیات قرآنیہ یا ادعیہ ماثورہ پڑھ کر انسان کے جسم پر دم کرے یا پانی پر پھونک کر اُس کو پلا دے، تو اس سے بھی انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے؛ البتہ اس کو مؤثر حقیقی نہ سمجھا جائے؛ کیوں کہ مؤثر حقیقی تو ذات باری تعالیٰ ہے اور اس طرح دم کرنے سے شفا

جب ہی ہوگی جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ اُس کے ساتھ ہو۔

عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا اشتكى يقرأ في نفسه بالمعوذات وينفث فلما اشتد وجعه كنت أقرأ عليه وامسح عليه بيده رجاء بركتها. (سنن أبي داود، كتاب الطب / باب كيف الرقى ٥٤٥٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نامحرم سحر زدہ عورتوں کو بغرض علاج دیکھنا؟

سوال (۷۸۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایسی غیر محرم عورتیں جو سحر زدہ ہوں، اور پریشان ہو یا جاتی اثرات کی وجہ سے پریشان ہوں، تو کیا ایسی غیر محرم عورتوں کو بغرض علاج امام صاحب دیکھ سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نامحرم سحر زدہ عورتوں کا تعویذ والوں کے پاس آنا جانا

سخت فتنہ کا سبب ہے، اس لئے مذکورہ امام صاحب کے پاس عورتوں کی آمد و رفت قطعاً بند ہونی چاہئے، اگر علاج کرانا ہو تو اُن کے محرم یا شوہروں کے ذریعہ ہی علاج ہونا چاہئے، ایسی عورتوں کا برائے علاج تعویذ والوں کے پاس آنا جانا فتنہ کے سبب ممنوع ہے۔

قال عمر رضي الله تعالى عنه: إتقوا مواضع التهم.

عن سعيد بن المسيب قال: وضع عمر بن الخطاب رضي الله عنه ثمانية

عشرة كلمة، كلها حَكْمٌ، وهي: ومن عَرَضَ نفسه للتهمة فلا يلو من من أساء

به الظن الخ. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ۳۷/۱ تحت رقم: ۸۸ دار الكتب العلمية بيروت)

والخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۵۲۹/۹ زكريا)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. (سنن الترمذي، أبواب الرضاع / باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات ۲۲۱/۱، مشكاة المصابيح ۲۶۹، صحيح بن حبان ۳۳۰/۵ رقم: ۵۵۸۶)

عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تلجوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم، قلنا: ومنك؟ قال: ومني، ولكن الله أعاني عليه فأسلم. (سنن الترمذي، أبواب الرضاع / باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات ۲۲۱/۱، المشكاة الأشرفية ديوبند)

وبقول عمر رضي الله عنه: من سلك مسالك الظن اتهم. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ۳۷۱ تحت رقم: ۸۸ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۸/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نامحرم لڑکی کے ذریعہ جنات کا علاج کرانا؟

سوال (۷۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب جو خود کو عامل کہتے ہیں اور لکھتے ہیں، عملیات میں اُن کا معمول یہ ہے کہ کم وبیش ایک ۲۰ سالہ لڑکی (جو موصوف کے لئے نامحرم ہے) کی مریض کا علاج کرنے کے لئے اُسی کو فون کرتے ہیں اور آیت: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾ پڑھ کر جاری کرتے ہیں کہ مولا نافلاں صاحب اور مفتی فلاں صاحب کو بلائیے، اگلے لمحہ وہ کہتی ہے کہ جی آگئے بتلائیے، تو پہلے موصوف انتہائی ادب سے سلام کرتے ہیں اور عرض گزار ہوتے ہیں کہ حضرت ذرا دیکھئے اس پر کون ہے، اس کا درد دُور کیجئے، تکلیف اور بیماری دور کیجئے، اگر تاخیر ہوتی ہے تو حکم جاری ہوتا ہے کہ پہلے دوسرے یا تیسرے آسمان کے شہنشاہ اعظم یا افریقہ ایشیا مکہ اور مدینہ کے شہنشاہ اعظم کو بلاؤ، لڑکی بتلاتی ہے کہ آگئے، پھر وہ حسبِ حکم کام کر کے بتلاتے ہیں کہ اس مریض کے گردے میں

فلاں شیطان نے اپنا ٹرک، سر میں ہیلی کا پٹر، موٹر سائیکل، ٹی وی، فریج یا کولر، کیل اور کانٹے رکھے ہوئے ہیں، پھر گرفتاری اور قتل عام کا حکم ہوتا ہے، مگر مجھ کو کھلانے کا عمل ہوتا ہے اور پھر مریض کو بتلایا جاتا ہے کہ آپ کے اندر سفلی عمل، سحر، جادو، کالاجادو، سحر یہود تھا اور وہ سب ختم ہو گیا ہے، اس طرح نفسیاتی طور پر مریض افاقہ محسوس کرتا ہے، کبھی جب کوئی مؤکل حاضر نہیں ہوتا تو فرماتے ہیں کہ کہہ دو شہنشاہ اعظم یعنی خود موصوف بلار ہے ہیں۔

کبھی موصوف ایک جگہ لڑکی دوسری جگہ اور مریض تیسری جگہ، کبھی شہر کبھی صوبہ اور کبھی ملک کا فرق ہوتا ہے، لڑکی کو فون پر حکم دیتے ہیں کہ فلاں جگہ فلاں مریض ہے اُس کو دیکھو اور اُس کی صفائی کرو، اگلے لمحے اطلاع آتی ہے کہ چارپائی، بستر، ٹریکٹر ٹرائل کیل کاٹنے وغیرہ سب نکال کر صاف کر دیا ہے، جوشیا طین نے جسم میں رکھ چھوڑا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو بھی علاج کے لئے لایا جاتا ہے اُن سب کو بلا استثناء یہی سب بتلایا جاتا ہے؛ البتہ جسم سے نکلنے والا سامان ضرور بدل جاتا ہے، عجب یہ ہے کہ عامل کہلانے کے باوجود وقفہ وقفہ سے اپنے جسم سے بھی اسی طرح کا ساز و سامان نکلاتے رہتے ہیں، تعجب ہوتا ہے کہ جوں ہی کوئی بچہ روتا چیختا ہے فوراً لڑکی سے رابطہ کیا جاتا ہے، اور فوراً اطلاع آتی ہے کہ فلاں فلاں جن فلاں چیز رلا رہی تھی، نیز دورانِ گفتگو حضرت مفتی صاحب، حضرت شہنشاہ اعظم صاحب ایسا کر دیجئے، اس طرح کے جملے استعمال کئے جاتے ہیں، اس پورے قصہ میں درج ذیل اُمور قابلِ استفسار ہیں:

الف:- کسی نا محرم لڑکی سے اس تصور کے ساتھ دن میں کئی کئی بار گفتگو کرنا درست ہے؟
ب:- اجنہ کے مفتیانِ کرام و شیوخ و شہنشاہان کا اس طرح کسی نا محرم لڑکی پر آنا اور کسی کے حکم پر لوگوں کے جسم میں داخل ہونا شرعاً متصور ہے؟

ج:- کیا شیاطین انسانی جسموں میں اسی طرح ہیلی کا پٹر، موٹر سائیکل، چارپائی، بستر، کیل کانٹے وغیرہ رکھ دیا کرتے ہیں؟

د:- اجنہ کے لئے اور خود کے لئے یوں لفظ شہنشاہ کا استعمال درست ہے؟

۵:- اجنبہ یا اُن مفروضہ شخصیات سے اِس طرح کے جملے بولنا کہ یہ دروکیسا ہے اُس کو دور

کیجئے، کیا پریشانی ہے اُس کو ختم کیجئے، کیا یہ استمداد بالغیر کے زمرے میں نہیں آتا؟

۹:- خود ایک جگہ، لڑکی دوسری اور مریض تیسر جگہ دور دراز لگی کوچوں میں رہنے والوں کو

پلک جھپکتے ہی تلاش کر لینا اجنبہ میں علم غیب کو مان لینا نہیں؟

۱۰:- موصوف کا ایک پوتا ۳۳ رمضان کو غرق آب ہو گیا، سیکڑوں غوطہ خوروں نے تلاش

کیا نعرش نہ ملی، لوگوں نے کہا دور دراز نامعلوم علاقوں کے جسموں کا حال معلوم ہو جاتا ہے، سامان

نکل آتا ہے، پھر سامنے ڈوبنے والے بچے کی نعرش کا پتہ کیوں نہیں چل سکتا؟ کیا سوال کرنے والوں

کا یہ سوال قرین قیاس اور معقول ہے؟

۱۱:- موصوف کا ایک لڑکا دارالعلوم کا فاضل ہے وہ ان تصورات کا مخالف ہے، اُس کو گھر

سے نکلنے کا حکم دے دیا ہے، کیا ایسا کرنا ظلم نہیں ہے؟

۱۲:- سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کو قائد و مرشد مصلح مانا جانا چاہئے؟ ایسا

شخص امامت کے قابل ہے؟ کسی عالم کی موجودگی میں ایسے غیر محتاط عقیدے والے شخص کا مصلیٰ پر آز

خود بڑھ جانا درست ہے؟ مسئلہ قدرے نزاعی ہے، بالتفصیل اور مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرات کا عمل بجائے خود مشتبہ اور ایک تخیلاتی چیز

ہے، جس کا حقیقت اور واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور مزید یہ کہ یہ عمل ایک نامحرم لڑکی سے کروانا

قطعاً ناجائز گناہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے، اور حضرات کے ذریعہ یہ ثابت کرنا کہ فلاں کے بدن میں

ٹریکٹر ٹرائل یا ہیلی کاپٹر وغیرہ گھس گئے ہیں، جنہیں صاف کرایا گیا ہے، یا تو کھلی ہوئی حماقت اور بے

وقوفی ہے یا پرلے درجہ کا ڈھونگ اور فریب ہے، ایسا ڈھونگی شخص قطعاً اعتماد کے قابل نہیں ہے، اور

جب تک ان باتوں کو چھوڑ نہ دے اُس وقت تک اُس کی امامت بھی مکروہ رہے گی، لوگوں کو چاہئے

کہ ایسے غیر محتاط شخص کے بجائے صحیح دین دار اور متبع شریعت کو ہی امام مقرر کریں۔ (مجالس حکیم الامت

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه خطب
بالجابية، قال: قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقامي فيكم، فقال: لا
يخلون أحدكم بامرأة؛ فإن الشيطان ثالثهما، ومن سرته حسنته وساءت سيئته
فهو مؤمن. (السنن الكبرى للبيهقي ١٥٥/٧ رقم: ١٣٥٢١)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم.....، ثم
قال: من غش فليس منا. (سنن الترمذي / باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع ٢٤٥/١، سنن أبي
داود ١٥٤، صحيح مسلم ٩٧٠/١، الترهيب والترغيب مكمل ٤٠٠ رقم: ٢٧٤٠ بيت الأفكار الدولية)
الخلوة بالأجنبية حرام. (شامي / كتاب الحظر الإباحة ٥٢٩/٩ زكريا، الأشباه ١٥٩)
إن صوتها عورة. (طحطاوي على المراقي ٢٤٢)

ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم. (حلي كبير ٥١٣، البحر الرائق ٣٤٩/١)
قوله نهى رسول الله عن كلامنا - أيها الثلاثة - هو دليل على وجوب
هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه إلا أن يقلع وتظهر توبته. (المفهم لما
أشكل من تلخيص مسلم ٩٨/٧) فقط والله تعالى أعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۱۱/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عالم دین کا نامحرم سے براہ راست بیان لے کر تعویذ دینا؟

سوال (۷۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: ایک شادی شدہ لڑکی جس کی رخصتی کو تقریباً چار ماہ ہو چکے تھے، شوہر سے نفرت کرتی تھی اور
شوہر کو طوطی پر قدرت نہیں دیتی تھی، لڑکی کے رشتہ داروں نے ایک عالم دین سے کہا کہ پتہ نہیں اُس
پر کس چیز کا اثر ہے، ذرا چل کر دیکھئے، چنانچہ لڑکی کے حقیقی بھائی اور دیگر رشتہ داروں کے بے حد
اصرار پر مذکورہ عالم دین - جو غیر محرم ہیں - جانے کے لئے تیار ہو گئے، عالم دین لڑکی کے حقیقی

بھائی، چچا، خالو اور پھوپھی کی موجودگی میں شوہر سے نفرت کی وجہوں کو حقیقی بھائی کی طرف مخاطب ہو کر یا ان سب کی موجودگی میں روبرو لڑکی سے معلوم کیا اور پھر اپنی معلومات کے مطابق تعویذ وغیرہ دیا، تو کیا اس طرح سے معلوم کرنا اور تعویذ وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نامحرم کے سامنے جا کر اس طرح بیان لینا ناجائز اور فتنہ کا موجب ہے، اگر تعویذ ہی دینا تھا تو لڑکی کے محرم کے ذریعہ حالات معلوم کر کے بھی دیا جاسکتا ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یخلون رجل بامرأة إلا کان ثالثهما الشیطان. (سنن الترمذی، أبواب الرضاع / باب ما جاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات ۲۲۱/۱، مشکاة المصابیح ۲۶۹، صحیح بن حبان ۳۳۰/۱۵ رقم: ۵۵۸۶)

وإن غلب علی ظنہ أنه یشتہی فهو حرام. (الفتاویٰ لہندیہ ۳۲۹/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰ھ/۷/۱

تعویذ حاصل کرنے کیلئے اجنبی عورتوں کا بے پردہ بھیڑ لگانا؟

سوال (۷۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص تعویذ کا کام کرتا ہے، اُس کے پاس مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی بغیر پردہ اور بغیر برقع کے آتی ہیں، اور ایک ساتھ عرس کی طرح بھیڑ لگا کر تعویذات وغیرہ لیتی ہیں، اس طریقہ سے تعویذات دینے کا کام کرنا کیسا ہے؟ اور یہ پردہ کے خلاف ہے کہ نہیں؟ اور اس تعویذ دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تعویذ کے لئے اجنبی عورتوں کی بھیڑ لگانا بڑا مفسدہ اور خطرناک فتنہ ہے، جو شخص بھی اس طرح کے فتنہ میں مبتلا ہو، وہ اُس وقت تک امامت کے لائق نہیں

جب تک کہ ان بے احتیاطیوں سے پوری طرح توبہ نہ کرے۔

عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تلجوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم، قلنا: ومنك؟ قال: ومني، ولكن الله أعانني عليه فأسلم. (سنن الترمذي ۲۲۲/۱، مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲/۲۶۹)

إن الشيطان: أى كيدہ ووسواسہ ”يجري“: أى يسري ”من الإنسان“: أى فيه، وقيل: عُذَى ”يجري“، بـ ”من“ على تضمين معنى التمكن: أى يتمكن الإنسان في جريانه ”مجرى الدم“: أى في جميع عروقه شبه سريان كيدہ وجريان وسواسہ في الإنسان بجريان دمہ في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكناً تاماً وتصرفه فيه تصرفاً كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار الله تعالى على كمال التصرف ابتلاءً للبشر. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الإيمان / باب الوسوسة / الفصل الأول ۲۴۵/۲-۲۴۶ / رشیدیہ)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا! لا يتبين رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم. رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، کتاب النکاح / باب بیان العورات ۲/۲۶۸)

عن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يخلون رجل بامرأة إلا كانا لثهما الشيطان. رواه الترمذي. (مشكاة المصابيح، کتاب النکاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲/۲۶۹)

وقال الحصكفي رحمه الله تعالى: الخلوة بالأجنبية حرام (الدر المختار) وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلو

برجل، شاباً أو شيخاً. (الدر المختار مع الشلبي / كتاب الحظر والإباحة ۳۶۸/۶ کراچی، ۵۲۹/۹ زکریا)
وفيه النظر إلى ملاءة الأجنبية بشهوة حرام. (الدر المختار / كتاب الحظر
والإباحة ۵۳۵/۹ زکریا)

ویکروہ امامت عبد وفاسق. (الدر المختار) وفي الشامية: بل مشى في
شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدر المختار مع الشلبي
۲۹۸/۲-۲۹۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۷/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نظر اور جادو برحق ہیں

سوال (۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: لوگ کہتے ہیں کہ نظر اور جادو برحق ہے، نظر ہو جائے تو کیا پہچان ہے؟ نظر اُتارنے کا کیا
طریقہ ہے؟ کچھ لوگ مرچوں، پتھروں، کپڑوں اور ہنڈی سے اُتارتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نظر لگنا برحق ہے؛ البتہ اُس کی پہچان کی کوئی علامت
مقرر نہیں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن حبة بن حابس التميمي حدثني أبي أنه سمع رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول: العين حق. (سنن الترمذي، أبواب الطب / باب ما جاء أن العين حق
والغسل لها ۲۶۱/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، صحيح البخاري ۸۵۴/۲ رقم: ۵۷۴۰)

مرچ، کپڑے وغیرہ پر آیات قرآنی یا دیگر دعا وغیرہ پڑھ کر اُس کے ذریعہ نظر اُتارنا درست
ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۵)

اور جادو کا اثر بھی ممکن ہے اور یہ بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے۔ بس فرق یہ ہے

کہ اُس کے اسباب عام لوگوں سے مخفی رہتے ہیں، آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور جادو کو دفع کرنے کے لئے قرآن اور جائز عملیات کا استعمال شرعاً درست ہے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۲۱۷/۱-۲۲۳)

اختلفوا الہ (أي للسحر) تأثير فقط بحيث يغير المزاج، فيكون نوعاً من الأمراض أو ينتهي إلى الحالة، بحيث يصير الجماد حيواناً مثلاً وعكسه؟ فالذي عليه الجمهور هو الأول. (فتح الباري، كتاب الطب / باب السحر ۲۷۳/۱۰ تحت رقم: ۵۷۶۳ دار الكتب العلمية بيروت)

ومنها: أن السحر والعين حق عندنا، خلافاً للمعتزلة لقوله عليه السلام: العين حق. (رواه البخاري رقم: ۵۷۴۰)

وفي رواية: وأن العين لتدخل الرجل القبر والجملة القدر. (رواه أبو نعيم في الحلية ۹۰/۷)

وجاء في رواية: السحر حق، ويدل عليه قوله تعالى: ﴿وما انزل على الملكين﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۰۲]

وقوله تعالى: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفْثِ فِي الْعُقَدِ﴾ [الفرق: ۳]

وأما قوله تعالى: ﴿يُخَيِّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ﴾ [طه: ۶۶]

فهذا نوع من السحر. (شرح الفقه الأكبر / مسألة في أن السحر والعين حق ص: ۲۴۸ دار الكتب العلمية بيروت) فقط والله تعالى اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۱۱/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نظر اُتارنے کے طریقے

سوال (۷۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: احادیث شریفہ یا بزرگوں کے معمولات میں نظر اُتارنے کے کیا کیا طریقے اختیار کئے گئے

ہیں؟ اور اُس کا شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: احادیث شریفہ میں نظر کے اُتارنے کے طریقے لکھے

گئے ہیں، جن میں ایک خاص انداز سے نظر لگانے والے کے بدن سے بہا ہوا پانی نظر لگنے والے کے بدن پر ڈالا جاتا ہے، اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ تدبیر جس میں شرکیہ کلمات کا استعمال نہ ہو اور نہ ہی کسی اور حرام کا ارتکاب ہو، اُس کو بطور علاج اپنانے کی گنجائش ہے، مندرجہ بالا طریقے میں حسب تحریر سوال کیوں کہ کوئی بات شرکیہ نہیں پائی جاتی ہے؛ اس لئے اُسے ناجائز نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ یہ تجربات کی روشنی میں مباح علاج کی ایک صورت ہے؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ اُسے دین یا عبادت کا رنگ نہ دیا جائے اور نہ ہی اُسے واجب یا فرض سمجھا جائے؛ بلکہ اس تدبیر کو تدبیر ہی کے درجہ میں رکھنا ضروری ہے۔

عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف قال: رأى عامر بن ربيعة سهل بن حنيف يغتسل فقال: واللّٰه ما رأيت كاليوم ولا جلد مُخَبَّاةٍ قال: فلبط سهل، فأنتي به رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقليل له: يا رسول اللّٰه! هل لك في سهل بن حنيف؟ واللّٰه ما يرفع رأسه، فقال: هل تتهمون له أحدًا؟ فقالوا: نتهم عامر بن ربيعة، قال: فدعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عامراً فتَغَلَّظَ عليه، وقال: علام: يقتل أحدكم أخاه؟ ألا بَرَكْتُ، اغتسل له، فغسل له عامر وجهه وبيديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه ودخلة إزاره في قدح، ثم صُبَّ عليه فراح مع الناس ليس به بأس. (رواه في شرح السنة ورواه مالك) وفي روايته: قال: "إن العين حق تَوْضَأُ له" فتوضأ له. (مشكاة المصابيح ۳۹۰)

وتحت هذا الحديث قال النووي: وصف وضوء العائن عند العلماء أن يوتى بقدح ماء، ولا يوضع القدح على الأرض، فيأخذ غرفة فيتمضمض، ثم

یَمَجِّها فی القَدَح، ثم یأخذ منه ما یغسل به وجهه، ثم یأخذ بشماله ما یغسل به، کفہ الیمنی ثم یمینہ ما یغسل به کفہ الیسری، ثم بشماله ما یغسل به مرفقہ الایمن، ثم یمینہ ما یغسل به مرفقہ الایسر، ولا یغسل ما بین المرفقین والکفین، ثم یغسل قدمہ الیمنی ثم الیسری، ثم رکبہ الیمنی ثم الیسری علی الصفة المتقدمة، وکل ذلک فی القَدَح ثم داخلہ إزارہ، وإذا استكمل هذه صبه من خلفه علی رأسه، وهذا المعنی لا یمکن تعلیلہ، ومعرفة وجهه إذ لیس فی قوة العقل الإطلاع علی أسرار جمیع المعلومات، ولا یدفع هذا بأن لا یعقل معناه. (مرقاۃ المفاتیح ۳۸۱/۸ تحت رقم: ۴۵۶۳ بیروت، ۳۶۵/۸-۳۶۶-۳۶۷ المكتبة الأشرفیة دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرچوں کے ذریعہ نظر اتارنا؟

سوال (۷۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ معاشرے میں عام طور پر بیدرواج عام ہے کہ عورتیں اور بعض لوگ چھ یا سات عدد مرچوں کو لے کر یا تھوڑا سا نمک لے کر اس پر الحمد شریف پڑھ کر نظر اتارا کرتے ہیں، کیا اس طرح نظر کا اتارنا درست ہے؟
کیا ایک عورت کسی غیر محرم مرد کی مرچوں سے نظر اتار سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں، مہربانی ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نظر اتارنے کے لئے آیات قرآنیہ وغیرہ پڑھ کر بطور

علاج مرچوں کو جلا نادرست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳۱/۲۸ ذابحیل)

لا بأس بوضع الجماسم فی الزرع والمطحنة لدفع ضرر العين؛ لأن

العین حق تصیب المال والآدمی والحوان، ویظهر أثره فی ذلک. (شلمی
۳۶۴/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲۵/۱۰/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نظر بد سے بچانے کیلئے بچوں کے گلے میں تعویذ پہنانا؟

سوال (۷۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: بچوں کی شرارت کم کرنے کے لئے اور اُن کو نظر سے بچانے کے لئے کیا بچوں کے گلے میں
تعویذ پہنا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بچوں کی شرارت کم کرنے کے لئے اور اُن کو نظر بد سے
بچانے کے لئے گلے میں تعویذ پہنانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرکیہ یا غیر شرعی کلمات پر مشتمل نہ ہوں۔
ولا بأس بالمعاذات إذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالى، وإنما
تكره العوذة إذا كانت لغیر لسان العرب ولا یدری ما هو، ولعله یدخله سحر أو
كفر أو غیر ذلک، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به.
(شامی، كتاب الحظر والإباحة / قبیل: فصل فی النظر والمس ۵۲۳/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرغ کو ذبح کر کے اُس کے خون سے تعویذ لکھنا؟

سوال (۷۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: بعض تعویذ مرغ کو ذبح کر کے اُن کے خون سے لکھے جاتے ہیں، جن کے کلمات بعض مرتبہ

انبیاء کے اسماء فرشتوں کے نام اور اللہ تعالیٰ کے اسماء پر مشتمل ہوتے ہیں، تو کیا یہ عمل درست ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا خصوصاً جب کہ اُن میں اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء ہوتے ہیں، ناجائز و حرام ہے؛ کیوں کہ خون نجس ہے اور اس سے تعویذ لکھنے میں اُن اسماء کی توہین و بے حرمتی لازم آتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۷۱، احسن الفتاویٰ ۱۸/۸)

إذا سال الدم من أنف إنسان ولا ينقطع حتى يخشى عليه الموت، وقد علم أنه لو كتب فاتحة الكتاب أو الإخلاص بذلك الدم على جبهته ينقطع فلا يرخص له فيه. (شامی ۳۶۶/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونا چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ رکھ کر گلے میں ڈالنا؟

سوال (۷۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تانا، پتیل، سونا یا چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ رکھ کر گلے میں پہنتے ہیں، کیا یہ پہننا درست ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سونے چاندی کی تعویذ کے بارے میں حضرت تھانویؒ نے ممانعت کا قول نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا حکم سونے اور چاندی کے برتنوں جیسا ہے نہ کہ زیور جیسا؛ لہذا لڑکیوں کے لئے بھی اجازت نہ ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۴۳۷)

اور تانا پتیل کے تعویذ کے متعلق کوئی صریح جزئیہ احقر کی نظر سے نہیں گزرا۔

وفي الجوهرة: وأما الآنية من غير الفضة والذهب فلا بأس بالأكل والشرب فيها والانتفاع بها، كالحديد والصفرة والنحاس والرصاص والخشب

والطین۔ (شعبی ۳۴۱۶ کراچی، ۴۹۵/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۳ھ

عمل کر کے غائب کی خبر دینا؟

سوال (۷۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بالقصد عمل کے ذریعہ اپنے لئے یا غیر کے لئے غائب کی خبر جان سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عمل وغیرہ کے ذریعہ غیب کی خبریں جاننے کا شرعاً

کوئی اعتبار نہیں ہے، اس پر یقین کرنا یا اس کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار دینا ہرگز درست نہیں ہے، یہ سب چیزیں محض تخمینہ ہوتی ہیں، اور عموماً غلط ثابت ہوتی ہیں، اس لئے ایسی وہمی باتوں پر یقین کرنے اور عمل کرنے کی شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔

الكهانة: وهي تعاطي الخبر عن الكائنات في المستقبل وادعاء معرفة

الأسرار إلى قوله: ومنهم أنه يعرف الأمور بمقدمات يستدل بها على موافقها من

كلام من يسأله أو حاله أو فعله، وهذا يخصونه باسم العراف كالمدعي معرفة

المسروق ونحوه الخ. (شعبی ۱۳۵۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۸/۳/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغرض علاج آیت قرآنی سکٹ وغیرہ پر لکھوا کر کھانا؟

سوال (۸۰۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے حسن پور میں لوگوں میں بحث چل رہی ہے کہ اعمال قرآنی (مصنفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ) میں ایک آیت کا عمل لکھا ہوا ہے کہ روزانہ اس آیت کو سکٹ یا روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر

چالیس دن کھانے سے بہت سے فائدے ہیں، جن کو میں نے لکھا نہیں ہے، تو کچھ لوگ تو یہ عمل بدعت کہتے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ کے اندر اس عمل کا نام و نشان بھی نہیں ہے؛ لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ عمل بدعت ہوتا تو اتنے بڑے مولانا ایسی بات کبھی بھی نہ لکھتے جو ہمیشہ شرک و بدعت کا رد کرتے رہے، آپ سے گزارش ہے کہ اس کا جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: علاج کی غرض سے آیاتِ قرآنیہ لکھ کر کھلا دینے سے عرف میں قرآن کی بے حرمتی لازم نہیں آتی، اس لئے شرعاً اس طرح کے عمل کی اجازت ہے، اور چوں کہ یہ عمل محض علاج کی نیت سے ہوتا ہے، کوئی دینی عبادت سمجھ کر انجام نہیں دیا جاتا؛ اس لئے اسے بدعت بھی نہیں کہہ سکتے، بریں بنایہ عمل مباح کے درجہ کا ہے۔

وأخرج البيهقي في الدعوات : عن ابن عباس مرفوعاً في المرأة يعسره عليها، قال: يكتب في قرطاس ثم تستسقي. (الإتقان ۵۳۰)

وفي السمجتي: اختلف في الاستشفاء بالقرآن بأن يقرأ على المريض أو المملدوغ الفاتحة أو يكتب في ورق ويعلق عليه أو في طست ويغسل ويسقى قال رضي الله عنه: وعلى الجواز عمل الناس اليوم وبه وردت الآثار. (شامي، كتاب الحظرو والإباحة / قبيل فصل في النظر والمس ۳۶۴/۶ کراچی، ۵۲۳/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فون پر دم کرنا؟

سوال (۸۰۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل اکثر عامل حضرات فون پر کال کے ذریعہ دم کرتے ہیں، اس طرح دم کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس طرح کا دم مریض پر اثر انداز ہوتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: موبائل کے ذریعہ مریض پر دم کرنا بے اصل؛ بلکہ ایک طرح کا مذاق ہے؛ کیوں کہ دم کی اصل محض پڑھنا نہیں ہے؛ بلکہ پڑھ کر پھونکنا ہے، اور یہ پھونک موبائل کے ذریعہ مریض تک نہیں پہنچتی، اس لئے یہ طریقہ بھی قابل ترک ہے، عامل حضرات کو چاہئے کہ وہ موبائل پر دم کرنے کے بجائے مریض کو کوئی آیت وغیرہ بتادیں جو خود پڑھ کر دم کر لیا کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۴۳ ذی الحیل)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينفث على نفسه في المرض الذي مات فيه بالمعوذات، فلما تفل كنت أنفث عليه بهن وامسح بيد نفسه لبركتها، فسالت الزهري كيف كان ينفث؟ قال كان ينفث على يديه ثم يمسح بهما وجهه. (تفسير القرطبي ۱۰/۳۱۷)

وفي حديث طويل فجعل يقرأ أم القرآن يجمع بزاقه ويتفل فبرأ الرجل.

(صحیح مسلم ۲/۲۲۴)

وتحتنه في النووي فجعل يجمع بزاقه ويتفل، قال القاضي: فائدة التفل

التبرک بتلک الرطوبة والهواء. (شرح النووي علی مسلم ۲/۲۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۳۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکان اور دوکان میں اثرات اور جنات کی حقیقت

سوال (۸۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کا ایک مکان ہے جو تقریباً دس بارہ سال سے خالی پڑا ہوا ہے، اب زید اُس مکان کو فروخت کرنا چاہتا ہے اور خالد اُس مکان کو خریدنا چاہتا ہے۔ خالد کو کسی نے بتایا کہ اس مکان میں اثرات ہیں۔ اب خالد چاہتا ہے کہ اس مکان کو کسی عامل کو دکھا کر اس کی خریداری کی بات کی

جائے، زید بھی اس کے لئے تیار ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اثرات کی کیا حقیقت ہے اور کسی عامل کو دکھانا کیسا ہے؟ جب کہ عامل صاحب کہتے ہیں کہ جن میرے تابع ہیں، میں حالات معلوم کر کے بتا دوں گا، عامل کا اس طرح کہنا غیب دانی کا دعویٰ تو نہیں؟ حالاں کہ غیب کا جاننے والا تو صرف اللہ ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عام طور پر ویران مکانات کے بارے میں آسمانی اثرات کا وہم لوگوں کو ہو جاتا ہے، اس لئے اصل بات تو یہ ہے کہ بغیر کوئی چیز محسوس کئے ہوئے محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ایسے مکان میں اثرات ہونے کا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے؛ البتہ خالی پڑے ہوئے مکان میں جنات کا بسیرا کرنا کوئی بعید بھی نہیں ہے؛ لیکن یہ کیسے پتہ چلے کہ وہاں جنات ہیں بھی یا نہیں؟ اس کا کوئی یقینی ذریعہ ہمارے علم میں نہیں ہے، اور اگر کوئی عامل اُس کا پتہ چلانے کا دعویٰ کرے تو اُس کی تصدیق یا تردید نہیں کی جاسکتی، اور اگر وہ اس کے متعلق کوئی بات بتائے تو اُس کو غیب کی بات بتانے والا نہیں کہا جائے گا؛ کیوں کہ غیب اُس علم کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی ذریعہ کے حاصل ہو اور یہاں عامل کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ ممکن ہے کہ اُن کے تابع جنات سے حاصل ہوا ہو، اس لئے اُن پر غیب کا اطلاق نہیں ہوگا۔ (مستفاد لباب الفتاویٰ ۳۳۶، دینی مسائل اور اُن کا حل ۴۶، جنات کے حالات و احکام ترجمہ احکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان باب ۵۰ ص ۲۳ ص ۱۳۰)

ولهذا لا يعد أمثاله من علم الغيب عند العلماء؛ فإنه قد حصل لما نصب عليه من الأدلة نعم الإطلاع على شيء من علمه تعالى، والإظهار على بعض غيبه ممكن وواقع في حق بعض العباد إلا أنه من قبيل العرض الجزئي فقط، وليس هو من إحاطة أصول الغيب والعلم الكلي في شيء وهذا الإطلاع الجزئي إن وقع لغير الأنبياء عليه الصلاة والسلام فلا يقطع بصدقه وحفظه وعصمته من دسائس الشيطان أو التحليل النفساني وغيرهما. (فتح الملهم ۱۷۲/۱)

ومثل هذا عندي؛ بل هو دونہ بمراحل علم النجوم ونحوہ بواسطة أمارات عنده بنزول الغيث وذكورة الحمل أو أنوثته أو نحو ذلك ولا أرى كفر من يدعي مثل هذا العلم؛ فإنه ظن عن أمر عادي. (روح المعاني ۱۶۹/۱۲، لقمان الآية: ۳۳-۳۴)

الكهانة في اللغة من كهن يكهن كهانة قضا له بالغيب والكاهن هو الذي يتعاطى الخبر عن الكائنات في مستقبل الزمان ويدعي معرفة الأسرار ومطالعة الغيب. (الموسوعة الفقهية ۱۷۱/۳۵، ومثله في الشامية ۱۳۵/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۲/۶/۱۳۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مخصوص نقشہ کے مطابق تعمیر مکان کو مفلسی سے بچنے کا ذریعہ سمجھنا؟

سوال (۸۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تعمیر مکان کی ترتیب کے سلسلہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس مکان میں قیام ہوتا ہے، اُس کی تعمیر ذیل کے نقشہ کی ترتیب پر ہونی چاہئے ورنہ مالک مکان مصائب مفلسی کا شکار ہو جائے گا۔ اصل میں یہ غیر مسلموں کا نظریہ ہے بہت سے مسلمان بھی اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں، اپنے مکانات کو توڑ کر اسی ترتیب پر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ سوالات بھی کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے، اسلام میں اگر اس کی کوئی اصل ہو تو بتاؤ؛ تاکہ ہم اس ترتیب پر اپنے مکانات کی تعمیر کرائیں ورنہ اس مسئلہ کا شریعت کی روشنی میں کوئی حل بتائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسلامی شریعت میں مکان بنانے کا کوئی خاص طریقہ وارد نہیں ہے؛ بلکہ حسب سہولت اور حسب ضرورت آدمی اپنے مکان کا نقشہ بنا سکتا ہے، اُس میں چاہے جہاں مطبخ بنائے، اور جہاں چاہے بیت الخلاء وغیرہ بنایا جائے، اس میں کسی رخ اور جانب کی کوئی قید نہیں، آپ نے سوال میں جو نقشہ تحریر کیا ہے، اور اُس کے خلاف کرنے پر مصائب و مفلسی

کا خطرہ ظاہر کیا ہے یہ محض جاہلانہ خیال ہے، اور ٹوٹنے ٹوٹنے کی حیثیت رکھتا ہے، کسی مسلمان کے لئے ایسی جاہلانہ باتوں پر یقین کرنے اور عمل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا هامة ولا طيرة، وأحب الفأل الصالح. (صحیح مسلم، کتاب السلام / باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشؤم ۲۳۱/۲ رقم: ۲۲۲۳ بیت الأفكار الدولية)

شرح مسلم للنووي: التطير التثاؤم، وأصله الشيء المكروه من قول، أو فعل، أو مرئي، وفي حديث آخر: الطيرة شرك أي اعتقاد أنها تنفع أو تضر. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲۳۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پڑھے ہوئے پانی سے بال دھونا؟

سوال (۸۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی نے بالوں کے لئے دعا بتائی ہے، جس سے بال نہ جھڑیں، وہ دعا پڑھ کر پانی میں پھونکنے کی ہے، اور اس پڑھے ہوئے پانی سے بالوں کو دھونا ہے، پانی زمین پر گرنے سے بے ادبی تو نہیں ہوگی بتادیتے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پڑھے ہوئے پانی سے بالوں کو دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اُس پانی کا زمین پر گرنا بے ادبی میں شمار نہیں، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ انگلیوں میں بچھو کے کاٹے پر معوذتین پڑھتے ہوئے انگلی پر پانی بہایا تھا۔

عن علي رضي الله عنه قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة يصلي، فوضع يده على الأرض، فلدغته عقرب، فتناولها رسول الله صلى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ قَتَلَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: لعن الله العقرب ما تدع مصلياً ولا غيره، أو نبياً ولا غيره إلا لدغتهم، ثم دعا بملح وماء فجعله في إناء، ثم جعل يصبه على إصبعه حيث لدغته ويمسحها ويعوذها بالمعوذتين. (المصنف لابن أبي شيبة ۷۶/۱۲ رقم: ۲۴۰۱۹، بيروت، مشكاة المصابيح ۳۹۰) فقط واللّٰهُ اعلم

الملا: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پنڈت کی نشان دہی پر چور سے چوری کی رقم لینا؟

سوال (۸۰۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شادی میں آیا نو تہ جو میری بکس میں رکھا تھا چوری ہو گیا، لوگوں کے مشورہ پر میں نے دھام پور ضلع بجنور میں ایک پنڈت سے جو نامہ نکلوا یا، تو پنڈت نے سات لوگوں کی موجودگی میں محلہ کی ایک عورت کا نام بتایا، کافی دباؤ ڈالنے پر اُس کے شوہر نے رقم واپس کر دی، مگر اُس عورت نے اور اس کے شوہر نے چوری قبول نہیں کی، اور کہا کہ یہ ہماری محنت کی کمائی تھی جو ہم سے ظلم و زیادتی سے لی ہے، ہم اس چوری سے بری ہیں، اہل ہستی بھی مختلف الرائے ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ سخت غریب محنت کش پر ظلم ہے، کچھ کہتے ہیں یہی چور ہے، اس مسئلہ میں دوسوالوں کے جوابات مرحمت فرمائیں:

(۱) کیا غیب داں سے غیب کی بات معلوم کرنا اور اُس پر یقین و عمل کرنا جائز ہے؟

(۲) پنڈت کی بات پر چور سے لی گئی رقم کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے؛ لہذا

مسئولہ صورت میں جس پنڈت نے چور کی نشان دہی کی ہے اُس کی بات پر یقین کرنا اور اُس پر عمل کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أتى

کاهناً فصدقه بما يقول. أو أتى امرأته حائضاً، أو أتى امرأته في دبرها فقد برئ مما أنزل على محمد. (سنن أبي داود، کتاب الطب / باب فی الکاهن ۵/۲ رقم: ۴۳۹۰ دار

الفکر بیروت، سنن الترمذی / باب ما جاء فی کراهیة اتیان الحائض ۳۵۱ رقم: ۱۳۵)

(۲) پنڈت کی بات پر یقین کرتے ہوئے مذکورہ عورت کے شوہر سے جو رقم لی گئی ہے، وہ سراسر ظلم ہے، وہ رقم فوری طور پر واپس کرنا لازم ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۲۵۵، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۱۱۸/۶ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۷۲/۵، شعب الإيمان للبيهقي ۳۸۷/۴ رقم: ۵۴۹۲ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امامہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۶/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



کفار و مشرکین کے ساتھ میل جول کرنا

ہندوؤں کے تیوہار کنہیا جنم اِشٹمی میں مسلمانوں کا شرکت کرنا؟

سوال (۸۰۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہندوؤں کا کنہیا جنم اِشٹمی تہوار قریب ہے اور بعض مسلمان نام کے مسلم بھی ہندوؤں کی کنہیا جنم اِشٹمی کفریہ مجلس میں شریک ہوتے ہیں اور اس شرکت کو جائز و مستحسن سمجھتے ہیں، جب کہ مجلس مذکورہ میں کفری اُقوال و افعال ادا کئے جاتے ہیں اور یہ شریک ہونے والے مسلمان اُن کفری اُقوال و افعال کو بنظر استحسان و خوشی و برضا مندی دیکھتے و ہنستے رہتے ہیں، نیز جب کہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ کفری اُقوال و افعال پر راضی رہنا بھی کفر ہے، چنانچہ عالمگیری میں ہے کہ جو شخص کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے، اور اعلام میں ہمارے علماء کرام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول ہے: ”من تلفظ بلفظ الکفر یکفر - إلى قوله - وکذا کل من ضحک علیہ أو استحسنه أو رضی به یکفر“ (یعنی جو کفر کا لفظ بولے وہ کافر ہوا، اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اُسے اچھا سمجھے یا اُس پر راضی ہو کافر ہو جائے گا)

اور فتاویٰ بزازیہ و درر وغرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ: ”جو شخص اُن کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد اُن کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے“۔

اور شفاء شریف میں فرمایا کہ: ”ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے یا اُن کے

بارے میں توقف کرے یا شک لائے“۔ (درمختار مجمع الانہر و عالمگیری وغیرہما)

اسفار میں ہے: ”من شك في كفره وعذابه فقد كفر“۔ بہر حال حضرت مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا کفریہ مجلس میں مسلمانوں کی شرکت کے متعلق ہمیں جواب افادہ کیجئے، اور بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ سے بہت ثواب لیجئے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر کوئی مسلمان بلا کسی عذر کے ہندوؤں کے تہوار کو اچھا سمجھتے ہوئے جنم اٹھنی کی ترتیب میں شریک ہو تو یقیناً یہ عمل اُس کو کفر تک پہنچا دے گا، جیسا کہ عبارات فقہاء اس پر دال ہیں، اور غیر مسلم کی مذہبی تقریبات میں شریک ہونا مطلقاً گناہ کبیرہ ہے، اور شریک ہونے والے مسلمان پر توبہ اور انابت الی اللہ لازم اور ضروری ہے۔

ومنها: أن استحلال المعصية صغيرة كانت أو كبيرة إذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية، وكذا الاستهانة بها كفر بأن يعدها هينة سهلة، ويرتكبها من غير مبالاة بها، ويجريها مجرى المباحات في ارتكابها. وكذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر؛ لأن ذلك من أمارات تكذيب الأنبياء عليهم الصلاة والسلام. (شرح الفقه الأكبر / مسألة استحلال المعصية ولو صغيرة كفر ص: ۲۵۴ دار الكتب العلمية بيروت)

ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذلك اليوم. (الفتاوى الهندية، كتاب السير / أحكام المرتدين ۲۷۶/۲ زكريا، البحر الرائق / أحكام المرتدين ۱۲۳/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي مجمع النوازل: اجتمع المجوس يوم النوروز، فقال مسلم: سيرة حسنة وضعوها كفر أي لأنه استحسن وضع الكفر مع تضمن استباحه سيرة الإسلام. وفي الفتاوى الصغرى: ومن اشترى يوم النيروز شيئاً، ولم يكن يشتريه قبل ذلك، أراد به تعظيم النوروز كفر أي لأنه عظم عيد الكفرة. (شرح الفقه الأكبر

/ فصل في الكفر صريحاً و كنايةً ص: ۳۰۶ دار الكتب العلمية بيروت)

وقال في موضع آخر من الظهيرية: الرضاء بالكفر كفرٌ عند الحامدي. (شرح

الفقه الأكبر / فصل في الكفر صريحاً أو كنايةً ص: ۲۹۲ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۵ھ

کنہیا جنمِ اِشٹمی کفریہ مجلس میں باعثِ ثواب سمجھ کر شرکت کرنا؟

سوال (۸۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آپ کا ارسال کردہ جواب موصول ہوا جو کہ آپ نے ۱۴۱۱/۲/۵ھ کو کنہیا جنمِ اِشٹمی کفریہ مجلس میں مسلمانوں کی شرکت کے متعلق تحریر فرمایا ہے، آپ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان بلا کسی عذر کے ہندوؤں کے تہوار کو اچھا سمجھتے ہوئے جنمِ اِشٹمی کی تقریب میں شریک ہو تو یقیناً یہ عمل اُس کو کفر تک پہنچا دے گا، آپ کی مذکورہ عبارت کے متعلق تصریح چاہوں گا کہ اگر کوئی مسلمان بلا کسی عذر کے کنہیا جنمِ اِشٹمی کفریہ مجلس میں شرکت کرنا مستحب و باعثِ ثواب سمجھتے ہوئے شرکت کرتے ہیں، تو آیا یہ عمل اس کو کافر بنا دے گا یا نہیں؟ اور اُس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہوگا یا نہیں؟ جلد از جلد اسی پر جواب عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چوں کہ صورتِ مسئلہ میں کفر و عدم کفر کا مدار نیت اور

عقیدہ پر ہے، اس لئے جو شخص جنمِ اِشٹمی کے تہوار میں شریک ہوا ہے اُسی سے معلوم کیا جائے کہ وہ کس مقصد سے اُس میں شریک ہوا تھا؟ اگر وہ یہ کہے کہ یہ بڑا اچھا کام ہے اور اعمالِ کفار کی تحسین کرے اور دل سے اُس پر راضی ہو تو اُس کا یہ قول و عقیدہ باعثِ کفر ہوگا؛ لیکن اگر وہ اس میں محض شریک ہو، مذکورہ عقیدہ نہ رکھے تو اُسے زیادہ سے زیادہ عاصی اور گنہگار تو کہہ سکتے ہیں کافر اور غیر مسلم قرار نہیں دے سکتے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۵/۲۹ میرٹھ)

ولا یفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامہ علی محمل حسن. (کذا فی الدر

المختار ۲۲۹/۴ کراچی، ۳۶۷/۶ زکریا، مجمع الأنهر ۶۸۸/۱ دار الکتاب العلمية بیروت، ۵۰۲/۲

مکتبہ فقیہ الأئمۃ دیوبند، البحر الرائق ۱۲۵/۵

عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من
كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكاً في عمله. (كنز العمال /
كتاب الصحبة من قسم الأقوال ۱۱/۲ رقم: ۲۴۷۳۰ بیروت)

ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في
ذلك اليوم. (الفتاوى الهندية ۲۷۶/۲-۲۷۷، البحر الرائق ۱۲۳/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۱۷ھ

جو شخص کنہیا جنم اشٹمی میں شرکت کو مستحب اور کارِ ثواب سمجھ کر شریک ہو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال (۸۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آپ کا ارسال کردہ جواب موصول ہوا، جس کا استفتاء نمبر ۸۸ ہے، اور جس کو آپ نے
۱۴۱۱/۲/۱۷ھ کو مرتب فرمایا ہے، آپ اپنے جواب میں کنہیا جنم اشٹمی کفریہ مجلس میں شرکت کے
متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ”وہ اس لئے جو شخص جنم اشٹمی کے تیوہار میں شریک ہوا ہے اُسی سے معلوم
کیا جائے کہ وہ کس مقصد سے اُس میں شریک ہوا تھا؟ اگر وہ یہ کہے کہ یہ بڑا اچھا کام ہے اور اعمالِ
کفار کی تحسین کرے اور دل سے اُس پر راضی ہو تو اُس کا یہ قول و عقیدہ باعثِ کفر ہوگا۔“

یہ تھی آپ کی تحریر آپ کے فرمانے کے مطابق ہم لوگوں نے جنم اشٹمی کفریہ مجلس میں شریک
ہونے والے اشخاص سے دریافت کیا، جو شریک ہونے والے اشخاص نے بلا تاؤل فرمایا کہ مجلس
مذکور میں شرکت کرنا بڑا اچھا ہے اور بہت ثواب کا کام ہے، اور مجلس مذکور میں جو بھی اقوال و افعال
ادا ہوتے ہیں وہ سب کی سب نہایت عمدہ اور ہم سب شریک ہونے والے اشخاص اس پر دل سے

راضی ہے، یہ تھے شریک ہونے والے اشخاص کے اقوال و عقائد۔

بہر حال جناب مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ کفریہ مجلس مذکور میں شریک ہونے والے اشخاص نے تو اپنے عمل و عقیدہ کا تو اظہار فرمایا، اب جناب مفتی صاحب بھی مذکورہ شخصوں کے متعلق جوابات سے نوازیں، تو عین بندہ نوازش ہوگی۔ فقط

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: پچھلے استفتاء کے جواب میں اس جز سے متعلق دونوں جہتیں واضح طور پر لکھ دی گئی تھیں، اس کے باوجود متعین اشخاص کی تکفیر کا مطالبہ کرنا بے معنی ہے، اگر بالفرض آپ کے قول کے مطابق ان لوگوں نے اعمال کفر کی تحسین کی ہے تو ان پر وہی حکم لگے گا جو پچھلے فتویٰ میں لکھا جا چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۲۸ ھ

اہل ہنود کی شادیوں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

سوال (۸۰۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: اہل ہنود کے پروگرام شادی وغیرہ میں شریک ہونا اور ان کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: برادران وطن کی شادی بیاہ کی تقریبات میں شرکت کرنا

فی نفعہ درست ہے؛ البتہ کھانے پینے میں گوشت یا اُس سے بنی ہوئی چیزیں استعمال نہ کی جائیں، اور پاک کا اہتمام رکھا جائے۔

عن عمرو بن الصریس الأسدي قال: سألت الشعبي قلت: إنا نغزو أرض

أرمينية - أرض نصرانية - فما ترى في ذبائحهم وطعامهم؟ قال: كنا إذا غزونا

أرضاً سألنا عن أهلها، فإذا قالوا يهود أو نصارى أكلنا من ذبائحهم وطعامهم

و طبخنا في آنيتهم. (المصنف لابن أبي شيبة ۴۲۱/۱۷ رقم: ۳۳۳۴۶ بیروت)

وفي التفاريق: لا بأس بأن يضيف كافرًا للقرابة أو لحاجة، كذا في التمر تاشي، ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة هكذا ذكره محمد. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۷/۵ زکریا)

اور غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے؛ کیوں کہ یہ ایک مذہبی عمل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۲/۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندوؤں کی شادی کا کھانا کھانا؟

سوال (۸۱۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: برادران وطن ہندو لوگ شادی میں مسلمانوں کو بھی مدعو کرتے ہیں، تو ان کی دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کوئی قومی یا ملی یا دینی مصلحت ہو اور کھانے پینے کی اشیاء میں حرمت اور ناپاکی کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً صرف سبزیوں وغیرہ ہی کا انتظام ہو تو غیر مسلموں کی شادیوں کا کھانا مسلمان کے لئے فی نفسہ حلال ہے۔ (دینی مسائل اور ان کا حل ۳۷۷، فتاویٰ رحیمیہ ۲۸۲/۶، فتاویٰ محمودیہ ۳۱۱/۱۸-۳۳ ڈیجیٹل)

عن أبي ثعلبة الخشني رضي الله عنه أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إنا نجاور أهل الكتاب وهم يطبخون في قدورهم الخنزير ويشربون في آنيتهم الخمر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن وجدتم غيرها فكلوا فيها واشربوا، وإن لم تجدوا غيرها فارحضوها بالماء، واكلوا واشربوا.

(سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب في استعمال آنية أهل الكتاب ۵۳۷/۲ رقم: ۳۸۳۹، سنن ابن ماجه

۲۰۳ رقم: ۲۸۳۱، سنن الترمذي ۲/۲ رقم: ۱۸۵۸، صحيح البخاري ۸۲/۲ رقم: ۵۸۸۲)

عن أبي وائل وإبراهيم قالاً: لما قدم المسلمون أصابوا من أطعمة
المجوس من جنبهم وخبزهم، فأكلوا ولم يسألوا عن شيءٍ من ذلك. (المصنف
لابن أبي شيبة / كتاب السير ۱۶/۱۷ رقم: ۳۳۴۴ بیروت)

عن قيس بن سکن الأسدي قال: قال عبد الله: إنکم نزلتم بین فارس
والنبط، فإذا اشتريتم لحماً، فإن كان ذبيحة يهودي أو نصراني فكلوه، وإن
ذبحه مجوسي فلا تأكلوه. (المصنف لابن أبي شيبة ۲۰/۱۱۷ رقم: ۳۳۶۲ بیروت)

ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو
أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون أكلاً ولا شارباً حراماً، وهذا إذا لم
يعلم بنجاسة الأواني، ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة، فإن
ذبيحتهم حرام. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۷/۵)

لا بأس بأن يضيف كافراً لقراءة أو لحاجة، ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة
أهل الذمة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۷/۵ فقط والله تعالى أعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندوؤں کی رام لیلا برات میں شرکت کرنا؟

سوال (۸۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں ایک درگاہ کا متولی ہوں، عقیدہ سنی حنفی ہے، میں اہل ہندو کو قریب لانے اور اسلام کی
تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے کوشاں رہتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کئی حضرات مشرف بہ اسلام
ہو چکے ہیں، جہاں درگاہ شریف واقع ہے وہاں سب کے سب افراد ہندو ہیں، اس سال رام لیلا کی

برات ادھر سے نکلی، مجھے ہندو صاحبان نے مدعو کیا، اور میں مجبوراً مصلحتاً آ کر کھڑا ہو گیا، جب کہ میں نے نہ تو گل پوشی کی اور نہ ہار وغیرہ پہنائے، میں اپنی تقریروں سے کسی کی دل آزاری نہیں کرتا ہوں، نہ کسی عالم کی شان میں گستاخی، اس پر چند فتنہ پرور مجھ سے سخت ناراض رہتے ہیں، تو رام لیلہ برات میں مصلحتاً کھڑا ہونا باعثِ کفر ہے، یا حدودِ شرع کو غیور کیا ہے یا اور کوئی بات میرے لئے باعثِ شرم وغیرہ ہے؟ کیا مجھے اس سلسلہ میں توبہ کرنی چاہئے؟ جب کہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہی رہتا ہوں؟ کیا تجدیدِ ایمان کی ضرورت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہندوؤں کی مذہبی تقریبات اور جلوس وغیرہ میں شرکت کر کے اُن کی رونق کو بڑھانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، ہندوؤں سے راہِ و رسم بس اس حد تک رہنی چاہئے جس سے ہماری کسی دینی مسئلہ پر فرق نہ پڑے؛ تاہم اگر کوئی شخص اس طرح شریک ہو جائے جب کہ اُس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور کفر کی تعظیم دل میں نہ ہو، تو وہ کافر نہ ہوگا، بس اُسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے احتیاط کرنی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰۸/۱)

ویکفر بخرو وجہ إلى نیروز المجوس و الموافقة معهم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم تعظیماً للنیروز لا للأکل والشرب و یا ہدائہ ذلک الیوم للمشرکین ولو بیضۃ تعظیماً لذلک الیوم ولا یکفر بإجابة دعوة مجوس. (مجمع الأنهر،

کتاب السیر / باب ألفاظ الکفر وأنواعه ۵۱۳/۴ کوئٹہ، ۶۹۸/۱ دار إحياء التراث العربی بیروت)

ومن خرج إلى السدة أي مجتمع أهل الکفر في يوم النیروز کفر. (شرح الفقہ الأكبر / فصل فی الکفر صریحاً أو کنایۃ ۱۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم رشتہ داروں کی تقریبات میں شرکت؟

سوال (۸۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا زید اپنے غیر مسلم بھائی بہن اور ماں کے یہاں شادی، موت یا کسی اور طرح کے پروگرام میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم اہل خاندان کی کسی مذہبی تقریب میں شرکت کرنا جائز نہیں؛ البتہ انسانی بنیادوں پر میل جول کی گنجائش ہے، اس لئے اُن کی شادی بیاہ میں شرکت مباح ہے، اسی طرح موت پر تعزیت کرنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ (مستقاد: کفایت المشی ۳۲۲/۹ جدید)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم:

۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار ”فهو منهم“: أي في الإثم أو الخير عند الله تعالى الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكية دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفى الباز رياض)

قال العلامة المناوي: ”من تشبه بقوم“: أي تزيّا في ظاهره بزيّهم، وفي تعرفه بفعلهم، وفي تخلقه بخلقهم، وسار بسيرتهم وهدّيتهم في ملبسهم وبعض أفعالهم: أي وكان التشبه بحق قد طابق فيه الظاهر الباطن فهو منهم. وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور خارجية قد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع. (فيض القدير شرح الجامع الصغير ۱۲۸/۶-۱۲۹ تحت رقم: ۸۵۹۳ دار الفكر بيروت)

ولا بأس بعبادة اليهودي والنصراني وفي المجوسي اختلاف كذا في

التہذیب، وعیادة الذمی کذا فی التبیین. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الرابع عشر ۳۴۸/۵ دار إحياء التراث العربی بیروت)

ولا بأس بالذهاب إلى ضیافة أهل الذمة. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الرابع عشر ۳۴۸/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۷/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کو اپنی تقریبات اور جنازہ میں شرکت کی دعوت دینا؟

سوال (۸۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے یہاں شادی بیاہ اور موت میت یا کسی اور موقع پر غیر مسلموں کو شرکت کی دعوت دینا اور اپنے یہاں کی مجلس نکاح (جو عموماً مسجد میں ہوتی ہے) اور میت جنازے وغیرہ میں اُن کو شریک کرنا کہاں تک جائز ہے؟ کیوں کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نزع کے وقت یا جنازے میں غیر مسلم کے رہنے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنے یہاں شادی بیاہ یا کسی اور موقع پر غیر مسلموں کو شرکت کی دعوت دینا بھی جائز ہے۔

ولا بأس بضیافة الذمی وإن لم یکن بینہما إلا معرفة، کذا فی الملتقط.

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الرابع عشر ۳۴۷/۵ زکریا)

اور اگر غیر مسلم ظاہری نجاست سے پاک و صاف ہو تو مجلس نکاح میں شرکت کے لئے مسجد میں آ سکتا ہے؛ کیوں کہ اُس کی نجاست اعتقاد ہی ہے۔

وجاز دخول الذمی مسجدًا ولو جنبًا کما فی الأشباہ - إلی قوله - قال

فی الہدایۃ: ولنا ما روی أنه علیہ السلام أنزل وفد ثقیف فی مسجده وهم کفار؛

و لأن الخبث في اعتقادهم فلا يؤدي إلى تلوّث المسجد. (شامی ۱۱/۱ زکریا،

الفتاویٰ البزازیة علی هامش الہندیة ۱/۶ ۳۷)

نیز غیر مسلم کو جنازے میں شرکت کی باقاعدہ دعوت نہ دی جائے، اگر کوئی اپنی مرضی سے شریک ہو تو اُسے روکنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ جنازے میں اُس کا وجود نزول رحمت سے مانع نہیں ہے۔ یہ حکم صرف نزع (موت کے قریب) کے وقت بعض فقہاء نے لکھا ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۷/۲۳۲)

وجه الإخراج إخراجهم على سبيل الأولوية إذ كان عن حضورهم غني فلا ينافي ما ذكره الكاكي من أنه لا يمتنع حضور الجنب والحائض وقت الاحتضار، ووجه عدم الإخراج أنه قد لا يمكن الإخراج للشفعة أو للاحتياج إليهن، ونص بعضهم على إخراج الكافر أيضًا وهو حسن. (طحطاوي علی مراقی الفلاح ۸/۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۸/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان کا ہولی کھیلنا کیسا ہے؟

سوال (۸۱۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہولی جو کافروں کا تیوہار ہے، اُس میں مسلمان کی شرکت کرنا اور اُن کے ساتھ رنگ کھیلنا مسلمان کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اُس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہولی کے تیوہار میں کسی طرح بھی شرکت کرنا جائز نہیں

ہے، یہ غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹/۳۵۱ میرٹھ)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۰۹/۲ رقم:

۴۰۳۱ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثانی ۳۷۵/۲

عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكاً في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ۱۱/۲ رقم: ۲۴۷۳۰ بیروت)

ويكفر بخروجهم إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذلك اليوم. (الفتاوى الهندية ۲۷۷/۲ زكريا، البحر الرائق ۱۲۳/۲ كونه) فقط والله تعالى أعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دیوالی کے موقع پر مسلمانوں کو مٹھائی کا تحفہ دینا؟

سوال (۸۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دیوالی کے موقع پر بعض ہندو جو مسلمانوں کے پڑوسی ہیں، یا اُن کا مسلمانوں سے کاروباری تعلق ہے جس کی بنا پر وہ مسلمانوں کو اپنے گھر یا دوکانوں پر مدعو کرتے ہیں، جسے ”پان سپاری“ کہتے ہیں، یا ہندو لوگ کچھ میٹھے پکوان مسلمانوں کے گھر بھیجتے ہیں، تو اُن کا کھانا کیسا ہے؟
مندرجہ بالا دو مسائل کا جواب ایک کتاب ”وہ مسائل جن میں ابتلاء عام ہے“ (مولف حضرت مولانا مفتی جعفر صاحب ملی رحمانی) میں ۱۴۷/۱-۱۴۶ شائع کردہ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کو اں موجود ہے؛ لیکن بعض حضرات کو اس پر اشکال ہے۔

مفتی صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، اور آپ کا شمار ملک کے ثقہ مفتیان کرام میں ہوتا ہے، اور آپ کے فتویٰ کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے؛ اب آپ سے مؤد بانہ گزارش ہے مندرجہ بالا مسائل کا جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دیوالی کے موقع پر چڑھاوے کی مٹھائیاں وغیرہ کھانا

مسلمان کے لئے درست نہیں؛ البتہ اگر مٹھائیاں چڑھاوے کی نہ ہوں، اور اُن میں کوئی چیز حرام کی ملاوٹ بھی نہ ہو تو مصلحت کے وقت اُن کو لینے کی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱۲/۸، دیہات و قسبات کے مسائل ۳۸۷، فتاویٰ محمودیہ ۳۳۱۸، اذہیل، محقق و مدلل جدید مسائل ۴۶۱)

والإعطاء بسام النيروز والمهرجان لا يجوز، أي الهديا باسم هذين اليومين حرام. (الدر المختار ۴۸۵/۱۰ زکریا)

لا ينبغي للمؤمن أن يقبل هدية كافر في يوم عيدهم، ولو قبل لا يعطيهم وإلا يرسل إليهم. (فتاویٰ عبد الحی ۴۰۳/۱)

ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم؛ بل جرى على عادة الناس لا يكفر، وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفيًا للشبهة. (الدر المختار ۴۸۶/۱۰ زکریا)

وما يهدي المجوس يوم النيروز من أطعمتهم إلى الأشراف، ومن كان لهم معرفة لا يحل أخذ ذلك على وجه الموافقة معهم، وإن أخذه لا على ذلك الوجه لا بأس به، والاحتراز عنه أسلم. (الفتاویٰ البزازیة ۳۳۳/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہولی دیوالی کی مٹھائی؟

سوال (۸۱۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہولی دیوالی میں مٹھائی کا ڈبہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہولی یا دیوالی پر محض تہوار کی خوشی میں جو مٹھائی بھیجی

جاتی ہے، اسے لینے کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر یہ پتہ چل جائے کہ وہ چڑھاوے کی ہے تو اسے لینے کی اجازت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳۱۸، اذہیل)

لا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراہیة / الباب

الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم (۳۴۷/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۳/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دیوالی کے موقع پر غیر مسلم کا مٹھائی ہدیہ کرنا؟

سوال (۸۱۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: دیوالی کے موقع پر اگر مسلم مٹھائی یا کوئی بھی چیز بطور ہدیہ دے تو اُس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دیوالی کے موقع پر جو غیر مسلم مٹھائی بھیجتے ہیں، اگر یہ

یقین ہو کہ یہ چڑھاوے کی نہیں ہے تو لینے کی گنجائش ہے، اور اگر چڑھاوے کا شبہ ہو تو قبول نہ کیا

جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۵/۲۸۹ میرٹھ)

ولو أهدي لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم بل جرى على عادة الناس لا

يكفر، وينبغي أن يفعل قبله أو بعده نفيًا للشبهة. (الدر المختار ۷۵۴/۶ کراچی)

لا ينبغي للمؤمن أن يقبل هدية كافر في يوم عيدهم ولو قبل لا يعطيهم ولا

يرسل إليهم. (فتاویٰ عبدالحی ۴۰۳ بحوالہ محقق و مدلل جدید مسائل ۴۶۱)

وأما الهدية للمشرکین وقبول هداياهم فكل ذلك جائز. (إعلاء السنن /

باب سقوط القبض إذا كان الموهوب في يد المتهب ۱۴۶/۱)

أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس، إلا

أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل

الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیہ / الباب الثانی عشر ۳۴۲/۵

زکریہ المحیط البرہانی ۱۰۰/۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۳/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے تیوہار پر مبارک باد دینے کیلئے اپنی تصویر بنوانا؟

سوال (۸۱۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عید مبارک کے علاوہ کوئی مسلمان غیر مسلم کے تیوہار جیسے دسہرہ دیوالی مبارک لکھ کر اپنی تصویر کے ساتھ بڑے بورڈ پر چوراسے پر لگائے، تو اُس مسلمان کے بارے میں اسلام اور شریعت کے اندر کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلموں کے مذہبی تیوہاروں پر کسی مسلمان کا مبارک باد دینا جائز نہیں ہے، اور اس مبارک بادی کے لئے تصاویر چپکانا دواہر انگناہ ہے۔
اجتمع المجوس یوم النیروز، فقال: مسلم خوب سیرت منها وند یکفر۔
(الفتاویٰ البزازیة ۳۳/۶، کتاب الفتاویٰ ۵/۱، ۳۰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۲/۱۳۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم تیوہاروں کے موقع پر خرید و فروخت کرنا؟

سوال (۸۱۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر مسلم کے مذہبی میلے میں شرکت یا خرید و فروخت شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ گوشتالہ میلہ ہندوؤں کا مذہبی میلہ ہے یا نہیں؟ نیز غیر مسلم اپنے مذہبی تہواروں میں جو چیزیں بتوں کے نام پر چڑھاتے ہیں، مثلاً: ناریل، سیب، کیلا، گنا اور دیگر پھل اور سبزیاں وغیرہ۔ ان چیزوں کا غیر مسلم کے مذہبی مقامات پر یا اُس کے قریب ہم مسلمانوں کے لئے بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ ہم لوگ راعین برادری سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارا ذریعہ معاش یہی ہے کہ ہم غیر مسلموں کے تہواروں کے دن یاد رکھتے ہیں، اور اسی کے مطابق کھیتی کر کے یا خرید کر پھل و سبزی وغیرہ بیچتے ہیں؛ تاکہ زیادہ سے زیادہ قیمت میں فروخت ہو کر کثرت آمدنی کا سبب بنے، شرعاً وہ آمدنی حلال ہے یا حرام؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر غیر مسلموں کے میلہ میں کوئی ایسی چیز فروخت کی جائے جو شرعاً حلال ہو، جیسے پھل فروٹ یا سبزیاں وغیرہ، تو اُس کا روبرار کی آمدنی حرام و ناجائز نہ ہوگی؛ البتہ اس طرح کے میلوں میں دوکان لگانے سے چوں کہ غیر مسلموں کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے، بریں بناء ایسی جگہوں پر کاروبار کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹۱۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵۱۲)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين. (مشكاة لمصابيح، باب الرجل / الفصل الأول ۳۸۰)

ولو استأجر الذمي مسلماً لبنني له ببيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية ۴۵۰/۴ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولو استأجر الذمي مسلماً لبنني له ببيعة أو صومعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر. (الفتاوى التاتارخانية ۱۳۱/۱۵ رقم: ۲۲۴۳۸ زكريا)

لكن الأولى للمسلمين أن لا يوافقوا أهل الذمة على مثل هذه الأحوال لإظهار الفرح والمسرّة. (خاتمة ۳۳۳/۶ زكريا) فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کی اُرتھی میں شرکت کرنا؟

سوال (۸۲۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہندوؤں کے مذہبی رسومات میں آزارہ تعلق شرکت کا کیا حکم ہے؟ مثلاً بہت سے ہندو

مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمان بھی ہندوؤں کی اُرتھی وغیرہ میں شرکت کرتے ہیں، اس صورت میں اُن مسلمانوں کے ایمان و اسلام کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تعلق کی بنیاد پر بیمار کا فرکی مزاج پر سی یا میت کا فر کے گھر والوں کو دلا سہ دینے کے لئے ازراہ تعلق اُس کے گھر جانا تو درست ہے؛ لیکن اُرتھی میں شرکت کرنا یا اُن کی کسی مذہبی تقریب میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ (امداد المقتبین ۱۰۱۸ کراچی، احسن الفتاویٰ ۴/۲۳۳)

عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكاً في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ۱۱/۲ رقم: ۲۴۷۳۰ بیروت)

ويجوز عيادة الذمي، كذا في التبیین. (الفتاویٰ الهندیة، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمانوں کا تعاون کرنے والے غیر مسلم کی میت کے ساتھ مرگھٹ جانا؟

سوال (۸۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اہل ہندو میں سے ایک شخص کے اہل اسلام کے کچھ لوگوں سے دوستی و محبت اور بھائی چارگی کے تعلقات تھے، اُن کی خوشی اور غم میں برابر شریک ہوتا تھا، یہاں تک کہ ایک موقع پر اسلامیہ مدرسہ کا کچھ مسئلہ تھا اُس کے قائم ہونے میں کچھ رکاوٹیں تھیں، اُس نے بڑی لگن اور بھاگ دوڑ سے مدرسہ کے اس معاملہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور مدرسہ قائم ہو گیا، جو آج بھی چل

رہا ہے؛ لہذا اُس کی موت پر جن جن مسلمانوں کی اُس سے دوستی تھی وہ لوگ اُس کی میت میں شریک ہوئے، یہاں تک کہ اُس کی برادری کے ساتھ اُس کے مرگھٹ تک گئے؛ لیکن مسلمانوں نے نہ اُس کی میت میں ہاتھ لگایا اور نہ اُس کو اٹھایا؛ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں اُن کے نکاح میں از روئے شرع کوئی کمی تو نہیں آئی؟ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اُن مسلمانوں پر کوئی گرفت ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اولیٰ تو یہ ہے کہ غیر مسلم کی مذہبی رسومات میں کسی طرح بھی شرکت نہ کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ضرورۃً شریک ہو جائے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے اُس کی طرف سے اس رسم کی پسندیدگی یا احترام ثابت ہوتا ہو تو اس شرکت کی وجہ سے وہ کافر نہ ہوگا، اور نہ اُس کو تجرید نکاح کی ضرورت ہوگی۔ (کفایت المفتی ۱۹۱/۴، فتاویٰ دارالعلوم ۲۸۳/۵، فتاویٰ محمودیہ ۲۷۱/۴) ولو قال لمجوسی: یا أستاذ تبجیلاً، کفر..... الخ. (الدر المختار) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: قوله: تبجیلاً: قید به؛ لأنه لو لم یکن كذلك؛ بل كان لغرض من الأغراض الصحيحة، فلا بأس به، ولا کفر. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۱۳۸۶ ۴ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۴/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کافر دوست کی عیادت و تعزیت کرنا اور مذہبی رسومات میں شریک ہونا؟

سوال (۸۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد بدرالدین کا دوستانہ تعلق بھروسہ سنگھ سے ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے یہاں خوشی (شادی وغیرہ) و غم (موت وغیرہ) میں شریک ہوتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ بدرالدین کا بھروسہ سنگھ

کے یہاں موت میں شرکت کرنا اور میت کے ساتھ جانا یا چلنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر چلا گیا تو شریعتِ مطہرہ کی نظر میں بدرالدین کیسا ہے، گنہگار ہو گیا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کافر کی عیادت و تعزیت کرنا تو جائز ہے؛ لیکن میت اور جنازہ لے کر چلنا اور اُن کے دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں، اگر ایسا کر لیا تو اُس گناہ پر توبہ و استغفار ضروری ہے اور آئندہ اس سے احتراز کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۸/۱۸۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۲۹۲، ۱۵/۳۳۵، ۱۶/۲۷۱، ۱۷/۲۳۳، ۱۸/۲۳۳)

عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكاً في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ۱۱/۲ رقم: ۲۴۷۳۰ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۶/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کی عیادت، تعزیت اور تجہیز و تکفین میں حصہ لینا؟

سوال (۸۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی غیر مسلم کی عیادت، تعزیت، اُس کی تجہیز و تکفین، اُس کے جنازہ کے پیچھے ساتھ چلنے اور اُس کو جلانے میں شرکت کرنا یا اُن چیزوں میں اُس کا مالی تعاون کرنا شرعی طور پر کیا حکم رکھتا ہے؟ اگر کوئی مسلمان جان بوجھ کر یا لاعلمی میں یہ کام کر لے، تو دونوں صورتوں میں اُس کے ایمان و عمل میں کچھ کمی آئے گی یا نہیں؟ اور اب اسلامی شریعت کے اعتبار سے اُس کو اپنا ایمان و عمل درست کرنے کے لئے کیا علاج کرنا ہوگا، نیز میت کے گھر والوں کے لئے تین دن تک کھانا پہنچانا سنت ہے، کیا اپنے محلہ بستی کے غیر مسلم کے یہاں بھی پہنچانا جائز ہے؟ ایسے ہاں اگر وہ کسی مسلمان میت والوں کے گھر پہنچائیں، تو کیا اُن سے کھانا لینا درست ہے؟ شریعت کی روشنی میں وضاحت سے جواب دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم کی بیمار پرسی اور اُس کی موت پر گھر والوں سے تسلی کے کلمات کہنا فی نفسہ جائز ہے؛ لیکن اُس کی تجہیز و تکفین اور جنازہ کے ساتھ چلنے اور اُس کے جلانے میں شرکت کرنے یا اس سلسلہ میں اُس کا مالی تعاون کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ چیزیں اُن کے مذہبی شعائر میں شامل ہیں، جن میں مسلمانوں کو حصہ لینے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان اس طرح کے کسی طرح کے کام میں دانستہ یا نادانستہ طور پر شریک ہو گیا، تو اس پر سچے دل سے توبہ اور استغفار لازم ہے، میت کے گھر والوں کے لئے ایک دن کھانا پہنچانا سنت اور پسندیدہ ہے؛ لیکن کافر میت کے گھر کھانا بھیجا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں کوئی صراحت نہیں ملی، تاہم اگر میت پڑوسی ہو تو انسانیت اور پڑوس کے ناطے اُس کے گھر کھانا بھیجنا ممنوع نہ ہونا چاہئے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ

عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ [التوبة، جزء آیت: ۸۴]

فی روح المعانی: قوله: ﴿وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ أي لا تقف عليه ولا تتول

دفنه. (روح المعانی ۲۲۵/۶)

وفي الدر: وجاز عبادته بالإجماع، وفي المجوسي قولان: وفي الشامية:

قال في العناية: فيه اختلاف المشايخ، فمنهم من قال به؛ لأنهم أهل الذمة، وهو

المروى عن محمد رحمه الله، ومنهم من قال: هم أبعد عن الإسلام من اليهود

والنصارى..... قلت: وظاهر المتن كالملتقى وغيره اختيار الأول لإرجاعه الضمير في

عبادته إلى الذمي..... وفي النوادر: جار يهودي أو مجوسي مات ابن له، أو قريب ينبغي

أن يعزيه، ويقول: أخلف الله عليك خيراً منه وأصلحك. (شامی ۵۵۶/۹ زکریا)

وبإتخاذ طعام لهم، قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء

الأبعاد تهئية طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله عليه السلام: إصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد جاء هم ما يشغلهم، حسنه الترمذي. (شامي ۱۴۸۳ زكريا)

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

هو عام لكل بر وتقوى وإثم وعدوان، هكذا قال المفسرون. (التفسير

الأحمدية ۳۳۱ المكتبة الحقانية پشاور)

قال ابن كثير تحت هذه الآية: ”يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى. وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير ۱۰/۲ دار السلام رياض)

كل ما أدي إلى ما لا يجوز، لا يجوز. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل

في اللبس ۳۶۰/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا اور اُن کے یہاں کھانا؟

سوال (۸۲۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا درست ہے، اُن کے یہاں کھانا پینا، اُن کو دعوت دینا، یا تہواروں میں اُن کے سامانوں کو لینا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی کافر سے ایسی دلی دوستی رکھنا کہ اُس کی وجہ سے

دین میں مدد نہنت اور کافروں کے مذہبی طور طریقوں سے اُنسیت کا احساس ہو، قرآن وحدیث کی رو سے ممنوع ہے؛ لیکن کافروں سے دنیوی معاشرت اور معاملات میں حسن اخلاق کا برتاؤ کرنا؛ مثلاً خوشی اور غمی میں جائز حدود میں رہ کر شریک ہونا، نہ صرف جائز؛ بلکہ دعوت الی اللہ کی نیت سے

یہ عمل مستحسن ہے، خاص کر اگر وہ غیر مسلم پڑوسی یا رشتہ دار ہو، تو اُس کے ساتھ حسن سلوک، اسلام کی عین تعلیم ہے۔

قال تعالى: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [المتحنة: ۸]

وفي الهندية: لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة، إذا كان مما

لا بد منه. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۸/۵ زكريا)

وفي البحر: ولا بأس بأن يصل الرجل المسلم المشرك قريباً كان أو

بعيداً محارباً كان أو ذمياً، وأراد بالمحارب المستأمن. (البحر الرائق ۲۰۴/۸ کراچی)

وفي الهندية: لا بأس بأن يضيف كافراً للقرابة أو لحاجة. (الفتاوى الهندية

۳۴۸/۵ زكريا ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۶/۱۳۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیز کھانا؟

سوال (۸۲۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اُس نے کوئی ناپاک یا

حرام چیز کھانے میں نہیں ملائی ہے، اور طبیعت مطمئن ہو، تو غیر مسلم کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے،

پھر بھی احتیاط بہتر ہے۔

عن أبي ثعلبة الخشني رضي الله عنه قال: سئل رسول الله صلى الله عليه

وسلم عن قدور المجوس، قال: أنقوها غسلًا، واطبخوا فيها. (سنن الترمذي، أبواب

السير / باب ما جاء في الانتفاع بآية المشركين (۲۸۴/۱)

قال محمد رحمه الله: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل، جاز، ولا يكون آكلًا ولا شاربًا حرامًا. وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم، فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل، كان شاربًا و آكلًا حرامًا.

(الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر في أهل الذمة ۳۴۷/۵ زكريا)

ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها. (التنف في الفتاوى، كتاب الجهاد / باب ما لا يؤكل من

أطعمة الكفار ۴۳۵ كراچی بحوالہ: فتاویٰ محمودیہ ۳۸۱/۸ ڈابھیل)

والأكل والشرب في أواني المشركين مكروه، ولا بأس بطعام المجوس إلا ذبيحتهم وفي الأكل معهم، وعن الحاكم عبد الرحمن: لو ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين، لا بأس به، أما الدوام عليه فمكروه. (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية /

الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي ۳۴۶/۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم باورچی کا پکایا ہوا گوشت کھانا؟

سوال (۸۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حلال جانور کو کسی مسلمان نے ذبح کیا؛ لیکن کسی غیر مسلم نے پکایا اور پکاتے وقت اُس کے پاس کوئی مسلمان موجود نہیں تھا، تو اُس گوشت کو استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اس بات کا گمان غالب ہو کہ وہ جانور مسلمان کا

ذبح کردہ ہے، تو اُس کا کھانا حلال رہے گا اگرچہ اُسے غیر مسلم باورچی پکائے؛ اِس لئے کہ حلت و حرمت کا تعلق پکانے سے نہیں؛ بلکہ ذبح کرنے سے ہے۔ اور مسئلہ صورت میں جب کہ مسلمان کا ذبیحہ ہونا معلوم ہے، تو باورچی کے غیر مسلم ہونے سے اُس میں حرمت نہ آئے گی، گو کہ پکاتے وقت اُس کے پاس کوئی مسلمان موجود نہ ہو، زیادہ سے زیادہ اُس میں غیر مسلم کے جھوٹے (سور) ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے، تو اُس کا جھوٹا شرعاً ناپاک نہیں ہے، اِس لئے اُس کے پکائے ہوئے کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔

فسور آدمي مطلقاً ولو جنباً أو كافراً. (الدر المختار مع الشامی ۳۸۱/۱ زکریا)
 من أرسل أجيراً له مجوسياً أو خادماً فاشتري لحماً، فقال: اشتريته من
 يهودي أو نصراني أو مسلم وسعه أكله؛ لأن قول الكافر مقبول في المعاملات.
 (الهداية مع تكملة فتح القدير ۸۱۰، الفتاوى الهندية ۳۰۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۹/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کے ہوٹل میں گوشت کھانا؟

سوال (۸۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ہندوستان (دہلی) میں فائیو اسٹار ہوٹل میں تمام کام کرنے والے کافر ہوتے ہیں، اُن سے پوچھتاچھ کے بعد کہ یہ حلال جانور کا ہے اور جامع مسجد کی سپلائی کا ہے، اور غیر ملکیتوں کے ساتھ کھانا پڑتا ہے، تو کیا اِس کھانے کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ ایکسپورٹرز حضرات کو کرنا پڑتا ہے، اب اگر احتیاطاً ٹماٹر کی سوپ یا دوسرے طرح کی سوپ سے کھانا کھاتا ہے اور شبہ ہوتا ہے کہ اِس میں حرام جانور کی چربی ملائی جاتی ہے، تو کیا اِس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں گوشت کھانا کراہت سے

خالی نہیں ہے، اگرچہ وہ دعویٰ کریں کہ گوشت حلال ہے، حتی الامکان اُس کے کھانے سے بچنا چاہئے، سبزی یا فروٹ یا مچھلی وغیرہ حلال چیزیں کھالی جائیں، محض چربی کے شبہ سے انہیں نہ چھوڑیں۔

ولا يقبل قول الكافرين في الديانات إلا إذا كان قبول قول الكافر في المعاملات يتضمن قبوله في الديانات، فحينئذٍ تدخل الديانات في ضمن المعاملات، فتقبل قوله ضرورةً، كذا في التبيين. من أرسل أجيراً له مجوسياً أو خادماً، فاشتري لحماً، فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم، وسعه أكله الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الأول في العمل بخير الواحد ۳۰۸/۵ زكريا)

ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها. (النف في الفتاوى، كتاب الجهاد / باب ما لا يؤكل من أطعمة الكفار ۴۳۵ کراچی)

ومفاده أن مجرد كون البائع مجوسياً يثبت الحرمة؛ فإنه بعد إخباره بالحل بقوله ذبحه مسلم كره أكله، فكيف بدونه. تأمل (شامی ۴/۱۶، ۳۴ کراچی، ۹۷/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۱۳/۱۰/۱۹ھ

غیر مسلم کے گھر کھانا؟

سوال (۸۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شدت والی بھوک میں سفر کی حالت میں غیر مسلم کے گھر کا کھانا یا لنگر پر سادہ وغیرہ کھانا درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم کا پر سادہ کھانا کسی حال میں جائز نہیں اور اگر

پرساد کے علاوہ دیگر کھانے کی چیز ہو اور اس کے حلال اور پاک ہونے کا گمان غالب ہو، تو اس طرح کی چیز کھانے کی گنجائش ہے۔

قال محمدٌ: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين - إلى قوله - وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل. (الفتاوى الهندية ۳۴۷/۵ کوئٹہ)

ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة، فإن ذبيحتهم حرام - إلى قوله - إن ابتلي به المسلم مرة أو مرتين بلا بأس، وأما الدوام عليه يكره. (الفتاوى الهندية ۳۴۷/۵ کوئٹہ)

إن النذر الذي يقع للأموال من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقريباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (شمس ۴۳۹/۲ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیعہ اور اہل ہنود کے ساتھ کھانا پینا؟

سوال (۸۲۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہم لوگ زیادہ تر شیعہ اور اہل ہنود کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں، جس کی وجہ سے کھانا پینا بھی ہوتا ہے، آپ کی اپنی رائے کیا ہے؟ مطلع فرمائیں؛ تاکہ ہم لوگ اسی طرح رہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بہتر یہ ہے کہ کفار کے یہاں کھانے سے احتراز کیا

جائے؛ لیکن اگر ضرورت پڑ جائے اور ناپاکی اور حرام کی ملاوٹ کا علم نہ ہو تو کافر کے ساتھ کھانے کی بھی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷۲/۵)

شیعہ کے یہاں کھانا بھی درست ہے، **إلا یہ کہ اس بات کا علم ہو جائے کہ اُس نے نجاست ملائی ہے۔**

عن أبي ثعلبة الخشني قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قدور المجوس، قال: أنقوها غسلًا واطبخوها فيها. (جامع الترمذي، كتاب أبواب السير / باب ما جاء في الانتفاع بآنية المشركين ۲۸۴/۱ کراچی)

قال محمد رحمه الله تعالى: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون أكلاً ولا شارباً حراماً. ولهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل كان شارباً وأكلاً حراماً. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر في أهل النعمة ۳۴۷/۵ زکریا)

ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها. (التف في الفتاوى، كتاب الجهاد / باب ما لا يؤكل من أطعمة الكفار ۴۳۵ کراچی)

والأكل والشرب في أواني المشركين مكروه، ولا بأس بطعام المجوس إلا ذبيحتهم، وفي الأكل معهم. وعن الحاكم عبد الرحمن: لو ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين، لا بأس به، أما الدوام عليه فمكروه. (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية / الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي ۳۴۶/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۶/۱۵ھ

غیر مسلم کی دوکان کی چائے اور مٹھائی وغیرہ کھانا؟

سوال (۸۳۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: غیر مسلم اہل ہندو کی دوکان کی چیزیں مٹھائی، چائے وغیرہ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم جن برتنوں میں پکاتے ہیں اور جو پکاتے ہیں، اُن چیزوں کے متعلق نجاست کا علم ہو تو کھانا پینا حرام ہے، اسی طرح خریدنا بھی حرام ہے، اگر شبہ ہو تو مکروہ ہے، اگر پاپا کی کاغذ بن ظن ہو تو درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱۰۶/۴)

قال محمد رحمه الله تعالى: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون آكلًا ولا شاربًا حرامًا. وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل كان شاربًا و آكلًا حرامًا. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر في أهل الذمة ۳۴۷/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اہل ہندو کے پیسہ سے کھانا پینا؟

سوال (۸۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک سرکاری ملازم ہوں، میرے ساتھ مسلم وغیر مسلم کام کرتے ہیں، مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ غیر مسلم اہل ہندو کے پیسہ سے کھانا پینا جب کہ وہ رشوت بھی لیتے ہیں، جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم ساتھی اگر صرف حلال مال سے دعوت کرتے ہیں یا کھلاتے ہیں تو کھانا جائز ہے، اگر خاص رشوت کے مال سے کھلاتے ہیں تو درست نہیں؛ اس لئے کہ رشوت اُن کے نزدیک بھی ناجائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۶۸/۹)

لا بأس بضیافة الذمی وإن لم یکن بینہما إلا معرفة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب

روی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی السیر الکبیر أخباراً متعارضةً، فی بعضها: أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل هدايا المشرک. وفي بعضها: أنه صلی اللہ علیہ وسلم لم يقبل. فلا بد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم اللہ تعالیٰ في وجه التوفيق ومن المشايخ من وفق من وجه آخر، فقال: لم يقبل من شخص علم أنه لو قبل منه يقلّ صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لا يقلّ صلابته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية / الباب الرابع عشر في أهل النعمة ۳۴۷/۵-۳۴۸ زکریا، وكذا في المحيط البرهاني / الفصل السادس عشر في معاملة أهل الذمة ۱۰۴/۶ المکتبة الغفریة کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مندروں پر چڑھایا جانے والا پرشاد کھانا؟

سوال (۸۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مندروں میں چڑھاوا جیسے لڈو، برنی، گری، چھوہار وغیرہ آتا ہے، اُس کو بطور پرشاد کھانا یا پھر خرید کر کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مندروں کے چڑھاوے کو خرید کر یا بغیر خریدے کھانا

جائز نہیں؛ کیوں کہ اس کے ذریعہ غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور وہ ﴿وَمَا أَهْلٌ بِهِ لَعَبٍ ۖ اللَّهُ﴾ کے حکم میں آجاتا ہے۔ (جواہر النفع ۲۶۵/۳، فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۲)

والنذر للمخلوق لا يجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لا تكون للمخلوق. (البحر

الرائق، کتاب الصوم / فصل في النذر ۵۲۰/۲ زکریا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کاتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مندر کے پاس پوجا پاٹ کا سامان یا مٹھائی فروخت کرنا؟

سوال (۸۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مندر کے پاس پوجا پاٹ کا سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۲) مندر کے پاس میوے اور مٹھائی فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۳) ایسی دوکان میں ملازمت کرنا جس میں پوجا پاٹ کا سامان فروخت ہوتا ہو کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا سامان جو پوجا پاٹ کے علاوہ کسی کام میں نہیں آتا

اُس کو بیچنا مطلقاً منع ہے؛ لیکن اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کو غیر مسلم پوجا کے لئے استعمال کرتے ہیں مگر اُسے پوجا کے علاوہ دوسرے کام میں بھی استعمال کرتے ہیں، مثلاً ناریل کافور، تو اُس کا بیچنا جائز ہے، اور غلط جگہ استعمال کی ذمہ داری استعمال کرنے والے پر ہوگی۔

إن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا تنزيهاً. (شامی، کتاب

الخطر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ۵۶۱/۹ زکریا)

(۲) ایسی مٹھائی جس میں بتوں کی تصویریں نہ بنی ہوئی ہوں اس کا فروخت کرنا ہر جگہ جائز

ہے، اگر کوئی خریدار اُس کو پرشاد میں استعمال کرے تو یہ اُس کا فعل ہے، بیچنے والا اُس کا ذمہ دار نہیں۔

ولا يكره بيع الزناير من النصارى والقلنسوة من المجوسي. (شامی، کتاب

الخطر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ۵۶۲/۹ زکریا فتاویٰ خانیہ علی ہامش الہندیہ ۴۲۵/۳)

(۳) ایسی دوکان میں ملازمت کرنا جس میں مذکورہ سامان فروخت کرنا پڑتا ہو درست ہے۔

ولو آجر نفسه ليعمل في الكنيسة ويعمرها لا بأس به؛ لأنه لا معصية في

عین العمل۔ (شامی، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغیرہ ۵۶۲/۹ زکریہ فتاویٰ خانہ علی

ہامش الہندیہ ۴۲۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۱۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان شخص کا مندر میں بیٹھنا اور پوجا پاٹ کرنا؟

سوال (۸۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص پیدائشی مسلمان ہے، مگر اُس نے اپنے نام کے آگے بابو پنڈت لگا رکھا ہے، اور وہ مندر میں جاتا ہے، اور وہاں بیٹھتا ہے اور وہ سارے کام کرتا ہے جو غیر مسلم کرتے ہیں، مثلاً: پوجا پاٹ اور سفلی عمل کرتا ہے، دیوی وغیرہ کا جاپ کرتا ہے، اُس شخص کے رشتہ دار اُس کے یہاں کھاپی سکتے ہیں اور اُس سے تعلق رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص کا ہندوانی طریقہ اختیار کرنا قطعاً ناجائز ہے،

ایسے شخص سے قطع تعلق کی شرعاً گنجائش ہے؛ تاکہ خود اُسے اپنی برائی کا احساس ہو سکے اور دوسروں کو عبرت حاصل ہو سکے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۹/۷)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ

يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ [النساء: ۱۱۶]

وفي حديث عبد الله بن مغفل رضي الله عنه لا أكلمك كلمة كذا

وكذا، قال النووي: فيه هجران أهل البدع والفسوق ومنابدى السنة مع العلم

وأنه يجوز هجرانه دائماً. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۵۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۶/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مندرجہ کی تعمیر میں مسلمانوں کا مدد کرنا؟

سوال (۸۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں بس اڈے کے پاس تین جانب مسلمانوں کی آبادی ہے، اور صرف ایک طرف چند غیر مسلم ہیں، خاص بس اڈے کے پاس مسلمانوں کے درمیان ایک وسیع و عریض جگہ سرکاری گرام سماج کی ہے۔ عرض یہ ہے کہ مسلم پردھان اور چند مسلمان وہاں مندر بنانے کے لئے اجازت دے رہے ہیں، اور مسلمان پردھان مندر کے لئے یہ جگہ آزاد کرنا چاہتے ہیں اور کچھ مسلمان مندر بنانے میں مدد کر رہے ہیں، اور دوسرے مسلمانوں سے جنہیں معلوم بھی نہیں ہے، اُن سے انگوٹھا لگوا رہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پردھان صاحب اور مندر کی مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر گرام سماج کی مذکورہ زمین پر مندر کی تعمیر فتنہ کا سبب ہو، تو اُس کی تائید کرنا کسی مسلمان کے لئے درست نہیں ہے۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾

[ہود، جزء آیت: ۱۱۳]

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ۵/۱۱ رقم: ۴۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲)

قال الملا علي القاري رحمه الله: ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حراماً و جب الزجر عنه، وإذا كان مكروهاً ندب. والأمر بالمعروف أيضاً تبع لما يؤمر

بہ، فإن وجب فواجب، إن ندب فمندوب، ولم يتعرض له في الحديث؛ لأن النهي عن المنكر شامل له؛ إذ النهي عن الشيء أمر بضده، وضد المنهي، إما واجب أو مندوب أو مباح، والكل معروف. وشرطهما أن لا يؤدي إلى الفتنة، كما علم من الحديث، وأن يظن قبوله، فإن ظن أنه لا يقبل فيستحسن إظهار الشعار بالإسلام. ولفظ ”من“ لعمومه شمل كل أحد رجلاً أو امرأة، عبداً أو فاسقاً أو صيباً مميّزاً إذا كان، وإن كان يستقبح ذلك من الفاسق، قال الله تعالى: ﴿اتَّمُرُواْ النَّاسَ بِأَلْبَرٍ وَتَنَسَّوْاْ أَنْفُسَكُمْ﴾ وقال عز وجل: ﴿لَمْ تَقُولُواْ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ قال النووي رحمه الله تعالى في شرح مسلم: قوله: ”فليغيره بيده“ وقد تطابق على وجوبه الكتاب والسنة وإجماع الأمة، وهي أيضاً من النصيحة التي هي الدين فمن وجب عليه وفعله ولم يمثل المخاطب، فلا عتب بعد ذلك عليه لكونه أدى ما عليه، وما عليه أن يقبل منه، وهو فرض كفاية، ومن تمكن منه وتركه بلا عذر أثم. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۳۲۹/۹ رقم: ۵۱۳۷ ذکرها فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان کا مندر کے لئے روپیہ دینا؟

سوال (۸۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مسلمان مندر کے لئے روپیہ دیتا ہے، مسلمان کا مندر کے لئے روپیہ دینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مندر بنوانے میں تعاون درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ

۳۶۱/۲۹ میرٹھ، امداد الفتاویٰ ۱۳۰۶)

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

هو عام لكل بر وتقوى وإثم وعدوان، هكذا قال المفسرون. (التفسيرات

الأحمدية ۳۳۱ المكتبة الحقانية پشاور)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله: "يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى. وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير ۱۰/۲ دار السلام رياض)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى: ولا يصح وقف مسلم أو ذمي على بيعة أو حربي، وقيل: أو مجوسي (الدر المختار) وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: أما في المسلم، فلعدم كونه قرابةً في ذاته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في وقت المرتد والكافر ۳۴۲/۴ كراچی)

اگر ضرورت یا مجبوری ہو تو بلا نیت تعمیر کسی ہندو کو ویدے جو اپنی جانب سے مندر میں لگا دے۔
ہدیۃ المسلم للمشرکین وهي جائزة. (فیض الباری، کتاب الہبة / باب ہدیۃ

المسلم للمشرکین ۳۷۹/۳ خضر راہ دیوبند)

وأهل الذمة في حكم الہبة بمنزلة المسلمين. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الہبة /

الباب الحادي عشر في المفترقات ۴۰۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روافض کے مذہبی کاموں میں شرکت کرنا؟

سوال (۸۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص جو بظاہر اہل سنت والجماعت کی طرف میلان کا اظہار کرتا ہے، اور علماء اہل سنت کی تقریریں وغیرہ بھی سنتا ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُس کے یہاں محرم کے موقع پر شیعوں کی خرافات بھی انجام دی جاتی ہیں، اُس کے یہاں تعزئے اٹھتے ہیں، علم اور پنچے لائے جاتے ہیں،

تقریوں سے منٹیں مانی جاتی ہیں، محرم کا حلیم بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے، نیز حالیہ دنوں میں شیعہ عالم نے اُس کے یہاں تقریری کی، اُس کے بعد کھلم کھلا اعلانیہ سینہ کو بی اور ماتم کیا گیا؛ نالہ وشیون اور شور و شغب اس قدر بلند ہوا کہ قریب بیس فٹ کی دوری پر واقع مسجد میں عشاء کی نماز ہو رہی تھی، جس میں نمازیوں کو بے پناہ خلل خوا۔

واضح رہے کہ اس صورتِ حال اعلانیہ ماتم اور سینہ کو بی کا تقریباً تمام نمازیوں نے مشاہدہ کیا؛ لہذا کیا ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے نکل کر شیعوں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا؟ اور اس پر شیعوں کے احکام جاری ہوں گے؟ کیا ایسے شخص سے سلام وکلام کرنا جائز ہوگا؟ کیا ایسے شخص کی محرم کے علاوہ عام دنوں کی دعوتوں کو قبول کرنا اور اُس کے یہاں کھانا کھانا چائے پانی وغیرہ کرنا جائز ہوگا؟ کیا ایسے شخص سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لینا واجب و لازم ہوگا؟ کیا ایسے شخص کی ایام محرم کی دعوتوں کو قبول کرنا اور اُس کے یہاں ایام محرم کی مجلسوں میں شرکت کرنا، اُس کے یہاں سے بیجے ہوئے محرم کے حلیم اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کا ایام محرم میں لینا جائز ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جو امور لکھے گئے ہیں وہ سب روافض کا

شعار، بدعت اور گناہ ہیں، ان امور میں کسی طرح کا تعاون اور شرکت جائز نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدہ، جزء آیت: ۲]

عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی . (سنن ابن ماجہ، أبواب ما جاء فی الجنائز / باب ما جاء فی

البكاء علی المیت (۱۱۴)

ثم إياه وإن يشغله ببدع الروافض ونحوهم من النذب والخيانة والحزن

إذ ليس من أخلاق المؤمنين . (شرح سفر السعادة ۵۴۳، البداية والنهاية ۲۰۲/۸)

جو شخص ان باتوں کا مرتکب ہے اُس کو حکمت کے ساتھ سمجھانے کی ضرورت ہے، اگر وہ کسی

طرح باز نہ آئے اور اس سے میل جول بند کرنے سے اُس کی اور دیگر لوگوں کی اصلاح کی امید ہو تو ایسے شخص سے میل جول ختم کرنے کی بھی اجازت ہے؛ تاہم محض اس بد عملی کی وجہ سے اُس کو شیعوں کی فہرست میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۸۶/۵)

ثم إن الهجران إذا كان بسبب فسق المرء وعصيانه فأكثر العلماء على جوازہ. (تكملة فتح الملهم ۳۵۵/۵-۳۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیعوں کی تقریب میں شرکت کرنا اور اُن کے مقتداء کا اکرام کرنا؟

سوال (۸۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کبیر پورہ ضلع ساہراکانٹھا کا ایک دیہات ہے جس میں تقریباً اہل حق، بریلوی، شیعہ وغیرہ تمام مکتب فکر کے لوگ رہتے ہیں، آپسی اتفاق الحمد للہ قابلِ تعریف ہے، خصوصاً اجتماعی مسائل میں نیز اکثریت اہل حق کی ہے؛ لہذا اُن کی رائے کا زیادہ دخل ہے، ان تمام فرقوں کا آپسی تعلق الحمد للہ نہایت ہی عمدہ اور قابلِ تعریف ہے، خصوصاً حضرات شیعہ کو تو کسی کام میں بغیر اہل حق کے آنکھیں ہی نہیں کھلتی؛ لہذا استفتاء یہ ہے کہ شیعہ حضرات نے اپنے کسی بڑے پیر کی خلافت اُن کے بیٹے کو عطا کی اور خلیفہ بنایا، اس قوم میں پیر پرستی غالب ہونے کی وجہ سے پیر کے گاؤں جا کر مختلف انداز سے خوشیاں منائی گئیں، من جملہ اُن خوشیوں کے کچھ دنوں کے بعد ان حضرات نے کھانا پکا کر پورے گاؤں کی دعوت کی اس دعوت میں مرد و عورت کا باقاعدہ معیاری انتظام تھا جو صرف اہل حق کی رعایت میں تھا، ورنہ وہ لوگ اپنے آپسی معاملات میں یہ انتظام نہیں کرتے، مرد و عورت ساتھ ہوا کرتے ہیں، نیز اس دعوت میں پیر کے نام کا نہ کوئی چڑھاوا تھا اور نہ کوئی نذر اور دعوت میں منجانب شیعہ کے نہ کوئی قباحت شرعی تھی، نیز اس گاؤں میں اس خصوصی دعوت کے علاوہ تمام لوگ اپنی شادی بیاہ وغیرہ میں ایک دوسرے کے یہاں شرکت کرتے ہیں، نیز خوشی غمی موت و میت وغیرہ

اُمور آپس میں بغرض تعزیت، دلجوئی، مبارک بادی و غم خواری وغیرہ اُمور میں ایک دوسرے کی خوب رعایت کرتے ہیں، خصوصاً حضرات شیعہ اہل حق سے زیادہ اُن اُمور کی رعایت کرتے ہیں، نیز بعض آپس میں ایک دوسرے کے قربت دار ہیں؛ کیوں کہ چند سال قبل تمام ایک تھے، الحمد للہ دعوت و مدارس کی محنت سے بعض بڑے بڑے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے، اور اہل حق میں شامل ہو گئے، نیز اہل حق کی مسجد کی زمینیں حضرات شیعہ کو مزارعت پر دی جاتی ہیں، اسی طرح دیگر معاملات بیع و شراء وغیرہ بڑے اچھے انداز سے ہوتے ہیں، جن میں اہل حق کی بات غالب رہتی ہے، اور باقاعدہ باشرع مسلمانوں کی طرح وہ لوگ بھی معاملہ کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ الحمد للہ آپسی اُمور بڑے ہی اچھے ہیں نیز خود سائل کا مکان اُن کے قرب و جوار میں ہے تو کبھی کبھی پڑوس کے حق کی وجہ سے چھوٹی موٹی کھانے پینے کی چیزوں کا لین دین رہتا ہے، ہم لوگ اُن کی کھانے کی چیزوں کو استعمال نہیں کرتے؛ لیکن وہ لوگ ہماری کھانے کی چیزوں کو بہ طیب خاطر کھا لیتے ہیں؛ لہذا اصل استفتاء یہ ہے کہ مذکورہ دعوت میں اہل حق شرکت کریں یا نہیں؟ قباحت صرف اتنی ہے کہ داعی شیعہ ہیں، اہل حق میں دورائے ہیں منکرین حضرات کی یہ دلیل ہے کہ اُن حضرات نے اسلاف کے ساتھ ظلم و زیادتی کی تھی؛ لہذا کیا مخالفین کے ساتھ یہ رویہ روا ہو سکتا ہے؟ اور ظاہر ہے کہ شرکت نہ کرنے سے اُن کو تکلیف ہو رہی ہے؛ کیوں کہ اُس کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں آپ کی جماعت کی زیادہ قدر و قیمت ہے، اور آپ ہماری دعوت میں شریک نہیں ہوئے، حالاں کہ ہماری رعایت میں اُن حضرات نے تمام طرح کی رعایت کی تھی، نیز بعض عورتوں سے بعض منکرین کی طرف منسوب کرتے ہوئے حرمت تک کا قول سنا؛ لہذا اس مسئلہ میں ہماری رہبری فرمائیں، نیز شیعوں کے پیر سے سلام مصافحہ اور ملاقات کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شیعوں کا جو فرقہ خلافِ شرع عقائد رکھتا ہو، اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ عظام پر تبرا کرتا ہو (اور آج کل ہندوستان میں ایسے ہی شیعوں کی

اکثریت ہے جو ظاہر داری میں سنیوں سے بہت اچھا معاملہ کرتے ہیں؛ لیکن اندرونی طور پر مذہب اہل سنت اور صحابہ سے بغض رکھتے ہیں) تو ایسے لوگوں سے سنیوں کا میل جول اور اُن کی تقریبات وغیرہ میں اس طرح شرکت کرنا کہ عوام کے ذہن سے اُن کے مذہب کی برائی نکل جائے ہرگز جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اُن کے کسی پیر یا مقتدا کا باقاعدہ اکرام بھی سنیوں کی طرف سے نہیں ہونا چاہئے، اور اُن سے قرابت اور رشتہ داری بھی درست نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۷/۶، ۷/۶، ۱۳۱/۶، کفایت المفتی ۶/۱، ۲۷۹/۱، مدادیہ، احسن الفتاویٰ ۷/۱، ۷/۱، ۸۹/۱)

الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي أو ابن جبرئيل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما إذا كان يفضل علياً أو يسب الصحابة؛ فإنه مبتدع لا كافر. (شلمی ۱۳۵/۱۴ ذکرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیعوں کے یہاں کھانا پینا؟

سوال (۸۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شیعہ حضرات کے یہاں خفی حضرات کا کھانا پینا کیسا ہے؟ جب کہ یہ بات مشہور ہے کہ جب کبھی سنی حضرات شیعہ کے یہاں کچھ کھاتے پیتے ہیں تو وہ لوگ اُس میں تھوک دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ سنی کو دھوکا دینا اُن کے یہاں ثواب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کچھ سنی حضرات یہ کہتے ہیں کہ انفرادی طور پر نہیں کھانا چاہئے، اجتماعی دعوت ہو تو وہاں کھانا صحیح ہے، اس کو واضح فرمادیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو شیعہ اسلام مخالف عقائد رکھتا ہو اُس سے میل جول

رکھنا، اُس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا منع ہے، خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، سوال میں شیعوں کی

طرف سے سنیوں کے کھانے میں تھوکنے کی جو بات لکھی ہے اُس کے متعلق ہمیں تحقیق نہیں ہے۔
(مستفاد: کفایت المفتی ۶۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

شیعہ اور فاسق سے دوستی رکھنا؟

سوال (۸۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کسی تارکِ صوم و صلوٰۃ اور حرام گوشت کھانے والے (حرام گوشت سے مراد جھڑکا ہے) شیعہ مسلمان سے دوستی رکھنا اور اُن کے ساتھ اکثر نشست و برخاست خورد و نوش آمد و رفت رکھنا کسی اہل سنت مسلمان کے لئے جو بظاہر شراب نوشی نہیں کرتا؛ لیکن حرام گوشت کھانے والے کے ساتھ کھانا پیتا ہے، تعلق رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور شریعت کی نظر میں یہ اہل سنت شخص جو کہ علماء اور تعلیم یافتہ ہے، اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی قصداً شیعہ مسلمان کا ہم پیالہ و ہم نوالہ بنا ہوا ہے، کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اہل سنت اور مسلم معاشرت میں مؤخر الذکر شخص کس سزا کا مستحق ہے اس پر روشنی ڈالی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شیعہ اور فاسق سے دلی دوستی رکھنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، مذکورہ شخص پر توبہ اور ترک تعلق لازم ہے۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾

[ہود، جزء آیت: ۱۱۳]

قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ [المائدہ، جزء آیت: ۵۱]

قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَافِرَ أَوْلِيَاءَ، وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُتُوبَهُ

ذهب الفقهاء إلى أن أفضل الأعمال التي تقرب إلى الله، حب العلماء والصالحين وأهل العدل والخير كما يجب على المؤمن أن يبغض أهل الجور والخيانة؛ لأن هذا من محبة الله، فإن على المحب أن يحب ما يحب محبوبه ويبغض ما يبغض محبوبه، لحديث: ”وأن يحب المرء لا يحبه إلا لله.“ (الموسوعة الفقهية، مادة: محبة / محبة العلماء والصالحين وعموم المؤمنين ۱۸۷/۳۶-۱۸۸ ووزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

امریکی مسلمانوں کا ذریعہ معاش اور ان کے ساتھ برتاؤ؟

سوال (۸۴۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ملک امریکہ میں بسنے والے مسلمان کے ذرائع معاش عام طور پر تین قسم کے ہیں:

(۱) شراب فروشی کے ٹھکانوں کے مالک ہیں، اور خوب دولت کما رہے ہیں۔

(۲) ایسے ہوٹلوں وغیرہ کے مالک ہیں جن میں سور کا گوشت اور دیگر ماکولات یعنی حرام

وحلال دونوں قسم کے بنائے اور کھلائے جاتے ہیں۔

(۳) اس میں مندرجہ بالا اول اور دوم دونوں قسم کے ذرائع معاش شامل ہیں، سوال یہ ہے

کہ کیا ایسے مسلمانوں کے مکان میں کھانا پینا اور رہائش جائز ہے؟ اور کیا ایسے مسلمانوں کی چندہ کی

رقم مسجد و مدرسہ یا دیگر دینی امور میں استعمال کرنا جائز ہے؟ اور کیا ایسے مسلمانوں سے رشتہ داری

وغیرہ برقرار رکھنی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسلمان ہر حال میں احکام خداوندی کا تابع ہے، اس

کے لئے شراب اور خنزیر کی آمدنی سے بہر حال اجتناب ضروری ہے، اور جن لوگوں کی غالب آمدنی حرام ہو اُن کے یہاں کھانا وغیرہ کھانے سے اور اُن کا چندہ مدارس و مساجد میں استعمال کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے؛ البتہ رشتہ داری توڑنا ضروری نہیں، ہو سکتا ہے کہ آئندہ یہی تعلق ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

اکل الربوا و کاسب الحرام اُهدیٰ اِلَیْہِ اَوْ اُضافَہ و غالب مالہ حرام لا یقبل ولا یأکل . (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ / الباب الثانی عشر فی الہدایا ۳۷۵/۳۷۶ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۲/۲۴ھ



معاصی و منکرات

بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟

سوال (۸۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم حدیث میں وعید کو دیکھتے ہیں، کہیں آپ نے سود کے لین دین پر بڑا گناہ قرار دیا، کہیں جھوٹ پر کہیں شرابی کو، کہیں والدین کے نافرمان کو، کہیں تصویر کشی کرنے والے کو، کہیں شرک کرنے والے کو، سب سے بڑا عذاب ہے کہ کر کے حدیث آئی ہے، تو اب یہ اشکال ہوتا ہے کہ گناہ کے سب سے بڑا ہونے میں ایک حدیث دوسری حدیث کے معارض ہے، تو کیسے معلوم ہوگا کہ کون سا گناہ کرنے والا سب سے بڑا گنہگار ہوگا، اُن احادیث کو جو معارض ہے اُن کو کیسے دفع کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ان گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اور بقیہ گناہوں میں جن کو الگ الگ اشد یا اکبر کہا گیا ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب بڑے درجہ کے گناہوں کے طبقہ میں شامل ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون. قال الملا علی القاری: قیل: الأولى أن یحمل علی التهید لأن قولہ: عند اللہ یلوحُ إلی أنه یتحق أن یکون کذا، لکنہ محل العفو. وقال السنووی: هذا محمول علی من صور الأصنام لتُبَدَ فله أشد العذاب؛ لأنه کافر. (مرقاۃ المفاتیح ۳۳۰/۱۸ تحت رقم: ۴۴۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکروہ تحریمی کے بار بار ارتکاب سے کونسا گناہ ہوتا ہے؟

سوال (۸۴۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کراہت تحریمی بالاصرار کے ارتکاب سے گناہ کبیرہ ہوتا ہے یا صغیرہ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہر معصیت اور نافرمانی پر اگر اصرار اور مداومت ہو تو وہ

معصیت اور نافرمانی کبیرہ ہو جاتی ہے۔

وقیل: کل معصیۃ أصر علیہا العبد فہی کبیرۃ. (شرح العقائد النسفی ۱۰۷)

عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: ما أصر من استغفر وإن عاد في اليوم سبعين مرة. رواه الترمذي وأبو

داؤد. (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات / باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثاني ۲۰۴)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه الله تعالى 'تحتہ: قال بعض علمائنا:

المُصِرُّ هو الذي لم يستغفر ولم يندم على الذنب، والإصرار على الذنب إكثاره.

وقال ابن الملك رحمه الله: الإصرار الثابت والدوام على المعصية، يعني: من عمل

معصيةً ثم استغفر فندم على ذلك، خرج من كونه مصيراً. (مرقاۃ المفاتیح، كتاب الدعوات

/ باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثاني ۱۷۱/۵-۱۷۲ رقم: ۲۳۴۰ رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اسلام میں دھوکہ، جھوٹ اور خیانت کرنے والے کا حکم

سوال (۸۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اسلام میں دھوکہ، جھوٹ بولنے والے یا بے ایمانی کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟ اور اسی

طرح امانت میں خیانت کرنے والوں کی دنیا میں سزا کیا ہے؟ اور آخرت میں کیا عذاب ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دھوکہ، جھوٹ، بے ایمانی اسلام میں حرام ہے، حکومت اس پر حسب ضابطہ سزا دے سکتی ہے، اور اگر ایسا شخص توبہ نہ کرے اور متعلقہ شخص کا حق ادا نہ کرے، تو آخرت میں اسے سخت عذاب ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من غشنا فليس منا. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا ۷۰/۱ رقم: ۱۰۱ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ۴۸۹/۲ رقم: ۳۴۵۲، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ۲۴۵/۱ رقم: ۱۳۱۵)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا كذب العبد تباعد عنه المَلِكُ ميلاً من نتن ما جاء به الخ. (سنن الترمذي رقم: ۱۹۷۲)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الغادر ينصب له لواء يوم القيامة. (سنن الترمذي، أبواب السير / باب ما جاء أن لكل غادر لواء يوم القيامة ۲۸۷/۱ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۸/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فرقہ پرستی پھیلانا، دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا؟

سوال (۸۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اسلامی شریعت میں مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کو مسجد کے مذہبی اور غیر مذہبی کرایہ دار کو دھوکہ دینے کی نیت سے جھوٹا وعدہ کرنے، رشوت لینے یا کرایہ دار کے وعدہ یا دلالا نے پر کرایہ دار کو تنگ و پریشان کرنے، ڈرانے دھمکانے اور مقدمہ بازی کرنے یا مسجد کے مذہبی و غیر مذہبی کرایہ داروں میں فرقہ پرستی استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بشرطِ صحتِ واقعہ فرقہ پرستی پھیلانا، کسی کو ناحق پریشان

کرنا، جھوٹا وعدہ کرنا، دھوکہ دینا، تمام اُمور ناجائز اور علامتِ منافقین میں سے ہیں۔ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من

غشنا فليس منا . (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا ۷۰/۱ رقم:

۱۰۱ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ۴۸۹/۲ رقم: ۳۴۵۲، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية

الغش في البيوع ۲۴۵/۱ رقم: ۱۳۱۵)

اور منافقین کی تین علامتیں بیان فرمائیں اُن میں سے ایک وعدہ خلاف بھی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: آية

المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان. (صحيح

البخاري، كتاب الإيمان / باب علامة المنافق ۱۰/۱ رقم: ۳۳ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، رقم: ۵۹

بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي، كتاب الأيمان / باب ما جاء في علامة المنافق ۹۱/۲ رقم: ۲۶۳۱)

ذكر عند عامر أن المنافق الذي إذا حدث كذب، فقال عامر: لا أدري ما

تقولون إن كان كذاباً فهو منافق. (المصنف لابن أبي شيبة ۲۳۶/۵ رقم: ۲۵۶۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۵/۷ھ

آرڈروالوں اور کاری گروں سے مالک کا جھوٹ بولنا؟

سوال (۸۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کاروبار کرتا ہوں، اور اُن کے پاس جب آرڈروالے یا کاری گر روپے مانگنے آتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ کہہ دینا وہ نہیں ہیں یا کہیں گئے ہیں، اور وہ وہیں رہتے

ہیں، مجھے مجبوری میں کہنا پڑتا ہے اور اس کے علاوہ میں کچھ کر بھی نہیں سکتا، جھوٹ بولنا پڑتا ہے، یہ شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟ جائز یا ناجائز؟

نوٹ:- کیا یہ جھوٹ کے حکم میں ہے؟ میں ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں؟ ویسے بھائی صاحب روپے دیتے ہیں؛ لیکن وعدہ پورا نہیں کرتے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورتِ مسئلہ میں آپ کے لئے صراحتہً جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے؛ لہذا آپ آنے والوں سے کوئی ایسا جملہ کہہ دیں جو جھوٹ بھی نہ ہو اور آپ کا کام بھی ہو جائے؛ البتہ آپ موقع بموقع بھائی کو نصیحت کرتے رہیں کہ وہ وعدے کی پابندی کریں؛ تاکہ جھوٹ کی نوبت ہی نہ آئے۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: من معارضض الكلام ما يغني المسلم عن الكذب. وفيه دليل على أنه لا بأس باستعمال المعارضض للتحرز عن الكذب؛ فإن الكذب حرام لا رخصة فيه، والذي يروى حديث عقبة بن أبي معيط رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص في الكذب في ثلاثة مواضع، في "الرجل يصلح بين الناس، والرجل يكذب لامرأته، والكذب في الحرب". تاويله في استعمال معارضض الرجال الكلام، فإن صريح الكذب لا يحل هنا كما لا يحل في غيره من المواضع. (المسوط للسرخسي ٢١١/٣٠ دار الكتب العلمية بيروت) قال عليه السلام: كل كذب مكتوب لامحالة إلا ثلاثة..... قال الطحاوي وغيره: هو محمول على المعارضض لأن عين الكذب حرام. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦١٢/٩-٦١٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنا جرم چھپانے کے لئے تو یہ استعمال کرنا اور جھوٹی قسم کھانا؟

سوال (۸۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اپنے گناہ و جرم کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے، اور جب جھوٹ بولنا جائز ہے تو اپنے گناہ کے چھپانے کے لئے اور عزت و آبرو بچانے کے لئے تو جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے، بطور تو یہ اختیار کر کے اگر قسم کھائے گا تو کیا گناہ تو نہیں ہوگا، اور کفارہ تو واجب نہیں ہوگا؟ اگر ایسا کرے گا تو اپنے گناہ اور عزت و آبرو بچانے کے لئے اگر کچھ گنجائش ہو تو شرعی حکم کے تحت مطمع کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صریح جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا ہر حال میں گناہ

ہے اور کسی حال میں جائز نہیں ہے؛ البتہ بعض صورتوں میں تو یہ کی گنجائش ہے، یعنی ایسی بات بولنا جو اپنے اندر دو جہتیں رکھتی ہو، متکلم اُس سے ایک مطلب مراد لے اور مخاطب دوسرے معافی سمجھے۔

التعريض التلويح، و حقيقته إمالة الكلام إلى غرض يدل على التعريض منه،

قوله عليه السلام: إن في المعارض لمنذوحة عن الكذب. (البنایة شرح الهدایة ۶۲۳/۵)

الكذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه، والمراد التعريض؛ لأن عين

الكذب حرام وهو الحق. قال تعالى: ﴿قَتَلَ الْخَرَّاصُونَ﴾. (الدر المختار ۴۲۷/۶ کراچی)

والأصل في جواز المعارض قوله تعالى: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ

بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۳۳۵] فقد جَوَّزَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَعَارِضَ،

ونهى عن التصريح بالخطبة بقوله عز وجل: ﴿وَلَكِنْ لَا تَوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ

تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۳۳۵] ثم بيان استعمال المعارض من

أوجه والثاني: أنه يضمن في لفظ معنى سوى ما يظهره ويفهمه السامع من

كلامه، وبيانه فيما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لتلك العجوز: إن

الجنة لا يدخلها العجائز فجعلت تبكي، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: أهل الجنة جردٌ مُردُّ مكحلون أخبرها بلفظ أضمر فيه سوى ما فهمت من كلامه فدل أن ذلك لا بأس به. (المبسوط للسرخسي ۲۱۲/۳۰)

جھوٹی قسم کھانے سے دنیا میں کفارہ لازم نہیں کرتا؛ البتہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اگر جھوٹی قسم کھالی ہے تو بجز توبہ واستغفار کے کوئی چارہ نہیں۔

(قوله: فتلزمه التوبة) إذ لا كفارة في الغموس يرتفع بها الإثم فتعین التوبة للتخلص منه. (شلمی ۷۰۶/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۲۷ھ

اپنے پارشتہ داروں کے مفاد کے لئے جھوٹی گواہی دینا؟

سوال (۸۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اپنے اور اپنے رشتہ دار کے مفاد کے لئے جھوٹی گواہی دے سکتا ہے؟ اگر جھوٹی گواہی دیتا ہے تو اُس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جھوٹی گواہی دینا سخت ترین گناہ ہے، قرآن وحدیث میں اُس کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اور جو شخص جھوٹی گواہی دیتا ہو وہ فاسق ہے، اُس پر سچی توبہ لازم ہے۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿وَأَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِِكِينَ

بِهِ﴾ [الحج، جزء آیت: ۳۰-۳۱]

عن خريم بن فاتك رضي الله عنه قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح، فلما انصرف قام قائمًا، فقال: عدلتُ شهادة الزور

بالإشراك بالله، ثلاث مرات. ثم قرأ: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ. حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ (سنن أبي داود، كتاب الأفضية / باب في شهادة

الزور ۵۰۶/۲ رقم: ۳۵۹۹ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي / أبواب الشهادات ۵۶/۲ رقم: ۲۲۹۹، مشكاة

لمصابيح، كتاب الإمارة والقضاء / باب الأفضية والشهادات، الفصل الثاني (۳۲۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۵

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کا متولی بننے کے لئے جھوٹ بولنا؟

سوال (۸۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کے والد کا انتقال ۱۹۳۷ء میں ہوا، اور پھر وہ اپنے مفاد کے لئے مردہ باپ کو ۱۹۸۲ء میں ایک مدرسہ کا متولی بناتا ہے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: متولی بننے کے لئے زید کا جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ [ہود، جزء آیت: ۱۸]

لأن عين الكذب حرام. (الدر المختار ۴۲۷/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۶

فرضی کاغذات پیش کر کے سرکاری مدرسہ میں صدر مدرس بننا؟

سوال (۸۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص جو اپنے آپ کو عالم و فاضل بھی کہتا ہے، اُس نے ایک سرکاری مدرسہ میں ملازمت کے لئے فرضی کاغذات پیش کر کے مدرسہ کے صدر مدرس کے عہدہ پر اپنا تقرر کرالیا، اُس کے بارے میں شریعت کا واضح حکم عنایت فرمائیں؟

موصوف نے مدرسہ کے ذمہ داران کو ڈھائی لاکھ روپے بھی پیش کئے، اور کمیٹی نے منظور و قبول بھی کر لئے، ایسی کمیٹی کے بارے میں شرعی وضاحت مطلوب ہے، کیا شرعی نقطہ نظر سے ایسی کمیٹی کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا مناسب ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جھوٹ بول کر یار شوت دے کر ملازمت حاصل کرنے کا عمل ناجائز اور گناہ ہے؛ تاہم اگر مذکورہ شخص مدرسہ کی طرف سے اُمور مفوضہ صحیح طرح انجام دیتا ہے، تو اُسے اپنی خدمات کے عوض تنخواہ لینا جائز ہے، اور جس کمیٹی کے ارکان رشوت لیں وہ سب گنہگار ہیں، انہیں اپنے فعل سے توبہ کرنی لازم ہے، اور رشوت کی رقم مالک کو واپس کرنی لازم ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۹۸۸)

عن خريم بن فاتك رضي الله عنه قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح، فلما انصرف قام قائماً، فقال: عُدْتُ شهادةَ الزور بالإشراك بالله، ثلاث مراتٍ. ثم قرأ: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ. حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكَينَ بِهِ﴾. (سنن أبي داود، كتاب الأفضية / باب في شهادة الزور ۵۰۶/۲ رقم: ۳۵۹۹ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي / أبواب الشهادات ۵۶۲ رقم: ۲۲۹۹، مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء / باب الأفضية والشهادات، الفصل الثاني ۳۲۸/۲)

والكذب حرام إلا في الحرب للخدعة، وفي الصلح بين اثنين، وفي إرضاء الأهل، وفي دفع الظالم عن الظلم. والمراد التعريض؛ لأن عين الكذب حرام. قال في المجتبى: وهو الحق. قال تعالى: ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ﴾ وفي الوهبانية: وللصلح جاز الكذب، أو دفع ظلم، وأهل للترضي، والقتال ليطغروا. ويكره التعريض به إلا لحاجة. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في المتفرقات ۵۵۲/۲)

دار إحياء التراث العربي بيروت، ۲۲/۱/۱۴ مكتبة قبة الأمة ديوبند

لأن سبيل الكسب الخبيث التصديق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شلمي،
 كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ۳۶۵/۶ کراچی، ۵۵۳/۹ زکریا)
 ففي جميع الأحوال المال الحاصل له حرام عليه، ولكن إن أخذه من غير
 عقد لم يملكه، يجب عليه أن يرده على مالكة إن وجد المالک. (بذل المجهود
 ۱۴۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۶/۱۴۲۷ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دسویں بار ہوں کا جعلی سٹمٹ بنوا کر سرکاری نوکری کرنا؟

سوال (۸۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
 میں کہ: دسویں یا بارہویں کا جعلی سٹمٹ بنوانا اور اُس کے ذریعہ سرکاری ملازمت یا پرائیویٹ
 کمپنیوں میں ملازمت حاصل کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جعلی سٹمٹ بنوانا جھوٹ دھوکہ دہی ہونے کی وجہ سے
 ناجائز ہے؛ لیکن اس کے ذریعہ سے اگر ملازمت حاصل کی، اور جو کام اُس کے سپرد کیا گیا اُس کو
 بحسن و خوبی انجام دیتا ہو، تو اُس کی تنخواہ و آمدنی حلال ہے، یہ اُس کی محنت کی اجرت ہے۔ (مستفاد
 از: جدید فقہی مسائل ۴۱۳/۱، احسن الفتاویٰ ۱۹۸۰/۸)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ، وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ، وَاللَّهُ
 بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۸۳]

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ﴾ أي لا تخفوها بالامتناع عن أدائها إذا دعيتم
 إليها، وهو خطاب للشهود المؤمنين، كما روي عن سعيد بن جبیر وغيره،
 وجعله خطاباً للمدينين على معنى: لا تكتُموا شهادتكم على أنفسكم بأن تقرروا

بالحق عند المعاملة، أو لا تحتالوا بإبطال شهادة الشهود عليكم بالجرح ونحوه عند المرافعة خلاف الظاهر المأثور عن السلف الصالح. (روح المعاني [البقرة: ۲۸۳]

۶۳/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۱۰۲/۳ زکریا

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من غشنا فليس منا. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا ۷۰/۱ رقم: ۱۰۱ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داود ۴۸۹/۲ رقم: ۳۴۵۲، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ۲۴۵/۱ رقم: ۱۳۱۵)

ولرب الدار والأرض طلب الأجر كل يوم، وللجمال كل مرحلة، وللقصار والخياط بعد الفراغ من عمله. (كنز اللغات مع البحر الرائق ۳۰۱/۷ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۶/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نام بدل کر پاسپورٹ بنوانا اور جھوٹی دستاویز دکھا کر ویزا لگوانا؟

سوال (۸۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نام بدل کر پاسپورٹ بنوانا، جھوٹے دستاویز دکھا کر ویزا لگوانا، اس سب کارروائی کے متعلق جھوٹ خود بولنا اور دوسرے سے جھوٹ بولانا جائز ہے؟ واضح کریں۔ یہ سب کارروائی دنیوی ترقی کی وجہ سے مقصود ہے، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے، جب کہ اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں مذکورہ تمام صورتوں میں جھوٹ بولنا دوسرے سے جھوٹ بولانا اور جھوٹ کا استعمال کرنا ناجائز ہے، اور جب کہ اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے تو اس کی قباحت اور بڑھ جاتی ہے؛ لہذا اس سے احتراز لازم اور ضروری ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: إياكم والكذب؛ فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يَكْذِبُ ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كَذْبًا.

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة / باب فُجِحَ الكذب وحسن الصدق وفضله ۳۳۶/۲ رقم: ۲۶۰۷ بیت

الأفكار الدولية، سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الصدق والكذب ۱۸/۲)

لأن عين الكذب حرام. (الدر المختار مع الشامی ۶۱۲/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۱/۱۲/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکار سے جھوٹ بول کر شرائط کے خلاف راشن کارڈ لینا؟

سوال (۸۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے یہاں اسٹور میں جو کہ سرکار کی دوکان ہوتی ہے، وہاں مٹی کا تیل -/50,90 چاول -/5,25 گیہوں -/7,00 میٹھا تیل -/25,00 ہے، یہ چیزیں اُسی آدمی کو دی جاتی ہیں جس کے پاس راشن کارڈ سرکاری ہو، ورنہ یہ چیزیں نہیں ملیں گی، باہر اگر آپ اُن کو خریدنا چاہیں تو اُن کی قیمت ہوگی، مٹی کا تیل -/28,00 چاول -/11,00 گیہوں -/12,00 میٹھا تیل -/40,00 روپے، تو یہ راشن کارڈ اُسی کو ملے گا جو قانونی اعتبار سے سال میں -/33,000 سے بھی کم کما تا ہو، اور اُس کے گھر میں گیس (گیس سلنڈر) نہ ہو۔ اب آپ بتائیے کہ آج کل کے ماحول میں کون -/33,000 روپے سال میں کما تا ہے؟ اس میں کہاں اُس کا گزارا ہوگا؟ گھر میں سات آٹھ افراد ہوتے ہیں، بچے پڑھنے والے اور کھانے کا خرچ بجلی بل، فون بل، وغیرہ کم از کم ہر ماہ پانچ ہزار سے کم خرچ نہیں ہوگا، اس حساب سے سال کے -/60,000 ہوئے تو یہ -/60,000 والا شخص اگر جھوٹ کہے کہ میری کمائی صرف -/30,000 سالانہ ہے، اور گھر میں گیس سلنڈر بھی نہیں ہے، مجھے راشن کارڈ دے دو، تو کیا یہ جھوٹ بول کر راشن لے سکتا ہے؟ سرکار تو بڑی بے رحم ہے، غیروں کی رعایت کرتی ہے، اگر اُن کی کمائی سالانہ ایک لاکھ روپے بھی ہو تو وہ راشن کارڈ بنا لیتے

ہیں، جب کہ مسلمان بے چارہ غریب بھی ہے قرض دار بھی ہے، جب بھی گھر میں گیس سلنڈر ہونے کی وجہ سے راشن نہیں دیتے، تو کیا سرکار سے جھوٹ بول کر ہمارے یہاں گیس سلنڈر نہیں ہے؟ آپ ہمیں راشن دے دو کہنا اور اس طرح لینا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ رعایت حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں ہے۔

الكذب مباحٌ لإحياء حقّه، ودفع الظلم عن نفسه، والمراد التعريض؛ لأن عين المكذب حرامٌ. (شامی ۶۱۲/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایڈمیشن کی رشوت سے بچنے کیلئے بڑی برادری والوں کا اپنے کو چھوٹی برادریوں کی طرف منسوب کرنا؟

سوال (۸۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض اسکولوں اور کالجوں میں بڑی برادری کے لوگوں کا ایڈمیشن بغیر رشوت کے نہیں ہوتا؛ لہذا اگر رشوت سے بچنے کے لئے چھوٹی برادری کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنی برادری کی نسبت چھوڑ دے؛ تاکہ بچے کا داخلہ بغیر رشوت کے ہو جائے یا دوسری کوئی مراعات حاصل ہو جائیں، تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نسبت بدل لینا کسی بھی شخص کے لئے قطعاً حلال نہیں؛ لہذا مسئلہ صورت میں اسکول میں داخلہ کے لئے چھوٹی برادری کی طرف خلاف واقعہ نسبت کرنا درست نہیں ہے، احادیث شریفہ میں نسبت بدلنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

عن سعد بن أبي وقاص وأبا بكرة رضي الله تعالى عنهما قالا: سمعنا النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه حرام. (صحيح البخاري، كتاب الفرائض / باب من ادعى إلى غير أبيه رقم: ۶۷۶۶ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم رقم: ۶۳ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۲۸۷)

وفي المرقاة: قال في النهاية: الدعوة فالكسر في النسب، وهو أن ينتسب الإنسان إلى غير أبيه وعشيرته، وكانوا يفعلونه فنهوا عنه. (مرقاة المفاتيح ۳۲۰/۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے مفاد کیلئے عدالت میں مردہ باپ کو زندہ لکھانا؟

سوال (۸۵۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص کے باپ کا انتقال ۱۹۳۷ء میں ہوا ہو اور وہ اپنے مفاد کے لئے ۵۰ سال کے بعد عدالت کو دھوکہ دیتا ہو، اور اپنے باپ کو زندہ ثابت کرتا ہو تو اس صورت میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص جھوٹا اور فریبی اور سخت گنہگار ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار. رواه أبو نعيم في الحلية والطبراني في المعجم الكبير. (مرقاة المفاتيح ۲۳۰۰/۱۶ تحت رقم: ۳۵۳۰)

من غش أي خان والغش ستر حال الشيء فليس منا أي من متابعينا، قال الطيبي: لم يرد به نفيه عن الإسلام؛ بل نفى خلقه عن أخلاق المسلمين أي ليس

هو على سنتنا أو طريقتنا في مناصحة الإخوان. (فيض القدير ۱۸۵/۶ رقم: ۸۸۷۹)

لأن عين الكذب حرام. (الدر المختار ۴۲۷/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

ھ ۱۴۱۳/۲۶

نامعلوم بچے کے اندراج میں والدین کا نام فرضی لکھنا؟

سوال (۸۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص نے ہسپتال میں سے ایک بچہ حاصل کیا، جس کے ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں، اب اُس کو اسکول میں داخل کرانے کے لئے ماں باپ کا نام لکھنا پڑتا ہے، اب یہ شخص باپ کی جگہ اپنا نام ڈال سکتا ہے یا نہیں؟ اور ماں کی جگہ کس کا نام ڈالیں گے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اُس بچے کے سرپرست کی جگہ پر اپنا نام ڈالنے میں کوئی

حرج نہیں ہے؛ البتہ والد اور والدہ کی جگہ پر اگر شدید ضرورت ہو تو ایسا فرضی نام لکھوا دیا جائے جو سب پر صادق آسکے، مثلاً عبداللہ، عبدالرحمن وغیرہ۔

ولکن یولیہ من تولی، ویقول لہ: قد التزمت حفظہ فأنت وما التزمت.

(الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۵۷۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۷/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی پر الزام اور بہتان لگانا؟

سوال (۸۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی بے گناہ شخص کو ان الزام لگانے والے کے لئے کہ جادو گر ہے، قاتل ہے، ناجائز کاروبار کرتا ہے اور ناجائز روزی کماتا ہے، زانی ہے، جب کہ وہ ان تمام برائیوں سے پاک ہے۔

(۲) جب کہ الزام لگانے والا خود ان تمام گناہوں کا مرتکب ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کسی پر بے جا تہمت اور بہتان لگانا شرعاً انتہائی سخت

گناہ اور حرام ہے۔ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

لا ینبغي لصديق أن يكون لعاناً. (مشکاۃ المصابیح ۴/۱۱۱)

ترجمہ:- مسلمان کے لئے یہ روا نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

لا یروی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالكفر إلا ارتدت علیہ إن لم

یکن صاحبه كذلك. (صحیح البخاری/ باب ما ینہی عن السباب واللعن ۲/۸۹۳ رقم: ۵۸۱۰،

مشکاۃ المصابیح ۴/۱۱۱)

یعنی جو شخص کسی دوسرے کو فسق کا طعن دے یا کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو تو اس کا فسق اور کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔

الغرض مسلمان پر بہتان باندھنے پر بڑی وعیدیں آئی ہیں، اس لئے اس عمل سے باز آنا

چاہئے اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگنی چاہئے؛ تاکہ آخرت میں گرفت نہ ہو۔

(۲) الزام لگانے والا اپنے گناہوں کی سزا کا خود مستحق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۹/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک دوسرے پر بہتان تراشنا اور جھوٹے مقدمات لگانا؟

سوال (۸۵۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید نے بکر کے خلاف جھوٹا مقدمہ کر دیا، پھر بکر نے بھی زید کے خلاف آدھا جھوٹا اور آدھا سچا مقدمہ کر دیا، تو زید نے بکر کے خلاف فتویٰ شائع کر کے سرعام بکر کی۔ جب کہ بکر جنازہ کی نماز

پڑھا رہا تھا۔ تو ہین کی، اور کہا کہ یہ شخص نماز جنازہ پڑھانے کے قابل نہیں ہے، اس پر بکر اور اُس کے بھائی نیز اُس کے شاگرد اور گاؤں کے لوگ بھڑکے اور اسی بات کو لے کر اگلے دن بکر اور اُس کے ایک بھائی اور چند شاگردوں نے زید کی لات اور گھونسوں سے پٹائی کر دی جس پر زید اور اور اُس کے بھائی اور شاگردوں کے خلاف مار پیٹ کی دفعہ میں رپورٹ درج ہوئی، اور اُن کے خلاف کارروائی بھی ہوئی، مگر زید کی پیاس نہیں بجھی اور اُس نے شاطر و کلاء سے مل کر پولیس کے اعلیٰ افسران کے سامنے پیش ہو کر جھوٹا بیان دیا کہ مجھ کو بکرنے مار پیٹ کر = 35000 روپے لوٹ لئے اور زید نے بکر اور اُس کے تین بھائیوں اور ایک خالہ زاد بھائی اور بکر کے دوست کے خلاف جھوٹی رپورٹ لوٹ اور ڈکیتی کی لکھوادی، اور اُن کو جھوٹے کیس میں پھانس دیا، جب کہ بکر کے باقی دو بھائی اور خالہ زاد بھائی اور دوست مارنے میں بھی نہیں تھے، بخدا یہ بات حقیقت ہے، جس کا زید اور اُس کے وکلاء کو بھی اعتراف ہے کہ کوئی لوٹ یا ڈکیتی نہیں ہوئی تھی، صرف مار پیٹ ہوئی تھی، اور اس پر پولیس نے کارروائی بھی کی تھی، مگر زید بکر وغیرہ کو کڑی سزا لوٹ اور ڈکیتی کی دلوانا چاہتا تھا۔ یاد رہے کہ بکر حافظ مولوی عالم فاضل ہے، اور مدرس و امام بھی ہے، اور دینی مدارس چلاتا ہے، اور اُس کے دوست اور ایک بھائی بھی حافظ ہیں، جس کو زید نے ڈکیتی اور مار پیٹ کا جھوٹا الزام لگایا ہے، ایسی صورت میں بکر اور اس کے بھائی کا کیا قصور ہے؟ اور اُن کی از روئے شرع کیا سزا ہے؟ زید اور اُن کے وکلاء اور زید کے وہ حامی جو زید کی طرف سے جھوٹی گواہی دے رہے ہیں؟ اور حلفیہ بیان دے رہے ہیں، شریعت میں اُن کا کیا حکم ہے؟ اور اگر بچہ لوگ فیصلہ کریں تو وہ کس طرح کا فیصلہ کریں؟ کس پر کیا تاوان ڈالیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپسی تنازعات میں ایک دوسرے کی طرف سے بہتان تراشی جھوٹے الزامات اور مقدمہ بازی سخت گناہ ہے، اور جو لوگ جھوٹی گواہی دے کر کسی فریق کی تائید کرنے والے ہیں، وہ بھی انتہائی قابل مذمت ہیں، لازم ہے کہ فریقین مقدمہ بازی،

اور بہتان تراشی چھوڑ کر آپس میں صلح و صفائی کریں، اور بیچ حضرات کو چاہئے کہ وہ بھی صورتِ حال کا جائزہ لے کر حق بات کی تائید کریں، اور ناحق باتوں سے فریقین کو بچائیں۔

عن عبد الرحمن ابن أبي بكره عن أبيه رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ ثلاثاً. قالوا: بلى يا رسول الله! قال: الإشرak بالله، وعقوق الوالدين، وشهادة الزور..... الخ. (صحيح البخاري، كتاب الشهادات / باب ما قيل في شهادة الزور ۳۶۲/۱ رقم: ۲۶۵۴ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان الكبائر وأكبرها ۶۴/۱ رقم: ۸۷ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم، كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه. (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب / باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله ۳۱۷/۲ رقم: ۲۵۶۴ بيت الأفكار الدولية، وهكذا في سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم ۱۴/۲)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المفسلس من أمتي من يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة، ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا، فيعطي هذا من حسناته، وهذا من حسناته، فإن فئت حسناته قبل أن يقضي ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار. (مشكاة المصابيح / باب الظلم ۴۳۵/۲، شعب الإيمان للبيهقي ۱۳۶/۱ رقم: ۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط الزام اور بہتان لگانے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

سوال (۸۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا حکم ہے مذہب اسلام میں ایسے مرد اور عورت یا دونوں کے لئے جو کسی پر ایسے غلط جھوٹے اور فحش الزامات لگائیں جو واقعتاً سراسر غلط اور بے بنیاد ہوں، جیسے کہ تم ایک غلط کردار کی عورت ہو، تمہارے شوہر کی غیر موجودگی میں غلط کردار کے لوگ تمہارے گھر آتے رہتے ہیں، تم ہمیں اور ہمارے گھروالوں کو گندی گندی گالیاں دیتی ہو، تم پڑوس کا ماحول خراب کر رہی ہو۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسلام میں کسی بھی شخص پر جھوٹا الزام اور بہتان لگانا گناہ ہے، بالخصوص پاک باز مرد یا عورت پر بلا تحقیق بدکاری اور فحاشی کا الزام لگانا اتنا سخت جرم ہے کہ اسلامی حکومت میں اگر کوئی شخص ایسا بہتان لگائے اور اپنے دعویٰ پر چار گواہ اور یعنی شاہد پیش نہ کرے، تو اُس الزام لگانے والے پر حد قذف یعنی ۸۰ روکڑے مارنے کی سزا جاری کی جاتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو بہتان تراشی اور گالم گلوچ سے احتراز کرنا لازم ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [النور: ۴]

فلیس شیء من الذنوب أعظم من البهتان. (تنبیہ الغافلین ۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی پر ناحق تہمت لگانا؟

سوال (۸۶۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: زید نے مجمع کے اندر ایک مولوی قاسمی مستند کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کی تہمت لگائی، اور یہ کہا کہ میں نے تیرے اوپر مذکورہ رقم خرچ کی، اور یہ کہنا بالکل غلط ہے؛ لہذا زید مذکورہ پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی پر ناحق تہمت لگانا درست نہیں ہے؛ لہذا مسئلہ

دونوں صورتوں میں زید نے تہمت لگا کر غیر شرعی کام کیا ہے۔

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك. (مشكاة المصابيح، باب حفظ اللسان والغيبة والشتيم / الفصل الأول ۱۱/۲، الأدب المفرد ۱۰۴۱۱ رقم: ۵۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲۶ھ

تہمت لگنے پر دو ٹوک انداز میں صفائی پیش کرنی چاہئے

سوال (۸۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید پر ایک واقعہ کے مطابق ایک سنگین الزام لگایا گیا، اُس نے اس الزام کا غیر واضح اور مبہم طور پر انکار کر دیا، جب سائل نے کہا کہ آپ واضح اور دو ٹوک الفاظ میں جواب دیں؛ تاکہ مطمئن ہو جائیں، تو زید نے جواب دیا کہ واضح اور مفصل جواب دینا اور برہنہ صفائی پیش کرنا خلاف سنت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں صرف ایک آیت نازل ہوئی تھی، اور صحابہ کرامؓ نے مان لیا تھا کہ یہ درست ہے کہ الزام کا واضح اور تفصیلی جواب دینا قرآن و سنت کے خلاف ہے؟ مذکورہ سوال محض فرض نہیں ہے؛ بلکہ بعض علماء و قاضیین ان امور میں عملاً ملوث ہوا کرتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب کسی شخص پر تہمت لگے خاص طور پر جب اُس کا تعلق ایمانیات سے ہو تو ایمانی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ مؤمن پوری وضاحت کے ساتھ دو ٹوک انداز میں اپنی صفائی پیش کرے، اور اس سلسلہ میں کسی ابہام کو جگہ نہ دے، اور مذکورہ شخص کا یہ کہنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں صرف ایک آیت نازل ہوئی، یہ بالکل جھوٹ ہے۔ قرآن کے دو رکوع اس سلسلہ میں نازل ہوئے جن میں ۱۵ آیتیں ہیں، اور پوری وضاحت کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کی گئی۔ وہ آیات درج ذیل ہیں:

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ. لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ. لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَقَوَّلُوا هَذَا عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ. إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنَنِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ. وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ. يَعِظْكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ. إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رءُوفٌ رَحِيمٌ. يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ. يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. يَوْمَئِذٍ يُؤْفِكُهُمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ﴾ [النور: ١١-٢٥] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۲/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا برسر عام تہمت لگانے والے کا برسر عام معافی مانگنا ضروری ہے؟

سوال (۸۶۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کسی آدمی نے کسی آدمی کو برسر عام ذلیل کیا ہو، یا تہمت لگائی ہو، تو معافی مانگنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ برسر عام معافی مانگے یا چپکے سے بھی معافی مانگ سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں چپکے سے معافی مانگنے سے معہتم شخص

مطلقاً معاف کر دے، تو برسر عام معافی کی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر وہ برسر عام معافی کا مطالبہ کرے تو چپکے سے معافی مانگنے سے کافی نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۶۳/۱۸ بجیل، معارف القرآن ۷/۷۰۷)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا، فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى

اللہ﴾ [الشوری، جزء آیت: ۴۰]

عن أسيد ابن حضير رضي الله عنه - رجل من الأنصار - بينما هو يحدث القوم - وكان فيه مزاح - بينا يضحكهم، فطعنه النبي صلى الله عليه وسلم في خاصرته بعُودٍ، فقال: أصبرني، فقال اصطبر، قال: إن عليك قميصاً، وليس علي قميص، فرفع النبي صلى الله عليه وسلم عن قميصه فاحتضنه وجعل يقبل كشحه، قال: إنما أردت هذا يا رسول الله! (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب في قبله الجسد ۷۰/۹، رقم: ۵۲۲۴ دار الفكر بيروت)

وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم والعزم إيصال حق العبد أو بدله، والاعتذار إليه إن كان إيذاء كما في الغيبة. (روح المعاني ۲۳۵/۱۵ سورة التحريم زكريا ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۲۹/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاح سے قبل کنوارے پن میں زنا کرنا؟

سوال (۸۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: نکاح سے قبل کنوارے پن میں زنا کا صدور ہو جائے، تو اسلام میں اُس کی کیا سزا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر شادی شدہ شخص سے زنا کا صدور بھی اسلام میں

قابل سزا جرم ہے، اگر اُس کا شرعی ثبوت ہو جائے تو اسلامی حکومت میں مجرم کو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے، اور اس بارے میں کسی اور رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

قال الله تعالى: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ﴾ [النور، جزء آیت: ۲]

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خذوا عني قد جعل الله لهن سبيلاً، البكر بالكبر جلد مائة ونفي سنة، والشيب بالشيب جلد مائة والرجم. (سنن الترمذي، أبواب الحدود / باب ما جاء في الرجم

على الثيب ۲/۱، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۳۸/۳۷ رقم: ۲۲۶۶۶ ط: الرسالة)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - في حديث طويل - أما والذي

نفسي بيده لأقضين بينكم بكتاب الله تعالى: أما غنمك وجاريتك فرد

عليك، وجلد ابنه مائةً وغر به عاماً الخ. (الموطأ للإمام محمد ۲/۱ رقم: ۶۹۵)

وغر المحصن يجلد مائة إلا حراً، ونصفها للعبد بدلالة النص. (الدرالمختار

۱۷/۱۶ زكريا) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات

سوال (۸۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ۱۸/ اپریل ۲۰۰۴ء بروز اتوار کی رات میں اپنے کھیت میں پانی دینے گیا تھا، اُسی دن پانچ بجے صبح سردار میاں اور درخت شاہ میرے گھر پر آئے اور میری بیوی کو بلا کر لے گئے، اور سردار میاں میری بیوی کو درخت شاہ کے مکان پر رکھنے لگے، اور اس کے ساتھ غلط کاری کرنے لگے، میں اُس کے جانے کے تین دن بعد اپنی بیوی کو بلانے گیا، تو اُس کے گھر کی عورتوں نے مجھے مارا اور دھمکیاں دیں، اس کے بعد میں اکیلا گھر چلا آیا، پھر اس کے تیرہ دن بعد میں دوبارہ اُس سے بلانے گیا، تو اُسی محلّہ کی ایک عورت مریم کے مکان پر مجھ سے اُس کے گھر والوں نے جھگڑا کیا، اور عشرت خاں کی بیوی اور درخت شاہ دونوں نے مل کر مجھے مارا اور سردار میاں نے گالیاں دیں، اور کہا کہ میں بد معاش ہوں، اب ادھر لوٹ کر آیا تو میں جان سے مار دوں گا، بہت سارے لوگ بھی وہاں جمع تھے اور اُس کے بارے میں پورے محلّہ والوں کو علم ہے، کسی سے بھی معلوم کرا سکتے ہی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری بیوی کا سردار میاں کے ساتھ اس طرح رہنا شریعت کی رو سے کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل کے بیان کے مطابق واقعہ صحیح ہے، تو ایسی صورت میں سائل کی بیوی کے لئے اجنبی مرد کے پاس رہنا قطعی طور پر حرام اور زنا کاری ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا سخت خطرہ ہے، شرعاً اُس پر لازم ہے کہ فوراً اُس شخص سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے شوہر کے پاس آ کر رہے اور اُس اجنبی شخص کے پاس رہنے کے لئے جو لوگ سائل کے خلاف اُس کی بیوی اور اجنبی شخص کے درمیان ناجائز تعلقات میں تعاون کریں گے وہ بھی کٹہر کا رہوں گے، اور ان پر بھی توبہ کرنا لازم ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعَادُونَ﴾ [المومن: ۷]

وقال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ [الإسراء: ۳۲]

ما من ذنب بعد الشرك أعظم من نطفة وضعها رجل في رحم لا يحل له.

(تفسیر ابن کثیر، [بنی اسرائیل] ۳۸/۳ سہیل اکیٹمی لاہور)

عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تلجوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم. (سنن الترمذي ۲۲۲۸، مشكاة المصابيح، باب النظر إلى المخطوبة / الفصل الثاني ۲۶۹)

الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۳۶۸/۶ کراچی، ۵۳۹/۹ زکریا)

أسباب التحريم أنواع منها تعلق حق الغير بنكاح أو عدة. (الدر المختار ۹۹/۴-۱۰۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۶/۱۰
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھلم کھلا غیر منکوحہ عورت کے ساتھ رہنے والے کے ساتھ معاملات کرنا؟

سوال (۸۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمر جس کے گھر میں ایک بغیر نکاح عورت رہ رہی ہو، اور عمر اُس غیر منکوحہ سے صحبت بھی کرتا ہو، اس صورت حال میں عمر کے گھر کا کھانا کھانا یا اور کسی قسم کا برتاؤ لین دین یا اُس کے گھر ذکر رسول میلا دو قرآن خوانی یا اور کوئی ذکر خیر کیا، تو اُن لوگوں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص جو کہ کھلم کھلا زنا کاری، بدکاری اور حرام کاری میں مبتلا ہو، تو با اثر لوگ اُس کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھائیں؛ تاکہ وہ اپنے اعمال بد سے توبہ کر لے اور اگر سمجھانے کے باوجود باز نہ آتا ہو، تو پھر ایسے شخص سے لین دین میل جول اور تعلقات شرعاً ختم کر دینے کی گنجائش ہے؛ تاکہ اُس کو اس طرح بائیکاٹ سے اپنے سنگین جرم کا احساس ہو اور اپنے

اعمال بد سے توبہ کرنے پر آمادہ ہو جائے، اور دوسرے لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو سکے۔

قوله: أحدثك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الخذف ثم تخذف لا أكلمك أبداً، فيه هجران أهل البدع والفسوق ومنابذي السند مع العلم وأنه يجوز هجرانه دائماً والنهي عن الهجران فوق ثلاثة أيام، إنما هو فيمن هجر لحظ نفسه ومعاش الدنيا، وأما أهل البدع ونحوهم فهجرانهم دائماً، وهذا الحديث مما يؤيده مع نظائر له كحديث كعب بن مالك وغيره. (شرح لنووي على مسلم ۱۰۶/۱۳ المكتبة الشاملة) إن الهجران قد يجوز، ويجب إذا كان لله بأن كان يتكلم بما هو معصية أو يخشى فتنة أو فساد عرضه بكلامه، فلا نسلم أن الشارع منع الهجران مطلقاً، فحيث حلف لا يكلمه لا يحكم إلا أنه وجد المسوِّغ، وإذا اعتبر الداعي فتفيد بصباه وشبيبته. (حاشية الشلي على تبين الحقائق ۱۲۶/۳ المطبعة الكبرى بولاق القاهرة)

ثم إن الهجران الممنوع إنما هو ما كان لسبب دنيوي، أما إذا كان بسبب فسق المرء وعصيانه، فأكثر العلماء على جوازه. (فتح الملهم ۳۵۵/۵-۳۵۶ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما ما زاد على ذلك من الاجتناب وقطع الكلام جملة، فهذا لأهل الفسوق والمعاصي تاديباً لهم؛ ولهذا ترجم البخاري على هذا الحديث وحديث المتخلفين الثلاثة: باب ما يجوز من الهجران لمن عصى، وأدخل حديث المتخلفين. ”باب ما يجوز في الهجران لمن عصى“، وأدخل حديث المتخلفين الثلاثة، ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن كلامهم. وذكر خمسين ليلة، ثم ذكر هذا الحديث ليس مما يجوز لغيرهم. (إكمال المعلم شرح صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة / باب في فضل عائشة رضي الله عنها ۶/۷ ۴۴ تحت رقم: ۲۴۳۹ دار الوفاء) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵ھ / ۶/۱۵

ثبوت زنا کے شرائط اور قطع تعلقی کا حکم

سوال (۸۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ ناصر صاحب نے اپنی بیٹی سائرہ کا نکاح غنی نام کے شخص سے کیا، غنی کا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے جس کا نام ساحل ہے، یعنی سائرہ کا دیور ساحل نے اپنی بھابھی سائرہ کی عصمت دری و آبروریزی کی، سائرہ نے یہ واقعہ اپنے شوہر غنی کو سنایا، شوہر نامدار کے علاوہ عزت لٹی ہوئی عورت کا زیادہ ہمدرد اور کون ہو سکتا ہے؟ واقعہ سننے کے بعد غنی نے اُلٹا اپنی عورت سائرہ کو ڈانٹا کہ تو میرے بھائی ساحل پر الزام لگا رہی ہے، تو اُس کو بدنام کر رہی ہے، تو جھوٹ بول رہی ہے، اور غنی نے یہ بات اپنے رشتہ داروں میں پھیلادی، اور پھر سائرہ پر دباؤ ڈالا گیا کہ تو قرآن اُٹھا کر رشتہ داروں کے سامنے کہہ دے کہ ساحل نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا، جس عورت کا شوہر ہی اس مصیبت کے وقت حمایت نہ کرے وہ عورت کربھی کیا سکتی ہے، چنانچہ اُس نے قرآن اُٹھا کر جھوٹی قسم کھالی کہ ساحل نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا (جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ساحل سائرہ کے ساتھ وحشیانہ حرکتوں کی حد پار گیا) اُس کے بعد سائرہ پر مزید ظلم یہ ہوا کہ اُس کے شوہر غنی نے اُس کو طلاق بھی دے دی، اگرچہ سائرہ کا دوسرا نکاح کسی دوسرے شہر میں ہو چکا ہے، اور اچھی طرح ازدواجی زندگی گزار رہی ہے؛ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اس سال جب ناصر صاحب حج کو جانے لگے تو اسی ساحل نے ناصر کی دعوت کی، اور ناصر صاحب اس بدترین شخص کے گھر گئے اور دعوت کھائی، اور ساحل نے ایک جوڑا کپڑا بھی دیا، جو ناصر صاحب نے قبول کر لیا۔ اسی طرح ساحل بھی ناصر کے یہاں گیا، اور ناصر نے بھی ساحل کو کپڑے دیئے، جب کہ اسی ساحل نے ناصر صاحب کی لڑکی کی عصمت دری کی تھی، اور اسی وجہ سے سائرہ کو طلاق ہوئی تھی۔ مذکورہ حالت میں:

(۱) کیا ناصر صاحب کا ساحل جیسے کمین شخص کی دعوت قبول کرنا، اُس کے گھر جانا، کپڑے قبول کرنا اور ساحل کو بھی دعوت دینا، کپڑے دینا، اُس کا اعزاز کرنا و عزت افزائی کرنا از روئے شرع درست ہے؟

(۲) ناصر صاحب کے عاقل بالغ ذی شعور لڑکے بھی ہیں، اُن کو ان حالات کا پورا علم ہے، اُن کی خاموشی کا حکم شرعی کیا ہے؟

(۳) غنی، ساحل اور اُس کے رشتہ دار جنہوں نے قرآن اُٹھا کر سائرہ سے جھوٹی قسم کھانے پر مجبور کیا اور باؤ ڈالا، اُن کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اَز روائے شرع کسی بھی شخص کے بارے میں زنا کا ثبوت اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ چار معتبر گواہ واضح طور پر اس بات کی گواہی نہ دیں یا خود زانی اس کا اقرار نہ کرے۔ آپ نے سوال میں جو تفصیل ذکر کی ہے اُس میں اس طرح کے ثبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے؛ بلکہ محض ایک عورت سائرہ کا دعویٰ مذکور ہے، ظاہر ہے کہ اس سے ساحل کے مجرم ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا؛ لہذا اس واقعہ اور اس کے بعد پیش آمدہ واقعہ کے باوجود محض اس الزام کی وجہ سے ناصر صاحب کو ساحل سے قطع تعلق کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور اُس کے گھر آنے جانے اور اُس کا ہدیہ وغیرہ قبول کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا، اور مذکورہ مسئلہ میں سائرہ سے قسم لینے کی ضرورت نہیں تھی، جنہوں نے بھی اس سے جبراً قسم لی ہے، اُن کو اپنے گناہ سے توبہ کرنی چاہئے۔
قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَأَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ. حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾

[الحج، جزء آیت: ۳۰-۳۱]

عن عبد اللہ بن عمرو رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم:
الكبائر الاشرار بالله وعقوق الوالدين، وقتل النفس واليمين الغموس. (صحیح

البخاري ۹۸۷/۲)

عن عقبه بن عامر رضي الله عنه قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال لي: يا عقبه بن عامر! صل من قطعك، وأعط من حرمك، واعف عمن ظلمك. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۶۵۴/۲۸ رقم: ۱۷۴۵۲ ط: الرسالة)

و یثبت بشہادۃ اربعۃ رجال فی مجلس واحد، فلو جاءوا متفرقین حدوا - إلى قوله - فإن بینوہ، وقالوا: رأیناہ وطئہا فی فرجہا کاللیل فی المکحلۃ، وعدلوا سرًا، وعلائیۃ إذا لم یعلم بحالہم حکم بہ وجوبًا ویثبت أيضًا بإقرارہ۔
(شامی / کتاب الحدود ۸/۱۰۰ زکریا)

ویثبت أي الزنا عند القاضي بشهادة أربعة فيه إيماء إلى أنه يشترط كونهم ذكورًا بالزنا لا بالوطء والجماع أي متلبسة بلفظ الزنا، وفيه إيماء إلى أنه لو شهد به إثنان وشهد آخران أنه أقر به لا يحسد، وقالوا: رأیناہ وطئہا کاللیل فی المکحلۃ وعدلوا سرًا وجهراً حکم بہ ویقرارہ أربعاً فی مجالسۃ الأربعة۔
(النهر الفائق شرح كنز الدقائق / باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها ۱۲۶/۳-۱۲۹، وكذا في البحر الرائق / كتاب الحدود ۷/۱۵-۱۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱/۱۳۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زنا کاری کرنے والے کو کنڈوم فروخت کرنا

سوال (۸۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر یقین یا ظن غالب سے معلوم ہو جائے کہ کنڈوم (نروڈھ) کا استعمال زنا کے لئے ہوگا، تو ایسے شخص کو میڈیکل والا کنڈوم دے سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص کے بارے میں یقین اور ظن غالب ہو کہ وہ اس سے بدکاری کرے گا تو ایسے شخص کو فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱ ج ۱ ص ۱۱۱)

ما قامت المعصية بعينه يكرهه بيعه تحريمًا. (شامی ۵/۶۱۹ زکریا)

إن ما قامت المعصية بعينه مكروهه بيعه. (البحر الرائق ۱۴۳/۵ کوئٹہ)

بيع أمرد ممن يلو ط به، وبيع سلاح من أهل الفتنة، لأن المعصية تقوم بعينه. (الدر المختار مع الشامى ۵۶۱/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۶/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نا جائز کاموں سے روکنے کے لئے میڈیکل والے کا کنڈوم اور مسقط دواؤں کو نہ بیچنا؟

سوال (۸۶۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میڈیکل والا اسقاط حمل اور قوت باہ کی دوا اور کنڈوم کو اگر ناجائز صورتوں میں نہیں دیتا ہے، اس مقصد سے کہ دوا لینے والا ناجائز استعمال سے رک جائے، چاہے میڈیکل والے کی تجارت کا نقصان ہو جائے؛ لیکن وہ شخص تو پھر بھی مذکورہ دوائیں دوسرے میڈیکل سے حاصل کر لیتا ہے، میڈیکل والے کا مقصد گناہ سے بچانا تھا، وہ مقصد پورا نہیں ہوا، تو ایسی شکل میں میڈیکل والے کے لئے دوا دینے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میڈیکل والے کا برائیوں سے روکنے کی غرض سے مذکورہ اشیاء کو فروخت کرنے سے احتیاط برتنا ایک قابل تحسین عمل ہے، اس جذبہ پر انشاء اللہ اجر و ثواب ملے گا، پھر بھی اگر برائی کرنے والے کوئی اور راستہ اختیار کرتے ہیں، تو میڈیکل والے پر اُس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [الزمر، جزء آیت: ۷]

إنما المعصية بفعل المستأجر وهو مختار فيه فقطع نسبتہ عنه. (طحطاوی علی الدر ۱۹۷/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲۶/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا شراب اور زنا سے توبہ کرنے والے کا ایمان باقی رہتا ہے؟

سوال (۸۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص شراب پیتا ہے اور زنا بھی کرتا ہے، اور پھر توبہ کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ اگر ہم پھر شراب پیئیں یا زنا کریں، گویا ایسا ہے کہ خنزیر کا گوشت کھائیں، پھر صحیح دل سے توبہ کرتا ہے، تو

اب ایمان باقی رہا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے شخص کا ایمان باقی ہے، اگر سچی توبہ کر لے اور اپنے

برے اعمال پر ندامت ہو، تو انشاء اللہ مغفرت کی بھی اُمید ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم: التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد / باب ذکر التوبة

رقم: ۴۲۵۰ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح ۲/۱، الدعاء للطبرانی ۵۱۰/۱ رقم: ۱۸۰۷)

والکبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله الکفر. قال

التفتازاني تحته: ومجرد الإقدام على الكبيرة لغلبة شهوته أو حمية أو أنفة أو

كسل، خصوصاً إذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو، والعزم على التوبة لا

ينافيہ (أي الإيمان) نعم إذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفراً

لكونه علامةً للتكذيب. (شرح العقائد النسفية ۸۳ کراچی، وکذا فی الفقہ الأكبر للإمام

الأعظم أبي حنيفة وشرحه للملا علي القاري رحمهما الله ۷۱-۷۲، وكذا فی شرح العقيدة الطحاوية

(۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۴/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے نفس کو خوش رکھنے کے لئے ہاتھ سے منی نکالنا؟

سوال (۸۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے ہاتھ سے منی نکالتے ہیں، کیا صحیح ہے یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ عمل سخت گناہ کا موجب اور قابل لعنت ہے، اس میں دینی، دنیوی، جسمانی اور روحانی ہر طرح کے مفاسد پائے جاتے ہیں، شریعت میں قطعاً اس کی اجازت نہیں ہے؛ اس لئے اس سے بچنا لازم اور توبہ و استغفار ضروری ہے۔

قال الله تعالى: ﴿فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَالَيْكَ هُمُ الْعُدُونَ﴾ [المعارج: ۳۱]
عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رجل: إني أعبت بذكرى حتى أنزل، قال: إن نكاح الأمة خير منه، وهو خير من الزنا. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۰/۷ رقم: ۱۳۵۸۸)

عن جابر عن أبي الشعثاء رضي الله تعالى عنها قال: هو ماء ك فأهرقه.
(المصنف لعبد الرزاق ۳۹۱/۷ رقم: ۱۳۵۹۱)

قال الشافعي رحمه الله تعالى: قال الله تبارك وتعالى: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ. إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ. فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَاولئك هُمُ الْعَادُونَ﴾ [المؤمنون: ۵-۶-۷] قال الشافعي: فلا يحل العمل بالذكر إلا في زوجة أو ملك يمين فلا يحل الاستمنا. (السنن

الكبرى للبيهقي / باب الاستمنا ۳۴۰/۷ دار الحديث القاهرة)

واستدل به بعض المالكية على تحريم الاستمنا؛ لأنه أرشد عند العجز عن التزويج إلى الصوم الذي يقطع الشهوة، فلو كان الاستمنا مباحاً لكان الإرشاد إليه أسهل. (فتح الباري ۱/۱۲۹، تحفة الأحوذی ۱۶۹/۴)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: سبعة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة ولا يزكهم، ولا يجمعهم مع العالمين، ويدخلهم النار في أول الداخلين، إلا أن يتوبوا، ومن تاب تاب الله عليه: الناحك يده. الحديث (تفسير ابن كثير [المؤمنون: ٧] ٢٣٩/٣ سهيل اكيڈمی لاہور، وكذا في حاشية الصاوي على تفسير الجلالين [المؤمنون] ١٥٨/٤ دار البازمكة، وكذا في تفسير المدارك [المؤمنون: ٧] ٢٩/٢) قال القرطبي رحمه الله تعالى 'تحت قوله تعالى: ﴿أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ هذا يقتضي تحريم الزنا وما قلناه من الاستمناء. (الجامع لأحكام القرآن الكريم [المؤمنون: ٦] ٧٢/١٢ دار الكتب العلمية بيروت)

ناكح اليد ملعون. (الدر المختار، كتاب الصوم / باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد ٣٩٩/٢ كراچی فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قتل ناحق پر وعیدیں

سوال (۸۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنے سے متعلق قرآن و حدیث میں کیا کیا وعیدیں مذکور ہوئی ہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی مسلمان کا ناحق قتل کرنا بدترین اکبر الکبائر میں سے ہے، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں اس جرم پر سخت ترین وعیدیں آئی ہیں، جس کو درست کرنا کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں۔

قال الله تعالى: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۹۳]

وقال تعالى: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲۶] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کفار کے قتل کے بارے میں قرآن کا کیا حکم ہے؟

سوال (۸۷۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عمر کا کہنا ہے کہ قرآن میں اللہ کا حکم ہے کہ جب تک کافر ایمان نہ لے آئے اُن کو قتل کرتے رہو، کیا عمر کا یہ قول درست ہے؟ اگر قرآن پاک میں ایسا حکم نہیں ہے تو کیا عمر پر کفارہ واجب ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کفار و طرح کے ہیں: ایک تو وہ ہیں جو مسلمانوں کے

خلاف برسرِ پیکار ہوں، اور اُن سے جنگ جاری ہو، تو ایسے کافروں سے قرآن کریم میں سختی برتنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے برخلاف وہ کفار جو مسلمانوں سے جنگ نہ کر رہے ہوں، یا کسی اسلامی ملک میں امن لے کر رہتے ہوں، یا غیر اسلامی جمہوری ممالک میں آپسی بھائی چارہ کے ساتھ رہتے ہوں، تو ایسے کافروں کے ساتھ قتل و قتال یا خون ریزی کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ اُن کے ساتھ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے؛ تاکہ وہ اسلام کے قریب آسکیں، اور اُن کے لئے ہدایت حاصل کرنا آسان ہو۔ مسئلہ صورت میں عمر کو صحیح علم حاصل کرنا چاہئے، اور اپنی دلیل بات سے رجوع کر کے توبہ کرنی چاہئے۔

قال الله تعالى: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [الممتحنة، جزء آیت: ۸] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۲/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خودکشی کرنا؟

سوال (۸۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خودکشی کرنا ایک گناہ ہے؛ کیوں کہ ایک دفعہ میں والد صاحب مرحوم سے لڑکر کے کنویں میں کود گیا تھا، پھر دوبارہ اس کا ارادہ کر رہا ہوں کہ اللہ کا ڈراور قبر کے عذاب سے ڈر لگتا ہے، اب کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خودکشی کرنا حرام ہے، کسی حال میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۹۵]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲۶/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا زنا بالجبر سے بچنے کیلئے عورت خودکشی کر سکتی ہے؟

سوال (۸۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں دورانِ فساد غیر مسلم مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں بعض جگہ عورتوں کے ساتھ جبراً زنا کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورتِ حال میں عورت دوسرے کو اپنے اوپر قدرت دے یا اپنی عزت کو بچا کر جان بحق ہو جائے؟ قواعد فقہ کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عورت جان نہ دے؛ بلکہ زنا کا ارتکاب کرے۔ إذا ابتلی بلیتین فلیختر أھونھما؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی نازک صورتِ حال میں بھی عورت کو خودکشی کی اجازت نہیں، حتی الامکان اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرے اور اگر پھر بھی اُسے مجبور کر دیا

جائے تو اُس پر گناہ نہ ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

إذا أُكْرِهَتْ عَلَى الزَّانَا مِنْ نَفْسِهَا فَمَكَنتَ مِنْ نَفْسِهَا فَلَا إِثْمَ عَلَيْهَا. (الفتاویٰ

الہندیۃ، کتاب الإكراه / الباب الثاني ۴۸/۵)

وفي جانب المرأة يرخص لها الزنا بالإكراه الملجى. (شامی / کتاب الإكراه

۱۳۷/۶ کراچی، ۱۸۸/۹ زکریا)

وكذا يستفاد الحكم المذكور من عبارة الشامية: والمرأة كالقاضي إذا

سمعتة أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا

تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال. (شامی ۲۵۱/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۳/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گالی دینا اور لعن طعن کرنا؟

سوال (۸۷۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جو لوگ گالی گلوچ بکتے رہتے ہیں اُن کی کیا سزا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گالم گلوچ کرنا گناہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان لعن طعن کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه

عليه وسلم: ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذي. (مشكاة

المصابيح ۴۱۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۱ھ

کسی کو گالی دینا کیسا ہے؟

سوال (۸۷۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی کو گالی دینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گالی دینے والا فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

سباب المسلم فسوق وقتاله كفر. (صحيح البخاري ۸۹۳۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳/۵/۱۵ھ

میت کی غیبت کی تلافی کیسے ہوگی؟

سوال (۸۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: حقوق العباد میں اگر کسی نے کسی کی غیبت کر دی تو اُس سے معافی تلافی کر لے؛ لیکن کسی ایسے انسان کی غیبت کی ہے جس کی موت ہو چکی ہے، اُس کا کیا ہوگا؟ اُس کی تلافی میں کیا کرنا پڑے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مردہ کی غیبت کرنا اور اُس کی برائی کرنا زندوں کی

غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے، اُس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے گناہ سے توبہ واستغفار کرے، اور جس کی غیبت کی ہے لوگوں میں اُس کی خوبیاں بیان کرے، اُس کے لئے دعاء مغفرت کرے اور صدقہ خیرات تلاوت وغیرہ کر کے اُس کے لئے ایصالِ ثواب کر دے، اُمید ہے

کہ انشاء اللہ کسی حد تک تلافی ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ جدید ۱۸/۳۹۶)

سبّ الأموات یجرى مجرى الغيبة، فإن كان أغلب أحوال المرء الخیر،

وقد تكون منه الفلئة، فلا غتیب له ممنوع. وإن كان فاسقاً معلناً فلا غيبة له،

فكذلك اليمت. ويحتمل أن يكون النهي فلما مات، تركت ذلك، ونهت عن لعنه.

(فتح الباري، كتاب الحناظر / باب ما ينهى من سب الأموات ۲۵۹/۳ رقم: ۱۳۹۳ مكتبة الرياض الحديثة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أتدرون ما الغيبة؟" قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: "ذكرُك أخاك بما يكره". قيل: أفرأيت إن كان في أخي ما أقول؟ قال: "إن كان فيه ما تقول فقد اغتبتَه، وإن لم يكن فيه فقد

بهتَه". (صحيح مسلم، كتاب لبر ولسلة / باب تحريم الغيبة ۳۲۲/۲ رقم: ۲۵۸۹ بيت الأفكار الدولية)

وإذا لم تبلغه يكفيه الندم، وإلا شرط بيان كل ما اغتابه به، وفي الشامي: فإن غاب أو مات فقد فات أمره. ولا يلزم إلا بكثرة الحسنات لتؤخذ عوضاً في القيامة، فإن مات الثاني قبل بلوغها إليه فتوبته صحيحة. (شامي ۵۸۸/۹ ذكرها) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیبت کا کفارہ؟

سوال (۸۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی شخص کسی کا مزاق اڑائے یا کسی کی پیٹھ پیچھے غیبت کرے اور اب اپنے اس فعل پر نادم ہے، تو کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے وہ عذابِ آخرت سے چھٹکارا پاسکے، اور آخرت میں اُس کی پکڑ نہ ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جن لوگوں کے ساتھ آپ نے استہزاء یا غیبت کا معاملہ کیا

ہے، اگر وہ زندہ ہوں اور اُن کا پتہ آپ کو معلوم ہو، تو اُن سے براہِ راست رابطہ قائم کر کے معافی کے طلب گار ہوں، اور اگر اُن سے رابطہ نہ قائم ہو سکے یا اُن کا کچھ پتہ نہ ہو یا وہ مر گئے ہوں، تو اُن کے لئے استغفار اور دعائے خیر کریں، یہی آپ کے لئے اس گناہ کا کفارہ ہوگا۔

وما ذكر في غير الغائب والميت، أما فيهما فينبغي أن يكثر لهما

الاستغفار. (روح المعاني ۱۶۰/۲۶، معارف القرآن ۱۲۳/۸)

والمراد أن يبين له ذلك ويعتذر إليه ليسمح عنه، بأن يبلغ في الشاء عليه والتودد إليه ويلزم ذلك حتى يطيب قلبه. وإن لم يطب قلبه كان اعتذاره وتودده حسنةً يقابل بها سيئة الغيبة في الآخرة، وعليه أن يخلص في الاعتذار، وإلا فهو ذنب آخر، ويحتمل أن يبقى لخصمه عليه مطالبة في الآخرة بل يستغفر الله له إن علم أن إعلامه يشير فتنةً الخ. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۴۱۱/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بول چال بند کرنا کیسا ہے؟

سوال (۸۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بول چال بند کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین دن سے زیادہ بول چال بند کرنا سخت گناہ اور قطعاً

حرام ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل

النار. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب فمن يهجر أخاه المسلم ۶۷۳/۲ رقم: ۴۹۱۴ دار الفكر

بيروت، مشكاة المصابيح ۴۲۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں

سوال (۸۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: احقر کے بڑے بھائی جو تقریباً ۳۳ سال کے عرصہ سے اپنے دل میں بغض رکھے ہوئے ہیں، بالکل بات نہیں کرتے، خود ہی سلام کر لو تو جواب دے دیتے ہیں۔

در اصل احقر سے یہ غلطی ہوئی تھی؛ کیوں کہ میرے بھائی میرے بچوں سے بالکل انسیت نہیں رکھتے اور بچے بھی اس بات کو محسوس کرتے ہیں، میرے بھائی کے اپنی کوئی اولاد نہیں ہے، ایک لڑکی لے پالک ہے، میں نے ایک مرتبہ ایک خط میں یہ تحریر کر دیا تھا کہ تمہاری لے پالک لڑکی سے زیادہ حق تمہارے اوپر میرے بچوں کا ہے، اس کے بعد سے وہ ناراض ہے، کچھ اور بھی غلط فہمیاں ہو سکتی ہیں، احقر نے کئی مرتبہ تحریری طور پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے گذشتہ سال رمضان المبارک میں و دیگر صورتوں میں کوشش کی؛ لیکن وہ راضی نہیں ہوئے، والدہ صاحبہ سے بھی کئی مرتبہ احقر نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری سے معافی مانگی اور دل صاف کرنے کی عرض کی، مگر وہ بھی کچھ نہ کر سکے، جب کہ اُن کے پاس آپ کا آنا جانا برابر ہے، ایسی صورت میں احقر کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آپ اپنی طرف سے بھائی صاحب کی غلط فہمیاں دور

کرنے اور انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتے رہیں، اس طرح آپ پر بھائی سے قطع تعلق کا وبال نہ ہوگا اور اپنے تعلق نہ رکھنے پر آپ گنہگار نہ ہوں گے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمناً فوق ثلاث، فإن مرت به ثلاث فليلقه فليسلم عليه، فإن رد عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يردَّ عليه فقد باء بالإثم. زاد أحمد:
وخرج المسلم من الهجرة. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم

یعنی مومن کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے؛ لہذا جب تین دن گزر جائیں تو ان میں سے ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور سلام کرے، اگر دوسرا جواب دے دے تو دونوں اجر میں شریک ہوئے اور اگر جواب نہ دے تو وہ گنہگار ہوگا، جب کہ سلام کرنے والا قطع تعلق کے گناہ سے بچ جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۲۷ھ

بلا کسی عذر شرعی کے دل میں کینہ رکھنا اور مقاطعہ کرنا درست نہیں

سوال (۸۸۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۲۲ سال ہے، دوسرا شخص جس کی عمر تقریباً ۳۵ سال ہے، اچانک دونوں میں رغبت و اخوت کا سلسلہ شروع ہو گیا، ۲۲ سال والا لڑکا اس وقت دینی زندگی سے بالکل عاری تھا اور ایک بھٹکی ہوئی زندگی گزار رہا تھا، اور دوسرا کافی حد تک دین دار تھا، دوسرے لڑکے نے پہلے والے کو دینی ماحول میں رکھا اور دینی امور کا پابند بنادیا اور سوء اتفاق ایک دن ایسا آیا کہ دونوں میں کچھ کاروباری سلسلہ میں ناچاقی ہو گئی، لڑائی میں گالم گلوچ بھی ہو گیا؛ لیکن اب بھی یہ دوسرا شخص اُس سے بے حد محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ پھر اُس کی سرپرستی کرے، تو ایسے حالات میں اُس شخص کا اس لڑکے سے کنارہ کشی کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور کیا وہ شخص کنارہ کشی کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اُس شخص پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بلا کسی شرعی عذر کے کسی مسلمان بھائی سے دل میں کینہ

رکھنا اور قصد اُس سے میل جول نہ رکھنا شرعاً درست نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وكونوا عباد الله إخواناً، ولا يحل للمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الحسد ۱۵۱۲ رقم: ۱۹۳۵)

یعنی آپس میں مقاطعہ مت کرو، غیبت نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن تک بول چال بند رکھے۔

اس لئے ہر مسلمان کو اپنے محبوب آقا سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان امور سے پوری طرح احتراز کرتے رہنا چاہئے۔ مسئلہ واقعہ میں بہتر یہ ہے کہ ۳۵ رسال والا شخص ۲۲ رسال والے جوان کی غلطیوں کو درگزر کرتے ہوئے اُس کے ساتھ حسب سابق معاملہ کرے اور حسن اخلاق سے پیش آئے، یہ اللہ کے نزدیک بڑی سعادت کی بات ہوگی اور ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا سبب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

ھ ۱۴۱۴/۵/۸

کاروباری نقصان کی وجہ سے سرکار داماد اور بیٹی سے رشتہ توڑنا؟

سوال (۸۸۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے داماد کی شرکت میں کام شروع کیا تھا، کام میں نقصان ہو گیا، مار پیٹ کی نوبت آ گئی، اُس وقت سے اب تک کئی سال ہو گئے ہیں، سر اپنے داماد اور بیٹی سے رشتہ منقطع کئے ہوئے ہیں، حالانکہ سر اور داماد کا گھر تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر ہے، اور سر قطع تعلق کئے ہوئے ہے، ویسے تو سر پانچ وقت کا نمازی ہے، اور حدیث بھی سنتے ہیں، ایسے شخص کے بارے میں اللہ اور رسول کے کیا احکامات ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: معمولی سی بات پر رشتہ داری کو منقطع کرنا اور برابر ناراض رہنا شرعاً جائز نہیں ہے، ایک عام مسلمان سے بھی تین دن سے زیادہ بول چال بند کرنے سے منع کیا گیا ہے، تو قریبی رشتہ دار سے بول چال بند کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؛ لہذا سوال میں مذکورہ شخص پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی ناراضگی ختم کرے اور داماد اور بیٹی سے رشتہ بحال کرے، نیز داماد اور بیٹی پر بھی لازم ہے کہ سر صاحب کی بڑائی کا خیال رکھتے ہوئے اُن سے معافی کی درخواست کریں اور اپنے عمل سے اُن کو راضی کرنے کی کوشش کریں، ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا هجرة فوق ثلاث. (مسند البزار، البحر الزخار ۱۳۴/۱۷ رقم: ۹۷۲۳)

وزاد في رواية عنه: ومن هاجر فوق ثلاث فمات دخل النار. (السنن الكبرى للنسائي ۲۶۱/۸ رقم: ۹۱۱۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم رقم: ۴۹۱۴ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۲۸/۲ مكتبة سعد ديو بند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۸/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معادہ توڑنے والے سے قطع تعلق کرنا؟

سوال (۸۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے اور ایک شخص کے درمیان مکان کے پرنا لہ کے متعلق ایک معادہ رجسٹری طے تھا، اب وہ اس معادہ پر عمل کرنے سے انکار کر رہا ہے، کیا ایسے شخص سے عہد شکنی کی وجہ سے شرعاً قطع تعلق کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس زمانہ میں قطع تعلق عموماً اصلاح کا نہیں؛ بلکہ طرح طرح کے مفاسد کا ذریعہ بن جاتا ہے، اور ایک شخص سے کسی خاص بناء پر راہ و رسم ختم کرنے کا اثر بسا اوقات پورے خاندان پر پڑتا ہے، اس لئے صورتِ مسئلہ میں قطع تعلق کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، تعلق باقی رکھ کر افہام و تفہیم کا راستہ اپنانا چاہئے۔

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليالٍ، يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا، وخيرهما الذي يبدأ بالسلام. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب الهجره رقم: ۶۰۷۷ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة / باب تحريم الهجره فوق ثلاث بلاعذر شرعي رقم: ۲۵۶۰ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي رقم: ۱۹۳۲، سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم رقم: ۴۹۱۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۴۲۸)

ترجمہ:- کسی مسلمان بھائی سے تین دن رات سے زیادہ ترک تعلق ہرگز جائز نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے مقاطعہ سے منع فرمایا ہے اور صلہ رحمی کی تاکید فرمائی ہے۔ (ترمذی شریف ۲۱/۲، مستقاد: کفایۃ المفتی ۱۹۲/۲، فتاویٰ رحمیہ ۶/۳۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۱۶ھ

مؤمن کا دوسرے مؤمن سے کہنا کہ میرے جنازہ میں ہاتھ نہ لگانا؟

سوال (۸۸۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی مؤمن کسی دوسرے مؤمن سے کہے کہ میرے جنازہ میں ہاتھ نہ لگانا اور نہ سلام و دعا کرنا، اُس شخص کے لئے شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا کسی عذر شرعی کے کسی مسلمان سے سلام و کلام بند

کرنے کی اجازت نہیں ہے؛ لہذا صورتِ مسئلہ میں مذکورہ کلمات کہنے والے شخص کو دوسرے شخص سے بات چیت کر کے ناراضگی ختم کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن رات سے زیادہ بول چال بند کرے، پس یہ دونوں اس طرح ملیں کہ ایک دوسرے سے اعراض کرتے ہوں اور ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے سے سلام کی ابتدا کرے۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يكون لمسلم أن يهجر مسلماً فوق ثلاثة أيام، فإذا لقيه سلم عليه ثلاث مرار، كل ذلك لا يرد عليه، فقد باء بإثمه. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم رقم: ۹۱۳ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۴۲۸/۲ مكتبة سعد ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۲/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باہمی معاملات کو صاف کرنے کے لئے مقابل و مخاصم کے با اثر لوگوں کو بیچ میں ڈالنا؟

سوال (۸۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مخاصم اور مقابل سے معاملات کو صاف اور کشیدگی کو دور کرنے کی خاطر صلح صفائی کے لئے بیچ میں مقابل و مخاصم کے رشتہ داروں و با اثر لوگوں کو ڈالنا کیسا ہے؟ آیا اس میں شرعاً کوئی گناہ ہے یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپسی معاملات میں سدھار اور کشیدگی دور کرنے کی

خاطر بیچ کے طور پر مخاصم و مقابل کے با اثر رشتہ داروں کو بھی بیچ میں ڈالنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ اگر یہ واقعہ صلح و نیک ارادہ کے پیش نظر ہو تو باعشاً جزی بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپسی نزاعات خیر اور بھلائی کو ختم کر ڈالتے ہیں، اور آپسی صلح صفائی، نفلی نماز، روزہ، صدقہ

وخیرات سے بھی افضل ہے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالصَّلٰحُ خَيْرٌ﴾ [النساء جزء آیت: ۱۲۸]

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا

إِصْلَاحًا يُوَفِّي اللّٰهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾ [النساء جزء آیت: ۳۵]

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا: بلى يا رسول الله!

قال: إصلاح ذات البين وفساد ذات البين الحالقة. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب

في إصلاح ذات البين ۶۷۳/۲ رقم: ۴۹۱۹ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ۲۵۰۹، مشكاة

المصابيح ۴۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۲۲/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں بیٹھ کر مکان خالی کرنے کا وعدہ کیا، پھر نہیں کیا؟

سوال (۸۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: چھوٹے بھائی نے مسجد میں بیٹھ کر مالک مکان یعنی اپنے بڑے بھائی سے ایک شخص کے

ساتھ عشاء کے بعد وعدہ کیا کہ میں صبح کو مکان خالی کر دوں گا، یہ اُس مکان کا ذکر ہے جو اس سے

پہلے سوال میں ہے، لیکن چھوٹے بھائی نے اس وعدہ کے بعد مکان خالی کرنے سے انکار کر دیا کہ

میں مکان خالی نہیں کروں گا، یہ بیٹھک مسجد میں اس لئے ہوئی کہ دونوں بھائی اللہ کے گھر میں بیٹھ کر

اپنے مسائل کو طے کر لیں، ان دونوں شکلوں میں اسلامی قانون کیا کہتا ہے اور کیا سزا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: وعدہ خلافی کرنا سخت گناہ ہے اور منافق کی علامت

ہے، چھوٹے بھائی پر لازم ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے اور بڑے بھائی کا مکان خالی کر دے۔

(مستفاد: مشکوٰۃ شریف ۱/۷۱)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب علامة المنافق رقم: ۳۳ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، رقم: ۵۹ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي، كتاب الإيمان / باب ما جاء في علامة المنافق ۹۱۲ رقم: ۲۶۳۱)

الخلف في الوعد حرام. (الأشباه والنظائر / كتاب الحظر والإباحة ۱۵۹ إشاعة الإسلام دہلی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۶/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرعہ اندازی کے بعد اُس سے انحراف کرنا؟

سوال (۸۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مخصوص قبیلہ نے لوکل باڈی کے الیکشن میں متحد ہو کر لڑنے کے لئے متحارب گروہ کے درمیان قرعہ اندازی کر کے ایک ہی شخص کو لڑنے کے لئے گولی ڈالی، سب نے درودِ پاک اور کلمہ پڑھ کر ایک بچہ سے گولی نکوائی، ایک شخص کے نام کی گولی نکلی، اب کچھ لوگ اس قرعہ اندازی سے انحراف کر رہے ہیں، ایسی شکل میں اُن کا انحراف کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اتحاد کے بعد اختلاف وعدہ خلافی ہے جو شرعاً ممنوع

ہے، حدیث میں وعدہ خلافی کو منافق کی علامت بتایا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۷۱)

نیز یہ اختلاف موجودہ حالات میں عام مسلمانوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تقبلوا لي ستاً

اتقبل لكم بالجنة..... وإذا وعد فلا يخلف الخ. (المسند لأبي يعلى رقم: ۴۲۵۷،

المستدرک للحاكم ۳۵۹/۴، الترغيب والترهيب مكمل ص: ۶۲۷ رقم: ۴۵۲۷ بيت الأفكار الدولية)

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :

..... وأوفوا إذا وعدتم الخ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۲۳/۵)

عن أنس رضي الله عنه قال : ما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا

قال : لا إيمان لمن لا أمانة له ، ولا دين لمن لا عهد له . (المسند للإمام أحمد بن حنبل

۱۳۵/۳ ، الترغيب والترهيب مكمل : ۶۲۹ رقم : ۴۵۴۶ بيت الأفكار الدولية)

وخلف الوعد مذموم . (المبسوط للسرخسي / باب الاعتكاف ۱۲۵/۳ دار الفكر

بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹا پیدا ہونے پر حافظِ قرآن بنانے کا عہد کر کے اُس کے خلاف کرنا؟

سوال (۸۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید نے اللہ سے پکا وعدہ کیا کہ اُس کے یہاں بیٹا ہوگا، تو اُس کو حافظِ قرآن بنائے گا، مگر عمل
اس کے خلاف ہو گیا، تو ایسی صورت میں کیا ہو سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں اگر اُس نے اپنے بیٹے کو حافظِ

قرآن بنانے کی کوشش نہیں کی، تو اُس پر وعدہ کی خلاف ورزی کا گناہ ہوگا؛ لہذا اُس پر لازم ہے کہ
اگر وہ بیٹا باحیات ہو تو اُس کو حافظ بنانے کی فکر کرے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا

الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾

[النمل: ۹۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مقتدی شخص کی توبہ

سوال (۸۸۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مقتدی شخص سے مجمع عام میں کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جو لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے، تو علانیہ طور پر توبہ کرنا تکمیل توبہ کے لئے شرط قرار دیا جائے گا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مقتدی شخص کی غلطی سے عوام کی گمراہی کا اندیشہ ہو اور بعد میں اس مقتدی شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو اسے برملا اپنی غلطی کا اظہار کرنا چاہئے؛ تاکہ گمراہی کا سد باب ہو سکے؛ لیکن یہ برملا اعلان توبہ کی تکمیل کے لئے شرط نہیں ہے؛ کیوں کہ حقوق العباد کے علاوہ چیزوں میں توبہ کے لئے عمومی اصول یہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے ندامت کے ساتھ اپنی کوتاہی سے توبہ کرے تو فیما بینہ و بین اللہ اس کی معافی ہو جاتی ہے۔

قال الإمام النووي: التوبة ما استجمعت ثلاثة أمور: أن يقلع عن المعصية وأن يندم على فعلها وأن يعزم عزمًا جازمًا على أن لا يعود إلى مثلها أبدًا، فإن كانت تتعلق بآدمي لزم رد الظلامة إلى صاحبها أو وارثه أو تحصيل البراءة منه، وركنها الأعظم الندم. وفي شرح المقاصد قالوا: إن كانت المعصية في خالص حق الله فقد يكفي الندم كما في ارتكاب الفرار من الزحف وترك الأمر بالمعروف، وقد تفتقر إلى أمر زائد كتسليم النفس للحد في الشرب وتسليم ما وجب في ترك الزكاة، ومثله في ترك الصلاة، وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم، والعزم إيصال حق العبد أو بدله إليه إن كان الذنب ظلمًا كما في الغصب، والقتل العمد. ولزم إرشاده إن كان الذنب إضلالًا له والاعتذار إليه إن كان أيداء كما في الغيبة إذا بلغته، ولا يلزم تفصيل ما اغتابه به إلا إذا بلغه على وجه أفحش، والتحقيق أن هذا الزائد واجب آخر خارج عن التوبة. (روح المعاني ۲۳۵/۱۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۴/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانا جائز نہیں

سوال (۸۹۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری بیٹی صوفیہ مہتاب عرف حنا ۱۰ اپریل کو ایک اجنبی لڑکے کے ساتھ بغیر گھر والوں کی اجازت کے نکل گئی، پرتاپ گدھ سے الہ آباد پھر کانپور پھر الہ آباد تقریباً اگلے دن ساڑھے گیارہ بجے رات دونوں احمد آباد پہنچے، رات گزرنے کے بعد صبح شرعی طریقہ سے نکاح کیا، اُس کے بعد کورٹ میرج کیا (کاغذات سب موجود ہیں) لڑکے لڑکی کا بیان ہے کہ نکاح سے پہلے ہم دونوں کے درمیان ہمبستری نہیں ہوئی، ہم دونوں شادی سے پہلے اس گناہ سے پاک صاف رہے۔ لڑکی کا بیان ہے کہ سب سے بڑی میری غلطی یہ ہے کہ میں ماں باپ کی اجازت کے بغیر چلی گئی، اس پر ہم نے اپنی غلطیوں کی اللہ سے توبہ کی۔ نکاح سے پہلے ہمارے مابین کوئی غلط تعلق قائم نہیں ہوا تھا، اس پر ہم خدا کی قسم کھا کر کتاب اللہ ہاتھ میں لے کر صفائی دینے کے لئے تیار ہیں، جیسا کہ میں نے اپنے علاقہ کے معتبر عالم دین کے سامنے صفائی دی ہے، اور توبہ بھی کر لی ہے۔ اور ہم نے (لڑکی نے) پندرہ لوگوں کے سامنے سماجی توبہ بھی کر لی ہے۔ اب مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اس ساری روداد کے بعد اور اپنی غلطی کے اعتراف کے باوجود کچھ لوگ اُلٹی سیدھی باتیں اور سماجی بائیکاٹ کی باتیں کر رہے ہیں، اگر شریعت غلطی کا اعتراف کرنے کے باوجود کوئی سزا متعین کرتی ہے یا سماجی توبہ کا دوبارہ حکم دیتی ہے، تو ہم بخوبی اللہ اور رسول کو راضی کرنے کے لئے تیار ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب اور وضاحت مطلوب ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ لڑکا اور لڑکی دونوں اپنی غلطیوں سے برسرِ عام توبہ کر چکے ہیں، اور شرعی طور پر اُن کے درمیان نکاح بھی منعقد ہو چکا ہے، تو اب سابقہ غلطیوں کی بنیاد پر اُن کے خلاف تبصرے کرنا یا اُن کے گھر والوں کو ذلیل کرنا یا سماجی بائیکاٹ کرنا سب ناجائز ہے۔ احادیثِ شریفہ میں گناہ سے توبہ کرنے کے بعد اُس پر عار دلانے

پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس لئے جو لوگ اس معاملہ کو غلط رخ دے رہے ہیں انہیں اپنے ارادوں سے باز آنا چاہئے، اور کسی مسلمان کی عزت سے کھلواؤ نہیں کرنا چاہئے۔

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عير أخاه بذنوب لم يمت حتى يعملها، قال أحمد: قالوا من ذنب قد تاب منه. (سنن الترمذي رقم: ۲۵۰۵)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تطلبوا عثراتهم. (ابن حبان ۷۵۱۳، بحوالہ: منتخب احاديث ۵۵۲-۵۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



ٹیلی ویژن اور تصاویر وغیرہ

اسلام میں موسیقی اور ناجائز تفریحات کا حکم

سوال (۸۹۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محترم ایک سوال ہے جس نے کافی دنوں سے ذہن کو منتشر اور دل کو پریشان کر رکھا ہے، بہت غور و فکر اور مشورہ کرنے کے بعد بس آپ ہی کے نام پر دل نے صا کیا ہے، مجھے اُمید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس سوال کا تشفی بخش جواب صرف میرے لئے ہی نہیں؛ بلکہ اور بہت سے تشنگانِ علم دین کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ (جواب مفصل عنایت فرمائیں)

سوال: ہمارے کچھ دوست ایسے ہیں کہ جب اُن سے میں کہتا ہوں کہ سنیم ”قص“ و سرود ”موسیقی“ و رائٹی شو، ڈرامے وغیرہ میں حاضری دینا اسلامی روح کے خلاف ہے؛ کیوں کہ یہ ساری چیزیں ہمیں کاہلی، تن آسانی اور عیاشی کی طرف مائل کرتی ہیں، اور اس طرح ہمیں اپنے فرائض منصبی سے غافل کرتی ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ پھر تو اسلام بڑا ہی خشک مذہب ہے اور اس میں تفریح کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، ہر طرف بوریت ہی بوریت ہے، دل بہلانے کے لئے سب چیزیں اس میں ناجائز ہیں، اُن کا سب سے مضبوط استدلال یہ ہے کہ موسیقی کی طرف تو ہر انسان کا فطری رجحان ہے اور ہر روح و جد میں آ جاتی ہے، پھر اسلام جو فطری دین ہونے کا دعوے دار ہے، ہمیں فطرتِ انسانی کے اس تقاضے سے کیوں باز رکھتا ہے؟ اور ہمیں اس سے محظوظ ہونے کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟

پھر وہ کہتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں مشینی دور کی وجہ سے ہر آدمی از حد مصروف ہے، اور

دن بھر کام کرنے کے بعد ہر آدمی کا دل تفریح کو چاہتا ہے، اور یہ ریڈیو پر موسیقی، سنیما اور کلبوں کی تفریح ایک آدمی کے لئے بہت حد تک بوریت کو ختم کرنے کا سامان مہیا کر دیتی ہے، ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ازراہ کرم مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائیے۔

(۱) کیا اسلام میں اس قسم کی تفریح کا کوئی تصور ہے؟

(۲) اگر نہیں تو اسلام اس کا کیا متبادل پیش کرتا ہے؟

(۳) اگر کوئی متبادل بھی نہیں تو اسلام کی طرف سے اس عام پیزاری کو دور کرنے کے کیا

طریقے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مروجہ حرام تفریحات کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے سوال نامہ میں جو بات اٹھائی گئی ہے، وہ محض سطحی اور کوتاہ بینی پر مبنی ہے۔ تفریح کا مطلب دل کا سکون اور طبعی بشارت ہے، اور یہ بات سنیما بینی اور ناچ رنگ وغیرہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی؛ بلکہ ان چیزوں میں پڑ کر آدمی کا ذہن اور پراگندہ ہو جاتا ہے، جس سے طبعی بے چینی اور شہوانی جذبات برا بیچتے ہو جاتے ہیں؛ لہذا اسلام ایسی نام نہاد تفریحات کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کے برخلاف اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بندے کا مزاج ایسا بنانا چاہئے کہ ذکرِ خداوندی اور عبادتِ ایزدی اُس کے لئے دلی سکون کا سب سے بڑا ذریعہ بن جائیں، چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

[الرعد، آیت: ۲۸]

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور اُن کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہیں، اور خبردار ہو کہ اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہو سکتا ہے۔

الغرض اسلام ایسے ابو و لعب اور فضول مشاغل کی ہرگز تائید نہیں کر سکتا، جن سے تفریح کے

بجائے تخریب رونما ہو، اور آدمی کا مقصد تخلیق داغ دار ہو جائے؛ تاہم شریعت میں ایسا کوئی مشغلہ منع نہیں ہے جو با مقصد ہو، مثلاً بیوی سے دل لگی کرنا، یا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جسمانی ورزش کرنا، یا آلات حرب کی مشق کرنا وغیرہ۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ آج دنیا جن چیزوں کو تفریح کہہ رہی ہے، حقیقی نظر میں وہ تفریح نہیں ہیں؛ بلکہ وہ بے چینی بڑھانے کا سبب ہیں، اس لئے اُن میں اشتغال کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ قال العلامة الآلوسی فی تفسیر قولہ تعالیٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ علی ما روی عن الحسن کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء ونحوها. (روح المعانی ۱۰۲/۱۲ زکریا)

وفي فتح القدير قوله: ودلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام حتى التغني بضرب القضيبي؛ لأن محمداً رحمه الله أطلق اسم اللعب والغناء بقوله: فوجد ثمة اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام، كذا في العناية. وهذا القدر من التعليل كاف في بيان دلالة المسئلة على أن الملاهي كلها حرام، هو الصحيح المختار عندي. (فتح القدير، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ۱۵۱/۱۰ بيروت، وكنا في الدر المختار مع الشامي ۳۴۹/۶ دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في المفترقات ۵۵۰/۱۲ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي التكملة: فالضابط في هذا الباب أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد حرام، أو مكروه تحريماً، وما كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية، فإن ورد النهي عنه من الكتاب أو السنة كما في الردشير، كان حراماً أو مكروهاً تحريماً، وأما لم يرد فيه النهي عن الشارع وفيه فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقهي على نوعين:

الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلوات والمساجد، التحق ذلك بالمنهي عن الاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً. (تكملة فتح لملمه ۴۳۵/۴)

وفي فتح القدير: فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال النبي صلى الله عليه وسلم: لهو المؤمن باطل إلا في ثلاث: تأديبه فرسه. وفي رواية: ملاعبته بفرسه، ورميه عن قوسه، وملاعبته مع أهله. (فتح القدير ۱۰۱۰ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۲۰/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

T.V اور V.C.D پر فلم و ناچ گانا وغیرہ دیکھنا؟

سوال (۸۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فلم دیکھنا، ٹی وی دیکھنا، اسی طرح وی سی ڈی پر ناچ گانا دیکھنا اور ریڈیو سے گانا وغیرہ سننا کیسا ہے؟ نیز ان چیزوں کے میکاٹک اور مستری کا کیا حکم ہے؟ اُس کی آمدنی جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فلم دیکھنا، ٹیلی ویژن پر ناچ گانے دیکھنا، اسی طرح گانا سننا سب ناجائز ہے، اور گانے بجانے کے آلات کی مرمت کا پیشہ اور اُس کی آمدنی مکروہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۶/۵۳۷)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع. رواه البيهقي في شعب الإيمان (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ۴۱۱)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه الله: ”الغناء“ - بكسر الغين، ممدوداً: أي التغني - ”ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع“. يعني

الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إليه، فأصله وشعبته، كما قال وفي شرح السنة: قيل: الغناء رقية الزنا وقال النووي في الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه، وإن كان سماعه من الأجنبية كان أشد كراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شارب الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وكذا سماعه حرام وأظن في دلائل تحريمه“. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ۵۷/۸-۵۵۸-۵۵۹ رقم: ۴۸۱۰ رشيدية، ۱۳۴/۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل أو شيء من اللهو. (حاشية كنز الدقائق ۳۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۶/۷ھ

T.V دیکھنا کیوں منع ہے؟

سوال (۸۹۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہر انسان کو معلوم ہے کہ ٹی وی دیکھنا گناہ ہے؛ لیکن میں جانتا چاہتا ہوں کہ کیوں منع ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹی وی دیکھنا گناہ ہے؛ اس لئے کہ اُس کے اکثر

پروگرام ناچنے گانے، عریاں عورتوں کی تصویروں اور فواحش پر مشتمل ہوتے ہیں، جس کے بدترین اثرات سے معاشرہ میں بے حیائی، بے غیرتی اور فتنہ و فساد کے جراثیم پھیلتے ہیں؛ لہذا معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لئے ٹی وی کے فحش پروگراموں سے بچنا لازم ہے۔ (حسن الفتاویٰ ۳۰۱/۸)

وکرہ کل لہو، لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: ”کل لہو المسلم حرام إلا

ثلاثة“. (الدر المختار) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: (قوله: وکرہ

کل لہو): أي کل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد كما في شرح التاویلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسحرة والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام“۔ (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۹۵/۶ کراچی، ۵۶۶/۹ زکریا الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ / الباب السابع عشر فی الغناء واللہو ۳۵۴/۵ زکریا الہدایۃ، کتاب الکراہیۃ / مسائل متفرقة ۴۷۵/۴ شرکت علمیہ ملتان، وکذا فی فتح القدیر والعنایۃ علی هامش فتح القدیر ۶۴/۱۰ مصطفیٰ البابی الحلبي مصر، ۴۷۸/۴ مکتبۃ بلال دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن دیکھنے پر کون سا گناہ ہوتا ہے؟

سوال (۸۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹیلی ویژن پر خبریں دیکھنا اور سننا، میچ دیکھنا اور ٹی وی گھر میں رکھنا کیسا ہے؟ اور اس سے کونسا گناہ ہوتا ہے: کبیر یا صغیرہ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی ویژن اس دور میں فحاشیت اور عریانیّت کی اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس لئے اُس کا گھر میں رکھنا اور اُسے دیکھنا بڑا گناہ ہے، اس کے مفسد اَظہر من الشمس ہیں۔ (مستقار: فتاویٰ رحمیہ ۲۹۲/۶)

أما التلفزيون والفديو، فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلاعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذلك من أسباب الفسوق.

(تکملة فتح الملهم، کتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ۱۶۴/۴ مکتبہ دار

العلوم کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۶/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا؟

سوال (۸۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا ٹیلی ویژن کا گھر میں رکھنا درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی ویژن اس دور میں فواحش پھیلانے کا ذریعہ ہے،

اس لئے اس کو گھر میں نہ رکھا جائے؛ تاکہ گھر والے فواحش سے محفوظ رہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۹۲)

وکل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار / کتاب الحظر والإباحة

۵۱۹/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہوٹلوں میں ٹی وی وغیرہ لگانا؟

سوال (۸۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مسلمانوں کے ہوٹلوں میں ”ٹی وی“، ”سی آر“، ”کیرم“ اور ”تاش“ وغیرہ کا رواج بڑھ

رہا ہے، وہاں چائے وغیرہ پینا کیسا ہے؟ کیوں کہ نگاہ اسکرین کی طرف غیر ارادی طور پر بھی چلی

جاتی ہے، اس سے دوکان داروں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، چھوٹے بڑے سبھی لوگوں کی بھیڑ لگی

رہتی ہے، ہوٹل مالکان ایسی آمدنی سے زکوٰۃ، خیرات، صدقہ اور مسجد مدرسوں میں چندہ بھی دیتے

ہیں، مذکورہ مدوں میں ان کا روپیہ لیا جاسکتا ہے؟ اور چندہ لینے والوں کا یہ فعل صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جن ہوٹلوں میں مذکورہ منکرات پائے جاتے ہوں وہاں جانے سے احتراز لازم ہے، اگر کسی سخت ضرورت سے جانا پڑے تو نظریں جھکائے رکھے اور گانے کی طرف قطعاً دھیان نہ دے، اور ممکن ہو تو ہوٹل کے مالک کو ان منکرات سے بچنے کی تلقین کرے؛ تاہم چوں کہ ہوٹل کی آمدنی کا مدار ٹیلی ویژن اور گانے بجانے پر نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر کھانے پینے کی اشیاء کی خرید و فروخت سے ہوتا ہے، اس لئے اُن کی آمدنی حرام نہیں کہی جاسکتی، اور مدارس و مساجد کے لئے اُن سے چندہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع. رواه البيهقي في شعب الإيمان (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ٤١١)

اختلفوا في التغني المجرد، قال بعضهم: إنه حرام مطلقاً، والاستماع إليه معصية، وهو اختيار شيخ الإسلام. (الفتاوى الهندية / الباب السابع عشر في الغناء واللهو ٣٥١/٥)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله: وفي السراج: ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي الله عنه: ”صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات“. قلت: وفي البرازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام، لقوله عليه السلام: ”استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر“: أي بالنعمة، فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنعمة لا شكر، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لا يسمع، لما روي أنه عليه الصلاة والسلام: أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه. (الدر المختار)

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: ذكر شيخ الإسلام أن كل

ذَٰلِكَ مَكْرُوهُ عِنْدَ عَلَمَانَا، وَاحْتَجَّ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ جاء في التفسير: أن المراد الغناء سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء والحاصل: أنه لا رخصة في السماع في زماننا. (الدر المختار مع الشامى / كتاب الحظر والإباحة ۳۴۹/۶ كراچى، كتاب الشهادات / باب القبول وعدمه ۴۸۲/۵ كراچى، الهداية، كتاب الشهادة / باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل ۴۱۰/۷ مصطفى الباي الحلبي مصر، وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع عشر في الغناء واللغو ۳۵۴/۵ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ۳۴۵/۸ زكريا)

وسببه أي سبب افتراضها ملك نصاب حولي. (الدر المختار مع الشامى ۱۷۴/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو T.V دیکھنے اور شراب نکال کر دینے پر مجبور کرنا؟

سوال (۸۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی گناہ سے لاکھ عہد اور دعا کرنے کے بعد بھی پیچھا نہ چھوٹے تو کیا کریں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں ہر دعا قبول کرتا ہوں اور نہیں تو اُس کے بدلے کچھ اچھا دیتا ہوں، اس دعا کے بدلے کیا دیں گے؟ یہاں تو گناہ پیچھے لگا ہے اور اُلٹا سزا کے حق دار بن رہے ہیں، اور ہمارے اِس گناہ سے بچنے میں دعا کرنے کے باوجود اللہ میاں مدد نہیں کر رہے ہیں، جب کہ اس گناہ سے ہم باوجود کوشش کے نہیں بچ سکتے ہیں؛ کیوں کہ ہمارا شوہر کہتا ہے ساتھ بیٹھو اور اِس گناہ کو کرنے میں میرا ساتھ دو، مثلاً: ٹی وی دیکھو، یا شراب نکال کر دو؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دعا کی قبولیت کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ جو آپ

مانگیں وہ آپ کو مل جائے؛ بلکہ اصل دعا کی قبولیت یہ ہے کہ اُس عمل پر آخرت میں اجر و ثواب ملتا رہے؛ لہذا آپ اللہ سے ہرگز مایوس نہ ہوں، گناہ سے بچنے میں مدد کی دعائیں رائیگاں نہیں جائیں گی؛ بلکہ یقیناً وہ وقت آئے گا جب آپ کو ان دعاؤں کا صلہ ملے گا، خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے مقابلہ میں شوہر یا کسی بھی شخص کی تابع داری ہرگز جائز نہیں ہے، پس اگر شوہر اپنے ساتھ ٹی وی دیکھنے پر مجبور کرے تو آپ نظریں جھکا لیں اور اگر شراب دینے کو کہے تو اُس کی بات ہرگز نہ مانیں اور کسی بھی ناجائز کام میں اُس کا تعاون نہ کریں، اگر آپ ثابت قدم رہیں گی تو اللہ کی مدد دیر سویر آپ کے ساتھ ہوگی۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها إثم ولا قطعية رحم إلا أعطاه الله بها إحدى ثلاث، إما يعجل له دعوته وإما أن يدخرها له في الآخرة وإما أن يصرف عنه من السوء مثلها. (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مشكاة المصابيح / كتاب الدعوات ۱۹۶)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية؛ فإن أمر بمعصية فلا سمع عليه ولا طاعة. (سنن الترمذي، أبواب الجهاد / باب ما جاء لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ۳۰۰۸)

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طاعة لمخلوق في معصية الله عز وجل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۳۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۲/۲/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھنا؟

سوال (۸۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا ٹیلی ویژن پرفٹ بال، ہاکی، والی بال اور کبڈی وغیرہ دیکھ سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی ویژن آلہ ابھولعب ہے، اُس کا کوئی بھی پروگرام مفاسد اور منکرات سے خالی نہیں ہوتا، اِس لئے اُس کا دیکھنا مطلقاً ممنوع ہے۔

وکرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: کل لھو المسلم حرام إلا

ثلاثة الخ. (شلمی ۳۹۵/۶ کراچی، الدر المختار ۵۶۶/۹ زکریا)

ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات (الدر المختار) وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: "قوله: ودلت المسألة، الخ" لأن محمداً رحمه الله تعالى أطلق اسم اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال عليه الصلاة والسلام: لھو المؤمن باطل إلا في ثلاث الخ. وكذا قول الإمام "بتليت" دليل على أنه حرام، إتقاني. وفيه كلام لابن الكمال، فيه كلام، فراجعته متأملاً. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ۳۴۸/۶ کراچی)

وکرہ کل لھو، لقولہ علیہ السلام: کل لھو المسلم حرام إلا ثلاثة (الدر المختار) وقال الشامي: قوله: وکرہ کل لھو: أي کل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد، كما في شرح التاويلات. والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار. واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. وإن سمع بغتة يكون معذوراً، ويجب أن يجتهد أن لا يسمع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع

۳۹۵/۶ کراچی، ۵۶۶/۹ زکریا، الهدایہ، کتاب الکراہیۃ / مسائل متفرقة ۴۷۵/۴ شرکت علمیہ ملتان، و کذا

فی الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب لکراہیۃ / الباب السابع عشر فی الغناء واللہو ۳۵۴/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۱۶ھ

ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا؟

سوال (۸۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل ٹی وی پر میچ بہت کثرت سے دکھایا جا رہا ہے، اور عام طور پر لوگ اُس کو دیکھتے ہیں، تو میچ کو ٹی وی پر دیکھنا کیسا ہے، خاص کر ایسے لوگوں کو دیکھنا جو علماء و حفاظ ہوں، دینی خدمت میں لگے ہوں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ میچ دیکھنا ٹی وی پر جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: موجودہ دور میں ٹیلی ویژن کا کوئی بھی پروگرام فحاش

سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے ٹیلی ویژن پر میچ یا اس طرح کے کسی بھی پروگرام کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے، بالخصوص علماء اور حفاظ کے لئے تو اس سے اجتناب زیادہ لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحمیہ

۳۳۶/۱۰، احسن الفتاویٰ ۱۹۹/۸)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ

اللَّهِ﴾ [لقمان، جزء آیت: ۶]

قال العلامة الآلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ علی ما روی عن

الحسن ”کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء ونحوها الخ. (روح المعانی ۱۰۲/۱۲ زکریا، ۶۷/۲۱ دار إحياء

الراث العربی بیروت، و کذا فی تفسیر ابن کثیر ۵۸۳/۳ مکتبۃ دار الفیحاء دمشق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۱۱/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن پر خبریں سننا؟

سوال (۹۰۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا ٹیلی ویژن سے خبریں اور دیگر معلوماتی پروگرام سننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی ویژن پر سب کچھ دیکھنا اور سننا منع ہے؛ کیوں کہ

اُس کا کوئی پروگرام منکرات سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحمہ ۲۹۲۶)

أما التلفزيون والفديو، فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما

يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلاعة والمجون، والكشف عن النساء

المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذلك من أسباب الفسوق. (تكملة فح الملهم، كتاب

اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ۱۶۴/۴ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۵/۱۰ھ

ریڈیو میں خبریں سننا؟

سوال (۹۰۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ریڈیو میں خبر سننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ریڈیو میں خبر سننا جائز ہے؛ البتہ گانا بجانا، فحش مکالمہ

اور اُس جیسی چیزیں سننا جو خلاف شرع ہوں؛ ناجائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۹۲/۱۵، کفایت المفتی

۲۱۱/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۲/۱۰ھ

ٹیلی ویژن کا دینی مقاصد کے لئے استعمال؟

سوال (۹۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اُمید کہ مزاج عالی بخیر و عافیت ہوں گے، برائے کرم درج ذیل سوال کا جواب کتاب وسنت اور اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں حل کر کے ممنون فرمائیں:

(۱) ایسے دعوتی یا اہل اُغی (NEWS) ٹی وی چینل قائم کرنے کا کیا حکم ہے جو غیر تصویری ہوں؟ (یعنی ذی روح کی تصویر نہ دکھائی جائے)

(۲) اُس میں بغیر پائیدار کئے منعکس کرنے والے کیمرے سے نشریات ہوں اور اُس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھا گیا ہو:

الف:- وہی چیزیں نشر کی جائیں جن کا بغیر کسی آلہ کے دیکھنا جائز ہو، مثلاً: اصلاحی پروگرام جو فحش، عریانیت، یا بے پردگی سے خالی ہوں۔

ب:- وہی چیزیں نشر کی جائیں جن کا بغیر کسی آلہ کے سننا جائز ہو، مثلاً: وہ پروگرام جو موسیقی اور باجے سے خالی ہوں۔

ج:- اُس پر ہيجان انگیز، عریاں و فحش تصاویر نہ ہوں۔

د:- اُس میں جھوٹی اداکاری کی چیزیں نہ ہوں، مثلاً: فلم و سیریل۔

(۳) یا اُس پر صرف راسخ علماء کرام کے بیانات کی ویڈیو کیسٹ دکھائی جائے، برائے کرم

”میڈیا کے مسائل اور اُن کا حل“ میں درج شدہ آراء و فتاویٰ، نیز حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب ”درسِ ترمذی“، ”تقریر ترمذی ۴/۳۴۹-۳۵۲“، نیز مفتی باقر ارشد دیوبندی صاحب کی کتاب ”عصر حاضر کے سلگتے مسائل ۱۱“ کو بھی مد نظر رکھیں اور جواب سے مطلع فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے غیر تصویری چینل جن میں صرف مفید باتیں ہوں،

کوئی منکر پروگرام نہ ہو؛ قائم کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں؛ لیکن متحرک تصاویر والے چینل کا

دینی مقاصد کے لئے استعمال علماء کے درمیان زیر بحث ہے، اس وقت چوں کہ ٹیلی ویژن فواحش کی اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے؛ اس لئے گنجائش والے پہلوؤں کے باوجود سد اَلْبَدَنِ رائج فواحش کے پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بریں بنامتدین علماء اس موضوع پر بہت محتاط ہیں، اور جلد بازی میں کسی حتمی فیصلے تک پہنچنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

قال الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ: "قال القرطبي رحمہ اللہ: ليستا بمغيبتين": أى ليستا ممن يعرف الغناء كما يعرفه المغنيات المعروفات بذلك. ولهذا منها تحرز عن الغناء المعتاد عند المشتهرين به، وهو الذي يحرك الساكن ويبعث الكامن، وهذا النوع إذا كان في شعر فيه وصف محاسن النساء، والخمر وغيرهما من الأمور المحرمة، لا يختلف في تحريمه. (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب العيدين / باب الحرب والرق يوم العيد ۶۳/۲ رقم: ۹۴۸، وكذا في روح المعاني [سورة لقمان: ۵] ۷۰/۲۱ دار إحياء التراث العربي بيروت)

أما التلفزيون والفيديو، فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذلك من أسباب الفسوق. (تكملة فتح للملهم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ۱۶۴/۴ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹی وی پر علماء کرام کے بیانات؟

سوال (۹۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ٹی وی دیکھنے کو علماء کرام حرام کہتے ہیں اور آج کل علماء کرام ٹی وی کے پروگرام میں حصہ لیتے ہیں، اس کو بنیاد بنا کر گھروں میں ٹی وی لاتے ہیں، کیا جو علماء کرام دین کی اشاعت کے نام

پر پروگرام دیتے ہیں، اُن علماء کو حق کہا جائے یا سوء کہا جائے؟ اُن علماء کرام کی امامت کرنا کیسا ہے؟ اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں، خطبہ دینا کیسا ہے؟ اِن پروگراموں کے ضمن میں ٹی وی میں بہت سے گندے پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں جس سے گھر کے لوگوں کا بچنا مشکل ہے، ایسے علماء کرام کی امامت و خطابت درست ہے یا نہیں؟ شرعی طور پر جواب ارسال فرمائیں؟ تاکہ دوسروں کو ٹی وی خریدنے سے روکا جاسکے۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ ٹی وی سینما دیکھنے والے کی امامت مکروہ ہے؟ مجھ کو سمجھ میں آیا کہ پروگرام دینا الگ ہوگا اور دیکھنا الگ ہے، دونوں میں کیا فرق ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی ویژن پر یا کسی بھی جگہ بخش پروگرام دیکھنا جائز نہیں۔ اور فواحش دیکھنے کا عادی شخص امامت کے لائق نہیں؛ لیکن اگر کسی دینی یا قومی ولی پروگرام کے ضمن میں کسی عالم کی تصویر ٹی وی پر آجائے تو ایسے عالم کو مطلق علماء سو میں شامل نہیں کریں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۶/۲، کفایت المفتی ۷۴۳)

لأن الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر ۱۰۲/۱ رقم القاعدة: ۷۸) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

TV پر اسلامی پروگرام دیکھنا اور سننا؟

سوال (۹۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹی وی کی خبریں سننا جائز ہے؟ کیا ٹی وی میں اسلامی پروگرام جیسے حج کا پروگرام اور رمضان شریف میں شہینہ سننا اور دیکھنا جائز ہے؟ اور کیا ایسا کوئی کھیل جو ستر چھپا کر کھیل جاتا ہو، جیسے کرکٹ، ہاکی، فٹ بال وغیرہ دیکھنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیلی ویژن ابو ولعب اور گانے بجانے کا آلہ ہے، اُس

کے اندر فحش تصویروں کی بھرمار ہوتی ہے، مردوں کی نظر برہنہ عورتوں پر اور عورتوں کی نظر نیم عریاں مردوں پر پڑتی ہے، جو نص قطعی حرام ہے، لہذا ڈی وی میں خبریں سننا اور جج کی فلم اور شبینہ اور کھیل وغیرہ بھی نہیں دیکھنا چاہئے، اگرچہ اُن میں ناچ گانا نہیں ہوتا ہے، مگر مردوں عورتوں کی تصویریں محفوظ ہوتی ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳۸۶/۳، فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۲/۶، فتاویٰ محمودیہ ۳۱۸/۲۹ میرٹھ)

عن الحسن مرسلًا قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان (مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث ۲۷۰)

وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ۳۲۷/۵ زکریا)

استماع صوت الملاهي كضرب قضيبي ونحوه حرام، لقوله عليه الصلاة والسلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر. (الدر المختار ۳۴۹/۶ کراچی، ۵۰۴/۹ زکریہ، بزازیہ علی هامش الہندیہ ۳۵۶/۶، فتح القدیر، کتاب الکراہیہ / قبیل فصل فی اللبس ۱۶۱۰ بیروت، الفتاویٰ الہندیہ ۳۵۲/۵)

وکل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار / کتاب الحظر والإباحة ۵۱۹/۹ زکریا)

قال عليه السلام: غض بصرك إلا عن زوجتك وأمتك. (البحر الرائق، کتاب الکراہیہ / فصل فی النظر واللمس ۳۵۴/۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

T.V پر حرم شریف کی تراویح، مناظرہ یا دینی پروگرام سننا؟

سوال (۹۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حرم شریف کی ترویج، مناظرہ یا کوئی اور دینی پروگرام کوئی وی یا کمپیوٹر پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) حرم شریف کی ترویج اگر براہ راست دکھائی جا رہی ہے، تو کیا حکم ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس چیز کوئی وی کے بغیر دیکھنا جائز ہے اُس کی تصویر یا اُس کے عکس کو ٹیلی ویژن یا اُس کی سی ڈی کمپیوٹر پر بھی دیکھنے کی گنجائش ہے، خواہ پروگرام ٹیپ شدہ ہو یا براہ راست دکھایا جا رہا ہو؛ لیکن چون کہ ان چیزوں میں مشغول ہو کر عموماً لوگ اپنی حد پر نہیں رہتے؛ بلکہ ناجائز تصاویر دیکھنے کا ذریعہ اور بہانہ بنا لیتے ہیں؛ اس لئے مطلقاً ایسی چیزوں کو دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے، اور صاحب احسن الفتاویٰ وغیرہ نے اسی مصلحت سے ان چیزوں کی ممانعت کا فتویٰ دیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱۹۹/۸-۳۰۶)

قوله: ”فكان يرتفق بهما في البيت“ فيه دليل على أن الثوب الذي فيه صورة إذا اتخذ منه ما يفرش في موضع ممتنھن؛ فإنه يجوز استعماله، وهو قول جمهور أهل العلم. (حکمة فتح الملہم ۱۷۳/۴)

قال تعالى: ﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ قال العلامة الآلوسی: استدلل بالآیة علی أن الطاعة إذا أدت إلى معصیة راجحة وجب ترکها، فإن ما يؤدي إلى الشر شرٌّ. (روح المعانی ۳۶۵/۵-۳۶۶)

کل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار ۵۱۹/۹ ذکرہ)
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذی، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلم
بالکلمة لیضحک الناس ۵۸/۲، رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ۲۵۵/۴، المعجم الكبير ۱۲۸/۳
رقم: ۲۸۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خود تلاوت کرنے میں زیادہ ثواب ہے یا ٹیلی ویژن پر سننے میں؟

سوال (۹۰۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا ٹیلی ویژن پر ہونے والی قرآنی تلاوت و ترجمہ سنا جائز ہے، جب کہ سامع اپنی تلاوت کر رہا ہو، ایسے وقت میں اپنی تلاوت بند کر دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قرآن کریم کی خود تلاوت کرنے میں جتنا ثواب ہے

وہ ٹیلی ویژن وغیرہ پر قرآن سننے سے حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے ان چیزوں سے تلاوت سننے کے بجائے خود اپنی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

قال الله تعالى: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [المزمل، جزء آیت: ۲۹]

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول: الم حرف، ولكن ألف حرف، ولام حرف، وميم حرف. (سنن الترمذي ۲۵۱۵ رقم: ۲۹۱۰ المحکبة الشاملة، المعجم الكبير للطبراني ۱۳۰/۹ رقم: ۸۶۴۸، شعب الإيمان للبيهقي رقم: ۳۳۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سحری کے وقت دینی مضامین TV پر بیان کرنا؟

سوال (۹۰۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ ہمارے علاقہ میں ایک عالم صاحب سحری کے وقت ٹی وی پر دینی مضامین بیان کرتے ہیں، اُن کی نیت کیا ہے معلوم نہیں، نیز اس بیان پر اُجرت لیتے ہیں یا نہیں؟ معلوم نہیں۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ دینی دنیاوی مضامین ٹی وی کے پردہ پر بیان کرنا کیسا ہے؟ کیا ٹی وی پر دینی مضامین بیان کرنا صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص بھی ٹیلی ویژن پروگرام میں حصہ لے گا اُس کو اپنی تصویر بلاوجہ اور بلاعذر کھنچوانے کا گناہ ملے گا، جو بالکل جائز نہیں ہے، اگر ایسی ہی دینی ضرورت ہے تو ریڈیو پر دینی پروگرام پیش کیا جائے، تاکہ یہ خرابی لازم نہ آئے، ٹیلی ویژن جیسے آلہ لہو ولعب میں دینی باتیں پیش کر کے اُن باتوں کی بے عزتی نہ کرائی جائے۔

عن سعيد بن أبي الحسن قال كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما إذ أتاه رجلٌ، فقال: يا ابن عباس! إني إنسان إنما معيشتي من صَنعة يدي وإني أصنع هذه التصاوير، فقال ابن عباس: لا أحدثك إلا ما سمعتُ من رسول الله صلى الله عليه وسلم، سمعته يقول: ”من صَوَّرَ صورةً فإن الله مُعَذِّبُهُ حتى ينفُخَ فيها الروحَ وليس بنافعٍ أبداً“۔ (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح وما يكره من ذلك ۲۹۶/۱ رقم: ۲۲۲۵ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ۲۱۱۰ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۶)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون۔ (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵ فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۳/۱۸ھ

اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اعتراض کے جوابات TV پر نشر کرنا؟

سوال (۹۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: قابل تحریر احوال یہ ہے کہ پڑوسی ملک سے اسلام کے نام پر نشر ہونے والے ہمہ وقتی ٹی وی چینل سے پیدا ہونے والے مفاسد کی نشان دہی کرتے ہوئے ایک معروف دارالافتاء بریلی سے استفتاء کی، فتویٰ میں چینل کو غیر شرعی قرار دیا گیا، استفتاء اور فتویٰ کی نقول منسلک ہیں، آں مکرم سے درخواست ہے کہ یہ فتویٰ کس حد تک قابل عمل ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہمارے ملک کے ٹی وی پروگرام اکثر منکرات و فواحش پر مشتمل ہوتے ہیں، گھر میں ٹی وی رہتے ہوئے اُن سے بچ پانا تقریباً ناممکن ہے؛ اس لئے سد الباب ٹی وی دیکھنے دکھانے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اب رہ گئی ٹی وی چینل کی بات تو اگر اُس کے بہانے سے غلط پروگرام دیکھے جائیں تو اس سے بھی یقیناً منع کیا جائے گا؛ البتہ اگر کسی قومی و ملی ضرورت کی وجہ سے یا اسلام اور مسلمانوں سے متعلق پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ٹی وی پر آکر کوئی بیان دیا جائے تو سخت ضرورت کے وقت علماء نے اس کی اجازت دی ہے، جیسا کہ پاسپورٹ اور دیگر ضرورتوں کے لئے فوٹو کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ (مستفاد از: تجاویز آٹھواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۷/۱۹/۱۴۲۶ھ، بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۱۴۲۶ھ)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن الموضع للضرورة مستثناء عن الحرمة، كما في تناول الميتة. (شرح کتاب السیر الکبیر / باب ما یکرہ فی دار الحرب وما لا یکرہ ۲۱۸۳ مکتبۃ عباس أحمد الباز)

الضرورات تبیح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المحخصة، وإساعة اللقمة بالخمير، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه. (الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ۲۵۱/۲۵۱ رقم القاعدة: ۵۶۸ إدارة القرآن کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صحابہ کرام کی ہجرت اور غزوات کی فلم بنا کر TV پر دکھانا؟

سوال (۹۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج ہندوستان میں ایک فلم جاری ہوئی، جس کا نام ”الرسالہ“ ہے، اُس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مقدس زندگی کی جھلک دکھائی گئی ہے، اُس میں ابتدائی مکی زندگی، صحابہ کرام کا ابتدائی دور، اُن کی ثابت قدمی، ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، غزوہ بدر، غزوہ احد، صلح حدیبیہ وغیرہ کے واقعات کو بتایا گیا ہے، نیز اُس کے لئے مصنوعی بیت اللہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی بنایا گیا ہے؛ البتہ اُس میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء اربعہ کی شبیہ نہیں بنائی گئی ہے، اور مرکزی کردار حضرت حمزہ، زید بن حارثہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو بنایا گیا ہے، اس فلم کا ہدایت کار ایک شامی تراذ مسلمان ”مصطفیٰ العتاد“ ہے، جس نے اس فلم بنانے کا مقصد اپنے ایک انٹرویو میں تبلیغ اسلام اور ”بلغوا عني ولو آية“ پر عمل بتایا ہے، اور اصلاً یہ فلم عربی اور انگریزی زبان میں بنائی گئی اور سب سے پہلے ۱۹۷۷ء میں مغربی جرمنی سے جاری ہوئی ہے، عربی فلم میں کام کرنے والے مشرق وسطیٰ کے رہنے والے ہیں، اور انگریزی میں کام کرنے اکثر بالی ووڈ (امریکہ کی فلم بنانے والی مشہور زمانہ کمپنی) کے اداکار ہیں، جو یہودی و نصرانی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام کی اس طرح فلم بنانے کا جواز حد و شرع میں رہتے ہوئے مل سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کن نصوص شرعیہ کی بنا پر اس کو ناجائز کہا جائے گا؟

(۲) ثانیاً اس کا مقصد تبلیغ اسلام ہے، تو شریعت میں تبلیغ اسلام کے لئے کیا حد بندیاں ہیں، نیز کیا اس مقصد کے لئے فلم بنانا جائز ہے؟

(۳) اس فلم کی تاریخی توثیق علماء اُزہر لبنان کی اعلیٰ شیعہ کانگریس نے کی ہے، تو کیا اُس پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے جواز کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

(۴) اس فلم کو دیکھنے، خرید و فروخت کرنے یا کسی بھی طرح سے اس میں دخل دینے کا حکم کیا ہے؟ براہ کرم باحوالہ مفصل و مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جس طرح کی فلم کا تذکرہ کیا گیا ہے، اُس کا بنانا، دیکھنا، دکھانا اور کاروبار کرنا سب ناجائز اور حرام ہے، اس طرح کے کھیل تماشوں کے ذریعہ دین کو نہ کبھی ترقی ہوئی ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو سکے گی، اس سے ذہنی عیاشی اور وقت کے ضیاع کے علاوہ کوئی مقصد حاصل نہ ہوگا، اس لئے ہر مسلمان کو ایسے لہو و لعب سے بچنا لازم ہے، اور جن علماء عرب کی رائے کا سوال میں ذکر ہے، ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۱۱/۱۹-۵۱۳-۵۲۲ ذابھیل)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ

اللہ﴾ [لقمان، جزء آیت: ۶]

﴿لَهُوَ الْحَدِيثُ﴾ علی ما روی عن الحسن کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ، و ذکرہ من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء ونحوها۔ (روح المعانی ۱۰۲/۱۲ سورة لقمان)

ودلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام حتى التغي بضرب القضيبي (الهداية) وفي الفتح: لأن محمداً أطلق اسم اللعب والغناء بقوله: فوجد ثمة اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام، كذا في العناية. وهذا القدر من التعليل كافٍ في بيان دلالة المسئلة على أن الملاهي كلها حرام وهو الصحيح المختار عندي، فاللعب هو اللهو حرام بالنص، قال النبي صلى الله عليه وسلم: للهو المؤمن باطل إلا في ثلاث: تأديبه فرسه، وملاعبته مع أهله. (فتح القدير ۱۴۱۰-۱۵ زكريا)

وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاةً لخلق الله تعالى. (شمي ۴۱۶/۲ زكريا، ۶۴۷/۱ دار الفكر بيروت)

فالضابط في هذا الباب أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض

صحیح مفید فی المعاش ولا المعاد حرام، أو مکروه تحریمًا، وما کان فیہ غرض ومصلحة دینیة أو دنیویة، فإن ورد النهی عنه من الكتاب أو السنة كما فی النردشیر کان حرامًا، أو مکروهاً تحریمًا، وأما ما لم یرد فیہ الہی عن الشارع، وفیہ فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقہی علی نوعین: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب علی منافعہ، وأنه من اشتغل بہ ألهاه عن ذکر اللہ وحده، وعن الصلوات والمساجد، التحق ذلک بالمنہی عنه لاشتراك العلة فكان حرامًا أو مکروهاً. (تکملة فتح الملہم ۴/۳۵۴، ۸۱/۱۰ حید اشرفیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”سیریل ٹیپو سلطان“ نامی پروگرام کی حقیقت

سوال (۹۱۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: روزنامہ ”فیصل“ کے ۲۴ اگست کے شمارے میں ایک صاحب (ڈاکٹر محمد اختر حسین رام پور) نے مراسلہ شائع کرایا ہے، جس کا عنوان ”سیریل ٹیپو سلطان مسلمانوں کے لئے خطرہ ایمان“ ہے، مراسلہ اس کاغذ کے ساتھ متصل ہے اور متعدد حضرات نے مراسلہ نگار کی صحیح بیانی کی ہے، تو کیا ایسے سیریل کو مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے؟ اگر نہیں تو کیا اس کے خلاف جدوجہد کرنی چاہئے، جدوجہد کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

ہمیں شک ہے کہ ”سیریل ٹیپو سلطان“ مسلمانوں کے ایمان کو خراب کرنے کی کوئی سازش ہے، مسلمانوں کا نام نہاد جدیدیت زدہ ایک بڑا طبقہ پہلے ہی اسی نوعیت کا اسلام اختیار کر چکا ہے، اب رہے سب مسلمانوں کے ایمان خراب کر کے اُن کو ”سیریل ٹیپو سلطان“ کے ذریعہ ملاوٹی مسلمان بنانے کی نہایت خوب صورت اور کامیاب کوشش کی گئی ہے، مثلاً کسی دستاویز کے آغاز میں بسم اللہ، نماز ادائیگی، کسی مہم پر جاتے وقت قرآن، ہوادینا، اسلامی لباس، وضع قطع، اسی کے ساتھ

کھلے عام عورت سے بغل گیر ہونا، عورت سے کھلے عام ہم بستری، عورت کے کھلے عام بچہ تولد ہونا، معاذ اللہ! اللہ کو لعن طعن کرنا، اللہ کو برا بھلا کہنا (معاذ اللہ) اللہ کو اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اور پھر اگلی قسط میں بیوی کے ٹوکنے پر یہ نہ کہنا کہ مجھ سے اتفاقاً یہ سہو ہوا تھا، میں اس کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگ لی ہے۔ اب آئندہ پھر کبھی ایسی لغزش نہ ہوگی؛ بلکہ یہ کہنا کہ میں ایسا کرتا ہوں اور پھر اللہ سے توبہ کر لیتا ہوں۔ دراصل ایسی چیزیں ہم نے غیر مسلموں کی فلموں ڈراموں میں دیکھی اور کہانیوں میں سنی ہیں کہ اپنے بھگوان کو اٹھا کر پھینک دیا، توڑ ڈالا، یا یہ کہنا کہ میں فلاں واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر دل میں معاذ اللہ بھگوان کو گالیاں دینے لگا، کہیں کیا ایک مسلمان کے لئے ایسی چیزوں کا شبہ برابر عمل تو کیا، تصور کی بھی گنجائش ہے، سب سے زیادہ تکلیف دہ وہ منظر تھا جس میں حیدر علی کی بیوی حیدر علی سے کہتی ہے کہ مستان اولیاء نے مجھے دعا دی ہے کہ تیرے بیٹا پیدا ہوگا، اس پر حیدر علی کہتا ہے کہ محض دعا سے پیدا ہوگا یا ہمیں بھی کچھ کرنا ہوگا اور پھر آنکھوں اور چہرہ پر شہوانی تاثر پیدا کر کے ہم آغوش ہوتے ہیں، اور ہم بستری کا عمل ہو جاتا ہے۔ ان مناظر کو ہندوستان بھر کے لوگ دادا پوتی، پوتا، بہو، بیٹیاں، بیٹے، باپ اور چار چار سال کے بچے سب ایک ساتھ دیکھ رہے تھے، اور ان میں صاحب احساس زمین میں دھنستے جاتے تھے، ایک دوسرے منظر میں حیدر علی کی بیوی کے لڑکا پیدا ہونے کا منظر اور پھر پاس بیٹھی خواتین کا اُس کے اعضاء پوشیدہ کی طرف جھانک کر کہنا کہ مبارک ہو بیٹا پیدا ہوا ہے، ہم کو فکر اس لئے پیدا ہوئی کہ ایسے ایک ساتھ دیکھنے کے بعد کیا ملک میں کوئی ڈسپلن قائم رہنے کی کوئی اُمید کی جاسکتی ہے؟ دوم ایسی بے حیائی اللہ کے قہر و غضب کو دعوت دیتی ہے، اور یہ بد اخلاق اور گمراہ لوگ خود بھی مریں گے اور ساتھ میں ہمیں بھی مروائیں گے، کاش کوئی جناب وی پی سنگھ صاحب وزیر اعظم تک یہ بات پہنچائے کہ ملک و قوم کو بچانا ہے تو فی الفور ٹی وی اور فلموں میں ایسی خرافات کو بند کرائیں۔ (ڈاکٹر محمد اختر حسین محلہ کٹ کوئیارام پور)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ٹیلی ویژن آلہ لہو و لعب ہے، اس کو رکھنا ویسے بھی ناجائز

ہے اور خاص کر جب اُس میں حسبِ تحریر سوال حیا سوز اور عریاں پروگرام پیش کئے جائیں تو اُس کی شاعت اور حرمت اور بڑھ جاتی ہے۔ آج کل جاری ”ٹیپو سلطان سیریل“ کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ اُس میں غلط سلط واقعات کو فلمایا گیا ہے، جس کا خاص مقصد جاہل اور بھولے بھالے عوام کو گمراہ کرنا ہے اور مسلمان بادشاہوں کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے پروگرام دیکھنے اور اُن کو اشاعت کرنے سے احتراز کرنا ضروری و لازم ہے، ان فحاشیوں، بے حیائیوں اور عریانیّت کے خلاف مؤثر آواز اٹھانا اور پرامن تحریک چلانا ہر مسلمان کا ملی فریضہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدہ، جزء آیت: ۲]

وفي التذکیر: وکرہ کل لہو لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: کل لہو المسلم حرام إلا ثلاثة الخ، وتحتہ فی الشامی: قولہ: وکرہ کل لہو أي کل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنی واحدٍ كما فی شرح التأویلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعہ كالرقص والسخریة والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مکروهة؛ لأنها زي الکفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام وإن سمع بغتة يكون معذورا، ويجب أن یجتهد أن لا یسمع، قہستانی۔ (شامی ۳۹۵/۶ کراچی، ۵۰۴/۹ زکریا، ۵۶۶/۹ زکریا، بزازیہ علی هامش الہندیہ ۳۵۹/۶، الفتاوی الہندیہ ۳۵۲/۵، الہدیۃ ۴۵۵/۴، البحر لرائق ۲۰۷/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۶ھ

ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی بیع و شراء کا حکم

سوال (۹۱۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: دورِ جدید میں ریڈیو، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈ، واکمین سیٹ بی ڈی او وغیرہ جو کہ عیاری و فحاشی کا اصل ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کا درست کرنا، مرمت کرنا، جب کہ

معلوم ہے کہ اس سے گناہی سنا جائے گا، الاما شاء اللہ ایک دو آدمی ایسے ہوں گے جو اس سے خبریں سنیں گے، اور ٹی وی کو دیکھنا اگرچہ منظر حج و عمرہ ہو، پھر بھی حرام ہے، کیا ایسی صورت میں ٹی وی کو صحیح کرنا شریعت کی روشنی میں جائز ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح ان چیزوں کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آج کل چوں کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کا زیادہ تر استعمال ناجائز امور میں ہوتا ہے، اس لئے اس طرح کے آلات کی بیع و شراء اور مرمت وغیرہ مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳۱۷/۷)

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

قیل: الإثم المعصية. (تفسیر بغوی ۹/۲ رقم: ۷۴۲ دار إحياء التراث العربي بیروت)

عن النّوّاس بن سمرعان رضي الله عنه قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن البر والإثم، فقال: البر حسن الخلق، والإثم ما حاك في صدرك وكرهت أن يطلع عليه الناس، واتقوا الله أي احذروا الله أن تعتدوا ما أمركم به أو تجاوزوا إلى ما نهاكم عنه، إن الله شديد العقاب، يعني لمن خالف أمره، وفيه وعيد وتهديد عظيم. (تفسير الحازن لباب التأويل ۷/۲)

وقال الإمام ابن كثير الدمشقي: قوله: ﴿وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ يأمر الله تعالى عباده المؤمنين بالمعونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى، وينهاهم عن التماسر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير ۱۰/۳ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

TV کی مرمت سازی اور خرید و فروخت کرنا؟

سوال (۹۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ٹی وی کی درستگی اور خرید و فروخت کا پیشہ اختیار کرنا جس میں لوگوں کو حرام کاری میں مدد و تعاون کرنا ہے جو کہ حرام ہے، یہ پیشہ اپنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اُس کی آمدنی کا کیا حکم ہے؟ نیز اُس کی کمائی ہوئی رقم کو مسجد یا مدارس میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹی وی کی درستگی اور خرید و فروخت کا کاروبار ایک گناہ ہے، کسی درجہ میں تعاون کی وجہ سے مکروہ ہے؛ لیکن چوں کہ وہ فی نفسہ مال ہے اور اس کی درستگی میں قیمتی اشیاء اور اپنی ذاتی محنت صرف ہوتی ہے؛ اس لئے اُس کی آمدنی کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔ بریں بنا ایسی آمدنی کا پیسہ مدرسہ یا مسجد میں لگانے کی گنجائش ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

وفي نوادر هشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره له ذلك واجعل له الأجرة، قال هشام: وتأويله إذا كان الإصباح من قبل الأجير . (الفتاوى الهندية ٤٥٠/٤)

لا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل أو شيء من اللهو . (حاشية كنز الدقائق ٣٦٤/٦، احسن الفتاوى ١٦٦/٥٤) فقط والله تعالى اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپیوٹر پر قاری اور سامعین کے فوٹو والی سی ڈی یا کیسٹ دیکھنا؟

سوال (۹۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل مدارس میں ضرورت کی بنا پر کمپیوٹر استعمال کیا جاتا ہے، اور اُس میں بسا اوقات درس کے علاوہ کے اوقات میں طلبہ اور ماسٹر حضرات اور اساتذہ کرام قرآن پاک کی سی ڈی اور کیسٹ دیکھتے ہیں، جس میں تلاوت کرنے والے کا فوٹو اور سامعین کا فوٹو نظر آتا ہے، جو کہ مقصود

بالذات نہیں، تو کیا ایسی سی ڈی کیسٹ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا وہی کیسٹیں ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بغیر فوٹو والی سی ڈی کمپیوٹر پر اور ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ عوام کا استدلال ہے کہ جب یہ کیسٹیں مدارس میں دیکھی جاتی ہیں تو پھر ٹی وی پر دیکھنا جائز ہونا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی تصویر جس کا الگ سے دیکھنا جائز ہے، اُس کو کمپیوٹر یا ٹی وی کی اسکرین پر بھی دیکھنے کی گنجائش ہے؛ لیکن چوں کہ ٹیلی ویژن پر آنے والے پروگرام اکثر فواحش اور معصیت پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے سداللباب ابتلاء معصیت کے خطرہ سے مطلقاً ٹیلی ویژن پر کوئی بھی چیز دیکھنے کو منع کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ اگر ٹیلی ویژن کے استعمال کی کھلی چھوٹ ہو جائے گی، تو پھر اُس کے مفاسد سے بچنا ممکن نہ رہے گا؛ لہذا مسئلہ صورت میں کمپیوٹر پر قرآن پاک سننے کی اجازت ہے؛ کیوں کہ کمپیوٹر پر تلاوت سنتے وقت ضمناً بھی کوئی فحش پروگرام نہیں آتا ہے؛ لیکن ٹیلی ویژن کے استعمال کی اجازت نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۷/۲۱۵-۲۱۶ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۴/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لیپ ٹاپ پر مقرر کی تصویر دیکھ کر مردوں یا عورتوں کا بیان سننا؟

سوال (۹۱۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مولانا طارق جمیل صاحب یا کوئی اور بزرگ لیپ ٹاپ، کمپیوٹر یا موبائل میں بیان کرتے ہیں اور اُس میں اُن کی تصویر بھی دکھائی دیتی ہے اور اُن کو عورتیں دیکھتی ہیں، تو اُس کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور پاکستان کی عورتیں بیان کرتی ہیں اور اُن کی تصویر دکھائی دیتی ہے اور اُن کو غیر محرم مرد دیکھتے ہیں، تو اس طرح عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی تصویر دیکھ کر بیان سننا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو حکم مرد و عورت کو آئے سامنے ایک دوسرے کو دیکھنے

کا ہے وہی حکم لپ ٹاپ کمپیوٹر اور موبائل وغیرہ میں دیکھنے کا بھی ہے۔

اور اس معاملہ میں تفصیل یہ ہے کہ مردوں کے لئے تو عورتوں کو دیکھنا یا اُن کی بات سننا مطلقاً ممنوع ہے؛ کیوں کہ اس میں بہر حال فتنہ کا اندیشہ ہے؛ البتہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا علی الاطلاق ممنوع نہیں ہے؛ بلکہ اُسی وقت ممنوع ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ ہو اور احتیاط بہر حال لازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ [النور: ۳۰]

وقال تعالیٰ في موضع آخر: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

نظر المرأة إلى الرجل الأجنبي كنظر الرجل إلى الرجل الأجنبي وما ذكرنا من الجواز فيما إذا كانت المرأة تعلم يقيناً أنها لو نظرت إلى بعض ما ذكرنا في الرجل لا يقع في قلبها شهوة، فأما إذا علمت أنه يقع في قلبها شهوة أو شكت، ومعنى الشك استواء الظننين فأحب إلى أن تغض بصرها منه، هكذا ذكر محمد، وقد ذكر الاستحسان فيما إذا كان الناظر إلى الرجل الأجنبي هي المرأة، وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده على ما يأتي بيانه، هو الحرمة وهو الصحيح. (الفتاوى التاتارخانية ۹۰/۱۸ رقم: ۲۸۱۳۰ زكريا، شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۵۳۲/۹ زكريا)

وأما النظر إلى الأجنبية وفي شرح الكرخي: النظر إلى وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرام ولكنه يكره بغير حاجة. (الفتاوى التاتارخانية ۹۵/۱۸ زكريا)

وشرط لحل النظر وإليها وإليه الأمن بطريق اليقين من شهوة، ولا يخفى أن الأحوط عدم النظر مطلقاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۵۲۵/۹ زكريا)

فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها، فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۵۳۲/۹ زكريا)

فظهر الكف عورة على المذهب والقدمين على المعتمد، وصوتها على الراجح (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: على الراجح، عبارة البحر عن الحلية أنه الأشبه، وفي النهر: وهو الذي ينبغي اعتماده. ومقابلته ما في النوازل: نعمة العورة عورة وتعلمها القرآن من المرأة أحب، قال عليه الصلاة والسلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء، فلا يحسن أن يسمعها الرجل. وفي الكافي: ولا تُلَبِّي جهرًا؛ لأن صوتها عورة صوت المرأة عورة ولا نجيز لهن رفع أصواتهن، ومن هذا لم يُجَز أن تؤذّن المرأة. (شلمي ۴۰۶/۱ دار الفكر بيروت)

ويرفع صوته بالأذان والمرأة ممنوعة من ذلك لخوف الفتنة. (المبسوط للسرخسي ۱۳۳/۱ دار الكتب العلمية بيروت)

إن غض البصر مما يحرم النظر إليه واجبٌ ونظر الفجأة التي لا تعمد فيها معفو عنه. (روح المعاني ۲۰۴/۱۸ النور: ۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ویڈیو فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۹۱۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ویڈیو فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس میں تصویر قائم نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ جیسے کیسٹ میں ریل کے ذریعہ آواز بھری جاتی ہے، ایسے ہی ویڈیو میں بھی ریل کو جمع کیا جاتا ہے، اور جس وقت ویڈیو پر اس کیسٹ کو لگایا جاتا ہے تو ریل کے ذریعہ وہ سب تصویریں یا آوازیں

آنا شروع ہو جاتی ہیں، اور یہ تصویر قائم نہیں رہتی ہیں، جیسے سایہ یا آئینہ کی تصویر۔ اور اُن کا دعویٰ یہ ہے کہ اِس کے ماہرین سے اِس سلسلہ میں مراجعت کی گئی ہے، اُنہوں نے ایسا ہی بتایا ہے، پس جب یہ صورت غیر قائم ہے تو یہ جائز ہے؛ البتہ فحش اور خلافِ شریعت چیز اُس میں نہ ہو، اگر ہوگی تو ناجائز ہوگی، اُس کی وجہ سے اب اگر یہ بات ٹھیک بھی ہو تو شادیوں وغیرہ میں اُس کا استعمال اِس وقت میں داخل ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسلام میں تصویر سازی کے احکامات نہایت سخت بیان کئے گئے ہیں، اور اِس پر عمل کرنے والے کو انتہائی موجبِ لعنت گردانا گیا ہے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون. (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابيح ۳۸۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب مصوروں کو دیا جائے گا“۔

علماء حقانی کے نزدیک تصویر سازی کی نہی کے اندر ہاتھ سے بنائی ہوئی، کیمرے سے کھینچی ہوئی یا کسی اور ذریعہ سے محفوظ کی ہوئی، ہر طرح کے جاندار کی تصویریں شامل ہیں اور سب کا حکم یکساں ہے، صرف غیر ذی روح کی تصاویر کی اجازت دی گئی ہے۔ (جواب الفقہ ۲۰۸۳-۲۰۹)

ویڈیو فلم کے بارے میں یہ کہنا کہ اُس کی تصاویر قائم نہیں رہتیں نرا مغالطہ ہے؛ کیوں کہ اگر وہ باقی نہ رہیں تو کیسٹ لگانے سے اُنہیں بار بار کیسے دیکھا جاسکتا ہے؟ دراصل اُس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی آدمی تصویر بنا کر اندھیرے میں رکھ دے، چنانچہ اندھیرے میں وہ نظر نہیں آئے گی؛

لیکن جب اُسے روشنی میں رکھا جائے گا تو وہ نظر آجائے گی، تو تصویر فی نفسہ ریل میں موجود رہتی ہے، پھر جب اُسے V.C.R میں رکھ کر روشنی دکھائی جاتی ہے تو وہ تصویریں ٹیلی ویژن کے آئینہ پر متحرک ہونے لگتی ہیں، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ کیسٹ کی ریل میں تصویریں مصور ہیں، یہ الگ بات ہے کہ انہیں بغیر مشین میں لگائے دیکھا نہیں جاسکتا؛ لہذا ویڈیو فلم بنانا بھی تصویر سازی کی حرمت میں داخل ہے، اور شادی وغیرہ کی تقریبات میں تو اس کا استعمال انتہائی موجب فساد ہے؛ کیوں کہ غیر محرم کی تصویریں اس کے ذریعہ محفوظ کی جاتی ہیں، پھر انہیں سارے اعزاء و اقرباء محرم وغیرہ کو دکھایا جاتا ہے، جو بڑی بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۳/۲۵ھ

دینی پروگرام کی ویڈیو کیسٹ بنوانا؟

سوال (۹۱۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: دینی اجلاس یا دیگر پروگرام کے موقع پر ویڈیو کیسٹ کیمرہ کے ذریعہ بنانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا ضرورت محض شوق میں یا نام و نمود کے لئے کسی بھی

پروگرام کی ویڈیو کیسٹ بنانا جائز نہیں ہے، خواہ دینی اجلاس ہو یا دنیوی؛ البتہ اگر کوئی معقول ضرورت ہو، مثلاً تحفظ کی غرض سے یا حکومت کے سامنے اپنی طاقت کے مظاہرہ کا مقصد ہو، تو بقدر ضرورت اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۳/۶۳)

لكن هل يتأتى فيهما حكم التصوير، بحيث إذا كان التلفزيون والفديو

خاليًا من هذه المنكرات بأسرها، هل يحرم بالنظر إلى كونه تصويرًا؟ فإن لهذا

العبد الضعيف عفا الله عنه فيه وقفة - إلى قوله - فتزيل هذه الصورة بمنزلة

الصورة المستقرة مشكل. (تكملة فتح الملهم ۱/۶۴)

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون . (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابیح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدارس کے پروگرام کو ویڈیو کی شکل دینا؟

سوال (۹۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی ضرورت شدیدہ و مصلحت کی بنیاد پر مدرسہ کے مفاد میں مدارس کے لوگ پروگرام کو ویڈیو کی شکل دے سکتے ہیں یا نہیں؟ مفصل و مدلل جواب دیں؟ کیوں کہ یہ مسئلہ مدارس میں یا عوام میں عروج پر ہے، ہم اہل مدرسہ کے لئے ایسا کرنا کس حد تک جائز و ناجائز ہے؟ برائے کرم کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسلام میں تصویر سازی ناجائز ہے، صرف شدید ضرورت کے وقت اس کی گنجائش دی جاتی ہے، جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو، مثلاً: پاس پورٹ، ویزا، تعارفی کارڈ یا ایسے ملی ضرورت کے پروگرام جن کا مقصد ہی ارباب حکومت اور برادران وطن تک اپنے مطالبات پہنچانا ہو وغیرہ، اس کے برخلاف خالص دینی پروگرام جیسے تبلیغی اجتماعات یا مدارس وغیرہ کے اصلاحی جلسے، تو ان میں تصویر سازی کی کوئی شرعی ضرورت نہیں پائی جاتی، اس لئے اہل مدارس کو اس سے احتراز کرنا لازم ہے، ورنہ وہ گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۹۴/۱۹-۳۹۶)

۳۹۶، کفایت المفتی ۹/۲۳۷

الضرورات تبیح المحظورات. (قواعد الفقه ص: ۸۹ رقم القاعدة: ۱۷۰ دار الكتاب

دیوبند، الأنشاه والنظار / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ۲۵۱/۱ رقم: ۵۶۸ کراچی)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة أو خاصة. (قواعد الفقه ص: ۷۵ رقم القاعدة:

۱۰۸ دار الكتاب دیوبند)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذکور في الأحاديث.....؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، ونحو ذلك في الفتاوى الهندية ۳۵۹/۵)

ظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۴۱۶/۲ زكريا، وكذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰ فقط والله تعالى اعلم)

الملا: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علماء کرام کا مہمانوں کے ساتھ ویڈیو بنانا اور گلے میں پھول ڈالنا؟

سوال (۹۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: (۱) کیا علماء کرام باہر سے آئے ہوئے مہمانان کرام کے ساتھ فوٹو یا ویڈیو فلم بنوا سکتے ہیں؟

(۲) جو علماء کرام قوم کی ملی خدمات کر رہے ہیں، اُن کی سیاسی مجبوری ہے کہ وہ فوٹو یا ویڈیو فلم بنوا سکتے ہیں یا ٹیلی ویژن پر آکر مسلمان یا اسلام کے بارے جو شک و شبہ غیروں میں ہے، اس کے دفاع میں بیان دیں، کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟ جب کہ شادی بیاہ میں علماء کرام منع فرماتے ہیں۔

(۳) علماء کرام کا پھولوں کے ہار سے مہمان کا استقبال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ جب کہ شادی میں دولہا اور حج کے موقع پر حاجیوں کو منع فرماتے ہیں؟

(۴) جمعیت علماء ہند، مسلم پرسنل لاء بورڈ، فقہ اکیڈمی اور مدارس و مکاتب وغیرہ میں جلسے یا کانفرنس ہوتے ہیں، اُس میں فوٹو گرافی ویڈیو فلم بنواتے ہیں اور اخبار میں شائع کرتے ہیں، کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟ معتبر کتابوں کے حوالے سے جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خالص دینی مجالس اور پروگرام اسی طرح شادی بیاہ کی تقریبات کا فوٹو لینا اور ویڈیو بنانا جائز نہیں ہے؛ البتہ کسی خاص واقعی دینی یا دنیاوی ضرورت مثلاً جمہوری ملک میں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے قوت کا مظاہرہ یا دشمنان اسلام کی طرف سے پیش کئے جانے والے اشکالات و اعتراضات کا جواب دینا، اس طرح کے مقاصد کی اگر تصویری کئی جائے تو بادل ناخواستہ اس کی گنجائش ہوگی اور مہمان کا اکرام کرنا فی نفسہ مستحسن ہے، اور عرف میں جس طریقہ سے بھی اکرام معروف ہو اُس کی بھی گنجائش ہے، اُس میں پھولوں کا ہار ڈالنا بھی شامل ہے؛ لیکن پھر بھی بہتر یہ ہے کہ اس طریقہ سے اجتناب کیا جائے؛ تاکہ دیگر مواقع پر جواز کے لئے اُسے نظیر نہ بنایا جاسکے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۲۳۳/۳، فقہی مقالات ۱۳۱/۴، احسن الفتاویٰ ۱۵۳۸-۱۵۴، ایک جامع قرآنی وعظاندائے شامی ماہ جنوری ص ۶ تا ۱۳)

وفي التوضیح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حراماً أشد التحريم وهو من الكبائر لأن فيه مضاهاةً بخلق الله. (عمدة القاري ۷۰/۲۲، شرح

أما اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر وفي التأشيرة وفي البطاقات الشخصية أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصاً فيه؛ فإن الفقهاء استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة، قال الإمام محمد في السير الكبير: إن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله. (تكملة فتح للملهم ۱۶۴/۴)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة. (الأشباه والنظائر ۲۶۷ زكريا)

إن التصوير الشمسي لا يخرج عن كونه نوعاً من أنواع التصوير - إلى قوله - فينبغي أن يقتصر في الإباحة على حد الضرورة. (حكم الإسلام في التصوير ۱۵، بحواله قهبي مقالات ۱۲۸/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۳/۵/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاح کی ویڈیو بنانا؟

سوال (۹۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہم ایک مسجد میں اقامت کرتے ہیں، اہل قصبہ نکاح پڑھانے کے لئے لے جاتے ہیں، جانے سے پہلے ہم شرط لگا دیتے ہیں کہ ویڈیو نہیں بنے گی، لیکن جب وہاں پہنچتے ہیں تو دیگر حضرات ویڈیو بنانے لگتے ہیں، تو اُس کو روک دیتے ہیں، تو وہاں ایک صاحب بحث کرنے لگے کہ ویڈیو تصویر نہیں سایہ ہے، اور یہ جائز ہے، حج کی ویڈیو بنتی ہے، مولانا علی میاں کی ویڈیو بنتی ہے، دیگر علماء کے عمل سے استدلال کرنے لگے، اس لئے بتائیے کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تصویر خواہ فوٹو کی شکل میں ہو یا ویڈیو کی شکل میں، عام

حالات میں جائز نہیں ہے، صرف ضرورت یا مجبوری کے وقت بقدر ضرورت اس کی گنجائش دی گئی

ہے، اور نکاح کی مجلس میں تصویر کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، یہ محض ایک نفسانی شوق ہے؛ لہذا وہاں ویڈیو وغیرہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، جو ایسا کرے گا سخت گنہگار ہوگا۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون . (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

لا تمثال إنسان أو طير لمحرمية تصوير ذي الروح . (شامي ۵۱۹/۹ زكريا)
يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقاً أي سواء كان للصورة ظل أو لم يكن،
وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة . (الموسوعة الفقهية ۱۰۲/۱۲)

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوَعَّد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يُمتَنُّهُنَّ أو بغيره فَصَنَعْتُهُ حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاةً لخلق الله تعالى، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غيرها. وأما تصوير صورة الشجر ورحال الإبل وغير ذلك مما ليس فيه صورة حيوان، فليس بحرام، هذا حكم نفس التصوير.
(نووي على مسلم ۱۹۹/۲، شامي ۶۴۷/۱ کراچی)

الضرورات تبيح المحظورات، وما أبيع للضرورة يتقدر بقدرها . (الأشبه والنظائر ۳۰۷-۳۰۸ مكتبة الفقيه الأمة ديوبند، ۱۱۹/۱ إدارة القرآن کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۲/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دینی مکالمات کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرنا؟

سوال (۹۲۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بہت سے مدرسوں اور اسکولوں میں انجمنوں کے پروگراموں میں طلبہ و طالبات مکالمات کا پروگرام رکھتے ہیں، چنانچہ اسی طرح کا ایک پروگرام خواتین کے مجمع میں ایک مدرسہ کی طالبات کرنا چاہتی ہیں، اس مکالمہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک طالبہ صحت مند بنے گی، دوسری مریض، تیسری بد عمل، چوتھی نیک عمل، ایک دولت مند، ایک غریب، ایک موت۔ اس طرح اس میں دنیا کی اور دولت کی بے ثباتی نیک عمل کرنے کو کامیابی اور فلاح کا باعث بیان کیا جائے گا، صحت کو آدمی غنیمت جانے اور دولت پر نازاں نہ ہو، انجام کے اعتبار سے صرف نیک عمل ہی کام آئے گا؛ تاکہ سامعین کو نیک عمل کی رغبت ہو، صحت کو غنیمت جانیں اور اس کی قدر کریں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح کے پروگراموں میں کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اصلاح اور مشق کا مدار اس طرح کے پروگرام اور مکالموں پر نہیں ہے؛ بلکہ عموماً یہ پروگرام نصیحت کے بجائے تفرق اور دلچسپی کا سامان بن جاتے ہیں، اور ناظرین و سامعین اُسے محض ڈرامہ اور ناک کی نظر سے سنتے اور دیکھتے ہیں؛ لہذا دوسرا کوئی محذور شرعی مثلاً غیر مردوں کی موجودگی، بے پردگی، فرشتوں وغیرہ کی نقل جیسی حرام چیزیں نہ بھی ہوں، پھر بھی دینی مجلسوں میں اس انداز کے پروگرام پیش کرنے سے احتراز لازم ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے انہی خطرات کے پیش نظر حج کی فلم دیکھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (لہذا الفتاویٰ ۳۸۶/۳)

نوٹ:- احقر کی کوئی سابقہ تحریر اس کے خلاف ہو تو اُسے کالعدم سمجھا جائے۔

من جلس علی مکان مرتفع، والناس حولہ یسألون منہ بطریق الاستہزاء، ثم یضربونہ بالوسائد أي مثلاً، وهم یضحکون، کفروا جميعاً أي لاستخفافهم بالشرع. وکذا لو لم یجلس علی المكان المرتفع. ونقل عن الأستاذ نجم الدین

الکندی بسمرقند: أن من تشبه بالمعلم على وجه السخرية وأخذ الخشبة وضرب الصبيان كفر، يعني لأن معلم القرآن من جملة علماء الشريعة، فالاستهزاء به وبمعلمه يكون كفراً. (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري / فصل في العلم والعلماء ۱۷۳، وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية، كتاب السير / الباب الثامن في الاستخفاف بالعلم ۳۳۷/۶ زكريا، وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب السير / الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء ۲۷۰/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۱/۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یوم آزادی کے جلسہ میں مکالمہ اسلاف کی قربانیاں کی شکل میں پیش کرنا؟

سوال (۹۲۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یوم آزادی کے موقع پر اسلاف کی قربانیاں اور دینی ملی اور قومی خدمات کو ڈرامے اور ناول کی شکل میں پیش کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پروگرام میں اکابر و اسلاف کی دینی، قومی و ملی خدمات کو تقریر و تحریر، مکالموں اور ترانوں کے ذریعہ پیش کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ یہ خیال رہے کہ ڈراموں کی شکل نہ ہو اور بڑی بچیاں پروگرام میں شامل نہ ہوں، اسی طرح گانے بجانے کا کوئی پروگرام نہ رکھا جائے۔

عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من سنّ فی الإسلام سنةً حسنةً فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء، ومن سنّ فی الإسلام سنةً سيئةً كان

عليه وزرها ووزرٌ من عمل بها من غير أن ينقص من أوزارهم شيء. (صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب الحث على الصدقة ولو بشق تمر الخ رقم: ۱۰۱۷ بيت الأفكار الدولية، سنن النسائي / باب التحريض على الصدقة ۲۷۴/۱ رقم: ۷۵۱۵، سنن ابن ماجه، كتاب السنة / باب من سن سنة حسنة أو سيئة ۳۲۷/۱ رقم: ۲۰۳ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ۹۶/۲ رقم: ۲۶۸۴، مشكاة المصابيح ۳۳ رجلٌ يجلس على مكانٍ مرتفع ويتشبه بالمدكرين ومعهم جماعة يستاء لون ويضحكون منه، ثم يضربون بالمخراق فقد كفروا جملة استخفافهم بالشرع، وكذا لو لم يجلس على مكانٍ مرتفع ولكن يستهزئ بالمدكرين، ويتمسحوا بالقوم يضحكون منه فقد كفروا. (الفتاوى التاتارخانية ۳۳۶/۷ رقم: ۱۰۶۲۶ زكريا)

الرجل إذا كان يتشبه بالمعلمين في مجمع يأخذ الخشب بيده ويجلس الصبيان حوله ويستهزئ بالمعلمين، والقوم يضحكون منه فقد كفروا. (الفتاوى التاتارخانية ۳۳۶/۷ زكريا) ففظ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۵/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قاری رقیہ اور اُم حبیبہ کی کیسٹیں سننا؟

سوال (۹۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل عام طور سے لوگ اُم حبیبہ کی نعتیں اور قاری رقیہ کی قرأت ٹیپ ریکارڈ میں بھری ہوئی آواز کو سنتے ہیں، جس میں کسی قسم کا میوزک وغیرہ نہیں ہوتا اور ان نعتوں اور قرأت کو نہ کسی قسم کے فتنہ کا کوئی اندیشہ بھی نہیں ہوتا؛ بلکہ قرأت اور نعتیں سن کر ایمان میں جلا پیدا ہوتا ہے، تو کیا ٹیپ ریکارڈ میں بھری ہوئی آواز بعینہ عورت کی آواز ہے، جسے سننا جائز نہیں، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مردوں کے لئے قاریہ رقیہ اور اُم حبیبہ کی قرأت اور

نعت کی کیسٹ سننا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ اُن میں فتنہ کا سخت احتمال ہے، اُن کی آواز سن کر دل میں اُن کی محبت وغیرہ پیدا ہونا اس زمانہ میں تقریباً متیقن ہے، حنفیہ نے اسی طرح کے فتنہ کی بنا پر عورت کے اذان دینے کو مکروہ کہا ہے۔

قال الجصاص : وفيه دلالة على أن المرأة منهيّة عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب، إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذلك كره أصحابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت، والمرأة منهيّة عن ذلك. (أحكام القرآن للجصاص ۳۱۹/۳)

نغمة المرأة عورة ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولا يظن من لافطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة، أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح، فإننا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك، ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة، قلت: ويشير إلى تعبير النوازل بالنغمة. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة/ باب شروط الصلاة، فصل في النظر واللمس ۴۰۶/۱ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیسٹ میں قرآن کریم ٹیپ کر کے سننا؟

سوال (۹۲۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: موجودہ دور میں قرآن کریم کو کیسٹ وغیرہ میں ریکارڈ کر کے اُس کا سننا یا اُن کیسٹوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ میں قرآن کریم کی تلاوت محفوظ

کرنا، اُس کا سننا اور اُسے فروخت کرنا سب درست ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۸)

الأُمُور بِمَقَاصِدِهَا. (الأشباه والنظائر ۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

واک مین لگا کر تقریریں اور دینی باتیں سننا؟

سوال (۹۲۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: آج کے نوجوانوں کو کان میں (واک مین) ٹیپ ریکارڈ لگا کر گانے سننے کی عادت ہے، کیا اُن کی یہ عادت چھڑانے کے لئے اُن کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ گانے کے بجائے تلاوت کلام اللہ یا تقریر و بیان کی کیسٹ سنیں؛ تاکہ اس بہانے سے فحش گانے کی کیسٹ سننے سے محفوظ ہو سکیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر محض تقریر اور وقت گذاری مقصود نہ ہو؛ بلکہ یکسوئی

کے ساتھ عمل کے ارادہ سے تقریر و بیان اور تلاوت کی کیسٹیں سنی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ فضول گناہوں والی کیسٹوں کے بجائے کیسٹوں میں ایسے ہی دینی مضامین سننے چاہئیں۔

(ایضاح المسائل ۱۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیمرے کی اسکرین سے ملازمین کی نگرانی کرنا؟

سوال (۹۲۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: محمد طارق کی ذاتی ایک کاروباری جگہ جو کہ بیکری کی شکل میں ہے، کام کی نوعیت کے اعتبار

سے آفس میں بیٹھ کر کنٹرول کرنے کی غرض سے جدید نظام کے تحت کیمبرہ کا انتظام چل رہا ہے، چوں کہ بیکری کی جگہ کشادہ رقبہ میں ہے، اور کئی جگہ کام کے کئی اُمور الگ الگ حل کئے جاتے ہیں، اگر شرعی طور سے اجازت ہو تو میرے لئے کافی سہولت کا باعث ہو جائے گا؛ کیوں کہ لیبر کی چیکنگ اشد ضروری ہے، اس مسئلہ کی رہنمائی فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کیمبرے کی اسکرین کے ذریعہ سے ملازمین کی نگرانی

جائز اور درست ہے، مگر بلا ضرورت اُس کا پرنٹ آؤٹ نہ کرایا جائے۔

مستفاد: إن المریئة فی المرأة مثاله بالانعکاس لاهو . (الدبر المستعار مع الشامي

۱۱۰۱۴ ذکرہا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۴/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے پیغامات بھیجنا؟

سوال (۹۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل ہر جگہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جیسا مواصلاتی نظام قائم ہو گیا ہے، کیا اس ٹی وی کمپیوٹر

انٹرنیٹ کے ذریعہ دینی پیغامات، مذہبی لٹریچر اور دعوت و تبلیغ کرنا اور ان جیسی دیگر تعلیمی خدمات کرنا

شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ اس سے دور رہنے کی ضرورت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شرعی حدود میں رہ کر (تصاویر اور فواحش سے بچتے

ہوئے) دین کی ترویج و اشاعت اور اصلاح و دعوت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال جائز

ہے؛ لیکن اُس میں بہت سی نزاکتیں بھی پائی جاتی ہیں؛ کیوں کہ آج کل بالخصوص انٹرنیٹ فواحش

و منکرات کے کھلے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ انٹرنیٹ کا غیر محتاط استعمال ہدایت

کے بجائے گمراہی و معاصی کے غار میں نہ ڈھکیل دے؛ اس لئے نفسانی اور شیطانی شرور سے ہمہ

وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: بلغوا عني ولو آية الخ. (صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء / باب ما ذكر عن بني إسرائيل ٤٩١/١ رقم: ٣٤٦١ دار الفكر بيروت)

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل: ليبلغ الشاهد الغائب. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب قول النبي ارب مبلغ أوعى من سامع ٢١/١ رقم: ٦٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب القسامة والمحاربن / باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال ٦٠/٢ رقم: ١٦٧٩ بيت الأفكار الدولية)

عن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما أمورٌ مشتبَهة، فمن ترك ما شُبَّه عليه من الإثم كان لما استبان له أترك، ومن اجتراً على ما يُشكُّ فيه من الإثم أو شك أن يواقع ما استبان، والمعاصي حَمَى الله، من يرتع حول الحمى يوشك أن يواقع. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبَّهات ٢٧٥/١ رقم: ٢٠٥١ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب المساقاة / باب أخذ الحلال وترك الشبهات ٢٨/٢ رقم: ١٥٩٩ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داود رقم: ٣٣٢٩ دار الفكر بيروت)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جاندار کی تصویر بنانا اور تصویر سازی کی اجرت؟

سوال (۹۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصویروں کی تجارت اور اُن کا بنانا کیسا ہے؟ خواہ مٹی کی ہوں یا تانبہ یا پیتل کی؟ جواز و عدم جواز کی صورت میں اُن کی آمدنی کا کیا حکم ہوگا؟

(۲) جو لوگ تصویریں بناتے ہیں کیا وہ اُس وعید کے مستحق نہیں ہوں گے جس میں مصورین پر لعنت کی گئی ہے، اور قیامت کے دن اُن کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ تصویروں میں روح پھونکیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، اور بنانے والوں پر احادیث میں سخت وعید وارد ہوئی ہے اور اُس کی تجارت کرنا ناجائز ہے، اور تانبے پیتل کی تصویروں کی آمدنی مکروہ ہے، نیز مٹی کی تصویروں کی آمدنی ناجائز ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۷/۲۳۳ ذکر کیا)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت محمداً صلى الله عليه وسلم يقول: من صور صورة في الدنيا كُلف يوم القيامة أن ينفخ فيها الروح وليس بنافخ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من صور صورة لـ ۸۸۱/۲ رقم: ۵۹۶۳ دار الفكر بيروت)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح لـ البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة /

باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)
عن نوازل بن رشد ما نصه لا يحل عمل شيء من هذه الصور، ولا يجوز بيعها، ولا التجارة لها، والواجب أن يمتنعوا من ذلك. (البلوغ ۱۲، بحواله: جواهر الفقہ ۲۳۸/۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶ھ/۱۱

پیتل کے جانور بنانا؟

سوال (۹۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پیتل کا کوئی بھی جانور بنانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پیتل یا کسی بھی دھات وغیرہ کے ذریعہ جاندار کی تصویر

اور مجسمہ بنانا جائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۰۳/۱۹ ذابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۴۰۷/۲، جواہر الفقہ ۲۲۳/۷ زکریا)

قال العلماء: تصویر صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، سواء صفة في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار وغير ذلك. (مرقاۃ المفاتیح ۴۸۳/۴، فتح

الباري ۳۸۴/۲، شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، ايضاح المسالك ۱۱۲)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب لمصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة لحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

القول الثالث: أنه يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقاً أي سواء كان للصورة ظل أو لم يكن، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة. (الموسوعة الفقهية ۱۰۲/۱۲ كويت) فقط والله تعالى اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۷/۱۳ھ

چاندی کے زیور میں تصویر بنانا؟

سوال (۹۲۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سونا یا چاندی کے زیور میں مورت کے علاوہ کسی پرند یا کسی جانور کی تصویر بنانا کیسا ہے؟ نیز اگر اتنی چھوٹی تصویر بنائے کہ نیچے رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھنے سے اُس کے اعضاء صاف ظاہر نہ ہوں، تو کیا یہ جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو حکم مورت کا ہے وہی عام تصویروں کا ہے۔

عن أبي طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاویر. (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب التصاویر ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۴۹ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحيوان الخ ۱۹۹/۲ رقم: ۲۱۰۶ بیت الأفكار الدولية)

قال الطیسی: والأظهر أنه عام في كل كلبٍ وكل صورة، وأنهم يمتنعون من الجميع لإطلاق الأحاديث. (شرح المشكاة للطیسی ۲۹۴۴/۱۹ تحت رقم: ۴۴۸۹ الشاملة) قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصویر صورة الحيوان حرامٌ شديداً التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتنهن أو غيره فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوبٍ أو بساطٍ أو درهمٍ أو دينارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غيرها. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، كذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰ بیروت، عمدة القاري ۷۰/۲۲ بیروت، شرح سنن ابن ماجة للسيوطي ۲۶۰/۱ المكتبة الشاملة)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أشد الناس عذاباً يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله. (مشكاة لمصباح ۳۸۵/۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم)

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۶/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتیوں کا صیقل و صفائی کرنا کیسا ہے؟

سوال (۹۳۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ممئی میں میری دوکان ہے، جس میں صیقل و صفائی کا کام ہوتا ہے، صفائی کے لئے سونے چاندی کے زیورات اور سونے چاندی کی بنی ہوئی مختلف قسم کی مورتیاں آتی ہیں، تو کیا زیورات کے ساتھ مورتیوں کی صیقل و صفائی درست ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل ہونے والی رقم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ امر قابل لحاظ رہے کہ اگر صیقل و صفائی کے لئے صرف زیورات کو لیا جائے اور مورتیاں لیما بند کر دیں، تو دوکان بالکل ٹھپ ہو جائے گی، تو کیا اس مجبوری کی وجہ سے زیورات اور مورتیوں کی صفائی سے حاصل ہونے والی مخلوط رقم کو اپنے خرچ میں استعمال کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر اب تک جو اس طرح کی رقم کو اپنے صرفہ میں لاتے رہے، اُس کے وبال سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مورتیوں کی صفائی کا عمل مکروہ ہے؛ تاہم اس کی آمدنی

حلال ہے۔

وفي نوادر هشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره له ذلك واجعل له الأجرة، قال هشام: تاويله إذا كان الإصباغ من قبل الأجير. (الفتاوى الهندية ٤٥٠/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۰/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سامان تجارت میں حیوانات کی تصویر بنانا اور ایسے

کارخانوں کی ملازمت کا حکم

سوال (۹۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مراد آباد و دیگر شہروں میں سامان تجارت میں تصاویر حیوان بنائی جاتی ہیں، اُن کا بنانا کیسا ہے؟ اور اُن کارخانوں میں کام کرنا کیسا ہے جہاں تصاویر بنائی جاتی ہیں؟ از روئے شرع وضاحت فرمائیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سامان تجارت میں حیوانات کی تصویریں بنانا جائز نہیں، اور جن کارخانوں میں تصویر بنائی جاتی ہے وہاں اگر کوئی تصویر سازی کے کام پر مقرر ہے اور اُس کی تنخواہ لیتا ہے تو اُس کی ملازمت مکروہ ہے۔ اور اگر کسی اور کام پر مقرر ہے، اپنے ہاتھ سے تصویریں نہیں بناتا تو جائز ہے۔ (ایضاح النور ۸/۱، جواہر الفقہ ۵/۳۷۱)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابيح ۳۸۵)

وظاهر کلام السنووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتنهن أو لغيره فصنعتة حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها. (شامي / مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۶۴۷/۱ دار الفکر بیروت، وکنا في البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۴۸۲/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶ھ/۷/۵

آرٹ سبجیکٹ میں جاندار کی تصویر بنانا؟

سوال (۹۳۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کالج میں ڈرائیگ سبجیکٹ لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اُس میں مٹی وغیرہ سے تصاویر بنائی پڑتی ہیں، انسانی شکل بنائی ہوتی ہے، جانوروں کی شکلیں بنائی ہوتی ہیں، برائے کرم صحیح بات سے مطلع فرمانے کی زحمت فرمائیں؟ کیا یہ سبجیکٹ ہمارے لئے مناسب ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ذی روح کی تصاویر بنانا شریعت میں جائز نہیں؛ لہذا تعلیم میں ایسا سبجیکٹ نہیں لینا چاہئے، جس میں ناجائز عمل کا ارتکاب لازم آئے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰۱۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة لمصليح ۳۸۵)

ظاهر كلام السنوي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۶۱۲ / ۴۱ زكريا، ۶۴۷ / ۱ دار الفکر بیروت، وكذا في فتح الباري ۳۸۴ / ۱۰)

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صور الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، يعني مثل ما في الصحيحين عنه صلى الله عليه وسلم ”أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصورون، يقال لهم أحيوا ما خلقتم“ وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم ودينارٍ وفلس وإناءٍ وحائطٍ وغيرها، فينبغي أن يكون حراماً لا مكروهاً إن ثبت الإجماع أو قطيعة الدليل لتواتره. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۸۱۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۰/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اشتہاری کیلنڈروں میں مورتیاں وغیرہ چھپوانا؟

سوال (۹۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص اپنی دوکان اور کمپنی کی تشہیر اور پرچار کے واسطے کیلنڈر اور اشتہار وغیرہ چھپواتا ہے، اور اُس میں غیر مسلموں کی مورتیوں، نیز اُن کے عقیدے کے مطابق متبرک کلمے مثلاً: اوم، گنیش وغیرہ لکھوا کر چھپوادے اور تقسیم کرے، تو اُس کے لئے اس طرح کی تصاویر و کلمات کا چھپوا کر شائع کرانا کیسا ہے؟ اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کسی مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کیلنڈر یا اشتہار پر غیر مسلموں کے معبودوں کی تصویریں یا مذہبی نشانات چھپوائے۔

عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أنها اشترت نمرقة فيها تصاویر، فلما راها رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الباب فلم يدخله، فعرفت في وجهه الكراهية، فقلت: يا رسول الله! أتوب إلى الله وإلى رسوله ماذا أذنبْتُ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”ما بال هذه النمرقة؟“ قلت: اشتريتها لك لتقعد عليها وتوسدها. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إن أصحاب هذه الصور يوم القيامة يعذبون، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. وقال: ”إن البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملائكة“. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء رقم: ۲۱۰۵ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۱/۲ رقم: ۲۱۰۷ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب التصوير، الفصل الأول ۳۵۸)

وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الإجماع علی تحريم تصوير الحيوان والظاهر أنه يلحق به الصليب وإن لم يكن تمثال ذي روح. (شامي

۴۱۶/۲-۴۱۷ زکریہ، ۶۴۷/۸-۶۴۸ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۱/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اشتہار اور ڈبوں کی تصویر کا کیا حکم ہے؟

سوال (۹۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اشتہار پر جو تصویر ہوتی ہے، یا کسی اور چیز پر جیسے دوائی کی شیشی یا جوتے کا ڈبہ، کیا ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل ہوں گے یا نہیں؟ اور ان تصاویر کا کیا کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوائی شیشیوں یا استعمالی سامانوں پر اگر چھوٹی چھوٹی

تصاویر بنی ہوں، وہ رحمت کے فرشتوں کے لئے مانع نہیں ہیں؛ لیکن اگر بڑی تصاویر ہوں، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اور انہیں سجا کر رکھا جائے، جس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہوں، تو اس طرح کی تصویروں کی وجہ سے ملائکہ رحمت کے گھروں میں آنے سے محرومی رہے گی، اس لئے ان تصاویر کو چھپا کر رکھنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸/۳۶۳)

ولو كانت الصورة صغيرة بحيث لا تبدو للناظر لا يكره؛ لأن الصغار

جدا لا تعبد. (الهداية / فصل ويكره للمصلي ۱۴۵۱ مكتبة بلال ديوبند)

إلا أن تكون صغيرة؛ لأن الصغار جدا لا تعبد، فليس لها حكم الوثن، فلا

تكره في البيت، والمراد بالصغيرة لا تبدو للناظر على بُعد، والكبيرة التي تبدوا للناظر على بُعد، كذا في فتح القدير. ونقل في النهاية أنه كان على خاتم أبي موسى ذبا بتان، وأنه لما وجد خاتم دانيال عليه السلام في عهد عمر رضي الله عنه وجد عليه أسد ولبوة بينهما صبي يلحسانه وفي الخلاصة: من كتاب الكراهية. رجل صلى ومعه دراهم وفيها تماثيل ملك لا بأس به لصغرها. (البحر

الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٥٠١٢ زكريا، تبين الحقائق، كتاب الصلاة /

باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٤١٤/١ دار الكتب العلمية بيروت، ٤١٤/٢ زكريا)

ولو كانت الصورة صغيرة كالتي على الدراهم أو كانت في اليد أو مستترة أو مهانة مع أن الصلاة بذلك لا تحرم؛ بل ولا تكره. (شلمي، كتاب الصلاة

/ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ٦٤٧/١ كراحي)

روي أنه كان على خاتم صلى الله عليه وسلم أبي موسى ذبابتان، وكان لابن عباس رضي الله عنهما كانون محفوف بصور صغار. (العناية مع الهداية ٤٢٨/١

المكتبة الأشرفية ديوبند، ٤١٦/١ دار الفكر بيروت، البحر الرائق ٥٠١٢ زكريا)

وقد قيل في تاويل الحديث أيضًا أن تلك التماثيل كانت صغارًا لا تبدو للنظار من بُعد، ولا بأس باتخاذ مثل ذلك على ما روي أنه وجد خاتم دانيال عليه السلام في زمن عمر رضي الله عنه كان عليه نقش رجل بين أسدين يلحسانه، وكان على خاتم أبي هريرة ذبابتان، فعرفنا أنه لا بأس باتخاذ ما صغر من ذلك. (المبسوط للسرخسي ٤٧١/٢٤ دار الفكر بيروت)

عن أبي طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولا تصاوير. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب التصاوير ٨٨٠/١٢ رقم: ٥٩٤٩ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١٠٦ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٢٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

والمراد بهم الذين ينزلون بالبركة لا للحفظ. (حاشية جلي على تبين لحقائق ٤١٤/١)
قال العلماء: سبب امتناعهم من بيت فيه صورة كونها معصية فاحشة، وفيها مضاهاة لخلق الله تعالى..... فعوقب متخذها بحرمانه دخول الملائكة بيته وصالاتها فيه واستغفارها له وتبريكها عليه وفي بيته ودفعها أذى الشيطان، أما

هؤلاء الملائكة الذين لا يدخلون بيتاً فيه كلب أو صورة فهم ملائكة يطوفون
بالرحمة والتبريك والاستغفار. (شرح النووي ۲۰۰/۲، شرح المشكاة للطبري ۲۹۴/۹
تحت رقم: ۴۸۹، شرح أبي داؤد للعيني ۵۰۵/۱ الشاملة، حاشية السيوطي على سنن النسائي ۱۴۲/۱
الشاملة، مرقاة المفاتيح ۲۸۴/۷ تحت رقم: ۴۸۹ الشاملة، ۳۲۵/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وبالجملة فإن غرض الشريعة الإسلامية إنما هو القضاء على الوثنية
ومحو آثارها من جميع الجهات فكل ما يدنى منها أو يشير ذكرها فهو محرم،
وما عدا ذلك فهو جائز، أما إذا كانت موضوعة في مكان محترم أو كانت
كاملة الأعضاء؛ لأنها لا تحل. (الفقه على المذاهب الأربعة ۴۲۸-۴۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱۲/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تصویر کشتی کس صورت میں جائز ہے؟

سوال (۹۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: تصاویر کا حکم کس صورت میں جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: واقعی ضرورت مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کے
لئے بقدر ضرورت تصویر کشی کی گنجائش ہے؛ لیکن کسی بھی تصویر کو اعزاز کے ساتھ کسی جگہ لگانا تو جائز
ہے اور نہ ہی ضرورت میں داخل ہے۔

وما أبيع للضرورة بقدرها. (الأشباہ والنظائر ۱۱۹/۱ إدارة القرآن کراچی)
اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة، أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر،
وفي التأشيرة، وفي البطاقات الشخصية، أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة
هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصاً فيه، فإن الفقهاء رحمهم الله استثنوا

مواضع الضرورة من الحرمة. (تكملة فتح الملهم ۱۶۴/۴ المکبة الأشرية)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة.

(شرح کتاب السیر الکبیر / باب ما یکره فی دار الحرب وما لا یکره ۲۱۸۳ مکبة عباس أحمد الباز)
الضرورات تبیح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخصصة،
وإساعة اللقمة بالخمير، والتلفظ بكلمة الکفر للإکراه. (الأشباه والنظائر / الفن الأول
فی القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ۱۱۸۱ رقم القاعدة: ۵۶۸ إدارة القرآن کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱۲/۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اعزہ کی جدائیگی کے وقت ان کا فوٹو کھینچنا؟

سوال (۹۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی شخص اپنے لڑکا یا لڑکی یا شوہر یا بیوی ان سب کی ایک جدائیگی کے وقت فوٹو کچھوا کر اپنے پاس یا اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس مقصد سے فوٹو کھینچوانے کی بالکل اجازت نہیں ہے، احادیث میں تصویر کشی پر سخت ممانعت آئی ہے۔

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت

الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما إذ أتاه رجل فقال: يا ابن عباس! إني إنسانٌ إنما معيشتي من صنعة يدي، وإني أصنع هذه التماوير. فقال يا أبا عباس: لا أحدثك إلا ما سمعتُ من رسول الله صلى الله عليه وسلم، سمعته يقول: "من صور صورةً فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح، وليس بنافخ فيها أبداً". فربما الرجل ربوةً شديدةً واصفرَّ وجهه، فقال: ويحك! إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر، وكل شيء ليس فيه روح. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب بيع التماوير التي ليس فيها روح وما يُكره من ذلك ٤٥٣/١ رقم: ٢٢٢٥ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١١٠ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب التماوير، الفصل الثاني والثالث (٣٨٦) فقط والله تعالى أعلم
 كُتِبَ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۱۶ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یادِ رفتگاں کے لئے تصویر کشی کرنا؟

سوال (۹۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محض یادِ رفتگاں کے لئے تصویر کشی کرنا اور کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یادگاری تصاویر کھینچنا یا کھنچوانا سب ناجائز ہے۔

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الذين يصنعون هذه الصور يُعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۱ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰/۱۲ رقم: ۲۱۰۸ بيت الأفكار الدولية، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵۱/۸ رقم: ۴۴۷۵ ط: الرسالة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو دکھانے کے لئے فوٹو کھینچنا؟

سوال (۹۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر کسی جگہ نوکری کرتا ہے، ماہانہ گھر آتا ہے، اس وقفہ میں اگر بیوی شوہر کے فوٹو سے زیارت کا لطف حاصل کرے، تو کیا بیوی کو شوہر کا فوٹو رکھ کر دیکھنا شرعاً جائز ہو سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کسی ضرورت کی وجہ سے شوہر کا فوٹو پہلے سے کھینچا ہوا موجود ہے، تو بیوی کے لئے اُس کا دیکھنا جائز ہے، خاص اس مقصد سے تصویر کشی بالکل جائز نہیں ہے، احادیث شریفہ میں تصویر کشی کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰/۱۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم

وسلم قال: إن الذين يصنعون هذه الصور يُعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۱ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۱/۲ رقم: ۲۱۰۸ بيت الأفكار الدولية، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵۱/۸ رقم: ۴۴۷۵ ط: الرسالة)

عن عائشة رضي الله عنها أخبرته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أشد الناس عذاباً يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله. (صحيح بن حبان ۱۵۸/۱۳ رقم: ۵۸۴۷) وكثيراً من أهل المعاصي منهم: المصورون ومن ادعى إلى غير أبيه وغير ذلك. (عمدة القاري / باب ما يكره من لعن شارب الخمر ۲۷۰/۲۳ المكتبة الشاملة)

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر. (مرقلة المفاتيح / باب التصاوير ۳۲۳/۸ بيروت، ۳۲۶/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند، مشكاة المصابيح ۳۸۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۰/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوہ کا شوہر کی تصویر دیکھنا؟

سوال (۹۳۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عدت کی حالت میں بیوی اپنے فوت شدہ شوہر کی تصویر موبائل میں یا فوٹو دیکھ سکتی ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ عدت تک بیوی شوہر کے نکاح میں ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورت اپنے وفات شدہ شوہر کو دیکھ سکتی ہے، اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُس کی تصویر دیکھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ جس جگہ تصویر ہوتی ہے تو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اس لئے تصویروں کو محفوظ نہیں رکھنا چاہئے۔

عن أبي طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاویر. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب التصاویر ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۴۹ دار الفكر بیروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۶ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابيح ۳۸۵)

ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح، وهي لا تمنع من ذلك. (الدر المختار ۹۰/۳ زکریا، مجمع الأنهر ۲۶۶/۱ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۲/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل سم لینے کے لئے تصویر کھینچوانا؟

سوال (۹۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بلا ضرورت تصویر بنانا تو حرام ہے؛ لیکن آج کل ہمارے تمل ناڈو میں بی ایس این ایل موبائل کارڈ کی بہت ڈیمانڈ ہے؛ اس لئے بہت سے لوگ ۲۰۰ کے کارڈ کو ۵۰۰، ۱۰۰۰ تک بیچتے ہیں، نفع کے لئے لینے والوں کے پاس سم کارڈ یا لائسنس نہیں رہتا، حکومت کا قانون یہ ہے کہ کارڈ خریدنا ہو تو تصویر اور سم کارڈ دینا پڑے گا، بیچنے والا اپنی تصویر بنا کر اور اپنا سم کارڈ دے کر حکومت میں اپنے نام سے لے کر اُس کو دوسروں کو بیچتا ہے، کیا اُس وقت تصویر کا نکال کر دینا درست ہے؟ جب کہ نیت یہ ہے کہ اُس سے تجارت کرنا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس دور میں موبائل کارڈ ایک اہم ضرورت زندگی کے درجہ میں آ گیا ہے؛ لہذا اُسے حاصل کرنے کے لئے تصویر کھینچوانے کی گنجائش ہے، جیسا کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے لئے اس کی اجازت دی گئی ہے، اور پری پیڈ موبائل کارڈ چوں کہ قانوناً کوئی بھی شخص استعمال کر سکتا ہے؛ لہذا اُس کا سم کارڈ اپنے نام سے نکلوا کر دوسروں کو اضافہ

کے ساتھ بیچنے میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسالک ۱۳۵)

ما أبیح للضرورة يقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ۱۱۹/۱ إدارة القرآن کراچی)

أما اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة، أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر، وفي التأشير، وفي البطاقات الشخصية، أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصاً فيه، فإن الفقهاء رحمهم الله استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة. (تكملة فتح الملهم ۱۶۴/۴ المكية الأشرفية)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة.

(شرح كتاب السير الكبير / باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره ۲۱۸/۳ مكتبة عباس أحمد الباز)
الضرورات تبیح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخصصة، وإساعة اللقمة بالخمير، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه. (الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ۱۱۹/۱ إدارة القرآن کراچی) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا الله عنه

راشن کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کھینچوانا؟

سوال (۹۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: صوبائی حکومت نے راشن کارڈ سے متعلق ایک بل پاس کرنے کی خبر ”أمرأجا لخبار“ میں ۳۰ جون ۲۰۰۰ء بروز جمعہ چھاپی ہے کہ اب راشن کارڈ کی اصلیت ماننے کے لئے کہیں فرضی کارڈ تو نہیں ہے، ہر کارڈ پر کارڈ کے ولی کا فوٹو لگنا ضروری ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت؟ مسئلہ اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تصویر کھینچنا عام حالات میں ناجائز ہے، ہاں اگر کوئی

قانونی مجبوری ہو جیسے پاسپورٹ یا راشن کارڈ یا شناختی کارڈ کی ضرورت ہو تو بوجہ ضرورت ایسی تصویر کھنچوانے کی اجازت ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۵، جواہر الفقہ ۲۳۶/۳)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة. (شرح كتاب السير الكبير / باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره ۲۱۸/۳ مكتبة عباس أحمد الباز مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۳/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فوٹو کھنچوا کر محفوظ رکھنا؟

سوال (۹۴۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کم سنی میں کھنچوائے ہوئے فوٹو رکھنا درست ہے، شیر خوار بچہ کا فوٹو کھنچوانے کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا، ماں باپ، یا فوٹو گرافر، یا بچہ پر؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا شرعی ضرورت کے فوٹو کھنچوانا بچے یا بڑے کسی کے لئے جائز نہیں اور بچے کے فوٹو کھنچوانے والے اور کھینچنے والے دونوں گنہگار ہوں گے۔ (جواہر الفقہ ۲۳۲/۳، فتاویٰ محمودیہ ۱۸۵/۵)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صور صورة عذبه الله حتى ينفخ فيها يعني الروح، وليس بنافع فيها. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في المصورين ۳۰۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل میں عورتوں یا چھوٹی بچیوں کا فوٹو رکھنا؟

سوال (۹۴۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: موبائل میں عورتوں کا فوٹو رکھنا یا چھوٹی بچیوں کا فوٹو رکھنا وداشت کے لئے کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللہ التوفیق: ”عورتوں“ اور ”چھوٹی لڑکیوں“ کے فوٹو کھینچنا اور ان کو

موبائل میں رکھنا ناجائز اور سخت فتنہ کا سبب ہے، اس لئے اس سے احتراز لازم اور ضروری ہے، اور یادداشت کے لئے رکھنا کوئی ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ اس کی اجازت دی جائے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله

عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون. (صحیح

البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت،

صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰۱۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت

الأفكار الدولية، مشکاة المصابيح ۳۸۵)

وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجنب

بجهدہ، وهو دليل الحرمة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل

النظر إليه ۳۲۷/۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۶/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایسی تصویریں لگانا جن میں شکل و صورت نظر نہ آئے؟

سوال (۹۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی مسجد یا گھر میں انسانی تصویر جو شکل و صورت نظر نہ آئے، جیسے حرم شریف کے نمازی کی

حالت میں لی گئی تصویر بحالت رکوع یا سجدہ کے ایسے تصاویر کا لگانا مسجد میں کیسا ہے؟ یا گھر میں خانہ

کعبہ کے چار طرف نماز پڑھتے ہوئے لی گئی تصویر کو گھر یا مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی تصاویر جن میں شکل و صورت نظر نہیں آتی، لگانا

ممنوع نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/۲۳۴)

روي أنه كان على خاتم أبي موسى ذبا بتان، وكان لابن عباس رضي الله عنهما كانون محفوف بصور صغار. (العناية على هامش فتح القدير / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۴۱۶ دار الفكر بيروت)

أو مقطوعة الرأس أي ممحوة الرأس بخيط يخيطة عليه حتى لا يبقى للرأس أثر، أو يطليه بمغرة أو نحوه أو ينحته فبعد ذلك لا يكره؛ لأنها لا تعبد بدون الرأس عادة. (تبين الحقائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۴۱۵ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ۲/ ۵۰۱ زكريا)

أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه (الدر المختار) وقال الشامي: قوله: أو مقطوعة الرأس أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس ومحى، وسواء كان القطع بخيط خيط على جميع الرأس حتى لم يبق له أثر، أو يطليه بمغرة أو بنحته أو بغسله؛ لأنها لا تعبد بدون الرأس عادة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۱/ ۴۸۱ دار الفكر بيروت، ۲/ ۴۱۸ زكريا)

اگر تصویر میں صورت اور اعضاء صاف نظر آتے ہوں تو اُن کا لگانا جائز نہیں ہے۔ (جواہر

الفقہ ۳/۲۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۵/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سایہ کے مانند تصویر کے ڈھانچے کا حکم؟

سوال (۹۴۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصویر کا گھر میں رکھنا جائز نہیں، تو کیا تصویر کے اس ڈھانچے کو جو آدمی کے سایہ کی شکل میں ہوتا ہے، اُس کو گھر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں لٹکا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تصویر کا وہ ڈھانچہ جو آدمی کے سایہ کے مانند ہوتا ہے، اگر وہ اس قدر واضح ہو کہ اُس پر انسانی شکل کا اطلاق کیا جاسکتا ہو تو وہ تصویر کے حکم میں داخل ہے، بریں بنا اُس کو گھر یا مسجد میں لٹکانا جائز نہ ہوگا۔

وقيد بالرأس؛ لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين؛ لأنها تعبد بدونها، وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ٤١٨٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵ھ / ۱/۲۴

مقدس اشیاء اور مقامات کی تصاویر گھروں میں لگانا؟

سوال (۹۴۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کعبۃ اللہ، مواہبہ شریف، گنبد خضریٰ، حرم پاک کا دروازہ یا اس قسم کے اور شعائر کی تصویر کمرے میں لگواتے ہیں، اور کمرے میں ناپاکی کی حالت میں اُس پر نظر پڑتی ہے، تو کیا یہ درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیت اللہ شریف وغیرہ کی تصاویر کمرے میں لگانا بلاشبہ جائز ہے، اور ناپاکی کی حالت میں اُن پر نظر پڑنے میں کوئی کراہت نہیں؛ کیوں کہ بحالتِ ناپاکی ان اشیاء کا دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔

يجوز اقتناء واستعمال صور المصنوعات البشرية والجوامد والنباتات - إلى قوله - وسواء استعمل ذلك لحاجة ونفع، أو لمجرد الزينة والتجميل، فكل ذلك لا حرج فيه شرعاً. (الموسوعة الفقهية ١١٦/١٢ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۲۳ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بزرگ کی تصویر مکان میں لگانا؟

سوال (۹۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے ایک بزرگ ہیں وہ زندہ ہیں، کیا ہم اُن کی تصویر اپنے مکان یا دکان میں لگا سکتے ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں، ہمارے بزرگ کی طرف سے اجازت ہے کہ گھر میں لگا لو؟
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گھر یا دکان میں بزرگ وغیرہ کی تصویر تعظیم کے ساتھ رکھنا حرام ہے، چاہے بزرگ کی طرف سے اجازت ہو یا نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰۸/۵، احسن الفتاویٰ ۱۹۱/۸)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ الأنفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۲/۱۴۲۱ھ
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عید کی مبارک باد دینے کے لئے بورڈ پر تصویر لگانا؟

سوال (۹۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا اس طرح کی تصاویر جو بڑے بورڈ کے شکل میں جس پر عید مبارک لکھا ہوا ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز ہے؟ اگر کوئی مسلمان اس طرح تصویر کشی کر کے چوراہے پر لگائے، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عید کی مبارک باد دینے کے لئے بورڈ وغیرہ پر تصاویر لگانا شرعاً جائز نہیں ہے، جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا۔

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصوین يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابیح ۳۸۵)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر فصنعتة حرام بكل حال. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، ونحو ذلك في الفتاوى الهندية ۳۵۹/۵)

ظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۴۱۶/۲ زكريا، وكذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰ فقط والله تعالى اعلم)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۲/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اخبار کی رپورٹنگ کرنا اور تصویر کشی کر کے اخبار میں نشر کرانا؟

سوال (۹۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: احقر پہلے اخبار والوں کو رپورٹ پہنچانے کا کام کرتا تھا، جس میں باہر سے خبریں وغیرہ لے کر اخبار والوں کو دیا کرتا تھا، اس میں بعض وقت خبروں کو لینے کے ساتھ ساتھ آدمی کی تصویر بھی لینی پڑتی ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ آدمی کی تصویر لینا درست نہیں ہے، اور یہ کمائی درست نہیں ہے؛ لہذا احقر نے اس کام کو چھوڑ دیا، مگر احقر آنجناب سے پوچھ رہا ہے کہ یہ چھوڑنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ کیا میں اس کام کو کر سکتا ہوں؟

(۲) ایک اور کام مجھ کو ملا ہے، وہ یہ ہے کہ باہر سے خبریں لینا نہیں ہے؛ بلکہ ٹی وی وغیرہ کے اندر جو چیزیں نشر ہوتی ہیں، اُس کو مشینوں کے ذریعہ براہ راست ٹی وی ہی سے محفوظ کرتے ہیں، اور دوسری جگہ پہنچاتے ہیں، اس میں بھی بعض مرتبہ خبروں کے ساتھ تصویر بھی ٹی وی سے محفوظ کرنی پڑے گی، باہر سے جاندار کی تصویر لینی نہیں ہے؛ بلکہ ٹی وی میں جو تصویر آتی ہے اُس کو خبروں کے ساتھ محفوظ کرنا پڑے گا، شریعت کی رو سے یہ پیشہ درست ہے یا نہیں؟ اگر کچھ قیودات کے ساتھ یہ پیشہ درست ہو سکتا ہے، تو اُس کو بھی درج کر دیں، احقر کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ آپ کا رپورٹنگ کرنا اور اُس کے ساتھ تصویر وغیرہ کھینچ کر بھیجنا اور اُس پر مقررہ اجرت لینا، تو یہ اجرت فی نفسہ حلال ہے، سود اور جوئے کی طرح حرام نہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ تصویر کھینچنا، محفوظ کرنا اور اخبار کو بھیجنا۔ تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ناگزیر ضرورت کی وجہ سے تصویر کھینچی جا رہی ہے تو اس کی گنجائش ہے، اور اگر بلا ضرورت محض رواج یا نام وری کے لئے تصویر کھینچی جائے، جیسا کہ عام معمول ہے، تو یہ جائز نہیں۔ خلاصہ یہ نکالنا کہ مسئلہ صورت میں آپ کی آمدنی مکروہ تحریمی لغیرہ ہے؛ لہذا جلد از جلد کوشش کر کے بے غبار اور غیر مشتبہ آمدنی کا ذریعہ اپنانا چاہئے، اور جب تک دوسرا ذریعہ معاش نہ ہو تو استغفار و ندامت کے ساتھ اس مشغلہ میں لگے رہنے کی گنجائش ہے۔

عن الحسن قال: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم: دع ما

یریکک إلى ما لا یریکک، فإن الصدق طمانينة وإن الكذب ريبة. (سنن الترمذی، أبواب صفة الجنة ۷۸/۲ رقم: ۲۵۱۸)

عن أبي قتادة وأبي الدهماء قالاً: قال رجلٌ من أهل البادية: حفظت عنه - صلى الله عليه وسلم - إنك لا تدع شيئاً اتقاء الله إلا أعطاك الله خيراً منه. (شعب الإيمان للبيهقي ۵۳/۵ رقم: ۵۳۶۴)

ظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۴۱۶/۲ زكريا، وكذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰)

وفي نوادر هشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره له ذلك واجعل له الأجرة، قال هشام: تاويله إذا كان الإصباح من قبل الأجير، كذا في الذخيرة وإن استأجره لينحت له طنبراً أو يربطاً ففعل طاب له الأجر إلا أنه يأثم به، كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوى الهندية ۴۵۰/۴)

إذا استأجر رجلاً ليحمل له الخمر فله الأجر في قول أبي حنيفة. (الفتاوى الهندية ۴۴۹/۴)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة. (الأشباه والنظائر ۲۶۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

امتحان میں کامیابی کے لئے ڈرائنگ کا مضمون لینا؟

سوال (۹۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالہ BA کا طالب علم ہے، اسکول میں بھول سے ڈرائنگ (تصویر سازی) کا مضمون لے

لیا، اب خالد کو امتحان میں اس مضمون کے پرچہ میں جاندار کی تصویر بنانی پڑ رہی ہے، خالد نہیں چاہتا ہے، مگر فیل ہو جائے گا، آئندہ کے لئے خالد عہد کرتا ہے کہ تصویر سازی کا مضمون نہیں لے گا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اب خالد کو تصویر سازی کی گنجائش مل سکتی ہے؟ فقہاء کے یہاں اگر کوئی گنجائش ہو تو تحریر کریں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض امتحان میں کامیابی کی غرض سے تصویر سازی کی گنجائش شریعت میں نہیں، اور یہ مستقل گناہ ہے، اگر ایسا کر لیا تو توبہ واستغفار لازم ہے۔

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم لقيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذکور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتنهن أو بغيره فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوبٍ أو بساطٍ أو درهمٍ أو دينارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غيرها. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، كنا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰، عمدة القاري ۷۰/۲۲، بيروت ۱۲/۴۱۴، زكريا، شرح

سنن ابن ماجه للسيوطي ۲۶۰/۱، مرقاة المفاتيح ۳۲۶/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند)

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲۵۴/۲ المكتبة الأشرفية) فقط والله تعالى أعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۲/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جلسہ میں چندہ کے لئے تصویر کھینچنا؟

سوال (۹۵۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس طرح حج اور شہرتی کارڈ کے لئے تصویر کشی جائز ہے، اسی طریقہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ کی تصویر کشی (جس کی وجہ سے طلبہ کی نشان دہی اور عوام کی شرکت کا ثبوت ہوتا ہے) چندہ کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ کثرت مدارس کی وجہ سے آج کل بغیر تصویر کے موقع پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تصویر کشی ناجائز ہے، پاسپورٹ وغیرہ میں ضرورتاً اس کی گنجائش دی گئی ہے؛ لیکن چندہ اس پر موقوف نہیں ہے؛ لہذا اس مقصد سے تصویر کشی بالکل اجازت نہیں ہے، بے شمار ایسے مدارس ہیں جن میں کبھی کوئی تصویر نہیں کھینچی گئی، پھر بھی اُن کا مالی تعاون بدستور جاری ہے، مدرسہ کے ثبوت کے لئے محض اُس کی عمارت کا فوٹو دینا بھی کافی ہو سکتا ہے؛ اس لئے جلسہ میں تصویر ہرگز نہ لی جائے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند اللہ يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) و حکم المقتضي أنه يثبت بطريق الضرورة فيقدر بقدر الضرورة. (أصول

الشاشي / بحث كون القبول ركناً في باب البيع ۱۲۱/۱ المكتبة الشاملة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اخباری نمائندوں کا عید کی نماز پڑھتے لوگوں کا فوٹو کھینچنا؟

سوال (۹۵۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عید گاہ میں عید کی نماز کے موقع پر اخباری نمائندے اور ٹیلی کاسٹ والے تصویر کشی کرتے ہیں، جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: وہ نمائندے خود اپنے فعل کے ذمہ دار ہیں، جو شخص انہیں منع کرنے پر قادر ہو، اُسے منع کرنا چاہئے، ورنہ کم از کم خود اُن کے کمرے کی گرفت سے بچا رہے۔
عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٦٩١/١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دینی تقریبات اور جلسوں میں تصویر کشی کا حکم؟

سوال (۹۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل تصویر کشی کا سلسلہ اتنا عام ہو چلا ہے کہ دنیوی تقریبات جلسے جلوس اور پروگراموں کی تصویر کشی کی طرح دینی تقریبات، مدرسوں کے جلوس، قرآنی مسابقوں، مسلم تنظیموں کے اجلاس، اصلاح معاشرہ کے پروگراموں میں بھی تصویر کشی کی جاتی ہے اور ویڈیو گرافی بھی، تنظیمات کے ذمہ داران میڈیا کے نام پر ٹی وی، ویڈیو گرافی، اور تصویر کشی کو عملاً اختیار کرتے ہیں، اسی طرح بعض اہل مدارس بھی سی ڈی، اور ویڈیو گرافی کے دور دراز علاقوں میں اہل خیر حضرات کو پیش کر کے اُن کو اعتماد میں لے کر چندہ کی فراہمی کا کام انجام دیتے ہیں، حتیٰ کہ مدرسہ میں جانور کو ذبح کرتے ہوئے، طلبہ کو کھاتے ہوئے، مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے، مدرسہ میں صبح کا ترانہ پڑھتے

ہوئے تصویر لی جاتی ہے اور اہل خیر و اہل ثروت کو دکھایا جاتا ہے، اور بعض مرتبہ اہل خیر اس کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ اگر مسجد، مدرسہ کا فوٹو بلا تصویر دیکھا جائے تو اُن کو اطمینان نہیں ہوتا ہے اور یہ بتلانے پر کہ ناجائز ہے، اُن مدارس و مساجد کے فوٹو پیش کرتے ہیں جن میں نمازی اور طلبہ کی تصویر ہوتی ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ تم ہی مولوی ہو؟ یہ لوگ بھی تو مولانا مفتی ہیں، تو کیا عموم بلوئی کی وجہ سے تصویر کشی "الضرورات تبیح المحظورات" کی بنا پر جائز کہا جاسکتا ہے یا حرام ہی رہے گی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دینی تقریبات، قرآنی سابقات وغیرہ میں تصویر کشی بے ضرورت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے؛ البتہ ہندوستان جیسے ممالک میں ملی مسائل کے لئے جو پروگرام کئے جائیں، جن کا مقصد آر باپ حکومت تک اپنے مطالبات پہنچانا اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے، تو اُس میں ضرورت کی بنا پر تصویر کشی کی گنجائش ہوگی، اور چوں کہ اس وقت بہت سے مدارس فرضی دعویٰ لے کر آر باپ خیر کے اعتماد کا غلط استعمال کرتے ہیں، اس لئے اگر آر باپ خیر مدرسہ کی سرگرمیوں کے بارے میں اظہار اطمینان کے لئے تصویر یا ویڈیو کی شرط لگائیں، تو ایسا کرنا درست ہوگا، اس کی حیثیت شناختی کارڈ وغیرہ میں لگائی جانے والی تصویروں کے مانند ہوگی۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون . (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابيح ۳۸۵)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذکور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتنهن أو غيره فصنعه حرام بكل

حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوبٍ أو بساطٍ أو درهمٍ أو دينارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غيرِها. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، كذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰ بیروت، عمدة القاری ۷۰/۲۲ بیروت، ۱۲۴/۱۴ زکریا، شرح سنن ابن ماجہ للسيوطی ۲۶۰/۱، مرقاة المفاتیح ۳۲۶/۸ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر ۱۱۹/۱ کراچی، قواعد الفقہ ۸۹) ما أبیح الضرورة يتقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ۱۱۹/۱ إدارة القرآن کراچی، قواعد الفقہ ۸۹ دار الكتاب دیوبند، شملی ۵۳۳/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
الملا: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۷/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دینی پروگراموں میں عورتوں کے مجمع میں اسکرین لگانا؟

سوال (۹۵۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹی وی، ویڈیو گرافی، سی ڈی اور اسکرین جس کا استعمال ہوٹلوں، کارخانوں اور دکانوں میں بے دھڑک کیا جا رہا ہے، سب کے احکام یکساں ہیں یا مختلف؟ بہت تیزی کے ساتھ اسکرین کا استعمال دینی جلسوں اور خاص کر عورتوں کے مجمع میں کیا جانے لگا ہے، اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ عورتیں بے پردگی کی مرتکب نہ ہوں؛ بلکہ وہ پردہ کے پیچھے بذریعہ اسکرین خطیبوں، شاعروں اور شرکاء جلسہ کو دیکھتی رہیں، اس کے استعمال سے اُن عورتوں کو بھی آئندہ ٹی وی وغیرہ کی تحریک ہوتی ہے، اور بے خطر عورتیں اور مرد اس کو دلیل بنا کر دیگر موقعوں میں بھی استعمال کریں گے کہ فلاں فلاں دینی جلسوں میں لگایا گیا، اور علماء کرام نے نکتہ نہیں کی، اور اس کو نہ روکا نہ بند کرایا؛ لہذا جائز ہے۔
اس لئے براہ کرم بتلایا جائے کہ دینی جلسوں اور اصلاحِ معاشرہ کے پروگراموں کو اسکرین کے ذریعہ عورتوں کو دکھانا (جب کہ اُس میں غیر مردوں کی تصویر پر ہمہ وقت نگاہ رہتی ہے اور مقررین و شعراء کے طرزِ ادا سے محفوظ ہونا ظاہر ہے) جائز ہے یا ناجائز؟

اگر ناجائز ہے تو سرپرست جلسہ، صدر جلسہ اور مقررین حضرات پر تکلیف کرنا لازم و ضروری ہے یا نہیں؟ جب کہ تکلیف نہ ہونے سے عوام جواز پر استدلال کرتی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دینی پروگراموں میں عورتوں کے جماع میں اسکرین لگا کر ویڈیو کے ذریعہ سے مقررین کی تصویریں دکھانا ہرگز درست نہیں ہے، یہ ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ سخت فتنہ کا باعث ہے اور اس پر تکلیف کرنا ضروری ہے، اور ہوٹلوں اور کارخانوں میں جو حفاظتی کیمرے لگا کر نگرانی کی جاتی ہے اُس کا حکم اس سے مختلف ہے۔

إن النساء مأمورات بغضِ البصر عن الرجال الأجانب، كما أن الرجال مأمورون بغضِ البصر عن النساء الأجنبيةات. (أحكام القرآن للثانوي ۴۳/۳)

الأصل أن نظر المرأة من الرجل الأجنبية بمنزلة نظر الرجل إلى محارمه؛

لأن النظر إلى خلاف الجنس أغلظ. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۳۳/۹ زكريا)

إن المروئي في المرأة مثاله لا هو. (شامي ۱۱۰/۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملا: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں دینی پروگرام کے دوران تصویر کشی کرنا؟

سوال (۹۵۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر مسجد شرعی میں کوئی دینی جلسہ یا مسابقہ قرآنی ہوتا ہو تو مسجد کے اندرونی ویڈیو گرافی کرنا، اور کامیاب طلبہ کا ہر طرف سے کیمرہ یا موبائل کے ذریعہ تصویر لینا، عام مجلسوں کا حکم ہے یا مسجد کے اندر ایسے عمل کا کوئی اور حکم ہوگا؟ یہ بات مد نظر رہے کہ عرب ممالک میں بھی یہ سب کام ہوتے ہیں اور اُن کو تکلیف کی دتی، لسانی اور قلبی قوت حاصل ہے، پھر بھی تکلیف نہیں ہوتی، تو کیا اہل ہند کے لئے اُن کا یہ عمل جواز کی دلیل بن سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد شرعی میں کیمر یا موبائل وغیرہ کے ذریعہ تصویر کشی کا گناہ عام جگہوں پر تصویر کشی سے زیادہ ہے؛ کیوں کہ اُس میں مسجد کی بے حرمتی بھی شامل ہے اور عرب ممالک میں اس بات پر نکیر نہ کیا جانا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحیح البخاری، کتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفكار الدولية، مشکاة المصابيح ۳۸۵)

إن السيئات تضاعف فيه. (أحكام المساجد بأحكام المساجد ۲۹۰، الموسوعة الفقهية ۲۳/۴۱۳۷ کویت)

عن كعب بن الأحبار يقول: السيئات تضاعف فيه أي تزداد قبْحاً وفحشاً؛ لأن المعاصي في زمان أو مكان شريف أشد جرأة وأقل خوفاً من الله تعالى. (أحكام المساجد بأحكام المساجد ۲۹۰، الموسوعة الفقهية ۲۳/۴۱۳۷ کویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملا: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں درس تفسیر کی ویڈیو ریکارڈنگ کرنا؟

سوال (۹۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہماری مسجد میں ایک معروف عالم دین جناب مفتی محمد اقبال احمد قاسمی بعد نماز عشاء بیس منتہی قرآن کریم کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کی ویڈیو ریکارڈنگ کرا کر یوٹیوب پر ڈال دوں، اور اُس کی سی ڈی بنا کر تقسیم کر دی جائے؛ تا کہ اُمت کے زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے

فائدہ اٹھاسکیں، خاص طور پر وہ طبقہ جس کا زیادہ وقت انٹرنیٹ کمپیوٹر وغیرہ پر صرف ہوتا ہے، تو کیا اس کام کے لئے مسجد میں باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ کی گنجائش ہوگی، جب کہ بہت سی مسجدیں باقاعدہ آڈیو ریکارڈنگ ہوتی ہے، جیسا کہ حیدرآباد کے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی مسجد میں ہر جمعہ کو ہوتی ہے، پھر اُن کی تقریر اُن کی ویب سائٹ میں ڈال دی جاتی ہے اور لوگ اُسے سنتے ہیں، اور کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا، جب کہ ہماری مسجد میں لوگ ویڈیو ریکارڈنگ پر اعتراض کر رہے ہیں، کیا آڈیو اور ویڈیو تصویر کا حکم الگ الگ ہوگا، جب کہ مقصد صرف اُمت کو اس جدید دور میں جدید آلات اور ذرائع ابلاغ سے قرآن کی تفسیر میں پہنچانا ہے، جیسا کہ میرے بھائی نے تفسیر کا ایک ویڈیو یوٹیوب پر ڈالا ہے، جو کہ انگلش میں بسم اللہ کے نام سے پڑا ہے، نیز بہت سے اکابرین ان آلات کو دین کی خدمت کے لئے اپنا رہے ہیں، براہ کرم وسعت اور احتیاط پر نظر رکھتے ہوئے جواب تحریر فرمائیں، کیا انٹرنیٹ پر ڈالنے کے لئے مسجد میں تفسیر کی ریکارڈنگ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کوئی متبادل طریقہ بتلا دیں؛ تاکہ لوگوں تک قرآن کی بات پہنچ سکے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اچھی بات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ قابلِ تعریف ہے اور جائز حدود میں رہ کر اُس کی کوشش کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور درس تفسیر اور اصلاحی مواعظ و خطبات میں اصل مقصد مفسر یا واعظ کی آواز پہنچانا ہوتا ہے اور یہ مقصود آڈیو (یعنی بلا تصویر آواز کی ریکارڈنگ) سے بخوبی حاصل ہو جاتا ہے، اس لئے اس مقصد کی خاطر مسجد میں ویڈیو گرافی کی اجازت نہیں دی جاسکتی؛ بلکہ صرف آواز ریکارڈ کر کے اُس کو انٹرنیٹ پر ڈال دیا جائے یا سی ڈی بنا کر تقسیم کر دی جائے۔ (کتاب الفتاویٰ ۶/۱۶۸-۱۷۰)

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصرون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصرون يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت،

صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ / باب تحریم تصویر صورتہ الحیوان الخ ۲۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت
الافکار الدولیہ، مشکاة المصابیح (۳۸۵)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حراماً شديداً التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذکور فی الأحادیث، وسواء صنعه بما يمتن أو بغيره فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى. (نوي على مسلم / باب تحریم تصویر صورتہ الحیوان ۱۹۹/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا تمثال إنسان أو طير (الدر المختار) لحرمة تصوير ذي الروح. (شلي،
كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۱۹/۹ زكريا)

يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقاً أي سواء كان للصورة ظل أو لم يكن، وهو
مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة. (الموسوعة الفقهية ۱۰۳/۱۲، شلي ۶۴۷/۱ كراچی)
الضرورات تبيح المحظورات وما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها.
(الأشياء والنظائر ص: ۳۰۷-۳۰۸ مكتبة قبة الأمة ديوبند) فقط والله تعالى أعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۳۵/۳/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا؟

سوال (۹۵۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا صحیح ہے اگر گھر والے ضد کریں کہ فوٹو بھیج دو کسی کو نہیں دکھائیں گے
صرف ہم لوگ دیکھیں گے، تو کیا انٹرنیٹ کے ذریعہ تصویر بھیج سکتے ہیں، گناہ تو نہیں ہوگا؟ قرآن
وحديث کی روشنی میں بتا دیجئے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا جائز نہیں، اگر کوئی بھیجے گا تو

عن عبد اللہ بن عمر رضي اللہ تعالیٰ عنہما أخبرہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة، يُقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۱۲ رقم: ۵۹۵۱ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ۲۱۰۸ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند اللہ يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۱۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۱۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه رضي اللہ عنہ قال: إن النبي صلی اللہ علیہ وسلم نهى عن ثمن الدم و ثمن الكلب و كسب البغي و لعن أكل الربا و موكله و الواشمة و المستوشمة و المصور. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من لعن المصور ۸۸۱/۱۲ رقم: ۵۹۶۲ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حاج کو عملی مشق کرانے کیلئے بیت اللہ کی تصویر بنانا؟

سوال (۹۵۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عازمین حج کی تربیت کے لئے خانہ کعبہ زاد ہا اللہ شرفاً و عظمتہ کا ایک تین چار فٹ اونچا لکڑی کا ماڈل یعنی خانہ کعبہ بنا کر اُس کے اطراف طواف کرتے ہوئے عملی مشق کرنا یا کسی ایک آدمی کا

اُس کے اطراف طواف کرتے ہوئے عملی مشق کرنا کسی ایک آدمی کا اس کے اطراف طواف کرتے ہوئے عملی تربیت دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عازمین حج کی تربیت کے لئے کعبہ معظمہ کا ماڈل بنانا مناسب نہیں ہے؛ اس لئے کہ اندیشہ ہے کہ آگے چل کر ناواقف عوام اس ماڈل کی تعظیم و تکریم شروع کر دیں اور پھر فتنہ کو روکنا مشکل ہو؛ لہذا شروع ہی سے اس بارے میں احتیاط کرنا لازم ہے، اگر کوئی بات سمجھانی ناگزیر ہو تو بیت اللہ شریف اور مسجد حرام کی مطبوعہ تصاویر دکھا کر اس ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

فائدة:- إذا تعارض المانع والمقتضي يقدم المانع. (قواعد الفقہ ۵۶) فقط
واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طواف وسعی کے دوران مووی بنانا؟

سوال (۹۵۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طواف وسعی کرتے وقت کعبہ شریف اور اپنی مووی بنانا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوران طواف وسعی اپنی مووی بنانا یا ویڈیو گرافی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ بلکہ بڑی محرومی اور سخت گناہ کی بات ہے، احادیث شریفہ میں تصویر کشی پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔

عن عبد اللہ ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه

و سلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاء: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲۵/۱۰/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ میں تصویر کشی اور تصویر نمائی کے موضوع پر ایک تحقیقی مضمون

ادارة المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۷-۱۸-۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷-۲۸-۲۹ اپریل ۲۰۰۵ء بمقام بنگلور میں ”ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے دینی مقاصد میں استعمال وغیرہ کے موضوع پر حضرت الاستاذ نے درج ذیل تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا تھا، جو قارئین کے افادہ کے لئے درج ذیل ہے۔ (مرتب)

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

سائنس کی ترقی اور جدید ٹیکنیکل آلات کی ایجاد نے بہت سے شرعی مسائل میں پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں، جن میں تصویر کا زیر بحث مسئلہ بھی ہے۔ اسلامی شریعت کی خصوصیت اور اُس کا امتیاز یہ ہے کہ وہ دنیا میں شرک و بت پرستی، منکرات اور فواحش کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے پوری سنجیدگی کے ساتھ فکر کرتی ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایسے احکامات پر عمل کرنے کا پابند بناتی ہے، جو واقعہً دنیا میں فواحش و منکرات پر بند لگانے کا مؤثر ذریعہ بن سکیں، انہیں احکامات میں سے ایک حکم تصویر کی ممانعت کا بھی ہے۔

تصویر کسے کہتے ہیں؟

صورت/تصویر :- شئی کی اُس خاص ہیئت کا نام ہے، جس سے وہ دوسروں سے

ممتاز ہو سکے۔ ”الموسوعة الفقهية“ میں تحریر ہے:

صورة الشيء هي الهيئة الخاصة
شيء کی صورت وہ اس کی خاص ہیئت ہے، جس
التي يتميز بها عن غيره.
کے ذریعہ سے اُسے غیر سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

(الموسوعة الفقهية ۹۲/۱۲ کویت)

اس تعریف کے اعتبار سے صورت کا اطلاق ہر تصویر پر ہو سکتا ہے، خواہ وہ مجسم ہو یا مسطح،
دائمی ہو یا غیر دائمی، سایہ والی ہو یا بلا سایہ والی۔

تصویر اور عکس میں فرق

تصویر اور عکس کے درمیان فرق یہ ہے کہ تصویر مستقل موجود رہتی ہے، جب کہ عکس میں نظر
آنے والی تصویر معکوس کے سامنے سے ہٹتے ہی کا عدم ہو جاتی ہے۔ مثلاً: آدمی جب تک آئینہ کے
سامنے یا صاف پانی کے کنارے کھڑا رہے گا، تو اس کی صورت آئینہ اور پانی میں نظر آتی رہے گی،
اور جب ہٹ جائے گا تو اس کی صورت باقی نہیں رہے گی۔ الموسوعة الفقهية میں اس کی وضاحت
کرتے ہوئے لکھا ہے :

مذکورہ ثابت شدہ تصاویر کے علاوہ کبھی تصویریں
وقتی اور عارضی بھی ہوتی ہیں۔ جیسے شیشہ، پانی
اور چمک دار سطح پر کسی چیز کا عکس آ جانا کہ جب
تک وہ چیز سطح کے بالمقابل رہے گی اُس وقت
تک عکسی تصویر دکھائی دے گی، اور جب وہ شی
سامنے سے ہٹ جائے گی، تو اُس کی تصویر بھی
ختم ہو جائے گی۔

إن الصورة -بالإضافة إلى ما
ذكرناه من الصور الثابتة - قد
تكون صورة مؤقتة كصورة الشيء
في المرآة، وصورته في الماء
والسطوح اللامعة؛ فإنها تدوم ما
دام الشيء مقابلاً للسطح، فإن
انتقل الشيء عن المقابلة انتهت

صورته. (الموسوعة الفقهية ۹۳/۱۲)

تقریباً یہی بات حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”آلات جدیدہ کے

شرعی احکام ۱۵۰‘ پر اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے ”حسن الفتاویٰ ۳۰۲/۸“ میں لکھی ہے۔ اور عکس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جو چیز اصل حالت میں دیکھنی جائز ہے اُس کا عکس دیکھنا بھی جائز ہے اور جس چیز کو اصلی حالت میں دیکھنا جائز نہیں اس کا عکس دیکھنا بھی منع ہے۔ آج کل جو نگرانی والے کیمرے فرموں یا اداروں میں لگائے جاتے ہیں جس سے ایک جگہ بیٹھ کر پورے علاقہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جاتی ہے اُن کو جب تک محفوظ نہ کیا جائے وہ عکس کے حکم میں ہیں، اور اُن کا استعمال جائز حدود میں درست ہے۔ یہی حکم ٹیلی ویژن پر براہ راست نشر ہونے والے پروگراموں کا ہے کہ اگر انہیں محفوظ نہ کیا جائے تو وہ برقی لہروں سے منتقل ہونے والے عکس کے درجہ میں شمار ہوں گے۔

تصویر کی ممانعت کیوں؟

فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں تصویر کو کیوں منع کیا گیا ہے؟ تو اس بارے میں احادیثِ شریفہ کا جائزہ لینے سے پانچ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) **پہلی وجہ:-** اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کی ہمسری کا دعویٰ: یعنی جاندار کی تصویر بنا کر گویا کہ مصوریہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرح مختلف اعضاء و جوارح رکھنے والا بدن بنا سکتا ہوں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث میں سخت ترین وعیدیں ارشاد ہوئیں، مثلاً:

(۱) فِي رَوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ
الَّذِينَ يَصْهَوْنَ بِخَلْقِ اللَّهِ.
(صحيح البخاري ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اُن
لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی صفتِ خلق کے ذریعہ فخر
و مباہات کرتے ہیں۔

(۲) فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: رَوَايَتِ

میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اُسے قیامت کے دن اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اُس میں جان ڈالے حالانکہ وہ جان نہ ڈال پائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اُس میں جان ڈالو۔

قال رسول اللہ ﷺ: من صور صورة في الدنيا كلف يوم القيامة أن ينفخ فيها الروح وليس بنافخ. (صحيح البخاري ۸۸۱/۲ رقم: ۵۹۶۳)

(۳) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: إن الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتهم. (صحيح البخاري ۸۸۰/۲)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تصویر بنانے والوں کو سخت ترین وعید کیوں سنائی گئی؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حدیث نے فرمایا ہے کہ یہ شدت یا تو خاص کر اُس شخص کے لئے ہے جو عبادت کے لئے کوئی تصویر مثلاً بت یا مورتی بنائے یا اس سے وہ مصور مراد ہے جو اپنی تصویر کے ذریعہ خدا کی صفت تخلیق میں شریک ہونے کا چیلنج کرے، اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں ہی باتیں کفر تک پہنچانے والی ہیں اور سخت عذاب کا موجب ہیں۔ (نوی علی مسلم ۲۰۲/۲ مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

فقیل: هي محمولة على من فعل الصورة لتعبد وهو صانع الأصنام ونحوها، فهذا كافرٌ وهو أشدُّ عذاباً، وقيل: هي فيمن قصد المعنى الذي في الحديث من مضاهاة خلق الله تعالى واعتقد ذلك فهذا كافر له من أشد العذاب ما الكفار، ويزيد عذابهم بزيادة قبح كفره، فأما من لم يقصد بها العبادة ولا المضاهاة فهو فاسق صاحب ذنب كبير، ولا يكفر كسائر المعاصي. (شرح النووي

اور بعض شارحین نے کچھ دیگر توجیہات بھی کی ہیں، سب کا حاصل یہ ہے کہ مصورین پر

تشدید عذاب کی وعید علی الاطلاق نہیں ہے؛ بلکہ اس میں تخصیص ہے۔ (حاشیہ: بخاری شریف ۸۸۰/۲)

(۲) دوسری وجہ:- غیر اللہ کی تعظیم میں غلو: اسلام میں تصویر کی ممانعت کی

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تصویر بنانے سے رفتہ رفتہ شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے، جیسا کہ قوم نوح میں ہوا کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصاویر اور مجسمے بنائے اور بعد میں انہی کی پوجا ہونے لگی، اس لئے شریعت نے تصویر ہی پر پابندی لگائی؛ تاکہ بات آگے نہ بڑھے۔ چنانچہ اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آپ کے سامنے حبشہ کے ایک گرجا گھر اور اُس میں رکھی ہوئی تصاویر کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أولئك قوم كانوا إذا مات فيهم
العبد الصالح أو الرجل الصالح
بنوا على قبره مسجداً وصوروا
فيه تلك الصور أولئك شرار
الخلق عند الله. (صحيح البخاري

یہ لوگ وہ ہیں کہ جب اُن میں کوئی نیک شخص
وفات پا جاتا ہے، تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے
ہیں اور اُس میں یہ تصویریں لگا دیتے تھے، یہ اللہ
کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

۸۸۰/۲ رقم: ۴۳۴، صحيح مسلم رقم:

۵۲۸، السنن الكبرى للنسائي رقم: ۷۸۵،

صحيح ابن حزيمة رقم: ۷۸۹)

خود ہمارے سامنے بھی یہ باتیں آرہی ہیں، لوگ آج بھی اپنے رہنماؤں کی تصویریں
بڑے اعزاز کے ساتھ اپنے مکانوں، کمروں اور دوکانوں میں سجاتے ہیں اور رفتہ رفتہ انہیں معبود کا
درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے نرکاری بابا، سائی بابا وغیرہ کی تصاویر جا بجا نظر آتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ
تصویر کا بڑا مفسدہ ہے۔

(۳) تیسری وجہ:- تصاویر عبادات میں غفلت کا ذریعہ ہیں: تصویر کی

ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اُس کے دیکھنے میں عبادات کا خشوع جاتا رہتا ہے اور عبادات میں یکسوئی جو مطلوب ہے اُس میں تصویریں خلل ڈالتی ہیں۔ بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تصویر دار پردہ اپنے گھر میں لٹکا رکھا تھا، تو اُسے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَمِيطِي عَنِّي؛ فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ
تَصَاوِرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي.

(صحیح البخاری ۸۸۱/۲ رقم: ۵۹۵۹)

(مسند احمد ۴۲۱/۱۲ رقم: ۱۴۰۲۲ الرسالہ)

اس سے معلوم ہوا کہ تصویروں کے دیکھنے سے آدمی کا ذہن بٹتا ہے اور اُس کی یکسوئی باقی نہیں رہتی، اور آج اسے ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ اب ایسے ایسے ہیجان انگیز مناظر کی تصویریں بنائی جانے لگی ہیں جن کا اثر دیکھنے کے وقت تک ہی محدود نہیں رہتا؛ بلکہ وہ مناظر ذہن میں اس طرح راسخ ہو جاتے ہیں کہ وہ بعد میں بھی عبادات میں خلل ڈالتے رہتے ہیں۔

(۴) چوتھی وجہ :- تصاویر ملائکہ رحمت کے داخلہ سے مانع ہیں: شریعت

اسلامی میں تصاویر کی ممانعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ جس جگہ تصاویر اعزاز کے ساتھ رکھی اور لٹکائی جاتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک تصویر دار غالیچہ خریدا تھا، جب اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی، تو آپ دروازے ہی پر ٹھہر گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے آثار محسوس کر لئے اور عرض کیا کہ میں اللہ اور اُس کے رسول سے معافی مانگتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہو گیا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غالیچہ کیا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ میں نے اس لئے خریدا ہے؛ تاکہ آپ اس پر تشریف رکھیں اور اس کو تکیہ بنائیں، یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کہ جن صورتوں کو تم نے بنایا ہے اُن میں جان ڈالو، اور یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اُس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

إن أصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيامة ويقال لهم: "أحيوا ما خلقتهم". وقال: إن البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملائكة. (صحيح البخاري ۸۸۱/۲ رقم: ۵۱۸۱)

ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے لئے یہ کس قدر محرومی کی بات ہے کہ اُس کے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں، اس لئے سرے سے تصویر ہی کی ممانعت کی گئی، تاکہ یہ سبب شرعی باقی نہ رہے۔

(۵) پانچویں وجہ :- تصاویر فواحش کی اشاعت کا ذریعہ ہیں: تصاویر کی

حرمت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن کے ذریعہ تمام عالم میں کثرت کے ساتھ فواحش کا رواج ہو رہا ہے، اور اب تو نئے نئے کیمرے اس انداز کے آگئے ہیں کہ کوئی عورت کسی جگہ کیمرے کی زد سے محفوظ نہیں ہے، اور اُس کی وجہ سے معاشرہ میں جو تعفن پھیل رہا ہے وہ کسی بھی صاحبِ نظر سے مخفی نہیں ہے۔ صاحب ”الفقہ علی المذہب الاربعہ“ شیخ عبدالرحمن الجزیریؒ فرماتے ہیں:

شریعت کی نظر میں حرمت اُس وقت ہے جب کہ کسی غرضِ فاسد سے تصویر بنائی جائے جیسے وہ مورتیاں جنہیں غیر اللہ کی پوجا کے لئے بنایا جاتا ہے، تو اس عمل کا مرتکب بدترین سزا کا مستحق ہے، اسی طرح جب کہ اُس تصویر میں مورتیوں کی مشابہت یا فاسد شہوات کی یاد دہانی کا مفسدہ پایا جائے تو اس حالت میں وہ کبیرہ گناہ قرار پائیں گی۔

إنما حرم في نظر الشارع إذا كان لغرضٍ فاسدٍ كالتمثيل التي تصنع لتعبد من دون الله؛ فإن فاعل هذا له أسوأ الجزاء، وكذلك إذا ترتب عليها تشبه بالتمثيل أو تذكير لشهوات فاسدة؛ فإنها في هذه الحالة تكون كبيرة من الكبائر، فلا يحل عملها ولا بقاءها ولا التفرج عليها. (الفقه

یہ علت ایسی ہے جو ہر طرح کی تصویروں میں پائی جاتی ہے، خواہ وہ ہاتھ سے بنائی جائیں یا جنہیں جدید آلات سے بنایا جائے۔

تصویر کی حرمت کس حد تک قطعی ہے اور کس حد تک ظنی؟

تصویر سازی کی حرمت کے بارے میں احادیث شریفہ واضح طور پر دلالت کرتی ہیں؛ لیکن اس موضوع کی تمام روایات کو ملا کر جو نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہ ہے کہ دراصل تصاویر کی تین قسمیں ہیں :

(۱) تصاویر مجسمہ معظمہ :- یعنی وہ تصاویر جو باقاعدہ طول و عرض و عمق رکھنے والی ہوں، جسے مورتی، یا اسٹپتھو سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

(۲) تصاویر مجسمہ ممتنعہ :- جیسے بچوں کے کھلونے اور کھانے پینے کی چیزوں سے بنائی ہوئی تصویریں۔

(۳) تصاویر مسطحہ :- یعنی وہ تصاویر جو کسی سطح پر بنائی گئی ہوں، اُن میں طول و عرض تو ہو؛ لیکن عمق نہ ہو، جیسے دیوار، کاغذ، یا کپڑے وغیرہ پر بنائی گئی تصویریں۔

تو ان قسموں میں سے پہلی قسم یعنی تصاویر مجسمہ کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة ہے۔ تصویر کی حرمت کی نصوص سے اُن مورتیوں کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ تصاویر مجسمہ ممتنعہ و مسطحہ کے بارے میں حرمت کے ثبوت و دلالت دونوں میں ظنیت پائی جاتی ہے؛ اس لئے کہ ان دونوں طرح کی تصویروں کے بارے میں حرمت کی مطلق روایات کے خلاف روایات صحیحہ موجود ہیں۔ مجسمہ ممتنعہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ وہ گڑیوں سے کھیل کرتی تھی۔

عن عائشة رضي الله عنها أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: وكانت تأتيني صواحي فكن ينقمعن من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسر بهن إليّ، قوله: ينقمعن أي يتغيبن حياء منه وهيبه. (شرح محمد فواد عبد الباقي على مسم ۱۸۹/۴)

تحت رقم: ۲۴۴۰ المکبة الشاملة

جب کہ تصاویرِ مسطحہ کے بارے میں حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں حرمت سے استثناء إلا رقما فی ثوب سے کیا گیا ہے۔ (مسلم شریف تم: ۲۱۰۶، طحاوی شریف ۳۶۲/۲، بخاری شریف تم: ۵۹۵۸)

عن زید بن خالد عن أبي طلحة رضي الله عنه صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: 'إن الملائكة لا تدخل بيتاً فيه صورة'. قال بسر: ثم اشتكى زيد بعد فُعدناه فإذا على بابهِ ستر فيه صورة، قال: فقلت لعبيد الله الخولاني ربيب ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم: ألم يُخبرنا زيد عن الصورة يوم الأول؟ فقال عبيد الله: ألم تسمعه حين قال: إلا رقماً في ثوب. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ۲۱۰۶ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ۳۲۲۶ دار الفكر بيروت)

تصاویر کی اقسام کا تجزیہ

موجودہ دور میں اگر ہم تصاویر کی واقعاتی تقسیم کرنا چاہیں تو معلوم ہوگا کہ بنیادی طور پر دنیا میں دو طرح کی تصویریں پائی جاتی ہیں:

الف:- ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر۔

ب:- مشین کے واسطے سے بنائی جانے والی تصویریں۔

پھر ہاتھوں سے بنائی جانے والی تصویروں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مجسمہ کی شکل میں بنائی جانے والی تصاویر۔

(۲) نقوش کی شکل میں بنائی جانے والی تصویریں۔

ان میں سے مجسم تصاویر کی حرمت پر با تصویر کھلونوں کے استثناء کے ساتھ اکثر علماء کا اتفاق ہے، جب کہ نقوش کی صورت میں بننے والی تصویروں کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، راجح مذہب حرمت ہی کا ہے۔

اور جو تصویریں مشینوں کے ذریعہ بنائی جاتی ہیں ان کا تحقیق پانچ صورتوں میں ہوتا ہے:

(۱) فوٹو گرافی :- یعنی ٹنگیو پرائٹاری جانے والی جامد تصویریں، جس میں اولاً

باقاعدہ تصویر ٹنگیو پر بنتی ہے، پھر وہی تصویر کاغذ پر مسالہ کے ذریعہ اتاری جاتی ہے۔

(۲) سنیما کی متحرک تصویریں :- سنیما کی ریل پر تو تصویریں جامد ہوتی

ہیں؛ لیکن انہیں ایک خاص رفتار سے چلانے سے پردے پر وہ تصویریں متحرک نظر آتی ہیں (البتہ اگر ویڈیو کیسٹ سے فلم دکھائی جا رہی ہو تو اس ویڈیو کیسٹ میں آنکھوں سے تصویر دکھائی نہیں دیتی)

(۳) ویڈیو گرافی اور ٹیلی ویژن کی تصویریں :- یعنی مقناطیسی اور بجلی

کے اثر سے نظر آنے والی متحرک تصویریں۔

(۴) شعاعی تصاویر :- جیسے: ”ایکسرے“ وغیرہ، کہ برقی شعاعوں کے ذریعہ اس

میں تصویر بنائی جاتی ہے۔ (مستفاد: میڈیا کے مسائل اور ان کا حل ۳۱ بحوالہ مضمون: محمد بن احمد علی واصل)

(۵) براہ راست ٹیلی کاسٹ :- اگر کیمرے سے منظر اخذ کر کے براہ راست

اُسے نشر کیا جائے تو اس طرح ٹیلی ویژن کی اسکرین پر ظاہر ہونے والی تصویریں دراصل عکس کے حکم میں ہوتی ہیں، نگرانی والے کیمرے بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

ٹیلی ویژن پر تصویریں کیسے بنتی ہیں؟

اگر کیسٹ/سی ڈی یا کمپیوٹر ہارڈ ڈسک کے ذریعہ ٹیلی ویژن کی اسکرین پر کوئی پروگرام دکھایا

جا رہا ہے، تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ تصاویر محفوظ نہیں ہیں؛ بلکہ یہ پوری طرح محفوظ ہوتی ہیں اور

انہیں جب چاہیں خاص برقی عمل سے گذار کر بار بار دیکھنا ممکن ہے، ماہر سائنس داں ڈاکٹر ابو عظمیٰ

لکھتے ہیں:

”کیمرہ جو منظر کشی کی عکاسی میں استعمال ہوتا ہے، ایک تختی پر منظر کی برقی تصویر

تیار کرتا ہے، اور یہ تختی روشنی کے چمک دار اور دھندلے ذرات کو مضبوط اور کمزور برقی

ذرات میں تبدیلی کر دیتی ہے، پھر کیمرہ کا دوسرا حصہ برقی نشانوں کو پڑھتا ہے جو آگے

پیچھے تیزی سے حرکت کرتے ہوئے منظر کو لکیروں میں نمایاں کرتا ہے الخ۔“ (ماخوذ: میڈیا کے مسائل اور اُن کا حل ۳۱)

تو یہاں دکھائی دینے والے منظر کو تو عکس کہہ سکتے ہیں؛ لیکن محفوظ ذروں کو جن کے ذریعہ یہ عکس نمایاں ہو رہا ہے، تصویر سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ بس اتنی بات ہے کہ یہ ذرے ایسے اندھیرے میں ہیں کہ جب تک خاص انداز میں ان پر برقی لہر نہ گزرے انہیں دیکھا نہیں جاسکتا۔

کیا ہاتھ کی بنائی ہوئی اور کیمرے کی تصویر میں واقعی فرق ہے؟

جب کیمرے کی ایجاد ہوئی اور عکسی تصاویر بننے کا سلسلہ شروع ہوا، تو عرب کے بہت سے علماء (جن میں شیخ محمد نجیت مفتی اعظم مصر کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے) نے کیمرے کی تصویر کو عکس قرار دے کر اُسے ممنوع تصویر کے حکم سے خارج کر دیا؛ لیکن عرب کے معتبر اور محتاط علماء (جن میں محمد علی صابونی، شیخ مصطفیٰ الحماوی، شیخ ناصر الدین البانی اور شیخ محمد رمضان البوطی وغیرہ قابل ذکر ہیں) (مکملہ فتح الہلم ۱۶۲-۱۶۳)

اور برصغیر کے اکثر علماء و مفتیان نے ہاتھ سے اور کیمرے سے بنائی ہوئی تصویر کی حرمت میں کوئی فرق نہیں کیا، اور جن بعض علماء نے شروع میں اس معاملہ میں کچھ نرم پہلو اپنایا تھا، انہوں نے بھی بعد میں رجوع کر لیا، جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد مشہور ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مبسوط اور مدلل رسالہ تالیف کیا، اور مذکورہ دونوں بزرگوں کے رجوع کا تذکرہ کیا، اور ثابت کیا کہ کیمرے کی تصویر کا بھی حکم وہی ہے جو ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کا ہے۔ (دیکھئے: جواہر الفقہ جلد ۳ ”رسالہ: اسلام میں تصویر کا حکم“)

اور بلاشبہ مذکورہ علماء اُمت کے سخت موقف کی وجہ سے بہت سے دینی فکر رکھنے والے مسلمان تصویر کے ذریعہ پھیلنے والی برائیوں سے محفوظ رہے ہیں اور ابھی تک ٹیلی ویژن کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ أحسن الجزاء۔

دوبارہ غور کی ضرورت

لیکن اب معاملہ اس درجہ تک پہنچ چکا ہے کہ پورے عالم میں کوئی بھی ذریعہ ابلاغ تصویر سے بڑھ کر نہیں ہے، ریڈیو کو لوگ بھولتے چلے جا رہے ہیں اور ٹیلی ویژن نے گھر، محلہ، شہر اور گاؤں کی حدود سے باہر نکل کر پورے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مستقبل قریب میں ٹیلی ویژن کے علاوہ اپنی بات پہنچانے کا کوئی مؤثر ذریعہ نہیں رہے گا۔ اس لئے اب برصغیر کے محتاط اور متقی علماء بھی اس موضوع پر بحث کرنے اور از سر نو غور کرنے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں۔ اور ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ جب اس میں ابتلاء عام آخری حد تک ہو چکا تو اب اصول شریعت: ”الامر اذا ضاق اتسع واذا اتسع ضاق“۔ (الاشباہ) کے تحت مسئلہ کی پوری نوعیت سامنے لا کر تجزیہ کیا جائے کہ کس حد تک اس کے استعمال کی اجازت ہے اور کس حد تک ممنوع ہے؟ لیکن چوں کہ ٹیلی ویژن کا استعمال اس کثرت سے فواحش کی اشاعت میں ہو رہا ہے کہ اُس سے مثبت فائدہ کا تصور ہی ذہنوں سے مٹ گیا ہے، اور تھوڑی سی گنجائش بھی معاشرہ کو بے لگام کرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے، اس لئے کوئی بھی مفتی گنجائش کے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا موقف

احقر کے علم میں اس موضوع پر برصغیر کے علماء میں سب سے پہلے محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنی رائے صاف طور پر ظاہر فرمائی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کیمرے دو طرح کے ہوتے ہیں:

- (۱) وہ کیمرے جس میں نیکمیو کی ریل لگائی جاتی ہے، ایسے کیمروں سے تصویر کھینچتے ہی تصویر کا تحقق ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ میگیٹو میں تصویر آ جاتی ہے، اگرچہ وہ بھدی ہی کیوں نہ ہو۔
- (۲) ڈیزٹیل کیمرے (جیسے بعض موبائلوں میں بھی اس طرح کے کیمرے لگے ہوتے ہیں، اُن کو بعد میں کمپیوٹر سے جوڑ کر اسکرین پر تصویر دیکھی جاسکتی ہے) اسی طرح ویڈیو کیمرے

(جن میں ٹیپ ریکارڈ کی طرح فیتے پر مشتمل ایک کیسٹ لگائی جاتی ہے) ان دونوں طرح کے کیمروں سے ضبط کردہ تصاویر جب تک پرنٹ کر کے کاغذ پر نہ اُتاری جائے، تصویر کے حکم میں نہیں؛ بلکہ عکس کے حکم میں ہیں۔

مفتی صاحب موصوف نے اپنی اس رائے کا اظہار مکملہ فتح المہم ۱۵۵۴ھ، فقہی مقالات جلد: ۴، اور تقریر ترمذی جلد: ۱ میں وضاحت سے کیا ہے، نیز راقم الحروف نے بھی براہ راست مفتی صاحب موصوف سے اس موضوع پر گفتگو کی تھی، تو آں موصوف نے اسی پر اپنے شرح صدر کا اظہار کیا تھا کہ ویڈیو کیمرے کی تصاویر جب تک کیسٹ کے درجہ میں رہیں یا اس انداز میں محفوظ ہوں کہ انہیں ٹیلی ویژن یا کمپیوٹر کی اسکرین کے علاوہ کہیں نہ دیکھا جاسکتا ہو، اُن پر تصویر کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔

یہ موقف بھی اشکال سے خالی نہیں

لیکن ابھی تک احقر ان تصاویر کو تصویر کے حکم سے خارج کرنے پر مطمئن نہیں ہے، کوئی منظر اگر ٹیلی ویژن پر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہو اور اس کی فلم محفوظ نہ کی جائے تو اُس پر تو عکس کا اطلاق سمجھ میں آتا ہے کہ گویا ٹی وی کیمرے نے برقی لہروں کے ذریعہ اس منظر کا عکس پورے عالم میں نشر کر دیا ہے؛ لیکن اس عکس کو قرا نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض اداروں، فرموں اور دفاتر میں نگرانی کیمرے لگے رہتے ہیں، اور حرمین شریفین میں جا بجا اس طرح کے کیمرے لگائے گئے ہیں؛ تاکہ کنٹرول روم سے بیک وقت ہر جگہ کی نگرانی کی جاتی رہے۔ تو اس طرح اسکرین پر نظر آنے والی تصاویر جب تک محفوظ نہ ہوں اُن پر تصویر کا اطلاق واقعہً سمجھ میں نہیں آتا؛ لیکن سوال یہ ہے کہ جس تصویر کو ڈیزینٹیل کیمرے کی چپس میں یا ویڈیو کیمرے کی کیسٹ میں یا کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک اور سی ڈی میں اس طرح ضبط کر لیا جائے کہ جب چاہیں اُسے اسکرین پر دیکھ سکیں اُسے تصویر کے حکم سے کس طرح خارج کیا جائے؟ اس لئے کہ اگر یہ محفوظ نہ ہوتیں تو انہیں صاحب تصویر کے ہٹ جانے کے بعد بار بار دیکھا جانا ممکن نہ ہوتا، اور رہ گئی یہ بات کہ یہ تصویر کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ میں رہتے ہوئے آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی، تو محض یہ بات اس کے تصویر نہ ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؛

کیوں کہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تصویر گویا کہ اندھیرے میں ہے، جب اُس پر خاص انداز میں لائٹ ڈالی جائے گی تبھی یہ دکھائی دے گی۔ چنانچہ نئی تکنیک کے مطابق کپڑے کے پردہ پر لائٹنگ کے ذریعہ ویڈیو کیسٹ میں محفوظ مناظر بار بار دکھائے جاتے ہیں۔ بعض ہوائی جہازوں میں بھی اس طریقہ پر فلمیں دکھائی جانے کا معمول ہے؛ لہذا اس محفوظ منظر نامہ کو تصویر سے خارج کرنے کی رائے محل اشکال ہے، اور واضح مشاہدہ اور عرف کے خلاف ہے۔

چھوٹی تصاویر کے استعمال کی اجازت

اگر اتنی چھوٹی تصاویر ہوں کہ انہیں زمین پر رکھنے کی صورت میں کھڑے ہوئے شخص اُن کے اعضاء کے درمیان امتیاز نہ کر سکے، تو ایسی تصاویر کا استعمال حنفیہ کے نزدیک درست ہے، یعنی ایسی تصویروں کا ہٹانا ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی تصویریں ملائکہ کے داخل ہونے سے مانع ہیں۔ اس سلسلہ میں حنفیہ کا استدلال ان آثارِ صحابہ سے ہے جن میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی انگوٹھی پر جانداروں کی صورت نقش کرا رکھی تھی، اس سلسلہ کی متعدد روایات امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں نقل فرمائی ہیں۔

ما نقل عن بعض الصحابة والتابعين من استعمال الصور في الستور وغيرها من المسطحات. من ذلك استعمال زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه للستور ذات الصور، وحديثه في الصحيحين واستعمله أبو طلحة رضي الله عنه وعند الترمذي والنسائي، واعتمدوا على ما روه عن النبي صلى الله عليه وسلم من قوله: إلا رقماً في ثوب، وأخرج ابن أبي شيبة عن عروة بن الزبير أن عروة كان يتكئ على المرافق (الوسائد) التي فيها تصاوير الطير والرجال. وروى الطحاوي بأسانيد أنه أن نقش خاتم عمران بن حصين الصحابي رضي الله عنه كان رجلاً متقلداً سيفاً، وأن نقش خاتم النعمان بن مقرن رضي الله عنه قائد فتح فارس كان أياً قابضاً إحدى يديه باسطاً الأخرى.

وعن القاسم قال: كان نقش خاتم حذيفة بن اليمان رضي الله عنه كره كيان.
وروي أن نقش خاتم أبي هريرة رضي الله عنه ذبابتان.

ونقل ابن أبي شيبة بسنده عن ابن عون أنه دخل على القاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق رضي الله عنهم، وهو بأعلى مكة ببيته، قال: فرأيت في بيته مجلة فيها تصاوير القندس والعنقاء. قال ابن حجر والقاسم بن محمد: أحد فقهاء المدينة. وهو راوي حديث عائشة وكان من أفضل أهل زمانه. (الموسوعة الفقهية ۱۰۹/۱۲، شرح معاني الآثار ۳۵۲/۲ المكتبة الآصفية دلهي، المصنف لابن أبي شيبة ۵۰۹/۸، فتح الباري ۳۸۸/۱۰، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۲۰/۱ المكتبة الشاملة)

تصویر سازی کے بارے میں علماء کی آراء کا خلاصہ

تصویر سازی/تصویر کشی کے سلسلہ میں علماء کی آراء کا خلاصہ علامہ ابن العربی نے احکام القرآن میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

حاصل ما في اتخاذ الصور أنها
إن كانت ذاً أجسام حرم بالإجماع،
وإن كانت رقماً بأربعة أقوال:
الأول: يجوز مطلقاً على ظاهر
قوله في حديث الباب إلا رقماً
في ثوب. الثاني: المنع مطلقاً
حتى الرقم. الثالث: إن كانت
الصورة باقية الهيئة قائمة
الشكل حرم، وإن قطعت الرأس
أو تفرقت الأجزاء جاز، قال:

تصاویر بنانے کے احکامات کا خلاصہ اور نچوڑ یہ
ہے کہ اگر وہ تصویریں مجسم ہیں تو بالاجماع حرام
ہے، اور اگر کپڑے وغیرہ پر نقش ہیں تو اس
بارے میں علماء کے چار اقوال ہیں: (۱) مطلقاً
جائز ہیں، جیسا کہ حدیث باب إلا رقماً فی
ثوب سے ظاہر معلوم ہوتا ہے (۲) مطلقاً ناجائز
ہے خواہ کپڑے پر نقش کیوں نہ ہو (۳) اگر تصویر
اپنی ہیئت پر باقی ہو اور اس کی شکل پوری موجود
ہو تو وہ حرام ہے۔ اور اگر اس کا سر کاٹ دیا گیا یا
اعضاء الگ الگ کر دئے گئے تو جائز ہے، یہی

هذا هو الأصح. الرابع: إن كان
 قول صحیح ترین ہے (۴) چوتھے یہ کہ اگر وہ تصاویر
 مما یمتھن جاز، وإن كان معلقاً
 ذلت والی جگہ پر ہوں تو جائز ہے اور اگر انہیں
 لم یجز۔ (فتح الباری ۱۳/۴۷۸-۴۷۹)
 لٹکایا جاتا ہو تو جائز نہیں ہے۔

بحث کا تجزیہ

اوپر تصاویر کی تعریف، اُس کی رائج صورتوں اور احکامات پر مباحث اختصار کے ساتھ
 سامنے آچکے ہیں، اب ضرورت ہے کہ اس بحث کو سمیٹا جائے؛ تاکہ کسی فیصلہ تک پہنچنے میں آسانی
 ہو، تو ہم درج ذیل چار عنوانات پر اپنی توجہ مرکوز کریں گے:

(۱) تصویر بنانا (۲) تصویر بنوانا (۳) تصویر دیکھنا (۴) تصویر والی اشیاء کا استعمال کرنا۔
 ہم کوشش کریں گے کہ ان موضوعات پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں صرف خلاصہ
 بیان کریں۔

تصویر بنانا اور کھینچنا

دلائل حرمت کی روشنی میں جمہور علماء کے نزدیک مجسم تصاویر بنانا حرام ہے؛ البتہ بعض فقہاء
 و شارحین حدیث کے کلام میں بچوں کے بالتصویر کھلونے بنانے کی اجازت ملتی ہے۔ (جواہر لفقہ ۲۰۹/۳)
 اور منقش صورتوں کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) مالکیہ کے نزدیک مسطح تصاویر بنانا مکروہ ہے اور اگر انہیں ذلت والی جگہ کے استعمال
 کے لئے بنایا جائے تو مکروہ بھی نہیں ہے۔ (الموسوعة الفقهية ۱۲/۱۰۷)

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک منقش تصاویر بنانا اسی طرح حرام ہے جیسے مجسم تصاویر بنانا؛
 کیوں کہ روایات حرمت مطلق ہیں اور اُن کی حرمت میں ہر طرح کی تصاویر شامل ہیں۔ اور
 احادیث رخصت کا تعلق صرف استعمال سے ہے بنانے سے نہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تصویر کی
 بحث کے آخر میں بطور تنبیہ ارشاد فرماتے ہیں:

یہ سب بحث صورت والی چیز کے استعمال کے بارے میں ہے، رہ گیا صورت بنانے کا فعل تو وہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ صفتِ خلق میں ہمسری کے دعویٰ کے مرادف ہے۔

ہمارے اکابر نے بھی یہی موقف اپنایا ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے امالیٰ میں تحریر ہے:

اور جان لیجئے کہ جان دار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی، مجسم ہو یا مسطح، ذلیل ہو یا باعزت۔

هذا كله في اقتناء الصورة، أما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقاً؛ لأنه مضاهاة لخلق الله تعالى كما مر. (رد المحتار ۳/۶۲۱)

واعلم أن فعل التصوير حرام مطلقاً أي تصوير الحيوان، سواء كانت صغيرة أو كبيرة، مجسمة أو مسطحة ممتحنة أو موقرة. (فيض الباري ۴/۳۸۲)

اور نوٹوگرانی کی جادہ تصویریں بھی اسی حکم میں داخل ہیں، عالم اسلام کے مشہور عالم شیخ محمد علی صابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عکسی تصویر بھی تصاویر کے اقسام میں سے ایک قسم ہونے سے خارج نہیں کی جاسکتی؛ اس لئے کہ جو تصویر کمرے کے ذریعہ کھینچی جاتی ہے اُسے بھی تصویر ہی کہتے ہیں، اور اُس کے کھینچنے والے کو مصور کہا جاتا ہے؛ لہذا اگرچہ نص صریح اس نص کو شامل نہیں؛ کیوں کہ یہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر نہیں ہے اور اس تصویر میں اللہ تعالیٰ کے عمل پیدائش سے مشابہت اختیار کرنا بھی نہیں پایا جاتا؛ لیکن اس کو تصویر کی ایک قسم ہونے سے

إن التصوير الشمسي لا يخرج عن كونه نوعاً من أنواع التصوير فما يخرج بالآلة يسمي صورةً، والشخص مصوراً فهو وإن كان لا يشمله النص الصريح؛ لأنه ليس تصويراً باليد وليس فيه مضاهاة لخلق الله إلا أنه لا يخرج عن كونه ضرباً من ضروب التصوير فينبغي أن

يقتصر في الإباحة على حد خارج نہیں کر سکتے؛ لہذا صرف ضرورت کی حد
الضرورة. (حكم الإسلام في التصوير
تک ہی اس کی اباحت کو محدود کرنا مناسب
۱۵، بحوالہ فقہی مقالات مولانا مفتی
ہے۔

محمد تقی عثمانی (۱۲۸/۴)

البتہ اگر تصویر سرکٹی ہو، یا الگ الگ اعضاء ہوں، تو ان کو بنانے کی گنجائش ہے۔

وروی أحمد بسنده عن المسور بن مخزومة رضي الله عنه قال: دخلت على
ابن عباس رضي الله عنهما أعوده من وجع كان به، قلت: فما هذه التصاویر في
الكانون؟ قال: ألا ترى قد أحرقناها بالنار، فلما خرج المسور، قال: اقطعوا رؤوس
هذه التماثيل، قالوا: يا أبا العباس! لو ذهبت بها إلى السوق كان أنفق لها، قال:
لا. فأمر بقطع رؤوسها. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۲۰/۱، الموسوعة الفقهية ۱۰۹/۱۲)

وفي كلام ابن عابدين ما يدل على أن ظاهر مذهب الحنفية: أن كل
صورة لا يكره إبقاؤها في البيت لا تمنع دخول الملائكة، سواء الصور المقطوعة
أو الصور الصغيرة أو الصور المهانة أو المغطاة ونحو ذلك؛ ولأنه ليس في
هذه الأنواع تشبه بعبادها؛ لأنهم لا يعبدون الصور أو المهانة؛ بل ينصبونها
صورة كبيرة، ويتوجهون إليها. (شلمی ۴۳۷/۱ بیروت، الموسوعة الفقهية ۱۱۵/۱۲)

اب یہاں یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت جس طرح کی تصویروں کا بنانا علماء نے
جائز قرار دیا ہے، مثلاً پاسپورٹ یا ویزے یا شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے تصویر کھینچنا، تو ان تصاویر کو
کھینچنا فوٹو گرافر کے لئے جائز ہوگا یا نہیں؟ تو فقہاء احناف کی مذکورہ بالا عبارات سے تو بظاہر یہی
معلوم ہوتا ہے کہ گو کہ کھینچنا جائز ہو مگر کھینچنا درست نہ ہو، جیسا کہ مجبوری کے وقت رشوت دینے
والے کے لئے دینا تو جائز ہوتا ہے مگر لینے والے کے لئے لینا جائز نہیں ہوتا۔

لیکن دوسرا پہلو یہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فوٹو کی تصویر پر احادیث و عید کی دلالت قطعی نہیں؛

بلکہ ظنی ہے، لہذا حاجت کے وقت جس طرح کھینچوانا جائز ہے، اسی طرح کھینچنے کی بھی گنجائش ہونی چاہئے۔ یہ تو ہوئی ہاتھ سے اور عام کیمروں سے بنائی جانے والی تصویروں کی بحث۔ اب بات رہ جاتی ہے ڈیزیتل اور ویڈیو کیمروں کی تصویروں کی، تو جیسا کہ پہلے آچکا ہے کہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے یہ رائے پیش کی ہے کہ انہیں جب تک پرنٹ نہ کیا جائے ان پر تصویر کا حکم نہ ہوگا؛ لیکن یہ رائے محل اشکال ہے؛ کیوں کہ تصاویر بہر حال ان آلات میں محفوظ ہو جاتی ہیں اور جب چاہیں ان کا عکس ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کی اسکرین پر دیکھا جاسکتا ہے۔ تو اس منظر کو محفوظ کرنا اصولاً اور عرفاً تصویر کے حکم میں داخل ہونا چاہئے؛ البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ محفوظ تصویر خود اسکرین پر ظاہر نہیں ہوتی؛ بلکہ برقی لہروں کے ذریعہ اُس محفوظ تصویر کا عکس اسکرین پر نمایاں ہوتا ہے، اور اُسے بار بار نمایاں کیا جاسکتا ہے، اس لئے ضرورت کے مواقع کے علاوہ اس عمل کی اجازت نہیں دینی چاہئے، اور انہیں سند جواز دینے کے بجائے کم از کم مشتبہ امور کی فہرست میں رکھنا چاہئے۔ واللہ اعلم

تصویر کھینچوانا

(۱) موجودہ زمانہ میں جہاں شناخت کی ضرورت ہو، مثلاً: پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ایڈمٹی کارڈ، داخل فارم وغیرہ، تو ایسے ضروری مقاصد کے لئے تصویر کھینچوانے کی اجازت ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/۲۳۳، فقہی مقالات ۱۳۱)

(۲) جس جگہ فتنہ فساد کا خطرہ ہو، وہاں نگرانی کے لئے ویڈیو کیمرے لگا کر منظر محفوظ کرنے کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے؛ تاکہ بعد میں مجرمین کو گرفتار کرنے میں مدد مل سکے؛ اس لئے کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ اور امن کا قیام ایک اہم ضرورت ہے۔

(۳) اسی طرح کسی اہم قومی مسئلہ میں پولیس کے سامنے اپنا موقف رکھنے کے لئے میڈیا کے لوگوں سے گفتگو کرنا اور اس گفتگو کو بالتصویر ریکارڈ کرنا بھی بسا اوقات ضروری ہو جاتا ہے، اس کے ضرورت ہونے پر علماء و مفتیان کرام کو غور کرنا چاہئے۔

(۴) قومی و ملی یادنی پروگرام کو ٹیلی ویژن پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کرانے کے لئے

انتظام کرنا بظاہر جائز معلوم ہوتا ہے، بشرطیکہ اسے محفوظ نہ کیا جائے؛ اس لئے کہ یہ محض عکس ہے تصویر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

تصویر دیکھنے کا شرعی حکم

جو صورتیں فواحش پر مشتمل ہوں، یا شرک و بت پرستی پر مبنی ہوں، اُن کو قصداً دیکھنا تمام ائمہ کے نزدیک منع ہے؛ لیکن جو صورتیں مذکورہ منکرات سے خالی ہوں، اُن پر نظر ڈالنے کے بارے میں مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ تصاویر محرّمہ نہ ہوں؛ بلکہ مباح الاستعمال ہوں، جیسے سرکئی یا ذلیل جگہ بنی ہوئی تصویریں، تو اُن کی طرف نظر کرنا درست ہے۔ جب کہ حنا بلہ کا مذہب یہ ہے کہ کامل بنی ہوئی تصویروں کو دیکھنا بھی درست ہے (جب کہ اُن میں کوئی منکر نہ ہو) البتہ حنفیہ سے اس بارے میں کوئی خاص جزئیہ نظر سے نہیں گذرا، بظاہر یہی رائے اُنسب معلوم ہوتی ہے کہ جس چیز کو اِصالةً دیکھنا جائز ہے، اُس کی تصویر کو دیکھنا بھی جائز ہو۔

يحرم التفرج على الصور المحرمة عند المالكية والشافعية؛ لكن إذا كانت مباحة الاستعمال، كما لو كانت مقطوعة أو مهانة، فلا يحرم التفرج عليها. قال الدردير في تعليل تحريم النظر: لأن النظر إلى الحرام حرام، ولا يحرم النظر إلى الصورة المحرمة من حيث هي صور عند الحنابلة.

ونقل ابن قدامة أن النصارى صنعوا لعمر رضي الله عنه حين قدم الشام طعاماً فدعوا، فقال: أين هو؟ قال: في الكنيسة، فأبى أن يذهب، وقال لعلي رضي الله عنه: امض بالناس فيغدوا، فذهب علي بالناس، فدخل الكنيسة، وتغدى هو والناس، وجعل علي ينظر إلى الصورة، وقال: ما على أمير المؤمنين لو دخل فأكل، ولم نجد نصاً عند الحنفية في ذلك؛ لكن قال ابن عابدين: هل يحرم النظر بشهوة إلى الصورة المنقوشة؟ محل تردد، ولم أره، فليراجع. (الموسوعة الفقهية ۱۲۳/۱۲ كويت)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ٹیلی ویژن پر ایسی منظر کشی کی جا رہی ہے جس کے اصل کو دیکھنا

جائز ہے تو اُس کو ٹیلی ویژن کی اسکرین پر بھی دیکھنا درست ہونا چاہئے، اور اس طرح تصویر دیکھنے کی دلیل دو روایتیں ہیں:

(۱) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر ایک ریشم کے کپڑے پر دکھائی گئی۔ (بخاری شریف ۶۸/۲ حدیث: ۵۱۲۵)

(۲) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حبشہ کے گرجا گھر میں انبیاء سابقین کی تصویریں دیکھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تصویر دیکھنے کے بارے میں نیکر نہیں فرمائی۔ (بخاری شریف ۶۲/۱ حدیث: ۴۳۴)

تصویر والی اشیاء کا استعمال

اگر تصاویر معظم و محترم ہوں تو اُن کا استعمال کسی طرح جائز نہیں ہے؛ البتہ درج ذیل صورتوں میں استعمال کی گنجائش ہے:

(۱) بچوں کے باتصویر کھلونے: - اس بارے میں اختلاف ہے، بعض نے منع کیا ہے، بعض نے گنجائش دی ہے، بہر حال اس میں شدت نہیں ہے۔ (الموسوعة الفقهية ۱۱۲/۱۲، ۲۶۰/۷ زکریا)

(۲) بہت چھوٹی تصویریں: - (جن کی حد یہ ہے کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو زمین پر رکھی ہوئی تصویر پوری طرح واضح نہ ہو) ایسی تصویروں کا گھر میں رکھنا یا استعمالی چیزوں میں ایسی چھوٹی تصویروں کا ہونا ممنوع نہیں ہے۔ (جواہر الفقه ۲۵۸/۷ زکریا)

(۳) ذلت والی جگہوں پر بنی ہوئی تصویریں: - مثلاً فرش یا بستر کی چادر پر بنی ہوئی تصویروں کے استعمال کی اجازت ہے۔ (جواہر الفقه ۲۵۹/۷ زکریا)

(۴) پوشیدہ تصویریں: - جو تصاویر کسی غلاف وغیرہ میں چھپی ہوئی ہوں یا اخبار وغیرہ میں شائع شدہ ہوں، اُن کو چھپا کر رکھنا بھی درست ہے۔ (جواہر الفقه ۲۶۳/۷ زکریا)

(۵) تصاویر کی تجارت: - اگر خود تصویریں اصل مقصود ہوں، مثلاً مورتی یا فوٹو،

تو اُس کا بیچنا ناجائز ہے؛ البتہ اگر تصویر اصل مقصود نہ ہو، مثلاً تصویر دارالخبر یا مصور ڈبے والی کوئی استعمالی چیز، تو ایسی چیزوں کی بیع و شراء درست ہے۔ (جواہر الفقہ ۲/۶۳ زکریا)

سوال نامہ کے اجمالی جوابات

مذکورہ بحثوں اور تجزیات کو پیش نظر رکھ کر اخیر میں سوال نامہ کا اجمالی جواب ذیل میں پیش

کیا جاتا ہے:

سوال (۱): - شریعت میں تصویر کی تعریف کیا ہے؟

جواب: - تصویر اُس نقشہ کو کہتے ہیں جس سے ایک شئی دوسری شئی سے ممتاز ہو جائے۔

سوال (۲): - ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی صورتوں پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے یا

نہیں؟ واضح ہو کہ ٹیلی ویژن پر کبھی پروگرام کو براہ راست نشر کیا جاتا ہے اور کبھی پروگرام کو کیمرہ میں محفوظ کر کے بعد میں نشر کیا جاتا ہے، دونوں کا حکم یکساں ہے یا کوئی فرق ہے؟

جواب: - اگر براہ راست پروگرام نشر ہو تو وہ تصویر نہیں ہے۔ اور اگر اُسے محفوظ کر کے

نشر کیا جائے تو اسکرین پر نظر آنے والی تصاویر کیسٹ، سی ڈی یا ڈی وی ڈی میں یا ہارڈ ڈسک میں محفوظ تصویروں کا عکس ہیں۔

سوال (۳): - اگر ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی صورتیں تصویر میں داخل ہیں، تو

اُس کی حرمت قطعی ہے یا نفی؟ ہر ایک کی دلیل مطلوب ہے۔

جواب: - اسکرین پر محفوظ تصاویر کا عکس نظر آتا ہے، اُس پر تصویر کا اطلاق ظنی ہے؛

کیوں کہ یہ عکس اسکرین پر پائیدار نہیں، اگرچہ کیسٹ وغیرہ میں پائیدار ہے۔

سوال (۴): - کیا کسی دینی ضرورت مثلاً باطل عقائد و نظریات کی تردید، صحیح عقائد

و نظریات کی ترویج، ناواقف لوگوں کو دین سکھانے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت و تبلیغ کے لئے

ٹیلی ویژن کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے یا گنجائش کی کوئی شکل نہیں ہے؟

الف: - بصورت گنجائش اُس کی حدود کیا ہوں گی؟ اور کیا یہ ضرورت غیر مشروع طریقہ

کار کی اباحت کے لئے کافی ہوگی؟

ب:- عدم گنجائش کی صورت میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ باطل عقائد و نظریات کے فروغ کی روک تھام کیسے ہوگی؟

جواب:- جب یا جس جگہ یہ ضرورت متحقق ہو جائے کہ ٹیلی ویژن کے علاوہ دین کی نشر و اشاعت یا باطل افکار و خیالات کی تردید کا کوئی اور مؤثر ذریعہ باقی نہ رہے، تو ایسی مجبوری کی حالت میں دینی مقاصد کے لئے ٹیلی ویژن کے استعمال کی ضرورت اجازت ہونی چاہئے۔

سوال (۵):- کیا ٹیلی ویژن کو اس بنیاد پر کہ وہ آلہ ہول و لعب ہے، اس کا استعمال ہمیشہ کے اسلامی نشریات کے لئے بھی ناجائز قرار دیا جائے گا یا اس اصل کے اندر تبدیلی کر کے اسلامی نشریات کے لئے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے؟

جواب:- ضرورت کے وقت گنجائش نکل سکتی ہے۔

سوال (۶):- مذکورہ دینی مقاصد کے لئے مسلمان اپنا علیحدہ ”اسلامی ٹی وی چینل“ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اسلامی چینل قائم کر سکتے ہیں تو اس کی کیا کیا حدود ہونی چاہئے؟

جواب:- جب چینل کے قیام کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہ رہ جائے، تو اس کے قیام کی اجازت دی جاسکتی ہے، مگر اس میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کا اہتمام کرنا ہوگا۔

سوال (۷):- ملی جماعتوں کے پروگراموں اور اجلاس کے پیغام کو ملک و قوم تک پہنچانے کے لئے ”ویڈیو اور ٹی وی“ کا استعمال کس حد تک جائز ہے؟

جواب:- اگر اس سے مخالفین پر رعب ڈالنے یا اپنا پیغام غیروں تک براہ راست پہنچانا مقصود ہو، تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

سوال (۸):- انٹرنیٹ اور اس کے پروگراموں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:- انٹرنیٹ ایسا مجموعہ معلومات ہے کہ اس سے آدمی خیر اور شر ہر طرح کی معلومات حاصل کر سکتا ہے، تو اس کا استعمال خیر میں خیر ہوگا اور شر میں شر۔

سوال (۹): - اسلام کے تعارف و اشاعت، صحیح عقائد و نظریات کی ترویج اور باطل عقائد و نظریات کی تردید اور فقہ و فتاویٰ کی سہولت کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

جواب:- بلاشبہ درست ہے۔

سوال (۱۰): - علماء حق کے بیانات اور قرآن کریم کی تلاوت و تفسیر انٹرنیٹ پر با تصویر شائع کرنا کیسا ہے؟

جواب:- با تصویر کے بجائے بلا تصویر شائع کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۳/۱۰ھ

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے بارے میں ایک متفقہ فیصلہ

ادارۃ المسابحات الفقہیہ جمعیتہ علماء ہند کے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۷-۱۸-۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷-۲۸-۲۹ اپریل ۲۰۰۵ء بمقام: مفتی کفایت اللہ ہال عید گاہ جدید ٹیانی روڈ بنگلور میں ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے دینی مقاصد کے لئے استعمال کے موضوع پر درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں، جو قارئین کے افادہ کے لئے پیش ہیں:

(۱) آج ٹیلی ویژن پر زیادہ تر فحاشی، عریانی و خراب اخلاق پر وگراموں کا غلبہ ہے، ۲۴ گھنٹے مختلف چینلوں پر رقص و سرود اور حد درجہ شرمناک مناظر دکھائے جاتے ہیں، پھر ڈش انٹینا اور پرائیویٹ کیبل چینلوں نے تو تمام اخلاقی اور انسانی حدود کو پار کر دیا ہے، اور آج ٹی وی زدہ معاشرہ جن شرمناک حرکتوں میں ملوث ہے، وہ ناقابل بیان ہیں، اور جس گھر میں ٹیلی ویژن ہو، وہاں کے لوگوں کو اس کے مخرب اخلاق پر وگراموں سے بچنا تقریباً محال ہے؛ لہذا ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا اور اُس کے پروگراموں کو دیکھنا شرعاً ناجائز ہے، جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

(۲) اسلام میں بلا ضرورت شرعی تصویر کھنچنا ناجائز ہے، لیکن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ پر اعداء اسلام یا شریکین فرقہ پرست طاقتوں کی طرف سے کوئی ایسی چیز سامنے آئے، جس سے اسلامی عقائد اور احکام و اقدار پر زبرد پڑتی ہو اور اُس کا

مناسب جواب نہ دینے سے اسلام کی شبیہ بگڑنے یا مسلمانوں کے حقوق کے ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہو، تو اُس کے دفاع کے لئے ٹیلی ویژن کے کسی پروگرام پر آنے کی ضرورت گنجائش ہے۔

(۳) اسلامی ٹی وی چینل قائم کرنے کو اگرچہ موجودہ دور کی ضرورت کہا جاتا ہے؛ لیکن مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ فقہی اجتماع اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اولاً تو علیحدہ اسلامی ٹی وی چینل قائم کرنا عملاً مشکل ترین امر ہے، اور اگر ایسا چینل وجود میں آ بھی جائے تو اُس کے ذریعہ سے فوائد کے مقابلہ میں نقصانات کہیں زیادہ ہیں؛ کیوں کہ اس طرح کے چینلوں کو بہانا بنا کر لوگ ٹیلی ویژن کے فحش پروگراموں تک بآسانی رسائی حاصل کر لیں گے، اور دیگر باطل فرقوں کے چینلوں سے اُس کا امتیاز بھی دشوار ہوگا۔ نیز عام لوگوں کی دلچسپی کی چیز شامل کئے بغیر خالص اسلامی چینل کے ناظرین کی تعداد غیر معمولی حد تک کم ہوگی اور متوقع فوائد حاصل نہ ہو سکیں گے۔ ان وجوہات سے اسلامی چینل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴) انٹرنیٹ اس دور میں ایسا معلوماتی ذریعہ ہے جس میں ہر طرح کے اچھے اور برے پروگرام پائے جاتے ہیں، گو کہ آج زیادہ تر اس ذریعہ کو ناجائز اور حرام چیزوں میں استعمال کیا جا رہا ہے؛ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کو اگر شرعی حدود میں رہ کر استعمال کیا جائے تو منکرات و فواحش سے بچتے ہوئے اس سے عظیم تعلیمی، تجارتی اور انتظامی وغیرہ فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں، اس لئے یہ فقہی اجتماع انٹرنیٹ کے جائز حدود میں استعمال کو جائز قرار دیتا ہے، اور اس کے ناجائز استعمال کو ناجائز اور حرام قرار دیتا ہے۔



لہو لعب اور کھیل کود

کیرم بورڈ کو کرایہ پر دینا؟

سوال (۹۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر ہم کیرم بورڈ خرید کر بھاڑا چلائیں، تو کیا یہ بھاڑے کا پیسہ جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کیرم بورڈ آلہ لہو لعب ہے، اور عموماً اس میں جوا کھیلا

جاتا ہے؛ لہذا اس کے کرایہ سے حاصل شدہ آمدنی کراہت سے خالی نہیں ہے۔

استفید: رجل استأجر رجلاً يضرب الطبل إن كان للهو لا يجوز. (الفتاویٰ

الہندیہ ۱۵/۵۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۳/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شطرنج کھیلنا؟

سوال (۹۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: شطرنج کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اس میں ہار جیت

کی شرط لگا دی جائے تو جو او اور قطعاً حرام ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱۳/۷، امداد الفتاویٰ ۴/۲۴۰)

و کرہ تحریمًا للعب بالنرد و کذا الشطرنج. قوله: والشطرنج معرب شدرنج، وإنما کره؛ لأن من اشتغل به ذهب عناؤه الدنيوي، وجاءه العناء الأخری فهو حرام، وکبيرة عندنا. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۹۴/۶ کراچی)

ویکره اللعب بالنرد و الشطرنج وعن علي رضي الله عنه أنه قال: الشطرنج میسر الأعاجم، وعن النبي صلى الله أنه قال: ما ألهاکم عن ذکر الله فهو میسر، وأما اللعب فلقوله عليه السلام: كل لعب حرام إلا ملاعبة الرجل امرأته وقوسه و فرسه. (بدائع الصنائع ۱۲۷/۵، الهدایة ۳۶۴/۲، تبیین الحقائق ۳۱/۶، المکتبة الشاملة)

وهذا إذا لم یقام ولم یداوم ولم یخل بواجب، وإلا فحرام بالإجماع. (الدرا المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۹۴/۶ دار الفكر بیروت)

ویحرم عند الجمهور غیر الشافعية أيضًا الشطرنج. (الفقه الإسلامي وأدلته / المبحث الرابع ۲۶۶۳/۴ رشیدیة) فقط والله تعالی اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا الله عنه

تعلیمی تاش کھیلنا کیسا ہے؟

سوال (۹۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ تعلیمی تاش کھیلنا درست ہے؛ اس لئے کہ اس سے الفاظ اور لغت یاد ہو جاتی ہے، جب کہ بکر کا کہنا ہے کہ کھیلنا بہتر نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس میں وقت کو جو قیمتی شئی ہے ضائع کرنا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ فائدہ کے لئے تعلیمی تاش کھیلنے کی گنجائش ہے؛

لیکن اس میں اتنا اشتغال کہ ضروری امور اور نماز وغیرہ میں کوتاہی ہونے لگے تو اس کی اجازت

نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۳۰/۴)

قوله: أو يقامر بالنرد والشطرنج أو تفوته الصلاة بسببهما؛ لأن كل ذلك من الكبائر. (البحر الرائق ۹۱۷ مکتبہ سعید پاکستان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر شرط لگائے تاش کھیلنا؟

سوال (۹۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مطلقاً تاش کھیلنا حرام ہے یا شرط لگا کر حرام ہے؟ مثلاً اگر زید سے کہا جائے کہ تاش کھیلنا حرام ہے، تو وہ جواب دے رہا ہے کہ ٹائم پاس کرنے کے لئے کھیل رہا ہوں، تو کیا اگر بغیر شرط لگائے ہوئے صرف ٹائم پاس کرنے کے لئے تاش کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شرط لگا کر تاش کھیلنا جائز ہے، اور بلا شرط کھیلنے میں بھی ٹائم پاس کرنا یہ کوئی غرض صحیح نہیں ہے، اس لئے اس طرح ضیاع وقت سے منع کیا جائے گا۔ (مستقار: امداد الفتاویٰ ۳/۳۴۶، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۵۶)

قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ [المؤمنون: ۳]

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرأة تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلم بكلمة ليضحك الناس ۵۸۲/۲ رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ۲۵۵/۴، المعجم الكبير ۱۲۸/۳ رقم: ۲۸۸۶)

قال العلامة الحصكفي: كل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز. (الدر المختار،

كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۳۶۰/۱۶ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تاش یا لوڈ وکھیلنا؟

سوال (۹۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تاش اور لوڈ وکھیلنا شرعاً کیسا ہے؟ جائز یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں؟ اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ نیز اگر کوئی شخص قلبی انشراح اور تضرع اوقات کے لئے بغیر بازی لگائے تاش اور لوڈ وکھیلے، تو کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فلاح یاب مؤمنین کی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ [المؤمنون: ۳] یعنی فلاح یاب مؤمنین وہ ہیں جو لغو اور فضول باتوں سے الگ رہتے ہیں۔

لہذا ہر ایسا کام جس سے کوئی دینی فائدہ نہ ہو اس میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا درست نہیں ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذی، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلم بلكلمة ليضحك الناس ۵۸/۲ رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ۲۵۵/۴، المعجم الكبير ۱۲۸/۳ رقم: ۲۸۸۶)

یعنی انسان کے اسلام کی خوبی اُس کا بے فائدہ چیزوں کا چھوڑ دینا ہے۔

لہذا تاش اور لوڈ وکھیل کر اپنا قیمتی وقت کو ضائع کرنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۳۲۶/۱۰)

وأما الشطرنج فإنه وإن أفاد علم الفروسية لكن حرمة عندنا بالحديث، لكثرة غوائله بأكباب صاحبه عليه، فلا بقي نفعه بضرره كما نصوا عليه، بخلاف ما ذكرنا.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۴۰۴/۶ دار الفكر بيروت)

وكره تحريماً للعب بالنرد وكذا الشطرنج (الدر المختار) وإنما كره؛ لأن

من اشتغل به ذهب عناه ه الدنيوي وجاء ه العناء الأخروي فهو حرام وكبيره عندنا. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۹۴/۶ دار الفكر بيروت)

ويحرم اللعب بالنرد أو الشطرنج وكل لهو، لقوله عليه السلام: كل لعب ابن آدم حرام. (مجمع الأنهر ۵۵۳/۲ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط والله تعالى أعلم
کتبہ: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲۷ھ

فٹ بال اور کرکٹ کھیلنا اور دیکھنا؟

سوال (۹۶۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: فٹ بال اور کرکٹ کھیلنا کیسا ہے؟ کیا فٹ بال لا میچ اور کرکٹ میچ ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آج کل ٹی وی پر میچ دیکھنے کی و با ایک مرض بن گیا

ہے، اُس پر جوا اور ہار جیت کی شرط لگائی جاتی ہے، جو بھس قرآن حرام ہے، عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بے شرمی اور بے پردگی کے ساتھ اُسے دیکھنے کے لئے آتی ہیں، نمازیں قضا ہوتی ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اخلاق کا جنازہ نکل جاتا ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس لغو اور بے کار چیز کو بالکل چھوڑ دیں، اور عمر کے قیمتی لمحات کو بہت غنیمت سمجھیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عمر کے بارے میں بھی سوال کرے گا کہ تم نے اپنی عمر عزیز کہاں اور کن کاموں میں صرف کی؟ اس لئے وقت کو غنیمت جان کر حسن کا موقع آنے سے پہلے آخرت کی تیاری کی جائے۔ (فتاویٰ رحمیہ ۱/۳۷۷)

قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ

وَالْأَزْلَامُ رَجُسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [المائدہ: ۹۰]

فالضابط في هذا الباب أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس

له غرض صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد حراماً أو مكروءة تحريماً وما

كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية، فإن ورد النهي عنه من الكتاب أو السنة كان حراماً أو مكروهاً تحريماً وأما ما لم يرد فيه النهي عن الشارع، وفيه فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقهي على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده، وعن الصلوات والمساجد، التحقق ذلك بالمنهي عنه، لا اشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً. والثاني: ما ليس كذلك، فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروه. وإن اشتغل به لتحصيل تلك المنفعة، وبنية استجلاب المصلحة فهو مباح؛ بل قد يرتقي إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه وعلى هذا الأصل فالألعاب التي يقصد بها رياضة الأبدان أو الأذهان جائزة في نفسها ما لم تشتمل على معصية أخرى، وما لم يؤد الانهماك فيها إلى الإخلال بواجب الإنسان في دينه ودنياه. والله سبحانه أعلم. (تكملة فتح الملهم / قبل كتاب الرؤيا ٤٣٥/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس ٥٨/٢ رقم: ٢٢١٧، شعب الإيمان للبيهقي ٢٥٥/٤، المعجم الكبير ١٢٨/٣ رقم: ٢٨٨٦)

عن أبي بردة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع: عن عمره فيما أفناه؟ وعن علمه ما عمل به؟ وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه، وعن جسمه فيما أبلاه. (سنن الترمذي رقم: ٢٤١٧، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البعث وأحوال يوم القيامة / فصل في ذكر الحساب وغيره رقم: ٥٣٩٢ بيت الأفكار الدولية، جامع بيان العلم وفضله ٦٨٦ رقم: ١٢٠٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

کرکٹ اور چڑیا بکھیلنا؟

سوال (۹۶۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کرکٹ اور چڑیا بکھیلنا کیسا ہے، جب کہ کھیلنے والوں کا مقصد صرف ورزش ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ورزش کے مقصد سے یہ کھیل مباح ہیں، بشرطیکہ کسی

محظور شرعی (کشف ستر وغیرہ) پر مشتمل نہ ہوں۔ (امداد المفتیین ۱۰۰۱)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: روّحوا القلوب ساعة فساعة.

(الجامع الصغير للسيوطي مع فيض القدير ۵/۷ ۳۴۱ رقم: ۴۸۴ مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

قال العلامة المناوي رحمه الله تعالى تحت قوله: ”روّحوا القلوب ساعة

فساعة“: وفي رواية: ”ساعة وساعة“: أي أريحوها بعض الأوقات من مكابدة

العبادات بمباح لا عقاب فيه، ولا ثواب. قال أبو الدرداء رضي الله عنه: إني

لأجمل فؤادي ببعض الباطل: أي اللهو الجائز لأنشط للحق. وذكر عند

المصطفى صلي الله عليه وسلم القرآن والشعر، فجاء أبو بكر رضي الله عنه،

فقال: أقرأءة وشعر؟ فقال: نعم! ساعةً وهذا ساعةً ذاك. وقال علي كرم الله

وجهه: اجمعوا هذه القلوب، فإنها تمل كما تمل الأبدان: أي تكل. وقال

بعضهم: إنما ذكر المصطفى صلي الله عليه وسلم لأولئك الأكابر الذين

استولت هموم الآخرة على قلوبهم، فخشى عليها أن يحترق. (فيض القدير شرح

الجامع الصغير ۵/۷ ۳۴۱-۳۴۱۶ رقم: ۴۸۴ مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

وحاصل الكلام: ترويح القلب وتفريجه، وكذا تمرين البدن من

الارتفاقات المباحة والمصالح البشرية التي لا تمنعها الشريعة السمحة برأسها،

نعم! تمنع الغلو والانهماك فيها بحيث يضرّ بالمعاش أو المعاد. (تكملة فتح الملهم،

کتاب الشعر / باب تحريم اللعب بالنردشير، حكم الألعاب في الشريعة ۴۳۴/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند

قال أبو الدرداء: إني لأجمل فؤادي ببعض الباطل: أي اللهو الجائر لأنشط

للحق. (فيض القدير ۳۴۱ ۵/۷ مكتبة نزار مصطفى الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲۵ھ

ورزش کرنا؟

سوال (۹۶۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کچھ ورزش دوڑ حاضر میں صحت کے لئے مفید نظر آتی ہے؛ لیکن ان ورزشوں میں سے اکثر کا طریقہ کتاب و سنت میں نہیں ملتا ہے، اگر کوئی مسلمان محض حصول تندرستی اور دفاعِ امراض کی نیت سے ایسی ورزش کرے اور انہیں اوقات کو اللہ کے ذکر کے ساتھ بھی متصف کر دے، تو کیا یہ ورزش اور یہ ذکر الہی کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی ورزشیں جن سے کوئی منکر شرعی لازم نہ آتا ہو، مثلاً

ستر نہ کھولا جاتا ہو، اور وہ کسی خاص قوم کا شعار بھی نہ ہو، نیز ان سے کوئی مقصد وابستہ ہو، مثلاً صحت جسم وغیرہ، تو درست ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۷۵)

أما ما لم ير دفيه النهي عن الشارع، وفيه فائدة ومصلحة للناس فهو بالنظر الفقهي على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعها، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله، وعن الصلوات والمساجد، التحقق ذلك بالمنهي عنه، لا شتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً. والثاني: ما ليس كذلك فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروهاً، وإن اشتغل به لتحقيق تلك المنفعة وبنية استغلال المصلحة

فہو مباح؛ بل قد یرتقی إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه. (تکملۃ فتح الملمہ، کتاب

الشعر / باب تحریم اللعب بالنردشیر ۴۳۵/۴ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)

اور ورزشوں کے اوقات کو زبانی ذکر الہی کے ساتھ متصف کرنا مناسب نہیں؛ کیوں کہ اس حالت میں یکسوئی نہیں رہتی؛ البتہ دل میں خدا کی یاد دہنی چاہئے اور نماز کے اوقات وغیرہ کا اہتمام برقرار رہنا چاہئے۔

قال العلماء: ينبغي أن يكون الموضع الذي يذكر الله فيه نظيفاً خالياً، وأن يكون الذاكر على أكمل الصفات المتقدمة. (حصن حصين ۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۷/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسرت خانوں میں جا کر ورزش کرنا؟

سوال (۹۶۸):۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کے دور میں جو ورزش خانے کھولے ہوئے ہیں اور وہاں پر گانے بجائے جاتے ہیں اور لڑکے اپنے ستر کھول کر ریاضت و کسرت کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گانا بجانا اور ستر کھولنا دونوں سخت گناہ ہیں؛ لہذا ایسے

کسرت خانوں میں حصہ لینا اور وہاں آنا جانا جہاں یہ دونوں کام ہوتے ہوں قطعاً جائز نہیں ہے۔

في هذه الآية: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ عن ابن عباس

رضي الله عنه قال: الغناء وشري المغنية. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۰۱/۱ رقم: ۲۱۵۳۸)

قال مجاهد: هو الغناء، والغناء منه، والاستماع إليه. (المصنف لابن أبي شيبة

۱۰۱/۱ رقم: ۲۱۵۳۹ المجلس العلمي)

قال إبراهيم: الغناء ينبت النفاق في القلب. وقال مجاهد: ﴿وَمِنَ النَّاسِ

مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ - الغناء - . (المصنف لابن أبي شيبة ۱۰۲/۱ رقم: ۲۱۵۴۵)

قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللهو والغناء يثبت النفاق في القلب كما يثبت الماء النبات. (لدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في الجع ۵۰۲/۹ زكريا) والرابع: ستر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح. قال الشامي: قوله: ولو في الخلوة أي إذا كان خارج الصلاة يجب الستر بحضرة الناس إجماعًا. (لدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / مطلب في ستر العورة ۷۵/۲ زكريا) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ویڈیو گیم کی کمائی؟

سوال (۹۶۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ویڈیو گیم جس کے ذریعہ بچے کھیل وغیرہ کھیلتے ہیں، اُس کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ کیا اُس کی کمائی بلا کراہت درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ویڈیو گیم ایک لالچنی اور فضول اور وقت کو ضائع کرنے والا آلہ ہے؛ لہذا اُس کے ذریعہ سے کمائی کم از کم مکروہ ضرور ہے، اس مشغلہ کو چھوڑ کر جائز اور طیب طریقہ پر کمائی کرنی چاہئے۔

لا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب الأجر. (بين الحقائق / باب الإحارة الفاسدة ۱۱۸/۶ - ۱۱۹ بیروت)

وعلى هذا يخرج الاستئجار على المعاصي أنه لا يصح؛ لأنه استئجار على منفعة غير مقصورة الاستيفاء شرعاً، كاستئجار الإنسان للعب واللهو، وكاستئجار المغنية والنائحة للغناء والنوح الخ. (بدائع الصنائع ۳۹/۴ زكريا) فقط والله تعالى أعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لوڈ وکھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۹۷۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: لوڈ وکھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ لوڈ وکھیلنا کس صورت میں جائز نہیں ہے اور کس صورت میں جائز ہے؟ وضاحت کریں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ہار جیت میں لین دین کی شرط کے ساتھ لوڈ وکھیلنا جائے، تو جوا ہونے کی وجہ سے قطعاً حرام ہے، اور اگر ہار جیت کی شرط نہ ہو اور کبھی کبھار تفریح طبع کے لئے کھیلنا جائے تو گنجائش ہو سکتی ہے؛ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اس طرح کے کھیلوں میں اتنا انہماک ہو جاتا ہے کہ نماز اور دیگر فرائض میں خلل پڑنے لگتا ہے؛ اس لئے ایسے کھیلوں سے مطلقاً منع کیا جائے گا۔ (حسن الفتاویٰ ۲۴۳۸، کتاب الفتاویٰ ۱۶۰۶)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [المائدہ: ۹۰]

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ أن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الخمر والمیسر. (سنن ابی داؤد ۵۱۹۱۲)

وسمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد من مال صاحبه، وهو حرام بالنص. (شامي ۵۷۷/۹-۵۷۸ زکریا)

وحاصل الکلام أن ترويح القلب وتفريجه، وكذا تمرين البدن من الارتفاقات المباحة والمصالح البشرية التي لا تمنعها الشريعة السمحة برأسها، نعم تمنع الغلو والإنهماك فيها بحيث يضر بالمعاش أو المعاد. (أحكام القرآن للتهانوي ۱۲۲/۵، تكملة فتح الملهم ۴۳۴/۴ مكتبة دار العلوم کراچی)

ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على

منافعه، وأنه من اشتغل بها، ألهاه عن ذكر الله وحده عن الصلوات والمساجد
التحق ذلك بالمنهي عنه لاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً. (احكام القرآن
۱۲۶/۵، تكملة فتح الملهم ۴۳۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۷/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہوزری اور تمبولہ کھیل کا حکم؟

سوال (۹۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: ہوزری یا تمبولہ ایک ایسا کھیل ہے، جس میں کچھ گنتیاں لکھی ہوئی ہوتی ہیں، الگ لوگوں کو ملتی
ہیں، پھر ایک اناؤنس کرنے والا ہر لائن سے گنتی بولتا ہے، جس کو وہ شخص کا ثنا چلا جاتا ہے، جس کے
پاس وہ گنتی ہوتی ہے، جس کی سب سے زیادہ گنتی کٹ جاتی ہے، وہ جیت جاتا ہے، پھر اُس کو انعام
ملتا ہے، یہ ایسے ہی مزے کے لئے آج کل نوجوان بچے کھیلتے ہیں، لین دین کوئی نہیں بس انعام
شوقیہ ہوتا ہے، کیا یہ صورت حال جائز ہے؟ کوئی غلطی تو نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں جس کھیل کا تذکرہ ہے، یہ وقت کا ضیاع

ہے، ایسے بے فائدہ کھیلوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء
من تكلم بالكلمة ليضحك الناس ۵۸/۲ رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ۲۵۵/۴، المعجم الكبير
۱۲۸/۳ رقم: ۲۸۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱۱/۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



شعر و شاعری اور نعتیہ مقابلہ

مجلس کے آغاز میں کلام پاک کی تلاوت اور نعت شریف پڑھنا؟

سوال (۹۷۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی بھی مجلس کے انعقاد پر کلام اللہ شریف ایسے ہی اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں نعت پاک کا پڑھنا اس کے جواز میں تو شک نہیں؛ اس لئے کہ متدین علماء کی موجودگی میں یہ انجام پاتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مجلس کے آغاز میں برکت کلام پاک اور نعت شریف

پڑھنا جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں؛ لیکن لازم نہیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

كل كلام أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر الله عز وجل فهو أبتر، أو قال: أقطع.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۹۵/۸ رقم: ۸۶۹۴،)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد لله أقطع. (شعب الإيمان للبيهقي ۳۰۰/۴)

وتحتنه: فيه جواز إنشاد الشعر في المسجد إذا كان متضمناً لممدح النبي

صلى الله عليه وسلم، أو الرد على الكفار. (تكملة فتح الملهم ۲۴۰/۵ المكية الأشرفية ديوبند)

وفي النووي: وفيه جواز إنشاد الشعر في المسجد إذا كان مباحاً

لاستحبابہ إذا كان في مباح الإسلام وأهله في هجاء الكفار. (شرح النووي على صحيح مسلم ۳۰۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محفل قرأت اور مظاہرہ قرأت کی مجلسوں کا شرعی حکم

سوال (۹۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بعض مقامات پر سال دو سال میں محفل قرأت کے نام سے کل ہند اجلاس ہوتا ہے، جس کا نام محفل قرأت یا صوت القرآن رکھا جاتا ہے، عمدہ عمدہ قراء حضرات بڑے بڑے اداروں کے مجودین تشریف لاتے ہیں، اس جلسہ کے منتظمین کی بظاہر یہ نیت ہوتی ہے کہ لوگ قرآن کریم سن کر محفوظ ہوں اور قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا جوش پیدا ہو، مگر اس کے انتظام کے سلسلہ میں ذرا اشکال ہوتا ہے، بایں طور کہ:

(۱) انتظام میں کچھ افراط ہوتا ہے، مثلاً سجاوٹ بناوٹ وغیرہ ضرورت سے زیادہ، جیسا کہ عموماً جلسوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

(۲) قرآن پاک کی مانک سے تلاوت کی جاتی ہے، تین چار گھنٹہ سے زیادہ یہ پروگرام چلتا ہے، قرآن پاک کا سننا فرض ہے، لوگ اپنے گھروں اور بازاروں میں باتیں کرتے پھرتے ہیں، ہر آدمی نہ جلسہ میں آکر باادب قرآن سنے گا، اور نہ ہر شخص گھر میں رہ کر قرآن کی تلاوت کا ادب کرے گا۔

(۳) قراء حضرات اکثر پڑھنے میں تصنع اور بناوٹ سے کام لیتے ہیں، مثلاً کان پر ہاتھ رکھ کر پڑھنا، تو یہ جلسہ بلا قباحہت بلا کراہت ہوگا؟ اس میں دماغی درمے امداد کرنا باعثِ اجر و ثواب ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مظاہرہ قرأت کی یہ مجلسیں موانع شرعیہ، ریاکاری،

اسراف بے جا، شہرت پرستی اور قرآن کریم کی بے حرمتی سے خالی ہوں تو اُس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں؛ بلکہ یہ ایک امر مستحسن ہے؛ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور اُس کی صحت قرأت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من استمع إلى آية من كتاب الله كتبت له حسنة مضاعفة، ومن تلاها كانت له نوراً يوم القيامة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۴/۱۷۲، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب قراءة القرآن / الترغيب في قراءة القرآن في الصلاة وغيرها الخ ص: ۳۲۵ رقم: ۲۲۰۹ بيت الأفكار الدولية)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه أنه مر على قارئ يقرأ، ثم سأل فاسترجع ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قرأ القرآن فليسأل الله به، فإنه سيجيء أقوام يقرؤون القرآن يسألون به الناس. (سنن الترمذي ۱۱۹/۲ رقم: ۲۹۱۷، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب قراءة القرآن / الترغيب في قراءة القرآن في الصلاة وغيرها الخ ص: ۳۲۸ رقم: ۲۲۳۱ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۴/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جلسہ قرأت میں قرأت سننے کی نیت سے جانا؟

سوال (۹۷۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی جلسہ میں محض قرأت سننے کی غرض سے جائے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: درست ہے؛ البتہ سماع کے آداب یعنی سکون و وقار اور

انصاف کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

ھ ۱۴۱۲/۳/۱۵

نعت شریف پڑھنا کیسا ہے؟

سوال (۹۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی بھی دینی پروگرام میں مسجد کے اندر یا باہر کہیں بھی ہوں، نعت شریف جو کہ افراط و تفریط سے مبرا ہو، جائز ہے یا نہیں؟ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اشعار کی تعریف فرمائی، جیسے حمد و نعت وغیرہ، اور بعض اشعار کی مذمت فرمائی، جیسے بے ہودہ گانے یا غزلیات وغیرہ، اور یہ بھی سنا ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بڑے بڑے بزرگوں نے بھی قصیدے لکھے اور پڑھے ہیں، حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اکثر قصیدے حمد یہ نعتیہ لکھے، خصوصاً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی شاعر تھے، اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ممبر پر کھڑا کر کے ان سے قصیدے سماعت فرمائے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟ بعض لوگ نعت شریف پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں؛ لہذا نعت شریف پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے نعت یا حمد کے اشعار مسجد یا غیر مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

قال الإمام السنووي: فيه جواز إنشاد الشعر في المسجد إذا كان مباحاً، واستحبابه إذا كان في مباح الإسلام وأهله. (شرح النووي على صحيح مسلم ۳۰۰/۲)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

ھ ۱۴۱۷/۹/۲

نعت گوئی اور ترنم کا شرعی حکم اور مدارس میں مشاعرہ کی مجلس قائم کرنا؟

سوال (۹۷۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے علاقہ ترکیسر کے مدرسہ میں چند سالوں سے ایک نعتیہ مسابقہ اور جلسہ منعقد کیا جاتا ہے، جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ مسابقہ سے تقریباً ایک مہینہ پہلے اعلان کیا جاتا ہے، اساتذہ کرام کی نگرانی میں طلبہ کو ترنم کے ساتھ نعت و نظم پڑھنے کی مشق کرائی جاتی ہے، اساتذہ بار بار طلبہ کی یاد کردہ نعت کو سنتے ہیں، انہیں مناسب لب و لہجہ میں نعت پڑھنے کا انداز بتاتے ہیں، پھر اُسی مسابقہ اور نعتیہ جلسہ کا انعقاد ہوتا ہے، اس مسابقہ میں شعراء کو بھی مدعو کیا جاتا ہے، اُن میں سے بعض تو شرعی حیثیت سے بالکل آزاد بے ریش ہوتے ہیں اور بعض کے معمولی کچھ داڑھی ہوتی ہے، اور یہ سب پیشہ ور ہر طرح کے مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء ہوتے ہیں، اور مدرسہ کے نائب مہتمم مالِ گاؤں از خود جا کر انہیں دعوت دیتے ہیں، اُن کی تعداد ایک دو نہیں سات آٹھ تک ہوتی ہے، اُن سب کو آمد و رفت کے کرایہ کے علاوہ بنام ہدیہ بھی شاید مزید رقم دی جاتی ہے، اور مسابقہ میں شریک ممتاز طلبہ کو ایک اچھی رقم بشکل انعام دی جاتی ہے، اور اس تمام صرفہ کا بار مدرسہ پر ڈالا جاتا ہے، پھر اس مسابقہ اور نعتیہ جلسہ کے لئے کم از کم دو یا تین نشستیں رکھی جاتی ہیں، ایک نشست دن میں تعلیمی اوقات میں ہوتی ہے، دوسری مغرب کے بعد اور تیسری عشاء کے بعد۔ پہلی نشست میں نعت و نظم کی اہمیت، ترنم و لب و لہجہ میں نعت پڑھنے کے جواز ہی نہیں؛ بلکہ ضرورت کے دلائل پر مشتمل ایک بڑے استاذ کی لمبی تمہید و تقریر ہوتی ہے، پھر طلبہ ترنم والے لہجوں میں اپنی نعتیں سناتے ہیں، اُن میں بالغ، نابالغ اور اُردو سبھی قسم کے طلبہ ہوتے ہیں، اچھے ترنم اور لہجہ میں پڑھنے والے طالب علم کو اناؤنسر صاحب اور سامعین کی طرف سے خوب داد بھی دی جاتی ہے، مشاعرہ کا اچھا خاصا منظر ہوتا ہے، اساتذہ کی موجودگی میں داد کی آواز سے پورا ہال گونج جاتا ہے، اور اساتذہ کرام کے لئے اس جلسہ میں شرکت کسی نہ کسی درجہ میں لازم بھی ہوتی ہے، اس سے غیر حاضری مشکل ہوتی ہے، اور اس پروگرام میں طلبہ و اساتذہ کے علاوہ گاؤں کے عوام بھی شریک ہوتے ہیں۔ دوسری اور تیسری

نشست میں باہر سے آئے ہوئے شعراء اپنا کلام سناتے ہیں، جو اس پروگرام کا دلچسپ حصہ ہوتا ہے۔ عشاء کے بعد گیارہ بارہ بجے تک پروگرام چلتا ہے، شعراء ترنم میں نعت و نظم سناتے ہیں اور بعض تو ایسے گیت بھی سناتے ہیں جس کا انداز بالکل گانے کا ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ عام مشاعروں کے مقابلہ میں ایک مہذب انداز کا نعتیہ جلسہ ہوتا ہے، جس کی صرف پہلی نشست مسابقہ کی ہوتی ہے۔ اب سوال ہے کہ:

(۱) کیا مدرسہ میں اس طرح کے نعتیہ مشاعرے، مسابقتی اور جلسے کے انعقاد کا کوئی علمی

دینی فائدہ ہے؟ اور کیا اُکا بر اپنے مدرسوں میں اس طرح کے جلسوں کی اجازت دیتے ہیں؟

(۲) نعت کا ترنم کے ساتھ پڑھنا مطلقاً جائز ہے، یا اس کے لئے کچھ شرائط ہیں؟ اگر ہیں تو

وہ شرائط ہمارے اس مسابقہ میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

(۳) ترنم سے اشعار پڑھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ صرف مباح ہے، یا مستحب و مسنون

وغیرہ؟ اگر صرف مباح ہے تو کیا اس قدر اہتمام کی گنجائش ہے؟

(۴) کیا اس نعتیہ مسابقہ کی شرعاً اتنی اہمیت ہے کہ تعلیمی اوقات میں اس کو منعقد کیا جائے؟

(۵) کیا نابالغ اُمر سے ترنم میں اشعار کا سننا جائز ہے؟ اگر مقصود اُس کی آواز سے تلذذ نہ

ہو تو کیا حکم ہے؟ اور کیا تلذذ کا ارادہ نہ ہونے کی صورت میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہوگا؟ کیا سارے مجمع

کی طرف سے اس بات کی ضمانت دی جاسکتی ہے کہ اُن میں سے کسی کے لئے بھی فتنہ کا خطرہ نہیں

ہے؟ اسی طرح فاسق کی نعت سننے کا کیا حکم ہے؟

(۶) کیا اس جلسہ اور مسابقہ کے لئے مدرسہ والوں کی یہ دلیل صحیح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے بھی نعتیہ اشعار سننا ثابت ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم طلبہ کو مشق نہیں کرائیں گے تو

وہ غلط اشعار غیر مناسب لب و لہجہ میں پڑھیں گے، جس سے غلط نعت و نظم کا رواج ہوگا، تو کیا اُن کی

یہ دلیل اس مسابقہ کے جواز کے لئے کافی ہے؟ کیا اس مسابقہ کے بغیر طلبہ کی اصلاح اور صحیح اشعار

پڑھنے کی مشق نہیں ہو سکتی؟ کیا اس کی ضرورت ہے؟

(۷) کیا مدرسہ کی رقم اس مسابقہ اور جلسہ پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ آخر میں گزارش ہے کہ ان تمام سوالوں کا جواب مفصل و مدلل تحریر فرما کر احسانِ عظیم فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اچھے نعتیہ اشعار کہنا اور پڑھنا گو شرعاً پسندیدہ ہے؛ لیکن اس کا ذوق پیدا کرنے کے لئے مدارس میں مشاعرہ اور مسابقہ کے جلسے منعقد کرنا مفید نہیں ہے، یہ ضرورت ضمنی طور پر دیگر جلسوں میں نعتیں پڑھوانے سے بدرجہ اتم پوری ہو سکتی ہے، اس طرح کے نعتیہ پروگراموں سے یقیناً وہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں، جن کا ذکر سوال کی تمہید میں کیا گیا، اس لئے اکابر نے اس طرح کے پروگراموں کو مدارس میں رائج نہیں فرمایا ہے۔

الثالثة: أن الاجتماع عليها لما أن صار من عادة أهل الفسق، فيمنع من

التشبه بهم؛ لأن من تشبه بقوم، فهو منهم. (احياء العلوم ۱۰۷/۲)

(۲) نعت کو ترنم میں پڑھنے کی اجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ اُس میں یہ شرط ہے کہ شرعی طور پر کوئی فتنہ انگیزی نہ ہو، مثلاً اشعار سنجیدہ ہوں، ترنم گانے اور عشقیہ اشعار کے مشابہ نہ ہو، پڑھنے والے کی صورت اور آواز موجب فتنہ نہ ہو۔

والصوت الصیّب الموزون غیر حرام، فإذا لم يحرم الآحاد فمن أين يحرم المجموع، نعم ينظر فيما يفهم منه، فإن كان فيه أمر محظورٌ حرم نظمه ونثره، وحرم التصويت به، سواء كان بالحن أو لم يكن. (احياء العلوم ۱۰۳/۲)

(۳) اگر کوئی فتنہ نہ ہو، تو اچھے اشعار ترنم سے پڑھنے یا سننے میں شرعاً کوئی حرج نہیں؛ بلکہ حدود میں رہتے ہوئے میرا پسندیدہ ہے؛ لیکن اس کا حد سے زیادہ اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔

إن الشعر كالنثر يحمد حين يمدح ويذم حين يذم ولا بأس باستماع نشيد

الإعراب وهو إنشاد الشعر من غير لحن. (شامي ۴۳۲/۲ زكريا، فتح الباري ۵۴۷/۱۰)

(۴) مدارس میں نعتیہ مسابقہ تعلیمی یا غیر تعلیمی کسی بھی وقت میں مناسب نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس ٥٧١٢ رقم: ٢٢١٧، شعب الإيمان لليهقي ٢٥٥١٤، المعجم الكبير ١٢٨٨٣ رقم: ٢٨٨٦)

(۵) جہاں فتنہ کا گمان غالب ہو، وہاں نابالغ بچوں سے ترم کے ساتھ اشعار سننا منع ہے۔ اور فاسق شخص اگر صحیح اشعار پڑھے تو اُس کا سننا اگرچہ جائز ہے، مگر خلافِ اولیٰ ہے۔

أن يكون المسمع امرأة لا يحل النظر إليها، وتخشى الفتنة من سماعها، وفي معناها الصبي الأمر الذي تخشى فتنة، وهذا حرام. (احياء العلوم ١٥٧٢)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يتهم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، فقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (مستفاد: شامی ٢٩٩٢ زکریا)

(۶) طلبہ کو نعت کی مشق کرانے کے لئے مسابقہ ہی لازم نہیں؛ بلکہ انجمن میں تقریری پروگراموں کے ذریعے سے بھی یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے؛ لہذا مسابقہ پر اصرار کی اجازت نہیں۔

(۷) اس طرح کے مضمر پروگراموں پر مدرسہ کی رقم خرچ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مشاعرہ کی مجلس میں شرکت کرنا؟

سوال (۹۷۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مروجہ مشاعرے کہ جن میں لغویات و ممنوعاتِ شرعیہ کا ہونا بس ناگزیر ہے، مثلاً مستورات کی شرکت اور ان کا دیدار، نماز وغیرہ دینی امور سے غفلت اور مالی تبذیر۔ ایسے مشاعروں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس طرح کے مشاعروں کا انعقاد قطعاً جائز نہیں ہے،

نیز ایسی مجلسوں میں اعانت اور ان کی رکنیت قبول کرنا بھی اعانت علی المعصیت ہے، اور ناجائز ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة، جزء آیت: ۲)

قال الله تعالى: ﴿وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغُوْنُ. أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ

يَهَيِّمُونَ﴾ [الشعراء: ۲۲۴-۲۲۵]

وقال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس رضي الله عنهما: أكثر قولهم يكذبون فيه، وهذا الذي قاله ابن عباس رضي الله عنه هو الواقع في نفس الأمر.

فإن الشعراء يتبجحون بأقوال وأفعال لم تصدر منهم، ولا عنهم فيتكثرون بما ليس لهم. (تفسير ابن كثير ۱۵۷/۶ دار الكتب العلمية بيروت)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغناء

ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ۴۱۱)

قال الملا علي القاري رحمه الله تعالى: ”الغناء“ بكسر الغين، ممدوداً: أي

التغني - ”ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع“. يعني الغناء سبب النفاق

ومؤد إليه، فأصله وشعبته، كما قال وفي شرح السنة: قيل: الغناء رقية الزنا

وقال النووي في الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه.

وإن كان سماعه من الأجنبية، كان أشد كراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار

شاربي الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وكذا

سماعه حرام وأطلب في دلائل تحريمه. (مرقاة لمفاتيح شرح مشكاة لمصابيح، كتاب الآداب

/ باب البيان والشعر، الفصل الثالث ۵۵۷/۸-۵۵۸ رقم: ۴۸۱۰ رشيدة ۱۳۴/۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وفي النوازل: قراءة شعر الأديب إذا كان فيه ذكر الفسق والخمر

والغلام يكره. (الفتاوى الهندية ۳۵۱/۵)

﴿لَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ﴾ لَٰنْ أَكْثَرُ مَقْدَمَاتِهِمْ خِيَالَاتٍ لَا حَقِيقَةَ لَهَا، وَأَغْلَبَ كَلِمَاتِهِمْ فِي النِّسَبِ بِالْحَرَمِ وَالْغَزْلِ وَالِابْتِهَارِ وَتَمْزِيقِ الْأَعْرَاضِ وَالْقَدَحِ فِي الْأَنْسَابِ وَالْوَعْدِ الْكَاذِبِ وَالِافْتِخَارِ الْبَاطِلِ وَمَدْحِ مَنْ لَا يَسْتَحِقُّهُ وَالِإِطْرَاءِ فِيهِ، وَإِلَيْهِ أَشَارَ بِقَوْلِهِ: ﴿لَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ﴾ (تفسير البضاوي ۱/۵۲۱) ودلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام. (الدرا المختار، كتاب الحظر

والإباحة / فصل في البيع ۳۴۸/۶ کراچی، ۵۰۲/۹ ذکرہا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ترقی اردو کے لئے مشاعروں کا انعقاد؟

سوال (۹۷۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ترقی اردو کے نام پر اس کا جواز ہو سکتا ہے جب کہ ممنوعات شرعیہ اظہر ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ترقی اردو کے پردہ میں فحاشی کی اجازت نہیں ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [الحمل: ۹۰] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طرحی مشاعروں میں شرکت کرنا؟

سوال (۹۷۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: طرحی مشاعرہ کی جس میں خواتین کی شرکت نہیں ہوتی، کیا ایسے مشاعروں میں علماء کی شرکت کسی اعتبار سے بھی روا ہے، جب کہ یہی چیز عوام الناس کے لئے گمراہ کن بنتی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طرحی مشاعرے اگر ممنوعات شرعیہ سے پاک ہوں، تو

اُن میں شرکت کی گنجائش ہے؛ لیکن فسادِ زمانہ کی وجہ سے احتیاطِ شرکت نہ کرنے میں ہے۔

قال أبو الحسن المبرد: لما نزلت: ﴿وَالشُّعْرَاءُ﴾ جاء حسان و كعب بن مالک وابن رواحة رضي الله عنهم ليكون إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالوا: يا نبي الله! أنزل الله تعالى هذه الآية، وهو تعالى يعلم أنا شعراء، فقال: اقرءوا ما بعدها: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ أنتم ﴿وَأَنْتَصِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلِمُوا﴾ أنتم أي بالرد على المشركين، قال النبي صلى الله عليه وسلم: انتصروا ولا تقولوا إلا حقًا ولا تذكروا الآباء والأمهات. (تفسير القرطبي ۱۰۳/۱۳)

﴿وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغُورُونَ﴾ واتباع محمد صلى الله عليه وسلم ليسوا كذلك. (تفسير البیضاوی ۱۰۲/۴ المکبة الشاملة)

وقیل: إن تغنی لیستفید نظم القوافی ویصیر فصیح اللسان لا بأس به.

(شامی ۳۴۸/۶ کراچی، ۵۰۲/۹ ذکرہا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۲/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس مشاعرہ میں شاعرہ بے پردہ ہو کر گاتی ہو اس میں شرکت؟

سوال (۹۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایسے مشاعروں میں شرکت کرنا کیسا ہے جس میں شاعر و شاعرہ دونوں تشریف فرما ہوں؟ اور شاعرہ بے حجاب اسٹیج پر آئے اور شاعر و شاعرہ میں مقابلہ ہو؟ اور سامعین حضرات شاعرہ کی سریلی آواز سے اور اُس کے حسن و جمال سے لطف اندوز ہوں؟ اور واہ واہ کی آوازیں کا اظہار کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے مشاعرہ میں شرکت کرنا سخت بے حیائی اور حرام ہے۔

قال الله تبارک وتعالیٰ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

قال العلامة فخر الدين الرازي في تفسيره: قال ابن مسعود رضي الله عنه: الأمانة في كل شيء لازمة واعلم أن هذا باب واسع، فأمانة اللسان أن لا يستعمله في الكذب والغيبة والنميمة والكفر والبدة والفحش وغيرها، وأمانة العين أن لا يستعملها في النظر إلى الحرام، وأمانة السمع أن لا يستعمله في سماع الملاهي والمناهي، وسماع الفحش والأكاذيب، وكذا القول في جميع الأعضاء. (التفسير الكبير للإمام الرازي ١٠٩/١٠)

فأما نظر الرجل إلى المرأة فهو ينقسم إلى أربعة أقسام: فأما النظر إلى الأجنبية فنقول: يباح النظر إلى موضع الزينة الظاهرة منهن دون الباطنة لقوله تعالى: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور، جزء آيت: ٣١]

وقال علي وابن عباس رضي الله عنهما: ما ظهر منها، الكحل والخاتم، وقالت عائشة رضي الله عنها إحدى عينيها، وقال ابن مسعود رضي الله عنه: خفها وملاءتها، واستدل في ذلك بقوله - صلى الله عليه وسلم - النساء حبائل الشيطان بهن يصيد الرجال. وقال - صلى الله عليه وسلم -: ما تركت بعدي فتنة أضرت على الرجل من النساء وقالت: فاطمة رضي الله عنها: "خير ما للرجال من النساء أن لا يراهن وخير ما للنساء من الرجال أن لا يرينهن". فدل أنه لا يباح النظر إلى شيء من بدنهن، ولأن حرمة النظر لخوف الفتنة وعامة محاسنها في وجهها فخوف الفتنة في النظر إلى وجهها أكثر منه إلى سائر الأعضاء. (المبسوط للسرخسي ١٠٥٢/١٠)

قال العلامة الجصاص تحت قوله تعالى ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بَارِجِلَهُنَّ لِيُعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾: وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب، إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذلك

کروہ أصحابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت، والمرأة منهية عن ذلك. (أحكام القرآن للحصاص / باب ما يجب من غض البصر عن المحرمات ۴/۶۵۳)

نغمة المرأة عورة ذکر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولا يظن من لافطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة، أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح، فإننا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك، ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لمافي ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة، قلت: ويشير إلى تعبير النوازل بالنغمة. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ۴/۶۱۰ دار الفكر بيروت، ۷۹/۲ زكريا)

لقوله عليه السلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر. (الدر المختار ۳/۴۹۶ كراچی، ۵۰۴/۹ زكريا، بزاوية على هلمس الهندية ۳/۵۶/۶، فتح القدیر، كتاب الكراهية / قبل فصل في اللبس ۱۶/۱۰ بیروت، الفتاوى الهندية ۳/۲۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۴/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی؟

سوال (۹۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: یہ بات مشہور ہے کہ شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی، جاہل لوگ اس بات پر بحث کرتے ہیں، تو جواب تحریر فرمائیں کہ کس قسم کے شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قیامت کے دن مشرکین شعراء کی مغفرت و بخشش نہ

ہوگی، اور اگر کوئی مسلمان ایسے اشعار کہے جو وعظ و نصیحت پر مبنی ہوں، اور ان میں خدا تعالیٰ کی حمد

ووحدانیت کا ذکر ہو، تو شریعت کے نزدیک ممدوح ہے، اور اگر ایسے اشعار ہیں جو فسق و فجور اور کذب بیانی پر مبنی ہوں، تو اُس کا گناہ شاعر پر ہوگا، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کی بخشش نہ ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۶/۵۵۴)

قال الله تعالى: ﴿وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغُيُوثُ﴾ [الشعراء: ۲۲۴]

روي عن ابن عباس رضي الله عنهما أيضاً: أن الآية نزلت في شعراء

المشركين. (روح المعاني ۲۲۰/۱۹)

عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعاً: الشعراء الذين يموتون في الإسلام يأمرهم الله أن يقولوا شعراً يتغني به الحور العين لأزواجهن في الجنة، والذين ماتوا في الشرك يدعون بالويل والثبور في النار. (روح المعاني ۱۴۸/۱۹)

المباح ما سلم من فحش أو كذب. والمحظور نوعان: كذب وفحش،

وهما جرح في قائله. (روح المعاني ۲۲۱/۱۹)

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ

يَشَاءُ﴾ [النساء: جزء آیت: ۴۸]

وقال العلامة الآلوسی: وقد أنشد كل من الخلفاء الراشدين رضي الله

عنهم أجمعين الشعر، وكذا كثير من الصحابة رضي الله عنهم. (تفسير روح المعاني

للعلامة الآلوسی ۲۲۱/۱۹-۲۲۲ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۵/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سیرت پر انعامی مقابلہ؟

سوال (۹۸۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: زید نے اسلامی معلومات پر منحصر کچھ سوالات کئے اور کہا کہ ان سوالات کے درست جوابات پر

ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا، اگر کئی لوگوں نے درست جواب دئے، جیسے دس لوگوں نے درست جوابات دئے تو ایک ہزار روپے ایک سو روپے کے حساب سے دس لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا؟ سوالات کرنے کا انداز مندرجہ ذیل عبارت کی طرح ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس شہر میں پیدا ہوئے؟ (مکہ میں، مدینہ میں، جدہ میں، طائف میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام کیا تھا؟ (عبدالرحمن، عبدالمطلب، ابوطالب، عبد اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام کیا تھا؟ (حلیمہ سعدیہ، ثویبہ، ام ہانی، آمنہ) اس طرح سوالات کر کے انعام تقسیم کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ طریقہ پر انعامی مقابلہ کرانے اور شرط کے مطابق

انعامات تقسیم کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۲/۲۸۸، فتاویٰ محمودیہ ۹/۳۹۱)

وأما المسابقة بعوضٍ وهي المراهنة فلها صور مختلفة. الأولى: أن يكون

العوض كالجائزة المقدمة من غير المتسابقين كالإمام أو غيره، وهذا جائز

بالإجماع. (حکملہ فتح الملہم ۳/۳۸۹، شامی ۹/۵۷۷، زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۸/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”تنظیم پیام حق“ کے انعامی مقابلہ میں حصہ لینا؟

سوال (۹۸۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے یہاں نجیب آباد میں مسلم نوجوانوں کی ایک تنظیم ”تنظیم پیام حق“ کے نام سے قائم ہے، جو رد بدعت اور دینی اور تعلیمی جذبہ کو فروغ دینے کے لئے پروگرام از قلم اجلاس تقابلی تقریریں، مضمون نویسی، مقابلے اور تقابلی شمارے بھی کراتے رہتے ہیں، اس سال اس تنظیم نے ایک فارم ۱۰۰ سوالوں کا چھپوایا ہے، اور اس کی قیمت (داخلہ فیس) ۲ روپے رکھی ہے، اور کامیابی حاصل کرنے والوں کے لئے تین انعام فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ تجویز کئے گئے ہیں، اس میں تاریخی،

سیاسی، مذہبی، سماجی، سائنسی اور جغرافیائی سوالات درج ہیں۔ ۸- تا ۱۸ سال کی عمر کے بچوں کو خاص کیا گیا ہے، مقصد طلبہ میں کھوج کے جذبہ کو بڑھانا اور ان کی معلومات میں اضافہ کرنا ہے، پہلا انعام اٹیچی، دوسرا انعام ٹیبل لیپ اور تیسرا قلم دان ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس کو چلانے میں شرعاً قباحت ہے؟ اور یہ صورت لاٹری اور قمار میں تو داخل نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں اگر تنظیم میں شرکت کرنے والوں سے روپے فروختگی فارم اور داخلہ کی فیس لیتے ہیں، اس کے بعد تنظیم کی جانب سے انعامات وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں، تو یہ صورت درست ہے، لاٹری اور قمار میں داخل نہیں؛ کیوں کہ فارم وغیرہ کی بیع جائز ہے۔

حتى لو باع كاغذاً بألف (درهم) يجوز ولا يكره. (فتح القدیر ۲/۱۲۷، ایضاح

النواذر ۱/۶۷۸)

اور اگر روپے کا لینا فروختگی فارم اور داخلہ کے لئے نہیں؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہر ایک اپنا اپنا روپیہ تنظیم کے پاس جمع کر دے، پھر جس کی پوزیشن آجائے گی وہ ان تمام روپیوں یا انعامات کو تقسیم کر لے گا، تو یہ صورت قمار میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے؛ کیوں کہ یہاں پر طرفین سے شرط پائی گئی ہے۔

حل الجعل أن شرط لمالٍ من جانب واحد، وحرّم لو شرط من الجانبين؛ لأنه يصير قماراً إلا إذا دخلاً ثالثاً، وكذا الحكم في المتفقهة، فإذا شرط لمن معه الصواب صح، وإن شرطاه لكل على صاحبه لا. (الدر المختار) (وفي الشامية: وكذا الحكم في المتفقهة) أي على هذا التفصيل، وكذا المصارعة على هذا التفصيل، وإنما جاز لأن فيه حثاً على الجهاد وتعلم العلم؛ فإن قيام الدين بالجهاد والعلم، فجاز فيما يرجع إليهما لا غير (وقوله: فإذا شرط لمن معه الصواب) أي لو أحد معين معه الصواب لا ما يفيدہ عموم من، وإلا كان عين ما

بعده أي بأن يقول: إن ظهر الثواب معك فلک کذا أو ظهر معي فلا شيء لي
أو بالعكس. (شامی ۴۰۶-۴۰۷، ۴۰۸، کراچی، ۵۷۷/۹-۵۷۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۷/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فرضی قصہ خوانی کرنا؟

سوال (۹۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں
کہ: اسلام میں قصہ خوانی کا کیا حکم ہے؟ محض ادبی مشق کی وجہ سے، جب کہ وہ قصہ واقع میں نہ ہوا ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو قصے فواحش اور ہیجان آمیز ہوں یا اُن سے ذہن
و دماغ میں دہشت پیدا ہوتی ہو، جیسے کہ ناول، افسانے، فلم اسٹوری وغیرہ، اُن کا پڑھنا سننا یا سنانا
کسی حال میں درست نہیں ہے؛ البتہ صرفی و نحوی ترکیبات یا فن بلاغت کی تعبیرات کو واضح کرنے
کے لئے ادبی تمرینی کتابوں میں جو مکالمات و مضامین لکھے جاتے ہیں، جن کا غیر واقعی ہونا پہلے
سے معلوم ہوتا ہے، اُن کو صالح غرض سے پڑھنے میں یا سننے اور سنانے میں حرج نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ بَغِيرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [لقمان: ۶]

دلت الآية على حرمة مطالعة الكتب المشتملة على فحترعات
و الأباطيل المسماة في عرفنا بالناول. (أحكام القرآن للتهانوي ۱۱۶/۵)

اللهو: هو الاشتغال بما لا يعنى وما ليس له غرض و مقصد صحيح، وهذه
المستناة المباحة إنما أبيحت الأغراض و فوائد لا تحصل إلا بأمثالها. (أحكام
القرآن للتهانوي ۱۲۰/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۲/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قوالی کے لئے دائمی فرش و چبوترہ بنانا گناہِ جاریہ ہے؟

سوال (۹۸۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اولیاء اللہ کی خوشنودی کے مد نظر دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے یہ دائمی تعمیری فرش و چبوترہ اُن حضرات کے واسطے باعثِ اجر و ثواب اور صدقہ جاریہ کا موجب ہوگا یا گناہِ جاریہ کا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ گناہِ جاریہ ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً. (صحيح مسلم، كتاب العلم / باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة ۳۴۱/۲ رقم: ۲۶۷۴ بيت الأفكار الدولية، لمسند للإمام أحمد بن حنبل ۸۳/۱۵ رقم: ۹۱۶۰ ط:

الرساله)

لیکن اولیاءِ کرام اس سے مستثنیٰ ہیں، گناہ اس طریقہ پر عمل کرنے والے اور بنانے والوں پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۲/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بینڈ باجے کے ساتھ قاضی کو عید گاہ میں لے جانا؟

سوال (۹۸۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ہمارے یہاں بعض قصابات میں برسوں سے یہ رسم جاری ہے کہ عید کے موقع پر عید گاہ باقاعدہ جلوس کی شکل میں جایا جاتا ہے، جس میں آگے آگے بینڈ باجا اور اُس کے پیچھے گھوڑے پر قاضی شہر اور پھر بھاری مجمع، واپسی میں یہ جلوس اور بھاری شکل اختیار کر لیتا ہے، اور جوش و خروش

میں پھر نعرہٴ تکبیر اور اسلام زندہ باد جیسے نعرہ لگائے جاتے ہیں، ہمارے یہاں چند سال قبل اس بات کے لئے قاضی شہر نے منع بھی فرمایا، مگر لوگوں نے اس کی مخالفت کی، اور یہ کہا کہ اس سے غیر مسلموں پر رعب پڑتا ہے، اور وہ بھی تو دسہرہ کا جلوس ہمارے محلوں سے گذرتے ہیں، اگر ہم نے عیدین کا جلوس بند کر دیا تو گویا ہماری ہوا خراب ہو جائے گی، اس طرح برسوں سے یہ رسم جاری ہے۔ ازراہ کرم اس کا حکم شرعی عنایت فرمائیں، اور اس رسم کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟ نیز جس مقام پر غیروں سے کشکش رہتی ہو، وہاں کیا واقعی اس طرح کے جلوسوں سے رعب قائم ہو سکتا ہے، جب کہ یہ موقع سال میں دو مرتبہ آتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بینڈ باجہ، ڈھول، تاشہ، جلوس بازی اور خواہ مخواہ شور شرابہ جیسی واہیات حرکتوں کا اسلام اور دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام و مسلمانوں کی عزت شریعت کے حکم کی تعمیل میں ہے، عوام الناس اور جاہلوں نے دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی جن باتوں میں اپنی عزت سمجھ رکھی ہے ان میں اسلام کی عزت ہرگز نہیں ہے، ایسی باتوں سے غیر مسلموں پر کوئی رعب نہیں پڑ سکتا ہے، رعب تو صرف اس وقت پڑیگا جب کہ سب مسلمان اسلام کی سادگی والی تعلیمات پر عمل کریں، اور ہر طرح کی معصیت اور گناہ سے بچتے رہیں۔ مسئلہ صورت میں قاضی شہر کو چاہئے کہ وہ مؤثر انداز میں عوام کو سمجھائے اور انہیں اس طرح کی ناجائز حرکتوں سے باز آنے پر مجبور کرے، محض عوام کی مخالفت کے ڈر سے کسی غلط رسم کی تائید کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایۃ المفتی ۱۷۹/۹)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ

اللہ﴾ [لقمان، جزء آیت: ۶]

قال العلامة الآلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ علی ما روی عن

الحسن ”کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السمر والأضحیک

والخرافات والغناء ونحوها الخ. (روح المعاني ١٠٢/١٢ زكريا، ٦٧/٢١ دار إحياء

التراث العربي بيروت، وكذا في التفسير لابن كثير ٥٨٣/٣ مكتبة دار الفحاء دمشق)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٦٩/١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢)

وكره كل لهو أي كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد واستماعه كالرقص والسخرة والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق؛ فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام، وإن سمع بغتة يكون معذوراً، ويجب أن يجتهد أن لا يسمع، قهستاني. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٣٩٥/٦ دار الفكر بيروت، ٥٦٦/٩ زكريا، بزازية على هامش الهندية ٣٥٩/٦، الفتاوى الهندية ٣٥٢/٥، الهداية ٤٥٥/٤، البحر الرائق ٢٠٧/٨) فقط والله تعالى أعلم

كتبة: اختر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٣٢٤/١/٦ هـ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



رشوت کے مسائل

رشوت کی تعریف

سوال (۹۸۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: رشوت کی تعریف کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو مال کسی سے ظلماً یعنی بلا کسی حق کے حاصل کیا جائے،

شرعاً وہ رشوت کہلاتا ہے۔

وشرعاً ما يأخذہ الاخذ ظلماً بجهة يدفعه الدافع إليه من هذه الجهة.

(قواعد الفقہ ۳۰۷)

پھر رشوت لینے والے کے لئے اُس مال کا لینا کسی بھی حالت میں جائز نہیں، اور دینے

والے کے لئے ایسی صورت میں دینے کی گنجائش ہے، جب کہ نہ دینے کی صورت میں اُس کا کوئی

جائز حق مارا جا رہا ہو۔

ودفع الرشوة لدفع الظلم أمر جائز. (الهدایۃ ۳/۴۵۱ الامین کتابستان دیوبند، وکذا

فی الشامی ۴/۲۳۱ کراچی، ۶۰۴/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۶/۱ھ

ملازمت کے لئے رشوت دینے کا حکم

سوال (۹۸۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل سرکاری ملازمت بغیر رشوت کے حاصل نہیں ہوتی، تو کیا ایسی جگہ سود کا پیسہ یا حلال مال سے رشوت دے کر ملازمت کرنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ضرورت کے وقت جائز مقاصد مثلاً حق دار شخص کے لئے ملازمت کے حصول کے واسطے رشوت دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن سود کے روپے کو رشوت میں صرف نہیں کیا جاسکتا۔

مايدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله حلال للدافع،
حرام على الأخذ. (شمس ۳۵۱۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۳/۲۲ھ

جس محکمہ میں رشوت لینے پر مجبور کیا جائے وہاں ملازمت کرنا؟

سوال (۹۸۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر زید دوسروں سے نہ لے تو اس پر اعلیٰ حکام جو اپنی جیب بھر رہے ہیں، بہت دباؤ ڈالتے ہیں، اور وہ طرح طرح سے پریشان کرتے ہیں، حتیٰ کہ اُس کو بار بار مختلف جگہوں پر ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے، اس صورت میں زید کیا کرے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کو چاہئے کہ کسی دوسری اچھی جگہ جائز و حلال ملازمت تلاش کر کے اس محکمہ سے ملازمت چھوڑ دے، یا پھر کسی بھی صورت میں رشوت لینے میں شریک نہ ہو۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳۱/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ڈونیشن لے کر اُستاد کا تقرر کرنا اور جائز کاموں پر رشوت لینا؟

سوال (۹۹۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے ماحول میں غیر مسلموں کی جانب سے چلائے جا رہے انگلش، مراٹھی اور دیگر علاقائی زبانوں کے اداروں میں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اُن کے مذہبی عقائد کی تعلیم جانے اور انجانے طریقے سے دی جا رہی ہے، غیر مذہبی زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے، مورتی پوجا کا درس دیا جا رہا ہے، یسوع مسیح سے تعلق جوڑا جا رہا ہے، اداروں کی تقریبات میں دیوی دیوتا کی پوجا میں خاص طور سے مسلم بچوں کو شریک کیا جا رہا ہے، ثقافتی پروگرام کے نام پر بچوں کو ملوث کیا جا رہا ہے؛ تاکہ بچے فحاشی اور بے ہودگی کے کاموں میں ملوث ہوں۔ ان حالات میں مسلم انتظامیہ کے اُردو تعلیمی اداروں کی اشد ضرورت ہے؛ تاکہ ہمارے بچے ہمارے ہی اداروں میں تعلیم حاصل کریں، اور ہماری قوم کے نوجوانوں کو روزگار بھی ملے؛ لیکن ادارہ چلانے کے لئے لاکھوں بلکہ کروڑوں کی رقم درکار ہے، حکومت اس میں کسی بھی طرح کا مالی تعاون نہیں کرتی؛ بلکہ ہر جائز کام کے لئے بھی بے حساب رشوت دینا پڑتی ہے، ان حالات میں اسکول کے اخراجات کس طرح پورے ہوں گے؟ یا تو پھر کوئی ادارہ قائم ہی نہیں ہو سکتا یا پھر انہیں مجبوراً رشوت کے لین دین میں ملوث ہونا پڑتا ہے، ان حالات میں کیا کوئی ادارہ چلانے والے:

(۱) تقرر طلب اُستادہ وغیرہ سے ڈونیشن لے کر تقرر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) ڈونیشن دے کر کسی بھی ادارے میں ملازمت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) اپنے جائز کام کرانے کے لئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے، ایسے جائز کاموں کے

لئے رشوت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اُستاد انتظامیہ کا ابھر ہوتا ہے، اور ابھر کو اُس کے عمل پر

اُجرت دی جاتی ہے، اس کے برخلاف کسی کو اجارہ پر مقرر کرتے وقت خود اُس سے مزید رقم کی شرط

لگانا اگر چہ ڈویشن کے نام سے ہو، پھر بھی رشوت اور حرام ہے؛ لہذا انتظامیہ کے لئے اساتذہ سے یہ رقم لینا جائز نہیں۔

قال الله تعالى: ﴿سَمَاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكْأَلُونَ لِلْسُّحْتِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۴۲]

اتفقوا جميع المتأولين لهذه الآية على أن قبول الرشاء محرم، واتفقوا على أنه من السحت التي حرّمه الله تعالى، والرشوة تنقسم إلى 'وجوه: منها: الرشوة في الحكم، وذلك محرم على الراشي والمرتشي جميعاً، وهو الذي قال فيه النبي صلى الله عليه وسلم: لعن الله الراشي والمرتشي، وهو الذي يمشي بينهما، فذلك لا يخلو من أن يرشوه ليقض له بحقه أو بما ليس يحق له. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للحصص ۴۳۳/۲ لاهور سهيل اکیڈمی)

عن عبد الله ابن عمرو رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي. (سنن أبي داود، كتاب الأقضية / باب في كراهية الرشوة ۵۰۴/۲ رقم: ۳۵۸۰ دار الفکر بیروت، سنن الترمذی، أبواب الأحکام / باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ۲۴۸/۱ رقم: ۱۳۳۷، وهكذا في سنن ابن ماجة، كتاب الأحکام / باب التغليظ في الحيف والرشوة رقم: ۲۳۱۳ دار الفکر بیروت، صحيح ابن حبان رقم: ۵۰۵۴)

اگر کوئی اُستاد انٹرویو میں کامیاب ہو جائے اور وہ مذکورہ ملازمت کا مستحق بھی ہو، تو اس کے باوجود انتظامیہ اُس سے ڈویشن کے نام سے کچھ رقم جمع کرنے کا مطالبہ کرے تو بدرجہ مجبوری اُس اُستاد کے لئے یہ رقم دینے کی گنجائش نکل سکتی ہے؛ لیکن انتظامیہ اور اسکول کے لئے وہ رقم حرام ہے، اور یہی حکم کسی جائز کام کرانے کے لئے رشوت کے لین دین کا ہے۔

فأما إذا أعطى ليتوصل به إلى 'حق أو يدفع عن نفسه ظلمًا؛ فإنه غير داخل

في هذا الوعيد. (بذل المجهود ۲۰۶/۱۱ مرکز الشیخ اُبی الحسن علی الندوی اعظم جراح)

وأما إذا دفع الرشوة ليسوي أمره عند السلطان حل للدافع ولا يحل

لاآخذ. (اعلاء السنن ۶۲/۱۵ کراچی)

قال الرحمتي: والرشوة إذا كانت لدفع الضرر عن نفسه وعن رب المال كانت جائزة للدافع مأذوناً فيها عادة من المالك، وإن حرمت على الآخذ انتهى. (قرة عين الأعيان لتكلمة رد المحتار ۶۰/۱۸ دار الفكر بيروت)

وفيه أيضاً دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله، ولا استخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع. (شامي ۴۲۴/۶ دار الفكر بيروت، ۶۰۷/۹ زكريا)

الرشوة: بالكسر، ما يعطيه الشخص الحاكم وغيره، ليحكم له أو يحمله على ما يريد، جمعها رشا، ثم الرشوة أربعة أقسام: منها: ما هو حرام على الآخذ والمعطي، وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة. (رد المحتار، كتاب القضاء / مطلب في الكلام على الرشوة ۳۶۲/۵ دار الفكر بيروت، ۳۴/۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۲/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے ملازمین کو رشوت دینا؟

سوال (۹۹۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سرکاری آدمی کو سرکاری چاکری لینے کے لئے ہدیہ دیتا ہے؛ تاکہ دینی محنت کے اندر ہر طرح کا فائدہ پہنچے، تو اس ہدیہ کو دے کر چاکری لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے بطور رشوت

بلا شرعی ضرورت و حاجت کے ملازمین کو روپے دینا درست نہ ہوگا؛ اس لئے کہ یہ رشوت ہے، ہاں اگر ظلم کو دفع کرنے اور اپنا حق حاصل کرنے کی غرض سے رشوت دی جائے تو دینے کی گنجائش ہے، مگر لینے والے کے لئے وہ رقم حلال نہیں ہے۔

دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولا استخراج حق

له ليس برشوة. (شامی ۴۲۳/۶ کراچی، ۶۰۷/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۲/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت دے کر سرکاری نوکری کے لئے اسکول میں پڑھانا؟

سوال (۹۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ساجد ہائی اسکول سے بارہ درجہ کلاس پاس ہے، اور سرکار رشوت لے کر سرکاری نوکری اسکول میں پڑھانے کے لئے دیتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں اگر ساجد نے ملازمت کے لئے

اثر ویو دیا، اور اثر ویو میں اس کا نام بھی آ گیا؛ لیکن سرکاری اہل کار رشوت لئے بغیر اُس کے نام کو منظوری نہیں دے رہے تھے، اس بنا پر اُس کو رشوت دینی پڑی، تو اس کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن اگر ساجد اثر ویو میں ناکام ہو چکا تھا، پھر بھی اُس نے رشوت دے کر ناحق طریقہ پر اپنا تقرر کر لیا تو رشوت دینا قطعاً جائز نہیں ہوا۔

ثم الرشوة أربعة أقسام: الثالث: أخذ المال ليسوي أمره عند السلطان

دفعاً للضرر، أو جلباً للنفع وهو حرام على الآخذ فقط الخ. (شامی ۳۵۱۸ زکریا،

جدید فقہی مسائل ۱۳۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۲/۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عدالت میں جلد کام کرانے کیلئے وکیل اور پیش کار کو پیسہ دینا؟

سوال (۹۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی کام کو جلد انجام دلانے کے لئے موکلان حضرات وکیلوں اور عدالت کے پیش کاروں کو

کچھ روپے دیتے ہیں، کیا یہ روپے کالین دین رشوت میں شامل ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کام کرنے سے پہلے شرط لگا کر یہ روپے لینا رشوت اور حرام ہے، اور کام کر دینے کے بعد بلا شرط اور بلا طلب لین دین جائز ہے؛ لیکن چوں کہ عرف یہی بن گیا ہے کہ اس طرح جلدی معاملہ نمٹانے پر روپے دئے جاتے ہیں، اس لئے المعروف کا مشروط کے قاعدہ سے بہر حال یہ معاملہ رشوت کے ثنائہ سے خالی نہ رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۶/۱ھ

عدالت میں چیرا سی کو بغیر مانگے پیسہ دینا؟

سوال (۹۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عدالت میں جب لوگوں کی تاریخیں ہوتی ہیں اُس کے بعد مدعی و مدعی علیہ دونوں عدالت کے چیرا سی و پیش کا رصاحبان کو جاتے وقت دو چار روپے یا پانچ دس روپے دے کر جاتے ہیں، اور کبھی اُن سے طلب بھی کئے جاتے ہیں، کیا یہ لین دین رشوت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں جو رقم مدعی اور مدعی علیہ وغیرہ چیرا سیوں کو بلا شرط و بلا طلب دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے، لینے والوں کے لئے اُسے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے؛ لیکن اگر نہ دیں تو طلب نہیں کرنا چاہئے؛ کیوں کہ طلب کرنا اور باؤ ڈال کر روپے لینا یقیناً رشوت ہوگا۔

والذي يعطيه بلا شرط فهو هدية. (قواعد الفقه ۳۰۷)

سعی له عند السلطان وأتم أمره لا بأس بقبول هديته بعد، وقبله بطلبه
سحت. (شامی ۴۲۳/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۶/۱ھ

دفتر کے کام کے بدلہ لوگوں سے روپے لے کر ملازمین کا آپس میں تقسیم کرنا؟

سوال (۹۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دفتر میں کام کے بدلہ لوگوں سے جو روپے لئے جاتے ہیں، اور ملازمین آپس میں تقسیم کرتے ہیں، اُس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دفتر میں کام کے بدلہ لوگوں سے پیسے لینا اور اُس کو آپس میں تقسیم کر لینا یہ پیسہ بھی رشوت کا ہے، اُس کا لینا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۰۴/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دفتر کے لئے خریداری پر دوکان دار کا کمیشن دینا؟

سوال (۹۹۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دفتر کے لئے کوئی چیز خریدنے پر دوکان دار جو کمیشن دیتا ہے اُس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دفتر کے لئے کوئی چیز خریدنے پر دوکان دار جو کمیشن دیتا ہے وہ دفتر کا حق ہے، اُس کو لینا جائز نہیں ہے۔

وكله بشراء عشرة أروطال لحم بدرهم لزوم المؤكل منه عشرة بنصف درهم، قوله: ضعفه احتراز عن الزيادة القليلة كعشرة أروطال ونصف؛ فإنها لازمة للآمر؛ لأنها تدخل بين الوزنين فلا يتحقق حصول الزيادة. (شامي ۲۵۱/۸ زکریا،

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دفتر سے کام کروانے پر اہل دفتر کو پیسہ دینا؟

سوال (۹۹۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دوسرے دفاتروں سے اپنا یا اپنے ساتھیوں کا کام کروانے کے لئے جو پیسے دئے جاتے ہیں، اُن کا دینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوسرے دفاتروں میں کام کے بدلہ پیسہ دینا بھی رشوت ہے، لہذا دینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۰/۲)

ہاں اگر اپنا جائز حق اس طرح پیسہ دئے بغیر وصول نہیں ہو رہا ہے تو مجبوری کی حالت میں دیا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۲۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے پیسے وصول کرنے کیلئے چیئر مین کو دستخط کرنے کیلئے رشوت دینا؟

سوال (۹۹۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گورنمنٹ تعمیرات کے کام لوگوں کو سونپتی ہے اور لوگ اپنے مال سے کام کراتے ہیں، پھر بل بناتے ہیں، اور بل پاس ہونے کے لئے چیئر مین، سرچنگ وغیرہ کے دستخط ہونا ضروری ہے، اور وہ دستخط کرنے کے پیسے لیتے ہیں، اُن کو رقم دینا اور اُن کا لینا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنا حق وصول کرنے کے واسطہ اگر مجبوراً رشوت دینی

پڑے تو اس کی گنجائش ہے؛ لیکن لینے والے کے لئے رشوت لینا کسی حالت میں حلال نہیں۔

دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولا استخراج حق

له ليس برشوة يعني في حق الدافع. (شامی ۴۲۳/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت خور محکمہ کے مسلم ملازم کا رشوت لینا؟

سوال (۹۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید سرکاری ملازم ہے، ایک ایسی پوسٹ پر تقرر ہوا ہے کہ وہاں پر پہلے سے یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر وہ شخص جو اس محکمہ میں اپنا کام کرانے آتا ہے، تو اس کو دوسروں سے دینے پڑتے ہیں، اس کے بغیر اس کو کام کرانے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں، اب گویا وہاں کا اصول بن گیا ہے، اور ہر شخص دوسروں سے بخوشی جمع کرتا ہے اور اس کا کام جلد ہی ہو جاتا ہے، یہ دوسروں سے اوپر سے نیچے تک کے افسران میں تقسیم ہوتے ہیں، اور زید کے حصہ میں بھی دس روپے پڑتے ہیں، زید ان دس روپیوں کو لے کر کسی غریب کو دے دیتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اول زید کا یہ دوسروں سے لینا اور اس کا تقسیم ہو کر زید کے حصہ میں آنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس محکمہ میں رشوت کا لین دین ہو، اس کے مسلم ملازم

کو کسی بھی حال میں رشوت لینے کی اجازت نہیں، محض معمول بننے سے رشوت حلال نہیں ہو سکتی۔ نبی کریم علیہ السلام نے مطلقاً رشوت کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۹۷، ۳۱۱/۷)

عن عبد الله ابن عمرو رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله

عليه وسلم الراشي والمرتشى. (سنن أبي داود، كتاب الاقضية / باب في كراهية الرشوة

۵۰۴/۲ رقم: ۳۵۸۰ دار الفکر بیروت، سنن الترمذی، أبواب الأحکام / باب ما جاء في الراشي

والمرتشي في الحكم ۲۴۸/۱ رقم: ۱۳۳۷، وهكذا في سنن ابن ماجه، كتاب الأحكام / باب التغليظ في

الحيف والرشوة رقم: ۲۳۱۳ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان رقم: ۵۰۵۴ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت دے کر مدرسہ کو ملحق کرانا گناہ ہے

سوال (۱۰۰۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر رشوت دے کر مدرسہ کو حکومت سے ملحق کر لیا جائے، تو کیا انتظامیہ جو الحاق کرائے گی عند اللہ مجرم اور ماخوذ ہوگی؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل و مدلل جواب مطلوب ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں منتظمین کو رشوت دینے کا یقیناً گناہ

ہوگا؛ لیکن الحاق کے بعد جو تنخواہیں ملیں گی اُس کو حرام نہیں کہا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۱۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ادارہ کو گورنمنٹ سے ملحق کر کے امداد لینے کیلئے رشوت لینا؟

سوال (۱۰۰۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مدرسہ جسے عوامی چندہ سے چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے؛ لیکن وہ مقروض رہتا ہے، مدرسہ کے تمام اُساتذہ اور انتظامیہ کمیٹی کے کچھ افراد اُسے گورنمنٹ سے ملحق کر کے مالی بحران سے ادارہ کو بچانا چاہتے ہیں، جب کہ سرکاری الحاق کے لئے رشوت دینی پڑے گی، اور مدرسہ سرکاری تحویل میں چلا جائے گا، جو لوگ مدرسہ کو سرکار سے ملحق کرانا چاہتے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ ”الراشي والمرتشي كلاهما في النار“ کے باوجود یہ رشوت جائز ہے؛ کیوں کہ یہ ہمارا حق

ہے، اور حق کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینے کی شرعاً اجازت ہے، تو کیا ادارہ کو گورنمنٹ سے ملحق کر کے اُس کی امداد لینے کے لئے رشوت دینا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مدرسہ کو گورنمنٹ کے ساتھ ملحق کرانے میں جب اس بات کا خوف ہو کہ گورنمنٹ اور اُس کے ارکان امداد دینے کی بنا پر معاملات مدرسہ میں مداخلت کریں گے، جیسا کہ علامہ ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں گورنمنٹ سے امداد لینا مناسب نہیں، اور رشوت دے کر تو کسی حال میں درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: امداد المقتبین ۱۰۱۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۵۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

وقف بورڈ سے ملحق مدارس میں تقرر کے لئے روپیہ لینا؟

سوال (۱۰۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں جو مدارس پٹنہ بورڈ سے ملحق ہیں، اُس میں بحالی کے لئے ایک ڈیڑھ لاکھ روپے وغیرہ لیتے ہیں، تب کسی کو بحال کرتے ہیں، یہ روپے لینا اور دینا کیسا ہے؟ نیز جب اس مدرسہ میں رہیں گے تو اُن کی تنخواہ کے بارے میں کیا حکم لگے گا، جائز یا اس کا برعکس؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بورڈ سے ملحق مدارس میں تقرر کے لئے روپے کا لین دین رشوت اور حرام ہے؛ لیکن اس طریقہ پر اگر تقرر ہو جائے تو بعد میں جو تنخواہ ملے گی اُس کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ۱۹۸/۸)

عن عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشي والمرتشی. (سنن أبی داؤد، کتاب الاقضية / باب فی کراهیة الرشوة ۵۰۴/۲ رقم: ۳۵۸۰ دار الفکر بیروت، سنن الترمذی، أبواب الأحکام / باب ما جاء فی الراشي والمرتشی فی الحکم ۲۴۸/۱ رقم: ۱۳۳۷، وهكذا فی سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام / باب التغلیظ فی

الحیف والرشوة رقم: ۲۳۱۳ دار الفکر بیروت، صحیح ابن حبان رقم: ۵۰۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷ھ / ۷ / ۲۲
 الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط کام کرنے پر ملازمین کا پیسہ دینا؟

سوال (۱۰۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا لڑکا پولیس کے دفتر میں ہے، دوسرے ملازمین کی چھٹیاں وبھتے وغیرہ کی منظوری دلوانے میں اُس کا ہاتھ ہے، اس کے علاوہ اور دیگر غلط کام اُن لوگوں سے کراتا ہے، اس پر خوش ہو کر وہ ملازمین اُس کو پیسہ دیتے ہیں، کیا اُس کے لئے یہ پیسے جائز ہیں یا نہیں؟
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غلط کام کرنے پر ملازمین جو روپیہ دیتے ہیں وہ بھی رشوت ہے، اگرچہ اُس کا نام کچھ بھی رکھا جائے، اس لئے اُس کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا درست نہیں ہے، اور کسی بھی حال میں غلط کام کرنا بھی سخت گناہ اور وبال کا باعث ہے۔

عن عبد اللہ ابن عمرو رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشى. (سنن أبي داود، كتاب الاقضية / باب في كراهية الرشوة ۵۰۴/۲ رقم: ۳۵۸۰ دار الفکر بیروت، سنن الترمذی، أبواب الأحکام / باب ما جاء في الراشي والمرتشى في الحكم ۲۴۸/۱ رقم: ۱۳۳۷، وهكذا في سنن ابن ماجه، كتاب الأحکام / باب التغليظ في الحيف والرشوة رقم: ۲۳۱۳ دار الفکر بیروت، صحیح ابن حبان رقم: ۵۰۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۷ھ / ۹ / ۲۵

سود کی رقم رشوت میں دینا؟

سوال (۱۰۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سود کی رقم اگر رشوت میں دیتا ہے، تو کیا اُس کا یہ عمل صحیح ہے؟ اگر ہے تو کس حد تک؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سود کی رقم یا تو اصل مالک کو لوٹا دی جائے یا پھر غریبوں میں تقسیم کر دی جائے، اُسے رشوت میں دینا جائز نہیں ہے۔

لومات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة، يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصديق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامی، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل فی البیع ۳۸۵/۶ کراچی، ۵۵۳/۹ زکریا، وکذا فی المبسوط للسرخسی ۱۷۲/۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سود کی رقم رشوت میں دینا جائز نہیں

سوال (۱۰۰۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سود کی رقم اگر رشوت میں دیتا ہے، تو کیا اُس کا یہ عمل صحیح ہے؟ اگر ہے تو کس حد تک؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سود کی رقم یا تو اصل مالک کو لوٹا دی جائے یا پھر غریبوں میں تقسیم کر دی جائے، اُسے رشوت میں دینا جائز نہیں ہے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصديق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامی، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل فی البیع ۳۸۵/۶ کراچی، ۵۵۳/۹ زکریا، وکذا فی المبسوط للسرخسی ۱۷۲/۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت کی رقم ظلمی ٹیکس میں دینا؟

سوال (۱۰۰۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا زید دس روپے غریب کو نہ دے کر ایسی جگہ خرچ کر سکتا ہے جہاں اس کو مجبوراً رشوت دینا پڑتی ہے، یا ظلم ٹیکس وغیرہ میں دے سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رشوت کی رقم کسی غریب کی یا ظلمی ٹیکس وغیرہ میں بھی

دینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اُس کے اصل مالک کو لوٹانا ضروری ہے۔

إن أخذہ من غیر عقد لم یملکہ، ویجب علیہ أن یردہ علی مالکہ إن وجد

المالک. (بذل المجہود ۱/۴۷۱ مطبعة ندوة العلماء لکناؤ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ



اذکار اور دعائیں

نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا؟

سوال (۱۰۰۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پانچوں نمازوں میں ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ الخ امام پڑھتا ہے، اور تمام لوگ بآواز بلند درود شریف پڑھتے ہیں، اور اگر امام اس کو نہیں پڑھتا ہے، تو اس پر اعتراض تراشی کرتے ہیں، تو کیا اس کا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نفس درود شریف پڑھنا بلاشبہ باعثِ ثواب ہے؛ لیکن

اُس میں یہ التزام کہ نماز کے بعد ہی ہو اور جو ایسا نہ کرے وہ قابلِ ملامت ٹھہرے، ناجائز ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۸۵)

اس لئے صورتِ مسئلہ میں امام مسجد پر مذکورہ آیت اور درود شریف ہر نماز کے بعد پڑھنا

لازم نہیں ہے؛ بلکہ یہ التزام قابلِ ترک ہے، لوگوں کو حکمتِ عملی سے سمجھانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زوال کے وقت درود شریف وغیرہ پڑھنا؟

سوال (۱۰۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زوال کا وقت جو عموماً دوپہر بارہ اور ساڑھے بارہ بجے کے درمیان مانا جاتا ہے، اُس وقت درود شریف یا کوئی تسبیح پڑھنا یا دعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زوال کے وقت درود شریف یا دیگر تسبیحات وغیرہ

پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (خطاوی علی الدار ۱۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۲۰/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”اللہم اکفنی شرہ بما شئت“ کیا یہ دعا ثابت ہے؟

سوال (۱۰۰۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک کتاب میں میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا اس طرح دیکھی: ”اللہم

اکفنی شرہ بما شئت“ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ حدیث نہیں ہے تو اس طرح اپنی ضرورت کے

لئے دعا میں مانگ سکتا ہوں یا نہیں، اور کیا اس دعا کے الفاظ صحیح ہیں یا یہ اس طرح ہے: ”اللہم

اکفنی عن شرہ بما شئت“؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ نے دعا کے جو الفاظ لکھے ہیں وہ تلاش کے

باوجود نہیں ملے؛ البتہ یہ الفاظ ملتے ہیں:

اللہم اکفنی کل مہم من حیث شئت۔ (معارف الحدیث ۲۲۹/۵) ان الفاظ کو

پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳۱۹/۱/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چند مسنون دعائیں اور ان کے مآخذ

سوال (۱۰۱۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اس وقت ناکارہ حضرت والا کی خدمت میں چند دعائیں پیش کر رہا ہے، جن کی اصل مآخذ

ومراجع کی ناکارہ کو ضرورت ہے، اُمید کہ تحریر فرمادیں گے:

(۱) کھانا کھانے کے بعد کی دعا: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا من

المسلمين۔

(۲) دودھ پینے کی دعا: اللهم بارک لنا فيه وزدنا منه۔

(۳) دودھ کے علاوہ کچھ اور پینے کی دعا: الحمد لله الذي سقاني عذبا برحمته

ولم يجعله ملحاً أجاً بذنوبنا۔

(۴) عیادت کے وقت کی دعا: أسأل الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك۔

(۵) تعزیت کے وقت کی دعا: أعظم الله أجرک وأحسن غراءک وغفر لمیتک

(۶) کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو کہے: الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به،

وفضلني على كثير من خلق تفضلاً۔

(۷) نومولود کی مبارک بادی پر کہے: بارک الله لك في الموهوب لك

وشكرت الواهب وبلغ أشده ورزقت به۔

(۸) مخاطب جواب میں کہے: بارک الله وبارک علیک وجزاک الله خيراً

ورزقک الله مثله وأجزل ثوابک۔

اُمید کہ حدیث کی کتابوں سے اصل بتلا کر باب وغیرہ کی بھی نشان دہی فرمائیں گے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب طلب اَدِعیہ مسئلہ عنہا کے حوالہ جات اور الفاظ

درج ذیل ہیں:

(۱) الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين. (سنن الترمذي، أبواب

الدعوات / باب ما يقول إذا فرغ من الطعام ۱۸۴/۲، سنن أبي داود / باب ما يقول إذا أكل طعاماً ۵۳۸/۲)

اس میں ”من المسلمین“ ثابت نہیں ہے؛ بلکہ صرف ”مسلمین“ ثابت ہے،

صاحب مشکوٰۃ سے نقل میں مساحت ہو گئی ہے۔

(۲) اللّٰهُمَّ بارک لنا فیہ وزدنا منه . (سنن الترمذی، أبواب الدعوات / باب ما یقول

إذا أكل طعاماً ۱۸۳/۲، سنن أبی داؤد / باب ما یقول إذا أكل طعاماً ۵۳۸/۲)

(۳) الحمد لله الذي سقاني عذباً برحمته ولم يجعله ملحاً أجاجاً

بذنوبنا . (شعب الإيمان لليحيى ۱۱۵/۴ رقم: ۴۴۷۹)

(۴) أسأل الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك . (سنن الترمذی، أبواب

الطب / باب ما جاء في العسل ۲۸/۲، سنن أبی داؤد / باب الدعاء للمريض عند العيادة ۴۴۲/۲)

(۵) أعظم الله أجرک وأحسن غراءک وغفر لمیتک . (الأذکار للنووی /

باب التعزية ۸۹ قديم)

(۶) الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به، وفضلني على كثير ممن

خلق تفضلاً . (سنن الترمذی، أبواب الدعوات / باب ما یقول إذا رأى مبتلى ۱۸۱/۲)

(۷) بارک الله لك في الموهوب لك وشكرت الواهب وبلغ أشده

ورزقت بره . (الأذکار للنووی / باب استحباب التهئة وجواب المهنأ ۱۶۹ قديم)

(۸) بارک الله وبارک عليك وجزاك الله خيراً، ورزقك الله مثله وأجزل

ثوابك . (الأذکار للنووی / باب استحباب التهئة وجواب المهنأ ۱۶۹ قديم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰۲۱/۱۲/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

درج ذیل دعا کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟

سوال (۱۰۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ماہنامہ ندائے شاہی جنوری ۲۰۰۷ء کے صفحہ: ۲۶ پر یہ دعا چھپی ہے:

اللّٰهُمَّ اغفر لعائشة بنت أبی بکر مغفرةً ظاهرةً لا یغادر ذنباً، ولا تکب

بعدها خطیئةً ولا إثمًا .

اُزراہ کرم اِس دعا کے صحیح الفاظ جوابی کارڈ میں نقل فرما کر ممنون فرمائیں، بندہ چوں کہ غیر عالم ہے، لہذا دعا پر اعراب بھی لگوا دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ دعا کے صحیح الفاظ درج ذیل ہیں:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَلَا تَكْتَسِبْ بَعْدَهَا خَطِيئَةً وَلَا إِثْمًا.

یہ روایت مذکورہ مضمون کے علاوہ مسند الفردوس للذیلی میں بھی موجود ہے، جس میں معمولی طور پر الفاظ کا فرق ہے، وہ ذیل میں نقل ہے:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً لَا يَغَادِرُ دَنَسًا، وَلَا

تَكْتَسِبُ بِهَا إِثْمًا. (مسند الفردوس ۹۸/۱ رقم: ۲۰۳۲)

نیز اس کے اولین الفاظ مجمع الزوائد اور طبرانی وغیرہ میں بھی منقول ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۷/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنی زندگی اپنے شیخ کو ہبہ کرنے کی دعا

سوال (۱۰۱۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص نے یوں دعا کی: اے اللہ! میں اپنی زندگی جو باقی رہ گئی ہے آپ کے مقبول و نیک بندہ اپنے شیخ کے لئے ہبہ کرتا ہوں، آپ اُن کی زندگی میں برکت دے دیجئے اور مجھے بلا لیجئے، اور اُس کو اس دعا کا خیال شیخ سے تعلق اور اُس حدیث پاک کی وجہ سے ہوا جو ترمذی شریف میں ہے کہ ”حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ غالباً چالیس سال حضرت داؤد علیہ السلام کو ہبہ کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُس دعا کو قبول فرمایا تھا“۔ نیز احادیث شریفہ میں فداکِ روحی یا فداکِ

ابی و امی وغیرہ کلمات میں معنی دعا مراد ہیں یا نہیں؟ اگر ایسی دعا کرنی جائز نہیں ہے تو حدیث ترمذی کی روشنی میں دعا کا مضمون بتلادیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہر شخص کی عمر اُس کی پیدائش سے پہلے ہی عند اللہ طے شدہ ہے، اُس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی؛ لہذا یہ دعا کہ میری عمر فلاں کو دے دی جائے، حقیقت کے اعتبار سے محض بے معنی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر کا بعض حصہ ہبہ کرنے کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہ تقدیر معلق کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے طے کر رکھا ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے عمر کے اضافہ کی جو دعا فرمائیں گے اُسے قبول کر لیا جائے گا، بہر حال وہ واقعہ ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتا ہے، اور رہ گئیں وہ احادیث جس میں ذراک ابی و امی جیسے الفاظ ہیں، اُن میں اس کے ظاہری معنی مراد نہیں؛ بلکہ لازمی معنی مراد ہیں، یعنی اپنی رضامندی اور کامل عقیدت و محبت کا اظہار ہے، اس سے زندگی کے ہبہ کرنے کی دعا پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، اس طرح کی دعا کے بے فائدہ ہونے کا ثبوت اس سے بھی ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام کی وفات پر انتہائی اثر انگیز اور الم ناک تاثرات ظاہر فرمائے، اُن میں ایک جملہ یہ بھی تھا: ”وَلَوْ اَنْ مَوْتُكَ كَانَ اخْتِيَارًا لَجَدْنَا لِمَوْتِكَ بِالنَّفُوسِ (الروض الأنف / موقف أبي بكر بعد وفاة الرسول ﷺ ۴۴۵:۱) یعنی آپ کی موت اگر اختیاری ہوتی تو ہم آپ کی وفات کے بدلہ کتنی جانیں لٹا دیتے۔ تو معلوم ہوا کہ ہر شخص کی موت اٹل ہے اور اس غیر اختیاری معاملہ میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے، اگر دعا ہی دینی ہے تو نفس برکت کی دعا پر اکتفاء کرے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [یونس، جزء آیت: ۴۹] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۶/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حصولِ معاش کے لئے وظیفہ

سوال (۱۰۱۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حصولِ معاش اور خیر و برکت کے لئے کوئی ایسی دعا بتلایئے جو سرِ بلعِ التا شیر ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“ روزانہ پانچ سو مرتبہ

پڑھتے رہیں، ہر نماز کے بعد بیالیس مرتبہ ”یا وہاب“ پڑھ کر دعا کریں، نیز روزانہ سونے سے قبل یا

مغرب کے بعد سورۃ واقعہ ضرور پڑھا کریں۔ (دینی مسائل اور ان کا حل ۱۳۱)

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبداً، وكان ابن مسعود يأمر بناته

يقرأن بها في كل ليلة. (مشكاة المصابيح ۱۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عشاء کے بعد تیرہ ہزار والی تسبیح زور زور سے ذکر کرنا؟

سوال (۱۰۱۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے یہاں مسجدوں میں عشاء کی نماز کے بعد دروازہ، لائٹ بند کر کے زور زور سے تیرہ

ہزار والی تسبیح پڑھتے ہیں، اُس کے بعد دعا ہوتی ہے، کیا اس طرح زور زور سے مسجد میں تسبیح پڑھنے

کی شریعت میں اجازت ہے یا نہیں؟ اگر اجازت ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تکبیر

کا کیا مقصد تھا؟ واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تزکیہ قلب اور دلوں سے غفلت دور کرنے کے لئے

ذکر بالجہر کیا جائے، تو شرعاً اس کی اجازت ہے؛ لیکن اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اُس سے دیگر

عبادت کرنے والوں کی عبادت میں خلل نہ پڑے اور نہ اس کا اس قدر التزام کیا جائے کہ لوگ دیگر اعمالِ مسنونہ چھوڑ کر اُسی طریقہ کو دین سمجھنے لگیں، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تکمیل کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ لوگ دین میں حد سے تجاوز نہ کریں۔

وقد شبه الإمام الغزالي ذكر الإنسان وحده وذكر الجماعة بأذان المنفرد وأذان الجماعة، قال: فكما أن أصوات المؤذنين جماعة تقطع جرم الهواء أكثر من صوت المؤذن الواحد، كذلك ذكر الجماعة على قلب واحد أكثر تأثيراً في رفع الحجب الكثيفة من ذكر شخص واحد. (شلمی ۵۷۱/۹ زکویا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بعد نماز ظہر ختم یسین کا اہتمام کرنا؟

سوال (۱۰۱۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مثال کے طور پر ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر سورہ یسین شریف کی تلاوت کر کے مجموعی طور پر دعاء کرنا روزانہ متعین کر کے کیسا ہے؟ مدلل اور مفصل جواب دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں سورہ یسین شریف پڑھنا اور دعا کرنا جائز ہے، لیکن اُسے فرض یا واجب کے درجہ میں سمجھنا، ضرورت سے زیادہ اہتمام کرنا اور شریک نہ ہونے والوں پر تکمیل کرنا التزام مالا یلزم کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۵۶۰۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۴/۲۳ھ

روزانہ ۲۱ مرتبہ یسین شریف کا ختم کرنا؟

سوال (۱۰۱۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہماری مسجد میں بعد نماز عشاء روزانہ سورہ یٰسین شریف کا ۲۱ مرتبہ ختم ہو رہا تھا، پڑھنے والوں کی تعداد میں کمی کے باعث ۲۱ مرتبہ پڑھا جانے لگا، اب ماہ رمضان میں بعد نماز فجر ۱۱ مرتبہ پڑھا جاتا ہے، حالاں کہ جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ ذاتی مفاد کے لئے نہیں؛ بلکہ صرف اہل محلہ کے لئے مصائب اور برے حالات سے بچانے کے لئے پڑھا جا رہا ہے، اس پر کچھ لوگوں کو اعتراض ہے، اُن کا کہنا یہ ہے کہ اگر اس کو چھوڑ دیا گیا اور ۲۱ مرتبہ روزانہ نہیں پڑھا گیا، تو پڑھنے والے سب پاگل ہو جائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سورہ یٰسین شریف کا اس طرح پڑھنا کیسا ہے؟ تعداد میں اگر کسی وجہ سے کمی کر دی جائے تو کیا کوئی فرق ہوگا یا اُس کے اثرات کچھ تبدیل ہو جائیں گے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سورہ یٰسین شریف پڑھنے کے بکثرت فضائل روایات میں وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رات میں سورہ یٰسین شریف پڑھے اُس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”یٰسین شریف قرآن کریم کا دل ہے جو اُسے ایک دفعہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب مرحمت فرمائیں گے“۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۶۴ ق: ۲۴۷)

لہذا شرعاً اس میں کسی عدد کی تخصیص نہیں ہے، جتنی مرتبہ سہولت پڑھ سکے پڑھ لی جائے، اور کسی شخص کا یہ کہنا کہ اُسے اگر ۲۱ مرتبہ نہ پڑھا گیا، تو پڑھنے والے پاگل ہو جائیں گے، قطعاً بے اصل اور بے دلیل ہے، شریعت میں ایسے واہیات خیالات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۹/۱۴۱۳ھ

فجر بعد اجتماعی طور پر سورہ یٰسین اور بعد عشاء سورہ واقعہ پڑھنا؟

سوال (۱۰۱۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: فجر کی نماز کے بعد اجتماعی طور پر سورۃ الیسین پڑھنا اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ واقعہ پڑھنا کیسا ہے؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ دونوں اعمال کا اس قدر التزام کہ اس کے تارک پر نکیر کی جائے اور سب کو اس کام پر مجبور کیا جائے صحیح نہیں ہے، ویسے بلا جبر معمول ہو اور نہ پڑھنے والے پر کوئی نکیر نہ ہو، تو اس کی گنجائش ہے، کبھی کبھی اس معمول کو چھوڑ دینا چاہئے؛ تاکہ عوام کو پتہ چل جائے کہ یہ ضروری نہیں ہے۔

فلو ترک أمثال هذه الصلوات تارك لیعلم الناس أنه ليس من الشعار
فحسن۔ (شامی ۴۹/۲ کراچی، ۵۰۱/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۱۶ھ

حق لا الہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال (۱۰۱۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حق لا الہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”حق لا الہ الا اللہ“ پڑھنا درست ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کو ملانا چاہئے؛ اس لئے کہ یہ دونوں جملے اسلام کا ایک رکن ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳۰۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۴/۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنانے کا وظیفہ

سوال (۱۰۱۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرا ایک لڑکا ہے وہ بہت پریشان کرتا ہے نہ تو پڑھنے جاتا ہے، اور نہ کام وغیرہ میں دل لگاتا ہے، میں اُس سے بہت پریشان ہوں، آپ سے درخواست ہے کوئی وظیفہ وغیرہ بتادیں، جس سے اللہ تعالیٰ اُس کو شفاء عطا فرمادے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سورہ والضحیٰ سات مرتبہ چینی پر پڑھ کر اُسے پلائیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمل کے دوران اللہ کا ذکر کرنا؟

سوال (۱۰۲۰): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی عمل کے دوران اگر ذکر اللہ کیا جاتا ہے تو عمل مقدم ہو جاتا ہے، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تنقیح: ذکر اللہ ہر حالت میں افضل ہے؛ لیکن آپ

اپنے سوال میں کس طرح کا ذکر کو پوچھنا چاہتے ہیں؟ اُس کی وضاحت فرمائیں؛ تاکہ جواب دینے

میں سہولت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بند کمرے میں غسل کے دوران ذکر کرنا؟

سوال (۱۰۲۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل زیادہ تر مکان بنوانے میں استنجاء خانہ و غسل خانہ ایک ہی کمرہ میں بنوا دیتے ہیں،

ایسی صورت میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(۱) ایک ہی کمرہ میں غسل خانہ اور استنجاء خانہ بنا ہوا ہے، بند کمرہ میں غسل کرنے کے دوران وضو بھی کرتا ہے برہنہ بھی ہیں، ایسی صورت میں زبان بند رکھیں یا کچھ الفاظ ادا کر سکتے ہیں؟

(۲) غسل خانہ میں طہارت خانہ بھی ہے، مگر کمرہ کا دروازہ کھلا ہے، تہ بند بھی پہنے ہیں، ستر ڈھکا ہے، ایسی صورت میں وضو کی حالت میں یا فارغ ہو کر دعا کے الفاظ ادا کر سکتا ہوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بند کمرہ میں غسل کے دوران زبان سے ذکر کرنا منع

ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۷۸، ۱۷۷ میرٹھ)

ويستحب أن لا يتكلم بكلام معه، ولو دعا؛ لأنه في مصب الأقدار.

(طحطاوي على المراقي ۱۰۶ المكنية الأشرفية ديوبند)

طہارت خانہ سے ہٹ کر وضو کی جگہ میں وضو کرتے ہوئے یا فارغ ہو کر دعائے الفاظ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: کتاب الفتاویٰ ۴۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۶/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جماع کے وقت کی دعا میں اضافہ کرنا؟

سوال (۱۰۲۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا بوقت جماع جو شیطان سے بچنے کی دعا کی جاتی ہے تو اس کو مزید مؤمنین و مؤمنات کی فلاح و مغفرت تک کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس وقت اور کوئی دعا احادیث سے ثابت نہیں ہے،

اس لئے کہ جو مسنون دعا ہے بس اسی پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ (کتاب الدعاء ۲-۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/۹/۱۴۱۷ھ

سوتے وقت کے عملیات

سوال (۱۰۲۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ندائے شاہی کے ایک شمارہ میں ایک مضمون نظر سے گزرا، جس میں واضح کیا گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے اعتبار سے رات کو سوتے وقت کے کچھ عملیات کی فضیلت جو اکثر مساجد میں اشتہار کی شکل میں آویزاں نظر آئی ہیں وہ معتبر نہیں ہیں۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ احقر کا عمل اُن عملیات کے ورد کا کچھ برسوں سے رہا ہے، کیا آپ کے رسالہ میں شائع شدہ مضمون کے مطابق (جو یقیناً حقائق پر مبنی ہے) میں وہ عمل ترک کر دوں؟ جب کہ اُن میں سے کچھ عملیات کے بارے میں پڑھا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہا ہے، جواب سے مطلع فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رات کے سوتے وقت کے عملیات کے متعلق روایت بے اصل ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خاص وقت میں مذکورہ اعمال کا جو ثواب بیان کیا گیا ہے اُس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے، لہذا اس عقیدے کے ساتھ سوتے وقت مذکورہ اعمال کو بجالانا جائز نہیں؛ البتہ اُس میں تین مرتبہ قبل ہو اللہ پڑھنے پر جو پورے قرآن کا ثواب بتایا گیا ہے، اُس کی کچھ تائید ایک دوسری صحیح حدیث سے ہوتی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”قل ہو اللہ احد“ پڑھنے کو تہائی قرآن بتایا ہے، بہر حال ان اذکار کا پڑھنا ممنوع نہیں؛ بلکہ اُن پر بیان کردہ ثواب کا عقیدہ رکھنا ممنوع ہے، آپ اگر اُن اذکار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو مذکورہ عقیدے کے بغیر جاری رکھ سکتے ہیں، پھر بھی بہتر یہ ہے کہ وقت اور تعداد اذکار میں آپ تبدیلی کر دیں؛ تاکہ کوئی اشکال نہ رہے۔

عن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيعجز أحدكم أن يقرأ في ليلة ثلث القرآن؟ قالوا: وكيف يقرأ ثلث القرآن؟ قال: ﴿قل﴾

هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿۱﴾ تعدل ثلث القرآن . (صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها / باب فضل قراءة

قل هو الله احد ۲۷۱/۱ رقم: ۸۱۱ بیت الأفكار الدولية، صحیح البخاری ۷۵۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کے وقت کے معمولات

سوال (۱۰۲۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: احادیث شریفہ میں سوتے وقت پڑھنے کی کیا دعائیں وارد ہوئی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے وقت کے معمولات کیا تھے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: احادیث شریفہ میں سوتے وقت درج ذیل دعائیں

پڑھنا ثابت ہے:

۱:- باسمک ربی وضعتُ جنبی وبک أرفعه، فإن أمسکت نفسي

فأرحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عباد الصالحين . (صحیح البخاری

۹۳۵/۲ رقم: ۱۲۶۱ دار الفکر بیروت)

۲:- اللّٰهُمَّ أنت خلقت نفسي وأنت توفاها، لك مماتها ومحياها، إن

أحييتها فاحفظها (بما تحفظ به عبادک الصالحين) وإن أمتها فاغفر لها (وارحمها)

اللّٰهُمَّ إني أسألك العافية . (صحیح مسلم ۳۴۹/۲ رقم: ۲۰۸۳ بیت الأفكار الدولية)

۳:- باسمک اللّٰهُمَّ أموت وأحياء . (صحیح البخاری ۹۳۴/۲ رقم: ۱۱۳۱)

۴:- اللّٰهُمَّ رب السموات ورب الأرض، ورب العرش العظيم، ربنا

ورب كل شيء، فآلق الحب والنوى، ومنزل التوراة والإنجيل والفرقان، أعوذ

بک من شر كل شيء أنت آخذ بناصيته، اللّٰهُمَّ أنت الأول فليس قبلك شيء،

وأن الآخر فليس بعدك شيء، وأنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن فليس دونك شيء، اقض عنا الدين وأغننا من الفقر. (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء/الدعاء عند النوم ٣٤٨/٢ رقم: ٢٧١٣ بيت الأفكار الدولية)

٥:- الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا، فكم ممن لا كافي له ولا مؤوي. (صحيح مسلم ٣٤٩/٢ رقم: ٢٠٨٤ بيت الأفكار الدولية)

٦:- اللهم فاطر السموات والأرض، عالم الغيب والشهادة، رب كل شيء ومليكه، أشهد أن لا إله إلا أنت (وحدك لا شريك لك) أعوذ بك من شر نفسي، ومن شر الشيطان وشركه، وأن أقترف على نفسي سوءاً أو أجره إلى مسلم. (سنن أبي داود ٦٩٣/٢ رقم: ٣١٧٤ دار الفكر بيروت)

٧:- اللهم أسلمت نفسي إليك، وفوضت أمري إليك، ووجهت وجهي إليك، وألجأت ظهري إليك، رغبةً ورهبةً إليك، لا ملجأ ولا منجأ منك إلا إليك، امننت بكتابتك الذي أنزلت، وبنبيك الذي أرسلت. (صحيح البخاري رقم: ١١٣١ دار الفكر بيروت)

٨:- اللهم قني عذابك يوم تبعث عبادك. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ٦٨٨/٢ رقم: ٥٠٤٥ دار الفكر بيروت)

٩:- تسبیحات فاطمة (٣٣/مرتبة سبحان الله، ٣٣/مرتبة الحمد لله، ٣٣/مرتبة الله أكبر) (مشكاة المصابيح / باب ما يقول عند الصباح ٢٠٩/١)

١٠:- استغفر الله الذي لا إله إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه. (تین مرتبة)

(سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء في الدعاء إذا وئى إلى فراشه ١٧٧/٢ رقم: ٣٣٩٧)

١١:- لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، ولا حول ولا قوة إلا بالله، سبحان الله وبحمده، لا إله إلا الله والله أكبر. (عمل اليوم الليلة للنسائي ٤٧١/١ رقم: ٨١١)

۱۲:- السّلم اغفر لي واخسأ شيطاني، وفكّ رهاني، وثقل ميزاني، واجعلي

في الندي الأعلى'. (المستدرک علی الصحیحین للحاکم / کتاب الدعاء ۱/۷۲۴ رقم: ۱۹۸۲)

ان کے علاوہ آیہ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں اور سورہ کافرون پڑھنا بھی ثابت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام سوتے وقت سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیلتے تھے۔ اور بعض روایات میں سورہ الم سجدہ، سورہ ملک، سورہ بنی اسرائیل، سورہ زمر اور مسجات (سورہ حدید، سورہ حشر، سورہ تغابن، سورہ جمعہ اور سورہ اعلیٰ) پڑھ کر سونا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

عن جابر رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم لا ينام حتى يقرأ: تنزيل السجدة، وتبارك.

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم لا ينام حتى يقرأ: الزمر وبني إسرائيل. (سنن الترمذی، أبواب الدعوات / باب ما جاء في من يقرأ من القرآن عند المنام ۱۷۷/۲-۱۷۸ رقم: ۳۴۰۴-۳۴۰۵)

عن العرباض بن سارية رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ المسبحات قبل أن يرقد. (سنن أبي داود، کتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ۶۸۹/۲ رقم: ۶۸۹۱۲-۵۰۵۷ دار الفكر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتے سوتے ڈر جائے تو کیا دعا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی شخص سوتے سوتے ڈر جائے، تو گھبراہٹ اور خوف دور کرنے کے لئے کیا دعا پڑھے؟ نیز اگر بچہ ڈر جائے تو کیا کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سوتے ہوئے گھبرا جائے یا ڈر جائے، تو ”أعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشیاطین وأن یحضرُون“ پڑھ لیا کرے، جو کچھ اُس نے دیکھا ہے وہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، اور اگر بچہ ڈر جائے تو یہی کلمات لکھ کر اُس کے گلے میں ڈال دیں، انشاء اللہ بچہ کا خوف جاتا رہے گا۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جدہ رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا فزع أحدکم فی النوم فلیقل: أعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبه وعقابه وشر عباده، ومن همزات الشیاطین وأن یحضرُون، فإنها لن تضره، قال: فكان عبد اللہ بن عمرو: یُعَلِّمُهَا من بلغ من ولدہ، ومن لم یبلغ منهم کتبها فی صکٍّ، ثم علَّقها فی عنقه. (سنن الترمذی / باب دعاء الفزع فی النوم ۱۹۲۲ رقم: ۳۵۲۸، سنن أبی داود، کتاب لطب / باب کیف الرقی ۵۴۳/۲ رقم: ۳۸۹۳، السنن الکبریٰ للإمام النسائی / باب ما یقول من یفزع فی منامه رقم: ۱۰۶۰۱، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۸۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر نیند نہ آئے تو کیا دعا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بسا اوقات دیر رات تک لیٹے لیٹے تھک جاتے ہیں، لیکن نیند نہیں آتی، تو ایسے موقع پر کیا دعا اور عمل کرنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نیند نہ آنے پر درج ذیل دعا پڑھنا حدیث سے ثابت

ہے، حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! مجھے رات کو نیند نہیں آتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جب تم بستر پر لیٹا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو: ”اللہم رب السموات السبع وما أظلت، ورب الأرضین وما أقلت، ورب الشیاطین وما أضلت، کن لی جاراً من شر خلقک کلہم جمیعاً أن یفرط علی أحد منهم أو أن ینیغی، عز جارک، وجل ثناءک، ولا إله غیرک، ولا إله إلا أنت“۔ (سنن الترمذی، أبواب الدعوات / باب ۱۹۲۲ / رقم: ۳۵۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر رات میں نیند ٹوٹ جائے تو کیا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر سوتے سوتے درمیان میں آنکھ کھل جائے تو کیا پڑھے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب رات میں سوتے سوتے نیند ٹوٹ جائے تو درج

ذیل دعائیں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے:

لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير. وسبحان الله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله.

(کتاب الدعاء ۱۱۵۴/۲، سنن أبی داؤد / باب ما یقول الرجل إذا تعار من الليل ۶۸۹/۲)

اللہم غارت النجوم وهدأت العیون، وأنت حی قیوم لا تأخذک سنة ولا

نوم، یا حی یا قیوم! اهدئ لیلی وأتم عینی. (الأذکار للإمام لنووی ۱۱۲/۱ نزار مصطفیٰ مکہ

المکرمہ، عمل لیوم والليلة لابن السنی ۴۱۳ رقم: ۷۴۹ مکتبہ دار الزمان لمدينة المنورة، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کروٹ لیتے وقت کیا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سوتے وقت جب دائیں بائیں کروٹ لے، تو کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک حدیث میں ہے کہ بندہ سوتے ہوئے کروٹ لے

اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو دیکھو، اس وقت بھی مجھے نہیں بھولا، تم گواہ رہو، میں نے اُس کی مغفرت کر دی۔

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا نام العبد على فراشه أو على مضجعه من الأرض التي هو فيها، فانقلب في ليلته على جنبه الأيمن أو جنبه الأيسر، ثم قال: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير. يقول الله عز وجل لملائكته: أنظروا إلى عبدي هذا لم ينسني في هذا الوقت، أشهدكم أنني قد رحمته و غفرت له ذنوبه. (عمل اليوم الليلة لابن السني ص:

٤١٦ رقم: ٧٥٥ مكتبة دار الزمان المدينة المنورة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوکراٹھنے کی دعائیں؟

سوال (۱۰۲۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جب سوکراٹھیں تو کونسی دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوکراٹھنے کے بعد احادیث شریفہ میں بہت سی

دعائیں پڑھنا منقول ہیں، چند دعائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، اُن میں سے جو دعا بھی آسان ہو، اس کو معمول بنالیا جائے۔

عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا قام قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور. (صحيح البخاري، كتاب الدعوات / باب ما يقول إذا نام ۹۳۴/۲ رقم: ۶۳۱۲ دار الفكر بيروت)

لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، سبحان الله والحمد لله ولا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والله أكبر، ولا حول ولا قوة إِلَّا بالله العلي العظيم ثم دعا رب اغفر لي غفرلہ. (حصن المسلم، بحوالہ: سنن ابن ماجہ ۳۳۵/۲)

الحمد لله الذي عافاني في جسدي، ورد علي روحي، وأذن بذكره.

(حصن المسلم، بحوالہ: سنن الترمذي ۴۷۷/۵)

لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وحده، لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير. سبحان الله والحمد لله ولا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والله أكبر، ولا حول ولا قوة إِلَّا بالله. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب ما يقول الرجل إذا تعار من الليل ۶۸۹/۲ رقم: ۵۰۶۰)

لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سبحانك، اللهم استغفرک لذنبی، وأسألك رحمتك، اللهم زدني علمًا، ولا تُزغ قلبي بعد إذ هديتني، وهب لي من لدنك رحمةً، إنك أنت الوهاب. (سنن أبي داود، كتاب الأدب / باب ما يقول الرجل إذا تعار من الليل ۶۹۰/۲ رقم: ۵۰۶۱)

ایک روایت میں ہے کہ ”جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو نیند دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملتے اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھتے۔“

عن ابن عباس رضي الله عنهم قال: استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل يسمح النوم عن وجهه، ثم قرأ العشر الآيات الخواتيم من سورة آل عمران. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في عبادة رسول الله ﷺ ۱۸ رقم: ۲۶۵)

سورہ آل عمران کی آخری دس آیات یہ ہیں:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ. الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ، وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ. رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا، رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ. رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ. فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُم مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنشَىٰ، بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ، فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُودُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا أَلَّا يَكْفُرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَّهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ، ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ. لَا يَغْرُنْكَ تَلَقُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ. مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ، وَبِئْسَ الْمِهَادُ. لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا، نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ. وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ

لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ [آل عمران: ۱۹۰-۲۰۰] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا

سوال (۱۰۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہئے:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: كان النبي صلى الله عليه وسلم

إذا دخل الخلاء، قال: اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث. (صحيح البخاري،

كتاب الوضوء / باب ما يقول عند الخلاء ۲۶/۱ رقم: ۱۴۲ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الحيض

/ باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء ۱۶۳/۱ رقم: ۳۷۵ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

سوال (۱۰۳۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا بھی تحریر فرمائیں، کرم ہوگا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب قضاء حاجت سے مکمل طور پر اطمینان ہو جائے، تو

وائیں پیر سے بیت الخلاء سے باہر نکلے اور یہ دعا پڑھے:

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا

خرج من الخلاء، قال: غفرانك. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب ما يقول إذا خرج من

الخلاء ۷/۱، سنن أبي داود، كتاب الطهارة / باب ما يقول الرجل إذا خرج من الخلاء ۵/۱ رقم: ۳۰،

سنن ابن ماجه / كتاب الطهارة وسننها / باب ما يقول إذا خرج من الخلاء رقم: ۳۰۰ دار الفكر بيروت)

الحمد لله الذي أذهب عني الأذى وعافاني. (سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة /

باب ما يقول إذا خرج من الخلاء رقم: ۳۰۰، سنن أبي داود، كتاب الطهارة / باب ما يقول الرجل إذا

خرج من الخلاء ۵/۱ رقم: ۳۰ دار الفكر بيروت)

ويستحب له عند الخروج يقدم اليمنى. (الفتاوى الهندية ۵۰۱ دار إحياء

التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفر کے لئے گھر سے نکلنے کی دعا

سوال (۱۰۳۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: گھر سے نکلتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گھر سے نکلتے وقت درج ذیل دعا پڑھنا حدیث سے

ثابت ہے، اگر موقع ہو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھے، پھر سفر کی دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرتے ہوئے رخصت ہو۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا خرجت من منزل لك فصل ركعتين،

تمنعانك مخرج السوء. (مسند البزار ۳۵۷/۱ رقم: ۷۴۶)

عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا

خرج من بيته، قال: [بسم الله توكلت على الله، اللهم إنا نعوذ بك من أن نزل

أو نضل أو نضلّم أو نُظلم أو نُجهل أو يُجهل علينا]. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات /

باب ما جاء ما يقول إذا خرج من بيته ۱۸۰/۲ - ۱۸۱ رقم: ۳۴۲۷)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا دخلتم بيتاً فسدتموا على أهلها، فإذا

خرجتم فأودعوا أهلها بسلام. (شعب الإيمان للبيهقي / باب مقابلة أهل الدين ومودتهم وإفشاء

السلام، فصل في سلام من خرج من بيته ۴۸/۶ رقم: ۸۸۴۵ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منزل مقصود نظر آتے وقت کی دعا

سوال (۱۰۳۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جس بستی میں جانے کا ارادہ ہو، تو جب وہ بستی نظر آنے لگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب منزل مقصود نظر آنے لگے تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّعِیَّةِ وَمَا أَظْلَتْ، وَرَبَّ الْأَرْضِیْنَ السَّعِیَّةِ وَمَا أَقْلَتْ،
وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا أَذْرَتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا أَضْلَتْ، وَرَبَّ الْجِبَالِ أَسْأَلُكَ خَیْرَ
هَذَا الْمَنْزِلِ وَخَیْرَ مَا فِیْهِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ، اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهُ، وَاصْرِفْ
عَنَّا وَبَاهُ وَأَرْزُقْنَا رِضَاهُ، وَحَبِّبْنَا إِلَى أَهْلِهِ وَحَبِّبْ أَهْلَهُ إِلَیْنَا. (کتاب الدعاء للطبرانی / باب ما
یقول المسافر إذا أشرف علی بلدة یرید دخولها ۲۶۳ رقم: ۸۳۵ دار الکتب العلمیة بیروت، المعجم الکبیر للطبرانی

۱۱۵/۴ رقم: ۳۸۳۹ دار إحياء التراث العربی بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کی دعا

سوال (۱۰۳۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب سفر سے واپسی ہو تو بہتر یہ ہے کہ سلام کرتے

ہوئے گھر میں داخل ہو، اور یہ دعا پڑھیں:

عن أبي مالک الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم: إذا ولج الرجل بيته فليقل: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ

الْمُخْرَجِ، بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا. (سنن أبي

داؤد، کتاب الأدب / باب ما يقول الرجل إذا دخل بيته ۶۹۵/۲ رقم: ۵۰۹۶ دار الفكر بیروت)

عن البراء بن عازب رضي الله عنه يحدث عن أبيه أن النبي صلى الله عليه

وسلم كان إذا قدم من سفر قال: أثبتون تائبون عابدون لربنا حامدون. (سنن

الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء ما يقول إذا رجع من سفره ۱۸۲/۲ رقم: ۳۴۴۰، المسند للإمام

أحمد بن حنبل ۲۹۸/۴ دار الفكر بیروت، کتاب الدعاء للطبراني / باب ما يقول المسافر إذا رجع رقم:

۸۴۲ دار الكتب العلمية بیروت)

اور اگر موقع ہو تو دو رکعت نماز بھی پڑھ لیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا دخلت

منزلك فصل ركعتين تمنعانك مدخل الشؤء، وإذا خرجت من منزلك فصل

ركعتين تمنعانك مخرج الشؤء. (المسند للإمام البزار، مجمع الزوائد ۵۷۲/۲، الأحاديث

المنتخبة في الصفات الست، الصلاة / السنن والنوافل ۱۱۸ رقم: ۲۹۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آئینہ دیکھنے کی دعا

سوال (۱۰۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آئینہ دیکھنے کی دعا کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا

پڑھتے تھے:

الحمد لله اللهم كما حسنت خلقي فحسن خلقي. (عمل اليوم الليلة / باب ما

يقول إذا نظر في المرأة ١٢٨/١ (رقم: ١٦٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیا کپڑا پہننے کی دعا؟

سوال (۱۰۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر نیا کپڑا زیب تن کیا جائے تو کیا اس کی کوئی دعا ہے؟ تحریر فرمادیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث شریف میں نیا کپڑا پہننے وقت درج ذیل دعا پڑھنا

ثابت ہے:

الحمد لله الذي كساني ما أؤاري به عورتی واتجمل به في حياتي . (کتاب

الدعاء ۱۴۲، الأذکار للنووي ۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے بعد کی دعائیں

سوال (۱۰۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: احادیث شریفہ میں کھانے کے بعد کوئی کوئی دعائیں پڑھنا منقول ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کھانا کھانے کے بعد درج ذیل دعا پڑھنا احادیث

شریفہ سے ثابت ہے:

عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

كان إذا رفع مائدته قال: ”الحمد لله كثيرا طيبا مباركا فيه، غير مكفي ولا مودع

ولا مستغنى عنه ربنا“.

عن أبي أمامة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا فرغ من طعامه، وقال مرة: إذا رفع مائدته، قال: ”الحمد لله الذي كفانا وأروانا، غير مكفي ولا مكفور“. وقال مرة: ”الحمد لله ربنا غير مكفي ولا مودع ولا مستغنى ربنا“. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما يقول إذا فرغ من طعامه ۸۲۰/۲ رقم:

۵۴۵۸-۵۴۵۹ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من طعامه قال: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين.

(شمائل ترمذي / باب ما جاء في قول رسول الله ﷺ قبل الطعام وبعد ما يفرغ منه ۱۲/۲ رقم: ۱۹۵)

عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا أكل أو شرب قال: الحمد لله الذي أطعم وسقى وسوَّغ له وجعل له مخرجًا. (سنن أبي داود، كتاب الأطعمة / باب ما يقول الرجل إذا طعم ۵۳۸/۲ رقم: ۳۸۵۱ دار الفكر بيروت)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: وإذا شبعتم فقولوا: الحمد لله الذي هو اشبعنا وأروانا وأنعم علينا وأفضل. (شعب الإيمان للبيهقي / باب تعديد نعم الله عز وجل

۱۴۵/۱-۱۴۶ رقم: ۴۲۸۴)

مذکورہ بالا دعائوں میں سے کسی بھی دعا کو پڑھنے سے سنت کا ثواب مل جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پانی پینے کی دعا

سوال (۱۰۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پانی پینے کی کیا دعا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

الحمد لله سقانا عذبا فرأنا برحمته ولم يجعل ملحاً أبجاً بذنوبنا. (کتاب

الدعاء للبطراني ۸۹۹، شمائل کبریٰ ۱۹۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دودھ پینے کی دعا؟

سوال (۱۰۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: دودھ پینے کی دعا بھی تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل دعا پڑھنا ثابت ہے۔

اللهم بارک لنا فيه و زدنا منه. (سنن الترمذی / باب ما یقول إذا أکل طعاماً ۱۸۳/۲،

شمائل کبریٰ ۱۹۵/۱، شعب الإیمان للبيهقي / باب فی المطاعم والمشارب ۱۰۴/۵ رقم: ۵۹۵۷) فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رنج و غم اور قرض سے نجات دلانے والی دعا؟

سوال (۱۰۳۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حضرت میرے اوپر بہت بڑا قرض ہو گیا ہے، اور بعض کاروباری پریشانیوں اور کھریلو حالات کی وجہ سے میں بہت رنج و غم کا شکار ہوں، اس لئے حضور والا سے درخواست ہے کہ مجھ کو

پڑھنے کے لئے کوئی ایسا دعا فرمادیں، جو میرے غموں کو دور کر دے اور قرض سے ادائیگی کا سبب بن جائے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ درج ذیل دعا کا کثرت سے اہتمام کیا کریں:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَخْلِ وَالْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدِّينِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ. (سنن

الترمذی ۱۸۶۱۲، سنن أبی داؤد ۲۱۵۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

